فتاویٰ دینیہ
جلد دوم
حضرت مولانا مفتی اسمٰعیل کچھولوی صاحب
شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ حسینیہ راندیر، گجرات، انڈیا
باب الامامۃ، باب جمعہ وعیدین
کتاب المساجد
کتاب الجنائز
کتاب الزکوٰۃ
حضرت مولانا محمد سعید صاحب راندیری
مہتمم جامعہ حسینیہ راندیر، سورت، گجرات، انڈیا
Phone: 0261-2763303
Fax 0261-2766327

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ دینیہ

جلد دوم

حضرت مولانا مفتی اسمٰعیل کچھولوی صاحب

شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ حسینیہ راندیر، گجرات، انڈیا

بابُ الامامۃ والجمعۃ والعیدین

کتابُ المساجد — کتابُ الوقف — کتابُ الجنائز

کتابُ الزکوٰۃ

ناشر

حضرت مولانا محمود شبیّر صاحب راندیری

مہتمم جامعہ حسینیہ راندیر، سورت، گجرات، انڈیا

Phone: 0261-2763303

Fax: 0261-2766327

کتاب کا نام : فتاویٰ رحیمیہ جلد دوم

مصنف : حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ حسینیہ، راندیر ضلع سورت، گجرات انڈیا

مترجم : مولانا مفتی محمد امین صاحب زید مجدہم

ناشر : جامعہ حسینیہ راندیر، ضلع سورت، گجرات، انڈیا

سن اشاعت : باراوّل ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۰۱۳ء

تعداد : ۱۱۰۰۰

کمپوزر : مولانا مفتی محمد امین ومولانا یوسف ماما صاحب

طباعت : ایچ ایس آفسیٹ پرنٹرس، نئی دہلی

ملنے کا پتہ : جامعہ حسینیہ، راندیر، سورت، گجرات، انڈیا

جامعۃ القرأۃ، کفلیتہ، ضلع سورت، گجرات، انڈیا

فون: 0261-2763303 فیکس: 0261-2766327

مفتی یوسف ساچا، باٹلی

68 Broomsdale Road, Batley, WF 17 6PJ

Phone : 01924 441230

صفحہ	فہرست مضامین
	باب الامامة
۵۰	
۵۱	
۵۲	
۵۳	
۵۴	
۵۵	
۵۵	
۵۶	
۵۶	
۵۷	
۵۸	
۵۸	
۵۹	
۵۹	
۶۰	

فصل مایتعلق بالعدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب الامامة

﴿۲۳۷﴾ امام کیسا ہونا چاہئے؟

سوال: ہماری بستی میں ایک مولانا صاحب تقریباً چھ سات سالوں سے امامت کرتے ہیں، اور بہت پابندی سے نماز پڑھاتے ہیں، ایک دن بستی کے صدر صاحب نے امام صاحب سے کہا: کہ جناب یوسف بھائی کو جمعہ کی نماز پڑھانے دو تو کچھ حرج ہے؟ تو امام صاحب نے یوسف بھائی (مدرسہ کے مدرس) کو اجازت دیدی، انہوں نے دو جمعہ کی نمازیں پڑھائی، پھر تیسری جمعہ کو پیش امام صاحب نے کہا: کہ میں موجود ہوں اس لئے میں ہی نماز پڑھاؤں گا۔

تو بستی کے صدر صاحب نے کہا: کہ نہیں، یوسف بھائی کو پڑھانے دو، تو پیش امام صاحب نے انکار کیا: کہ میں موجود ہوں اس لئے میں ہی پڑھاؤں گا، دوسرے دو تین مصلیوں نے بھی کہا: کہ ہمیشہ کے امام صاحب ہیں اس لئے وہی نماز پڑھائیں تو بہتر ہے، امام کا پڑھنا غلط نہیں ہے، قرآن اچھا پڑھتے ہیں۔

تو اس مسئلہ میں علماء کرام کیا حکم دیتے ہیں اور کیا فیصلہ فرماتے ہیں؟ نماز پڑھانا ایک بڑی ذمہ داری کا کام ہے، اور جو امام ہمیشہ نماز کی پابندی کا اہتمام رکھتا ہو، نیز پرہیزگار بھی ہو تو ایسا شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

صدر صاحب نے اس امام صاحب کو ملازمت سے مستعفی کر دیا، اس لئے کہ انہیں لگا کہ انہوں نے میری بات کا لحاظ نہیں رکھا، تو شرعی نقطۂ نظر سے کیا نماز پڑھانے کے لئے صدر

صاحب کی اجازت لینی ضروری ہے یا دائمی امام کی اجازت لینی ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امامت ایک بہت بڑا رتبہ ہے، جس کے لئے صلاحیت اور علم اور عمل کے اعتبار سے جو سب سے افضل ہو اسے ہی متعین کرنا چاہئے۔ جب کسی کو اس عہدہ پر فائز کر دیا گیا پھر وہی شخص نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے، اب اس کی اجازت سے دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے، اس کی اجازت کے بغیر دوسرا کوئی شخص نماز پڑھائے گا تو نماز تو ہو جائے گی لیکن امامت کا ثواب ملنے کے بجائے گناہ ہوگا۔ (طحطاوی: ۱۷۹)

﴿۴۳۸﴾ امام کے اوصاف کیا ہونے چاہئے؟

سوال: ہمارے یہاں ایک مدرس صاحب ہیں، وہ صرف مدرسہ پڑھاتے ہیں امامت نہیں کرتے، لیکن کبھی پیش امام صاحب کی اجازت سے یا ان کی عدم موجودگی میں وہ نماز پڑھاتے ہیں، اور ان مدرس صاحب کو سر پر ٹیڑھی ٹوپی پہننے کی عادت ہے، ہم نے ان مدرس صاحب کو ایک دو مرتبہ سمجھایا، لیکن وہ کہتے ہیں: کہ بھائی! مجھے بچپن سے اس طرح پہننے کی عادت ہوگئی ہے، مجھ سے یہ عادت چھوٹتی نہیں ہے، اور وہ کہتے ہیں: کہ میں اس طرح ٹوپی فخر یا تکبر کی وجہ سے نہیں پہنتا ہوں، انشاء اللہ آہستہ آہستہ میں یہ عادت چھوڑ دوں گا۔

نیز ایک دوسرے مدرس صاحب ہیں جن کا پورا لباس شرعی طریقہ کا ہے، لیکن سردی میں یا کسی دوسرے شہر جانا ہو تو تب کبھی کبھی پتلون پہن کر جاتے ہیں، اور یہ پتلون صرف دوسرے کسی گاؤں جانا ہو تبھی استعمال کرتے ہیں، مدرسہ میں تعلیم دیتے وقت یا نماز پڑھتے یا پڑھاتے وقت کبھی بھی پتلون نہیں پہنتے، نماز پڑھنے میں اور بچوں کو تعلیم دیتے وقت کرتہ اور ازار (پائجامہ) ہی پہنتے ہیں، مدرس صاحب جوان ہیں اس لئے کبھی دوسرے گاؤں جانا ہو یا کبھی خوشی کا موقع ہو تو اس وقت پتلون پہن کر جاتے ہیں۔

تو پوچھنا یہ ہے کہ وہ مدرس صاحب بچپن کی عادت کی وجہ سے ٹیڑھی ٹوپی پہننے پر اپنی مجبوری بتا رہے ہیں، اور وہ عادت چھوڑ دینے کے لئے بھی تیار ہیں، انشاء اللہ آئندہ وہ چھوڑ دیں گے، اس طرح اپنی بھول کا اقرار کرتے ہیں، تو آنجناب سے پوچھنا یہ ہے کہ وہ مدرس صاحب کبھی کبھی شرعی لباس میں نماز پڑھائیں یا ہمیشہ شرعی لباس میں رہے تو ایسی حالت میں ان کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا مکروہ ہوگی؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......امام ایسا ہونا چاہئے جو تمام مقتدیوں میں علم، تقویٰ، اور دینداری میں سب سے افضل ہو، اس لئے صورت مسئولہ میں دونوں میں سے جو شخص تقویٰ اور دینداری میں فائق ہو اسے امامت سپرد کرنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۳۹﴾ امامت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

سوال: ہمیں پیش امام صاحب رکھنا ہے، تو ایک بھائی کا کہنا ہے کہ امام ایسا ہو کہ جو پرہیزگار، متقی اور دیندار ہو، اور ان کی عورت بھی پردہ والی ہو۔

تو کتاب وسنت کی روشنی میں آپ بتلائیں کہ امام کیسا ہونا چاہئے؟ اس میں کیا کیا صفتیں ہونی چاہئے؟ تا کہ ہم اس کے مطابق امام متعین کریں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......امامت بہت ہی اہم اور بڑی نیکی کا کام ہے، امام تمام مقتدیوں کی طرف سے خدا کے دربار میں نمائندگی کا فریضہ ادا کرتا ہے، اس لئے امام کا تمام مقتدیوں سے دینداری، تقوی اور علم میں افضل ہونا ضروری ہے۔

حضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے مبارک زمانوں میں اس پر بہت توجہ دی جاتی تھی، اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں: کہ امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جو مسائل میں سب

سے اعلم ہو، پھر جو تجوید کے ساتھ قرآن بہترین پڑھنا جانتا ہو، پھر جو تقویٰ اور پرہیزگاری میں سب سے فائق ہو، اور جو شخص مذکورہ صفات کا حامل نہ ہو یا فاسق و فاجر ہو ایسے شخص کو امامت کی ذمہ داری سپرد کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی، لڑکیوں وغیرہ کو نامحرم مردوں سے پردہ کرنے کی تاکید کریں، اور اس کا اہتمام کرنے کے لئے انہیں ہدایت کریں، اگر وہ تاکید نہیں کرے گا تو شرعی قاعدہ کی خلاف ورزی کرنے کا گناہ ہوگا، اور وہ فاسق کہلائے گا۔ لہذا اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے لوگ اتقیاء، پرہیزگار ہوں، تو ان سے نیچے والے درجہ کے شخص کو بڑا مرتبہ دینے کی وجہ سے ان کی نمازیں بھی مکروہ تحریمی ہوں گی، اور اپنے سے افضل شخص امامت کا حقدار تھا اور انہیں موقعہ نہیں دیا اس لئے امام کی نماز بھی مکروہ تحریمی ہوگی، اس لئے دینی مسائل سے واقف، متقی پرہیزگار اور نیک شخص کو امام بنانا یا امامت کے لئے مقرر کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۴۰۷﴾ امام کیسا ہونا چاہئے؟

سوال: ہمارے گاؤں کے متولی صاحب تیس پینتیس (۳۰-۳۵) دن سے امامت کی خالی جگہ سنبھال رہے ہیں، لیکن وہ حافظ، قاری یا عالم نہیں ہیں، اور وہ قرآن بھی صحیح نہیں پڑھتے اور وقف بھی برابر نہیں کرتے، اور گالی گلوچ بھی کرتے ہیں۔ تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نماز ہوگی یا نہیں؟ دوسرے بہت سے افراد انکے پیچھے نماز پڑھنے پر خوش نہیں ہیں، اور اہل علم بھی ان کے پیچھے ہوتے ہیں پھر بھی انہیں امامت نہیں کرنے دیتے۔ لہذا آنجناب تفصیل سے اس مسئلہ میں رہبری فرمائیں، بڑی عنایت ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عبادات میں سب سے افضل عبادت نماز ہے، اور اس کی امامت کا درجہ بھی بڑھا ہوا ہے۔ اس لئے مصلیوں میں جو شخص علم واخلاق اور دینداری میں سب سے بڑھا ہوا ہو اسے اس درجہ کو زینت بخشنے دینی چاہئے۔ حدیث شریف اور فقہ کی دوسری کتابوں میں یہی لکھا ہے، اسی لئے وہی شخص امامت کرائے جو مقتدیوں میں علم، تقویٰ اور دینداری میں سب سے افضل ہو، اگر مقتدیوں سے ان اوصاف میں کم درجہ کا شخص امامت کرائے گا تو فقہاء نے اسے مکروہ لکھا ہے۔ (طحطاوی، شامی: ۱)

﴿۲۷﴾ اقرأ امامت کا زیادہ حقدار ہے؟

سوال: بکر اور زید دونوں مسائل سے واقف ہیں، لیکن زید اصول تجوید کے مطابق نماز میں قرأت پڑھتا ہے، اور بکر اصول تجوید کے مطابق پڑھ نہیں سکتا۔

تو اس صورت میں بکر کے پیچھے نماز پڑھنے سے زید اور دوسرے مقتدیوں کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ عشاء کی چار رکعت فرض میں بکر کی چھ مخرج کی غلطیاں ہوئی ہیں، تو یہ چار رکعت فرض ادا ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......نماز کے مسائل سے واقفیت میں زید اور بکر دونوں برابر ہوں تو تجوید کے ساتھ قرآن کے صحیح پڑھنے والے کو امام بنانا چاہئے، اس لئے کہ اس صورت میں تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کا پہلا حق بنتا ہے۔

صورت مسئولہ میں نماز تو ہو جائے گی، البتہ تجوید سے پڑھنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے، بکر کو جماعت کی طرف سے امامت کے لئے مقرر کیا گیا ہے تو اس حالت میں زید کی اقتداء درست ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

﴿۷۴۲﴾ چھوٹی داڑھی والے امام کی امامت

سوال: ہمارے پڑوس کے گاؤں میں ایک مولانا صاحب ہیں، یہاں انہیں ایک دو سال ہی ہوئے ہیں، البتہ مولانا کی داڑھی بہت چھوٹی ہے، مولانا کسی دن داڑھی پر استرا تو نہیں پھیرتے لیکن رخساروں پر بال ہی نہیں ہیں، صرف تھوڑے تھوڑے بال ٹھوڑی پر ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... داڑھی منڈانا یا ایک مشت ہونے سے پہلے کتروانا ناجائز اور حرام ہے، اگر داڑھی ایک مشت سے زیادہ لمبی ہوگئی ہو تو اتنی کٹانا جائز ہے، البتہ کسی شخص کی داڑھی پوری آئی نہ ہو اور وہ کاٹتا یا کٹواتا یا منڈتا یا منڈواتا نہ ہو تو وہ گنہگار نہیں ہے، لہذا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز اور درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۴۳﴾ سوال مثل بالا

سوال: امام صاحب کی داڑھی چھوٹی ہے، لیکن وہ حلفیہ کہتے ہیں: کہ میں استرا نہیں پھیرتا یا پھیراتا ہوں اور نہ ہی داڑھی کترواتا ہوں، میرے بال جھڑ جاتے ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو شخص داڑھی کترواتا ہو تو ایسا شخص فاجر کہلائے گا، اس لئے اس کے پیچھے نماز نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ لیکن جس شخص کی داڑھی قدرتی طور پر چھوٹی ہو یا سوال میں ذکر کردہ صورت میں بال جھڑ جاتے ہوں اور امامت کرنے والا شخص خدا کی قسم کھا کر کہہ رہا ہو تو اسے مان لینا لازم اور ضروری ہے، اس لئے آپ کا ان کے ساتھ لڑنا غیر مناسب اور غلط ہے، لہذا آپ کو معافی مانگنی چاہئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایسی چھوٹی داڑھی والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بلا تردد جائز اور درست ہے۔(شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۴﴾ مراہق کی امامت

سوال: ایک لڑکے کی عمر اسلامی تاریخ کے مطابق ۱۵ر سال ۸ر ماہ اور انگریزی تاریخ کے مطابق ۱۵ر سال تین ماہ کی ہے، اس لڑکے کی داڑھی مونچھ نہیں ہے، اور قد بھی چھوٹا ہے۔ تو یہ لڑکا رمضان میں تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور فرض نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس شخص کے پندرہ سال پورے ہو گئے ہوں وہ شریعت کی نظر میں بالغ کے حکم میں ہے، اس لئے وہ تراویح میں امامت کر سکتا ہے، لیکن چونکہ یہ شخص امرد ہے اس لئے فرائض میں اس کی امامت مکروہ کہلائے گی۔(شامی)

﴿۲۴۵﴾ جس نے اذان دی وہ امامت کر سکتا ہے؟

سوال: ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس میں مؤذن نہیں ہے جو حافظ صاحب امامت کرتے ہیں وہی ہمیشہ اذان دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اذان دے کر خود امامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ایک شخص کا کہنا ہے کہ جو شخص ہمیشہ اذان دیتا ہو وہ امامت نہیں کر سکتا، تو آنجناب تفصیل سے اس کا جواب مرحمت فرمائیں، بڑی نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ایسا کہنا کہ جو شخص اذان دے وہ امامت نہیں کر سکتا یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ جو شخص اذان دے وہی امامت بھی کرے تاکہ اذان اور امامت دونوں کا ثواب ملے۔

امام ابو حنیفہؒ کے متعلق لکھا ہے: کہ آپ اذان اور امامت دونوں کام کرتے تھے، اور حضرت عمرؓ فرماتے تھے: کہ اگر مجھے خلافت کے کام کی مشغولی نہ ہوتی تو میں اذان بھی دیتا اور امامت بھی کراتا۔ اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص اذان دے وہی امامت بھی کراوے تو یہ افضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۴۶﴾ بدعتی امام کی امامت

سوال: ایک شخص دینی علوم کا حامل ہے، یعنی حافظ، مولوی یا قاری جیسی سندیں اس کے پاس ہیں۔ پھر بھی وہ شخص راتب میں بیٹھتا ہے، ڈھول بجاتا ہے۔ تو کیا ایسے شخص کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ ایسا شخص لوگوں کی امامت کر سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی فرمانبرداری کرے، اور عالم یا دینی علوم کے حامل یا امام کو تو اور زیادہ توجہ رکھنی چاہئے، اور عمل کرنا چاہئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت بڑے مرتبہ سے نوازا ہے۔ ڈھول بجانا، راتب کی محفل قائم کرنا یا اس میں شرکت کرنا، تعزیہ میں شرکت کرنا گناہ کے کام ہیں اور یہ شرک تک لے جانے والی چیزیں ہیں۔ اس میں شریک ہونا یا ڈھول بجا کر لوگوں کو ناچنے پر آمادہ کرنا یہ حضور ﷺ سے محبت کی نشانی نہیں ہے، بلکہ حضرت حسینؓ کے قاتل ظالم یزید اور اس کے متبعین کے ساتھ کامل مشابہت ہے کہ جنہوں نے حضور ﷺ کے جگر کے ٹکڑے کو ظلماً شہید کر دیا اور اس کی خوشی میں خوب ناچے، اس لئے ہر مسلمان کو ایسے فعل سے بچنا چاہئے اور اس سے توبہ کرنی چاہئے، جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے وہ امامت کے لائق نہیں ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔ (شامی، ہدایہ

وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۷﴾ جھوٹی توبہ کرنے والے امام کی امامت

سوال: ایک امام صاحب نے مسجد میں پانچ چھ افراد کے سامنے رمضان میں خدا کی قسم کھا کر سنیما دیکھنے سے توبہ کی اور تراویح پڑھائی، لیکن رمضان بعد پھر سنیما دیکھنے لگا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی سنیما دیکھنے لے جانے لگا، تو ایسی جھوٹی قسم کھانے والے، جھوٹی توبہ کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اس شخص نے چھ سات افراد کی حاضری میں توبہ کر کے قسم کھائی ہے اور ہم اس کے دل کے اندر کی بات نہیں جانتے ہیں، البتہ وہ مسلمان ہے اس لئے یوں مان لینا چاہئے کہ اس نے سچے دل سے ہی توبہ کی ہوگی۔ سچے دل سے توبہ کرنے سے انسان کے چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اس لئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

لیکن اب اس شخص نے قسم توڑ کر علی الاعلان گناہ کرنا شروع کر دیا ہے اس لئے ایسا شخص شرعاً فاسق کہلائے گا، لہذا اسے امام نہیں بنانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۴۸﴾ فاسق کی امامت مکروہ ہے؟

سوال: ایک شخص نماز کا پابند ہے، لیکن امام صاحب علی الاعلان جوا یا سٹا جیسی حرام کمائی کھاتے ہوں تو ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہوگی؟ اور مذکور مصلی بھائی ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور تنہا اپنی نماز پڑھ لے اور جان بوجھ کر جماعت چھوڑ دے تو انہیں کوئی گناہ ہوگا؟ جماعت چھوڑنے پر کیا وعید ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس لئے دیندار، متقی عالم دین شخص کو امام بنانا چاہئے۔ پھر بھی تنہا نماز پڑھنے سے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لینا بہتر ہے، تاکہ جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۴۹﴾ یارسول اللہ کہنے والے امام کی امامت

سوال: مسجد کے امام صاحب حضور ﷺ کو حاضر وناظر سمجھتے ہیں اور بار بار یا رسول اللہ کہتے ہیں، تو ایسے امام کے پیچھے مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟

ہمارے گھر کے قریب اچھے عقائد والے امام کی کوئی مسجد نہیں ہے، یہی ایک مسجد ہے جو بدعتیوں کی ہے، تو ہمارا وہاں نماز باجماعت پڑھنا کیسا ہے؟ اور ایسے امام کو سلام کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حضور ﷺ یا کوئی بھی شخص ہر وقت ہر جگہ حاضر وناظر نہیں رہ سکتا، یہ خصوصیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے جو ہر وقت ہر جگہ حاضر وناظر ہے، اس لئے سوال میں مذکورہ عقیدہ قرآنی احکام کے بالکل خلاف ہے، اس لئے اسے کفر اور شرک کہا جائے گا، لہٰذا ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہئے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے، اس لئے یا تو اپنی نماز تنہا پڑھ لیں یا کسی دوسری جگہ جماعت کر کے نماز پڑھنی چاہئے، اور اگر اس کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف نہ ہو صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کہتا ہو تو کافر کہنے میں عجلت نہیں کرنی چاہئے، پھر بھی اس حالت میں بھی اس کی امامت مکروہ تحریمی کہلائے گی۔

﴿۷۵۰﴾ جھوٹ بولنے والے امام کی امامت

سوال: مسجد میں ایک امام کو امامت کے لئے مقرر کیا گیا، تب آپس کے مذاکرہ اور بات

چیت اور سوال و جواب میں انہوں نے کہا: کہ میں حافظ ہوں، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ حافظ نہیں ہیں، تو ایسے جھوٹ بولنے والے امام کو رکھنا چاہئے یا معزول کر دینا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے، اس لئے ایسے شخص کو توبہ کرنی چاہئے، ملازمت پر رکھنا نہ رکھنا متولیوں کے اختیار کی بات ہے، البتہ یاد رہے کہ فاسق و فاجر کی امامت مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۵۱﴾ فاسق امام کی امامت کا حکم

سوال: ہماری بستی کے آٹھ دس گاؤں کی مجموعی آبادی دو سو (۲۰۰) سے زیادہ کی ہے، اور خاص خاص موقعوں پر اسی سے نوے تک (۸۰ تا ۹۰) نمازی ہوتے ہیں، یہاں اللہ کے فضل و کرم ہماری ایک جماعت ہے، اور اس میں تین حفاظ کرام بھی ہیں، جماعت کے کام کاج کے لئے پانچ افراد نامزد کئے گئے ہیں، اور یہاں ایک جماعت خانہ بھی ہے، مسجد نہیں ہے، جس کا انتظام و نظم و نسق اور دیکھ بھال بھی یہی پانچ افراد کرتے ہیں، یہ پانچ افراد الگ الگ خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جو سب کی رضاء سے منتخب کئے گئے ہیں، اور اس کمیٹی کو مکمل اختیار دیا گیا ہے۔ جماعت کے قوانین میں ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ جب تک حفاظ نماز کے وقت موجود ہوں تب تک وہی امامت کرائیں گے۔

اب ایک خاص بات یہ ہے کہ تینوں حفاظ نہ تو نماز کے پابند ہیں اور نہ شرعی پابندیاں نبھاتے ہیں، تینوں داڑھی منڈے ہیں، بہت سے نمازیوں کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت محسوس ہوتی ہے، اگر انہیں امامت سے منع کیا جائے تو خاندانوں میں آپس کے تعلقات کا سوال آ کھڑا ہوتا ہے، اور جھگڑا ہونے کا خدشہ ہے اس لئے کہ ہر شخص اپنے خاندان کی

طرفداری کرتا ہے، اور سب کی سوچ اور فکر ایک جیسی نہیں ہوتی۔

اور دوسری خاص بات یہ ہے کہ کمیٹی کے یہ پانچ افراد بھی شریعت کے پابند نہیں ہیں، سنت طریقے پر چلنے والے نہیں ہیں، حقیقت میں ان پانچ افراد میں میں بھی پھنس گیا ہوں، پہلے ہمارے درمیان بہت ہی رنجش اور ناموافقت تھی، پھر ہم نے ایک جماعت بنائی۔

اب ہمیں کچھ بھی کرنا ہوتا ہے تو ان پانچ افراد کی اجازت سے ہی کر سکتے ہیں، مثلاً: میں ان مولانا کو امامت کے لئے منع کر دوں تو اس میں لڑائی جھگڑا پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے، اور یہ پانچوں افراد امام کے معزول کرنے پر متفق ہونے والے نہیں ہیں تو ان حالات میں کیا کیا جانا چاہئے، تفصیلی رہنمائی کی گذارش ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......امامت کا درجہ اور ذمہ داری شریعت میں بہت ہی بڑی ہے، تمام مقتدیوں کی نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرنے کا ذمہ دار اور وسیلہ یا واسطہ امام ہی بنتا ہے، اسی لئے حدیث شریف میں یہ تاکید کی گئی ہے کہ جو تمام مقتدیوں میں دین، علم، تقویٰ میں افضل ہو وہی امامت کا حقدار ہے۔ صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکرؓ تھے، اسی لئے جب حضور ﷺ مرض وفات میں تھے اور اس کی وجہ سے نماز پڑھانے نہ آسکے تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم دیا، جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے ثابت ہے۔

اب اگر مصلیوں میں امام سے زیادہ کوئی دین، علم، اخلاق کے اعتبار سے افضل ہو تو سب کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اس لئے کہ انہوں نے جو زیادہ حقدار تھا اسے نماز پڑھانے کا موقع نہیں دیا۔ فاسق وفاجر شخص جو گناہ کرنے میں شریعت کے قوانین کی سرے عام نیلامی کرتا ہو ایسے شخص کو امامت جیسی عظیم فضیلت والی اور عزت والی جگہ کا مالک بنا دینا جائز نہیں ہے،

وہ تو توہین کے قابل ہے، اسی لئے ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی ۱:۱، ہدایہ)۔

اس لئے امام مقرر کرتے وقت مذکورہ باتوں کا خوب خیال رکھنا چاہئے، اس کے باوجود متولی یا جماعت کسی شخص کو امام مقرر کر دے تو اب ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز پڑھنا جائز ہے، انہیں چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنے سے جماعت چھوڑنے کا گناہ ہوگا، صحابہ کرام تمام حکمران اور گورنروں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

یہ سب باتیں تب ہیں جب مقتدیوں میں دیندار، عالم، متقی موجود ہو، لیکن اللہ نہ کرے کسی جگہ سب انسان داڑھی مونڈے، کوٹ پتلون میں ہوں یا ایسے ہی کسی کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوں تو پھر انہی میں سے کوئی امام بن جائے گا تو نماز مکروہ تحریمی نہیں ہوگی، اس لئے آپ کے لکھنے کے مطابق جماعت کے افراد میں کوئی عالم، حافظ بھی ایسا ہی ہو تو وہ حافظ صاحب بلاشبہ ان کے پاس علم ہونے کی وجہ سے امامت کے حقدار کہلائیں گے، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

اور اگر مصلیوں کی جہالت اور دوسرے کسی عذر کی وجہ سے مذکورہ دینداروں کی امامت سے فتنہ، لڑائی یا فرقہ بندی ہونے کا ڈر ہو اور اسی وجہ سے کمیٹی ممبران فاسقوں کو آگے کرنے پر مجبور ہوں تو اس میں کمیٹی ممبران گنہگار نہیں کہلائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۵۷﴾ انگریزی بال کٹانے والے امام کی امامت

سوال: جو امام انگریزی بال کٹاتا ہو اس کے پیچھے نماز صحیح ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حضور ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے، قزع کہتے

ہیں بالوں کو اس طرح کٹانا کہ جس میں سر کے کچھ حصہ کے بال بڑے اور کچھ حصہ کے بال چھوٹے رہیں، نیز اس طرح کٹانے میں فساق وفجار سے مشابہت بھی ہے، اس لئے ایسے بال کٹانے والا شرعاً فاسق کہلائے گا، اور اس کی امامت مکروہ ہے، البتہ نماز صحیح ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۵۳﴾ سینما دیکھنے والے امام کی امامت

سوال: امام صاحب کبھی کبھی ٹی وی اور سینما دیکھنے جاتے ہوں تو ان کی امامت صحیح ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو شخص سرے عام (علی الاعلان) گناہ کے کام کرتا ہو، ایسا شخص شرعاً فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔ (طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۵۴﴾ گالی دینے والے امام کی امامت

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد کے امام صاحب گاؤں کی مسجد میں پچھلے ۳۵؍سال سے نماز پڑھاتے ہیں، امام صاحب بیمار تھے، انہیں رات کو نیند نہیں آتی تھی، جس کا علاج ڈاکٹر کے پاس جاری تھا، دماغی اعتبار سے امام صاحب پریشان تھے، اس عرصہ میں متولی صاحب سے امام صاحب کا جھگڑا ہو گیا، اور آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دی جس میں امام صاحب نے بھی غصہ میں آکر گالیاں دی، جھگڑا مسجد سے باہر محلہ میں ہوا تھا، بعد میں امام صاحب کو اپنی بھول کا احساس ہوا تو انہوں نے متولی صاحب سے معافی مانگ لی، اور گاؤں کے بڑے لوگوں کے سامنے بھی اپنی غلطی کا اقرار کر لیا کہ میں نے غصہ میں آکر گالیاں دی ہیں، اور شرعی اعتبار سے بھی کوئی معافی مانگنی ہو تو اس کی بھی تیاری بتائیں، امام صاحب شرعاً واخلاقاً اور وضع قطع سے بھی اطمینان بخش ہونے کے باوجود صرف اس گالی

دینے کی وجہ سے متولی صاحب اور دیگر مصلیوں کا کہنا ہے: کہ ''گالی دینے والے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، اور ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے''۔لہذا آنجناب مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات فقہ وسنت کی روشنی میں بتا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) ایک مرتبہ گالی دینے والے اور سچے دل سے معافی مانگنے والے امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ (۲) ایسا امام نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں مذکورہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا بلا تردد درست اور جائز ہے۔کوئی کیسا ہی فاسق وفاجر ہو، ایک مرتبہ سچے دل سے توبہ کرلے اور حقداروں سے حق معاف کروالے تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔اب پچھلے افعال یاد دلا کر شرمندہ کرنا بھی جائز نہیں ہے، ایسا کرنے والے قابل تعزیر ہیں۔(شامی، طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۵۵﴾ ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے امام کی امامت

سوال: جس شخص کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہو یعنی وہ شخص ڈاڑھی کترواتا ہو تو اس کے پیچھے مبارک مہینہ میں یعنی رمضان میں تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ہر مسلمان کے لئے ایک مشت ڈاڑھی رکھنا سنت مؤکدہ اور اسلامی شعار میں سے ہے، اور ڈاڑھی نہ رکھنے والے کو شامی میں خنثیٰ اور مشرک اور آتش پرست کے ساتھ مشابہت رکھنے والا بتایا گیا ہے، ایک مشت سے کم رکھنے والے بھی مونڈنے والوں کے برابر گنہگار ہیں، اس لئے ڈاڑھی نہ رکھنے والے یا ایک مشت سے کم رکھنے والے یا وقتی طور پر رکھنے والے شریعت کی نظر میں فاسق وفاجر ہیں، اور جو شخص فاسق

وفاجر ہو تو اسے امامت جیسی عظمت والی نبوی جگہ دینا اور اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ بنانا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے فرض نماز ہو یا نفل ہر صورت میں نماز کی امامت کے لئے فاسق کے بجائے کسی دوسرے پرہیزگار، عالم، متقی، متبع سنت شخص کو امام بنانا چاہئے، پھر بھی ایسا شخص امام بن کر نماز پڑھائے گا نماز صحیح ہو جائے گی، فرض کی ادائے گی تو ہو جائے گی، لیکن اللہ سے جو انعام کی امید رکھی جاتی ہے وہ انعام نہیں ملے گا، اور قربت بھی حاصل نہیں ہوگی۔

(شامی: ۱:۲۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۵۶﴾ تارک صلوٰۃ امام کی امامت

سوال: ہماری مسجد میں ایک مولانا امامت کرتے ہیں اور مدرسہ میں بچوں کو پڑھاتے بھی ہیں، مولانا کبھی باہر گئے ہوں تو ایک دوسرے مولانا صاحب مسجد میں نماز پڑھاتے ہیں، یہ مولانا صاحب پارٹ ٹائم کے امام ہیں، وہ پانچوں وقت کی نماز جماعت سے نہیں پڑھتے، تو ان کے پیچھے ہم نماز پڑھیں تو ہماری نماز صحیح ہوگی؟ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں اُس امام کے پیچھے پڑھی گئی نماز ادا تو ہو جائے گی، لیکن امام نماز کا پابند نہیں ہے اس لئے مکروہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۵۷﴾ خارجی آمدنی حاصل کرنے والے امام کی امامت

سوال: ایک امام صاحب امامت کی خدمت کے ساتھ بچوں کو دینی تعلیم بھی دیتے ہیں، ان کے گھر کا خرچ بہت زیادہ ہے، گرانی کی وجہ سے گھر مشکل سے چلتا ہے، یہ امام صاحب خارجی (اپنی ڈیوٹی کے علاوہ) وقت میں دو نمبر کا کاروبار کرتے ہیں، جس میں ڈرافٹ، ٹیپ ریکارڈ، ریڈیو، کپڑے، گھڑی وغیرہ لا کر بیچتے ہیں، تو یہ کاروبار امام صاحب کے لئے

شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس طرح دو نمبر کا کاروبار کرنے والے امام کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟ مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: امام صاحب نے اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے آپ کے یہاں مشغول رکھا ہے، تو ان کے مناسب درمیانی خرچہ کی ذمہ داری وہاں کے مسلمانوں کی ہے، انہیں ان کی اتنی مدد کرنی چاہئے جس سے ان کو دوسری خارجی آمدنی حاصل کرنے پر مجبور نہ ہونا پڑے، اور امام کو بھی چاہئے کہ امامت اور دین کے عالم اور رہبر کا درجہ ملنے سے اس کا ادب کرتے ہوئے دنیا طلبی میں پڑ کر ایسے ہر کام سے بچنا چاہئے جس سے اس عہدہ پر آنچ آتی ہو۔

پھر بھی شرعی اصول کے مطابق خرید و فروخت کرنا اور اس سے آمدنی حاصل کرنا جائز ہے، اس کی وجہ سے امامت میں کوئی حرج نہیں آئے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۵۸۷﴾ سب سیڈی والی لون لینے والے امام کی امامت

سوال: ہمارے پیش امام صاحب کی کھیتی باڑی ہے، اور وہ مدرس کی نوکری بھی کرتے ہیں، اس سے ملنے والی تنخواہ سے اپنا گذران چلا سکتے ہیں، پھر بھی امام صاحب نے سلائی مشین کے لئے سب سیڈی والی لون لی ہے، تو وہ یہ لون لے سکتے ہیں یا نہیں؟ سب سیڈی والی لون لینے والا امام امامت کراوے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز صحیح ہوگی؟

نوٹ: مذکورہ لون سود کے ساتھ واپس کرنی ہوتی ہے، اور اس بارے میں امام صاحب کہتے ہیں: کہ سود سب سیڈی سے زیادہ نہیں ہوگا، تو یہ لون لے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سب سیڈی منہا کرنے کے بعد جمع کی جانے والی رقم

وصول کی ہوئی رقم سے زیادہ نہ بنتی ہو تو اسے لینے کی گنجائش ہے، اس لئے مذکورہ امام صاحب کی امامت میں اس سبب سے کوئی کراہت نہیں آئے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۵۹﴾ ظہر کی چار رکعت سنت پڑھے بغیر کی جانے والی امامت کا حکم

سوال: ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ ہے، یہ چار رکعت فرض سے پہلے پڑھنی ہوتی ہے، لیکن جماعت کا ٹائم ہو جانے کی وجہ سے یہ چار رکعت پڑھے بغیر امام صاحب امامت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، تو یہ چار رکعت پڑھے بغیر امام کی امامت کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ظہر سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ ہے، اس لئے اسے جماعت سے پہلے پڑھ لینا چاہئے، لیکن کبھی کسی وجہ سے یہ چار رکعت پڑھنا رہ جائے یا مقتدی حضرات انتظار کرنے کے لئے رضامند نہ ہوں اور یہ سنتیں پڑھے بغیر امامت کی جائے تو امامت یا نماز مکروہ نہیں ہوگی، ظہر کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد یہ سنتیں پڑھ لی جائیں۔ (امداد الفتاویٰ، عالمگیری) فقط واللہ اعلم

﴿۷۶۰﴾ فاسق وفاجر امام کی امامت

سوال: ایک حافظ صاحب ایک جگہ مدرس اور امام ہیں، یہ امام صاحب تماشہ (ڈرامہ) دیکھنے جاتے ہیں، تماشہ میں خراب باتیں ہوتی ہیں، اور جوان لڑکیاں پتلے کپڑے پہن کر ناچ گانا (رقص) کرتی ہیں، اور ایسی درگاہ پر بھی حاضری دیتے ہیں جہاں مجاور گڑیا کے پتلے بنا کر لوگوں کو تعویذ اور گنڈے دیتا ہے اور وہاں پر مرد اور عورتیں آتے جاتے ہیں، تو ایسے امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دین کے عالم اور امامت کی ذمہ داری سنبھالنے والے امام اور بچوں کو دینی علم سکھانے والے مدرس کو اپنے مرتبہ کے مطابق تقویٰ اور پرہیزگاری والی زندگی گزار کر لوگوں کے لئے عملی نمونہ بننا چاہئے۔ فسق وفجور یا گناہ والے کام کرنے سے یا جہاں یہ کام ہوتے ہوں وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔ اور گناہ کبیرہ کا مرتکب شرعی نقطۂ نظر سے فاسق کے زمرہ میں آتا ہے، جس کی امامت کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ (شامی:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۶۱﴾ ٹی وی اور سینما دیکھنے والے امام کی امامت

سوال: امام صاحب کبھی کبھی ٹی وی دیکھنے جاتے ہوں یا کبھی کبھی سینما دیکھتے ہوں تو ان کی امامت صحیح ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو شخص سرِعام گناہ کے کام کرتا ہو، ایسا شخص شرعی رو سے فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔ (طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۶۲﴾ سینما دیکھنے والے، کذب گو، ڈاڑھی منڈے، بدعتی امام کی امامت

سوال: ایک مسلمان بھائی ہے، دینی علم سے جاہل ہے، اگر جانتے بھی ہیں تو بھی بدعت نہیں چھوڑتے، کوئی ان سے کہتا ہے: کہ یہ طریقہ شرعاً غلط ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے تو دوسرے گاؤں کی دلیل دیتے ہیں، اور گاؤں کے دوسرے لوگوں سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں، ڈاڑھی شرعی اصول کے مطابق نہیں ہے، ڈاڑھی کٹاتے ہیں، سر کے بال انگریزی ہیں، سینما دیکھتے ہیں، ایسا شخص پانچ وقت کی نماز کا امام بن کر کبھی کبھی نماز پڑھاتا ہے، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے مقتدی پرہیزگار ہوتے ہیں، شرعی ڈاڑھی والے ہوتے

ہیں۔تو سوال یہ پوچھنا ہے کہ ایسا شخص کوئی نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز صحیح ہوگی؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ عیوب کے حامل شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔(طحطاوی،شامی)۔

امامت ایک بہت ہی بڑا کام ہے،اور امام تمام مقتدیوں کی نماز کا ضامن اور تمام نمازیوں سے زیادہ قابل عزت شخص ہے،اس لئے دیندار،متقی،عالم شخص کو اور مقتدیوں سے زیادہ خوبی رکھنے والے شخص کو امام بنانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۶۳﴾ خلاف شریعت کام کرنے والے امام کی امامت

سوال: اگر مسجد کے امام،مدرسہ کے استاذ خلاف شریعت کوئی کام کرتے ہوں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا یا انہیں استاذ کے طور پر باقی رکھنا جائز ہے؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ موقع اور وقت دیکھ کر عیب پوشی کا خیال رکھ کر خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......خلاف شریعت کام سے کیا مراد ہے؟ پیش امام صاحب کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوں تو اسے فاسق کہتے ہیں،جس کی امامت مکروہ تحریمی ہے،اس لئے دیندار عالم،متقی شخص کو امام بنانا چاہئے،وہی امام توبہ کر کے ایسے افعال سے رک جائے تو اس کی امامت مکروہ نہیں رہے گی۔(شامی،طحطاوی)

استاذ بھی ماہر اور اچھے اخلاق والے رکھنے چاہئے تاکہ بچوں پر اچھا اثر پڑے،لیکن فی الحال نہ ملیں تو موجودہ استاذ کو جاری رکھنے میں حرج نہیں ہے،عیب پوشی کرنا اچھا کام ہے،لیکن جس عیب پوشی سے دین کے کام میں نقص آتا ہو وہاں چپ رہنا کیسے بہتر ہو سکتا ہے؟ نیز

اس میں عیب پوشی کرنے نہ کرنے کا سوال ہی نہیں ہے، یہاں تو نمازیوں کی نماز کی حفاظت اور بچوں کے اخلاق کی حفاظت کا سوال ہے۔ جس کے لئے امام اور استاذ کا عیب ظاہر کئے بغیر ایسے امام یا استاذ کو معزول کرکے یا ان سے استعفیٰ لے کر ہی یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔ البتہ اس امام یا استاذ میں حقیقت میں وہ عیوب ہیں جو دین کے لئے مضر ہیں، تب ہی مذکورہ رائی پر عمل کرنا چاہئے، کچھ لوگوں کے ساتھ عداوت کی وجہ سے ایسا کرنا ظلم کہلائے گا، جس کا مرتکب مضاعف گناہ کا بوجھ اپنے سر لادے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۶۴﴾ فیملی پلاننگ کرانے والی عورت کے شوہر کی امامت

سوال: جس شخص کی عورت نے فیملی پلاننگ کا آپریشن کروایا ہو، اس شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا اس شخص کا امام بننا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر امام صاحب کی مرضی سے ان کی عورت نے فیملی پلاننگ کروائی ہے تو دونوں سخت گنہگار اور فاسق ہیں، اس صورت میں ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، لیکن سچے دل سے اپنے اس فعل پر نادم ہوکر توبہ کرلی ہو یا امام صاحب کی مرضی کے خلاف یہ کام کیا ہو تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے، مسجد کے ائمہ کو بہت ہی پابندی اور احتیاط رکھنا چاہئے۔ (طحطاوی، شامی:۱)

﴿۷۶۵﴾ طویل عرصہ تک امامت کرانے کے بعد امام کا کہنا کہ 'میں کافر تھا'۔

سوال: ایک شخص نے بیس سال تک امامت کرائی ہے، اب کہتا ہے: کہ میں کافر تھا، تو آج تک لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی تو ان کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟ ان نمازوں کو اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ایسے فاسق شخص کے قول کا اعتبار نہیں کیا جائیگا، اس کے پیچھے پڑھی گئی نماز صحیح ہوگئی، اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (طحطاوی شرح مراقی الفلاح:۲:۱۷۲) فقط واللہ اعلم

﴿۷۶۶﴾ سینما بیں امام کی امامت

سوال: شرعی ڈاڑھی نہ رکھنے والے، ڈاڑھی کٹانے والے، انگریزی بال رکھنے والے، فوٹو اور سینما دیکھنے والے، جھوٹ بولنے والے، بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز صحیح ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ عیوب کے حامل شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (طحطاوی، شامی) امامت ایک بہت ہی بڑا منصب ہے، اور امام تمام مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے، اور تمام نمازیوں سے زیادہ قابل عزت ہے، اس لئے دیندار، متقی عالم شخص کو اور ایسے شخص کو جو تمام مقتدیوں میں اچھے اوصاف میں بڑھا ہوا ہو اسے امام بنانا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۶۷﴾ بے پردہ عورت کے شوہر کی امامت

سوال: امام صاحب کے کہنے کے باوجود ان کی عورت پردہ میں نہ رہے تو اس سے ان کی امامت میں کوئی نقص آئے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......امام صاحب کا ہر ممکن کوشش کرنے کے باوجود ان کی عورت ان کی بات نہ مانے اور نافرمانی کرے تو اس سے امام صاحب کی امامت میں کوئی حرج نہیں آئے گا۔

﴿۷۶۸﴾ سوال مثل بالا

سوال: جس پیش امام صاحب کی عورت بے پردہ رہتی ہو، تو اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی نقصان آتا ہے؟ اور جو امام عورت کو پردہ نہ کرائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اگر اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہو تو یہ مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو امام عورت کو بے پردہ رکھتا ہو اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے مصلی حضرات کی عورتیں پردہ میں رہتی ہوں تو ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی کہلائے گی، ورنہ نہیں۔

﴿۷۶۹﴾ ٹخنہ سے نیچے ازار پہننے والے کی امامت

سوال: سلام بعد ایک مسئلہ میں آپ سے رہنمائی کی درخواست ہے،

ہمارے گاؤں کے پیش امام صاحب اگر کسی کام (وجہ) سے کہیں جاتے ہیں، تو مسجد کے منتظمین کسی بھی ایرے غیرے کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کردیتے ہیں، وہ اس کے لباس وغیرہ کی ذرا بھی فکر نہیں کرتے، اور اسے ٹوکتے تک بھی نہیں ہے، امامت کرانے والوں میں ایک لڑکا حافظ ہے، اور وہ ابھی اسکول کی تعلیم لے رہا ہے، وہ پینٹ، پتلون اور کفنی پہنتا ہے، اور پینٹ بھی ٹخنوں سے نیچے تک ہوتی ہے، جب مصلے پر کھڑا ہوتا ہے تو جھک کر اول پائینچا موڑ کو اوپر چڑھاتا ہے، پھر نماز پڑھاتا ہے، تو کیا اس کے پیچھے نماز صحیح ہوجائے گی؟ جو لوگ مسئلہ جانتے ہیں وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں، اور جو نہیں جانتے وہ کچھ نہیں کہتے، منتظمین ان کی بلکہ کسی کی کچھ نہیں سنتے، تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز

ہو جائے گی؟ اور نماز ہو جاتی ہو تو کیا اس میں کراہت وغیرہ آتی ہے؟ اور جو مصلی مسئلہ جانتے ہیں کیا ان کا اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... متولی اور مسجد کمیٹی کے ارا کین کو عوام نے مسجد کے کام کے انتظام کیلئے منتخب اور پسند کئے ہیں، اس لئے ان پر شرعاً اور اخلاقاً لازم ہے کہ اپنی ہر ممکن کوشش کے ذریعہ شریعت کے احکام کی خلاف ورزی نہ ہو اس کا خاص خیال رکھے، ایسا کرنے سے انہیں ثواب اور اللہ کی رضا مندی نصیب ہوگی اور مزید ثواب کے مستحق ہوں گے، اور اس کے خلاف کرنے پر اللہ کے یہاں جواب دینا پڑے گا اور دنیوی زندگی میں بھی فتنے پیدا ہوں گے۔

امامت کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرنا چاہئے کہ جو نمازیوں میں سب سے زیادہ عالم، دیندار، متقی اور پرہیزگار ہو، سوال میں مذکور اوصاف والا شخص شریعت میں فاسق، فاجر کہلاتا ہے، جس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، مقتدیوں کے اختلاف کرنے کے باوجود متولی ایسے شخص کو امام بنا دے تو اس کے پیچھے پڑھی گئی نماز ادا اور صحیح ہو جائے گی، مذکورہ سبب کی وجہ سے جماعت چھوڑنا یا تنہا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۷۷۰﴾ گالی بولنے والے امام کی امامت

سوال: ایک مسجد کے امام صاحب کو ان کے استاذ سے ایک دو مسئلہ میں اختلاف رائے تھا، جس کی وجہ سے امام صاحب نے ایک مرتبہ ان کے ساتھ تو تو میں کر دی اور زبان درازی کی، اور اس دن سے اپنے استاذ سے تعلق ختم کر دیا، پھر کمیٹی والوں سے کہا: کہ اگر وہ مسجد میں آئیں گے تو میں نہیں آؤں گا، اور ایسا ہوا بھی کہ ایک مرتبہ وعظ کے لئے انہیں

بلایا گیا، تو امام صاحب مسجد میں امامت کے لئے نہیں آئے اور اپنے نائب کو نماز پڑھانے کے لئے کہا۔

اس کے بعد ایک مرتبہ شہر میں وہ (استاذ) وعظ کے لئے تشریف لے آئے، تو دو مسلمان بھائیوں نے سوچا کہ ہمارے امام صاحب اور ان کے استاذ کے درمیان صلح کرادینی چاہئے، اور وہ امام صاحب کے گھر گئے، اور یہ درخواست رکھی کہ ہم کسی کے کہے بغیر آپ کی خدمت میں اس مقصد کے لئے آئے ہیں، آپ کے درمیان صلح ہوجائے تو اچھی بات ہے، اور اس لئے اول آپ کے پاس آئے ہیں، تو امام صاحب ان کے استاذ پر اور ان کے ایک ساتھی عالم پر غصہ اتارتے گئے، اور ایک ایک جملہ کے ساتھ ماں بہن کی گالیاں دیتے گئے، اخیر میں ان دو بھائیوں کو بے عزت کر کے نکال دیا۔

سوال یہ ہے کہ مذکور امام صاحب کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے؟ ان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ جو لوگ امام کی یہ بد اخلاقی جاننے کے باوجود ان کی طرفداری کرتے ہیں ان کے متعلق اور کمیٹی والوں کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

امام صاحب سے ایسا پہلی مرتبہ نہیں ہوا، بلکہ جب بھی غصہ میں گفتگو کرتے ہیں تو وہ اپنی زبان پر قابو میں نہیں رکھ پاتے، اور گالیاں دیتے ہیں، اس سے پہلے کچھ مقتدیوں کے ساتھ بھی ایسی بیہودہ زبان استعمال کی ہے، تو اس امام صاحب کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امامت یہ نیابت رسول ہے، اور امام مقتدی اور اللہ کے درمیان واسطہ بنتا ہے، لہذا علم، تقویٰ، بزرگی وغیرہ میں جو سب سے فائق ہو وہی امامت کا زیادہ حقدار ہے، بد اخلاق، فاسق اور فاجر آدمی کو ایسے مرتبہ پر رکھنا ناجائز اور مکروہ

ہے۔

مسائل میں دلائل وغیرہ کی وجہ سے اختلاف ہوسکتا ہے، صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی اختلاف تھا، اور آج بھی ہوسکتا ہے، لیکن مخالفت، دشمنی کی حد تک پہنچادینا یہ جائز اور صحیح نہیں ہے۔

سوال میں مذکورہ حرکت اگر صحیح ہو تو اول سمجھانے سے کام چلایا جائے، اور سمجھانے کے باوجود بھی امام صاحب اپنی عادتیں چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوں، تو انہیں معزول کر کے دوسرے متقی پرہیزگار شخص کو امام بنانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۷۱﴾ نابالغ لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے؟

سوال: نابالغ لڑکا حنفی مذہب کے مطابق تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ مفتیٰ بہ قول کونسا ہے

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بالغ مقتدیوں کے لئے امام بھی بالغ ہونا ضروری ہے، نابالغ لڑکا حنفی مذہب کے مطابق بالغ مقتدیوں کو تراویح کی نماز پڑھائے تو تراویح صحیح نہیں ہوگی۔

المختار انه لا يجوز في الصلوات كلها كذا في الهداية و هو الاصح في المحيط و هو قول العامة و هو ظاهر الرواية هكذا في البحر الرائق۔ (فتاویٰ عالمگیریہ: ۸۵/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۷۲﴾ قصائی کی امامت

سوال: ایک شخص مسجد کا پیش امام ہے، اور اسے بکرا ذبح کرنے کے لئے ہفتہ میں دو مرتبہ ایک قصائی بلاتا ہے، اور اس قصائی کا یہ ہمیشہ کا دھندا نہیں ہے۔ تو اگر یہ امام صاحب بکرا

ذبح کرنے جاویں تو ایسے امام کے پیچھے لوگوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟ ایسے امام کی امامت صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... امام کے لئے جن چیزوں سے احتراز اور جن کاموں کو نہ کرنے کی ہدایات فقہ کی معتبر کتابوں میں ہیں ان میں سے بکرا ذبح کرنا نہیں ہے، نیز بکرا وغیرہ ذبح کرنے سے کوئی ایسی بات پیدا نہیں ہوتی جو امامت کے لئے حرج کرنے والی ہیں، اس لئے بکرا وغیرہ ذبح کرنے والا شخص امامت کرائے تو اس کی امامت درست اور اس کی اقتدا میں ادا کی گئی نماز صحیح کہلائے گی۔ فقط واللہ اعلم

﴿۷۷۳﴾ معذور کے پیچھے صحیح کی نماز کا حکم

سوال: میں پیر میں تکلیف کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہوں، اور سجدہ بھی اشارہ سے کرتا ہوں۔ اب بعض مرتبہ مجھے بھی نماز پڑھانی پڑتی ہے، خود اپنی مرضی سے یا کبھی دوسرے نماز نہیں پڑھا سکتے ہیں اس لئے، تو میرے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... امام بیماری یا معذوری کی وجہ سے رکوع و سجدہ پر قادر نہ ہو اور اشارہ سے نماز پڑھاتا ہو اور اس کے پیچھے مقتدی رکوع و سجدہ کر کے نماز پڑھتے ہوں تو مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ (ہدایہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۷۴﴾ عیب والے شخص کی امامت

سوال: مسجد کے پیش امام صاحب ایک آنکھ سے معذور ہوں تو اس سے نماز میں کراہت یا قباحت یا کمی آئے گی؟ خاص کر جبکہ اچھے اور لائق امام مل سکتے ہوں تو ایک آنکھ سے معذور امام کو امامت کے لئے رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:.....امامت کے لئے ایسا اچھا شخص مقرر کرنا چاہئے جو مقتدیوں میں سب سے زیادہ اعلم، اتقی اور دیندار ہو، صرف ایک آنکھ سے معذور ہونے کی وجہ سے ان کی امامت مکروہ نہیں کہلائے گی، لیکن مذکورہ عیب کی وجہ سے اگر مقتدی ناپسند کرتے ہوں تو انہیں امامت نہیں کرانی چاہئے۔ (شامی:۱) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۷۷۵﴾ معذور کی امامت

سوال: ایک شخص کو سلاسل بول کی بیماری ہے، اور یہ بیماری صبح میں رہتی ہے، رات کو یہ عذر نہیں رہتا، تو یہ شخص تراویح یا نماز پڑھا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب رات کو یہ عذر نہیں رہتا تو یہ شخص معذور نہیں کہلائے گا، اس لئے کہ معذور ہونے کے لئے پورے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ اس عذر کا پیش آنا ضروری ہے۔

﴿۷۷۶﴾ معذور شخص کی امامت

سوال: زید پیدائشی طور پر ایک پیر سے معذور ہے، تو کیا ایسا معذور شخص امامت کر سکتا ہے؟ بکر کا کہنا ہے کہ جس طرح قربانی کا جانور صحیح وسالم ہونا ضروری ہے اسی طرح امام کا بھی صحیح وسالم ہونا ضروری ہے؟ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......اگر امام ایک پیر سے معذور ہو لیکن رکوع وسجدہ کر کے نماز پڑھا سکتا ہو تو اس کی امامت صحیح ہے۔ امام کوئی قربانی کا جانور نہیں ہے کہ اس کا عیب و نقائص سے پاک ہونا ضروری ہو۔ جو بھائی ایسا کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں۔ (شامی، طحاوی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۷۷۷﴾ پیروں سے معذور کی امامت

سوال: جو شخص دونوں پیروں سے معذور ہو اور چل نہ سکتا ہو ایسا شخص امامت یا تراویح بیٹھ کر پڑھا سکتا ہے؟ یا کوئی شخص ایسا لنگ ہے کہ ایک پیر سے چل سکتا ہے، دوسرے پیر سے نہیں چل سکتا، گھوڑی (لکڑی، عصا) کے سہارے چلتا ہے، جب نماز پڑھتا ہے تو ایک پیر کے سہارے سے کھڑا رہتا ہے تو کیا ایک پیر پر کھڑے رہ کر تراویح یا فرض نماز کی امامت کر سکتا ہے؟ دونوں شخصوں کے لئے شرعی حکم بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امام صاحب معذوری کی وجہ سے اگر بیٹھ کر رکوع و سجدہ کرتے ہوئے نماز پڑھائیں اور ان کے پیچھے مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے، نماز صحیح ہو جائے گی۔ (شامی، طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۷۸﴾ حرامی لڑکے کی امامت

سوال: ایک شادی شدہ عورت کو طلاق ہو گئی، دو سال بعد اسے بغیر نکاح کے ایک لڑکا پیدا ہوا، گاؤں میں چاروں طرف اسی لڑکے کا چرچہ ہے کہ کیا یہ حرامی ہے؟ اب آج یہ لڑکا احمد آباد کے ایک دار العلوم میں حافظ بن رہا ہے، لڑکا نوجوان، بالغ ہو چکا ہے، اگر وہ امامت کرائے تو کیا اس کی امامت صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حرامی لڑکے کے پیچھے نماز پڑھنے میں مقتدی ناراض ہوں یا وہ جاہل ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، باقی نماز تو ادا ہو جائے گی۔

﴿۷۷۹﴾ صحیح قرآن نہ پڑھنے والے امام کی امامت

سوال: جس امام کی قرأت میں حروف صحیح ادا نہ ہوتے ہوں، ایسے امام کی امامت کا کیا حکم

ہے؟ اسی طرح ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......نماز میں قرآن پاک کو تجوید کے اصولوں اور طریقوں کے مطابق پڑھنا چاہئے، مخارج یا اصول کے خلاف پڑھنے میں کئی مرتبہ مطلب بدل جاتا ہے، اور بعض صورتوں میں نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے، اسی لئے صحیح پڑھنے والے کو امامت کا پہلا حق دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص کوشش کرنے کے باوجود صحیح نہ پڑھ سکے تو نماز تو صحیح ہو جائے گی، لیکن ایسوں کا امامت کرنا بہتر نہیں ہے، اور اگر کوشش کر کے اپنے پڑھنے کو صحیح کر سکتا ہو لیکن غفلت کی وجہ سے صحیح نہ کرتا ہو تو ایسے شخص کو امامت کرنا جائز نہیں ہے، اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۸۰﴾ امام صاحب کا امامت کی پابندی نہ کرنا

سوال: زید جس گاؤں میں رہتا ہے وہاں کے امام صاحب فرض نمازیں اور جمعہ کی نماز پڑھانے میں پابندی نہیں کرتے، جس کی وجہ سے گاؤں والے ان سے ناراض ہیں، اور امام صاحب کو بار بار نوٹس دیتے ہیں، پھر بھی امام صاحب پابندی نہیں کرتے، تو اس بارے میں کیا کرنا چاہئے؟ کیا امام صاحب اس طرح پابندی نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......امام کے ذمہ جو کام سپرد کیا گیا ہو اسے پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کرنا چاہئے، اگر انہیں کچھ کام ہو جس کی وجہ سے کہیں جانا پڑے تو وہ آپ کے اصول کے مطابق رخصت لے کر جا سکتے ہیں، لیکن وہ رخصت نہ لیتے ہوں اور اپنے کام کے لئے کسی کو نائب بھی مقرر نہ کرتے ہوں تو ان کے لئے اتنے دن کا معاوضہ لینا جائز نہیں ہے۔

﴿۷۸۱﴾ امام کا آواز بدل کر دوسری آواز میں قرأت کرنا

سوال: ہمارے یہاں کے امام صاحب کبھی کبھی نماز میں اپنی اصلی آواز چھوڑ کر مصنوعی آواز میں قرأت کرتے ہیں، ایک دو آیت اصلی آواز سے پڑھ کر پھر مصنوعی آواز سے قرأت کرتے ہیں، جیسے مغنی آواز بدل بدل کر گاتا ہے اس طرح وہ کرتے ہیں، تو کیا اس طرح نماز پڑھانا جائز ہے؟ اور اس طرح نماز پڑھانے کا کیا حکم ہے؟ اور اس طرح قرأت کرنے سے تجوید کا خیال نہیں رہتا، تو آنجناب حوالوں کے ساتھ مفصل جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قرآن پاک اصول تجوید کی رعایت کرتے ہوئے اچھی آواز میں پڑھنا چاہئے، حدیث شریف میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ (ابوداؤد شریف)۔ تجوید کے اصولوں کے خلاف قرأت کرنا لحن کہلاتا ہے، جو مکروہ تحریمی ہے اور بعض مرتبہ اس سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے، نیز مغنیوں کے طرز پر قرآن کی تلاوت کرنا گناہ ہے، اس لئے نماز میں اس طرح قرأت کرنے سے نماز مکروہ ہوگی۔ اس لئے امام کو چاہئے کہ ایسے غیر شرعی طریقوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۸۲﴾ بیوی اور بچوں سے دور رہنے والے امام کی امامت

سوال: ہمارے امام صاحب بہت دور (اندازاً دو ہزار کلومیٹر) کے رہنے والے ہیں، وہ شادی شدہ ہیں، اور ان کی بیوی بچے وطن میں رہتے ہیں، سال میں ایک مرتبہ چھٹی لے کر وطن اپنی بیوی بچوں کے پاس جاتے ہیں، باقی گیارہ مہینے یہیں رہتے ہیں، خلاصہ یہ کہ گیارہ (۱۱) ماہ وہ اپنی بیوی سے دور رہتے ہیں، تو اس حالت میں وہ امامت کر سکتے ہیں؟

ان کے پیچھے نماز صحیح ہوتی ہے یا مکروہ؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ امام صاحب متقی، پرہیز گار اور عالم دین ہوں تو ان کے پیچھے نماز بلا تردد جائز اور درست ہے، صرف اس وجہ سے کہ وہ اپنی عورت کے ساتھ نہیں رہتے، ان کی امامت میں کوئی کراہت نہیں آتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۸۳﴾ جس کا قرآن صحیح نہ ہو اس کی امامت

سوال: ا...... جس کا قرآن صحیح نہ ہو اور وہ حروف میں فرق نہ کر سکتا ہو، ایسے شخص کا تراویح پڑھانا یا امامت کرانا کیسا ہے؟ (۲) اگر مجبوری کی وجہ سے یا زبان میں ثقل ہونے کی وجہ سے حروف صحیح ادا نہ ہوتے ہوں تو ان کا تراویح پڑھانا یا امامت کرانا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ا...... قرآن پاک کو اصول تجوید کے ساتھ پڑھنا اور ہر حرف کو اس کے مخرج سے صحیح ادا کرنا لازم اور ضروری ہے، جس کے لئے علم تجوید کا حاصل کرنا بھی فرض ہے، مخارج سے ادا نہ کرنے کی صورت میں بعض مرتبہ معنیٰ فاسد ہو جاتے ہیں جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ اس لئے صحیح پڑھنے کی خاص کوشش کرنی چاہئے۔ (۲) انسان کی اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش اور محنت کرنے کے باوجود اس کے تلفظ صحیح نہ ہوں تو ایسی حالت میں پڑھائی ہوئی نماز صحیح ہو جائے گی، اور پڑھانے والا شخص مجبور کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۸۴﴾ ہمیشہ تاخیر سے آنے والے امام کی امامت

سوال: ہمارے یہاں کی مسجد میں ایک امام صاحب ہیں، جو ہر نماز میں عین جماعت کے

وقت آتے ہیں، پھر آرام سے پانچ سات منٹ تک وضو بناتے ہیں، پھر سنت مؤکدہ پڑھتے ہیں، پھر جماعت شروع ہوتی ہے، آپ جانتے ہیں کہ شہر کے لوگوں کی زندگی بہت ہی مصروف اور مشغول ہوتی ہے، جس سے مقتدیوں کو بہت تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔

امام صاحب کو وقت پر آنے کے لئے بہت سے مقتدیوں نے بہت مرتبہ عاجزی اور منت سماجت کے ساتھ درخواست بھی کی، لیکن یہ امام صاحب کسی بات پر کان نہیں دھرتے یعنی توجہ نہیں دیتے، اور کچھ مقتدیوں کے ساتھ انہوں نے جھگڑا بھی کیا، مذکورہ مسجد کی مینجنگ کمیٹی کو بھی اس کی شکایت کی گئی، لیکن کمیٹی بھی امام صاحب کو کچھ تنبیہ نہیں کرتی، ان حالات میں مذکورہ سوالات کے جوابات شریعت کی روشنی میں دے کر مہربانی فرمائیں۔

(۱) ہر روز ہر نماز کی جماعت میں ۵، ۷، ۱۰ منٹ تاخیر سے آنے کی عادت بنالینا امام کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ (۲) امام صاحب کی مذکورہ حرکت پر انکا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں کہنے والے مقتدیوں کے ساتھ امام صاحب کا جھگڑا کرنا اور انکی بے عزتی کرنا امام صاحب کے لئے جائز ہے؟ (۳) اس طرح وقت کی بالکل پابندی نہ کرنے والا امام امامت کی تنخواہ کا شرعاً حقدار ہے؟ (۴) اس امام صاحب کی جائز شکایتیں کمیٹی کو کرنے پر کمیٹی کا اس پر خاموش رہنا اور چشم پوشی کرنا کمیٹی کے لئے جائز ہے؟ (۵) مذکورہ وجوہات کی بناء پر امام اور کمیٹی گنہگار ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب کہ نماز کے اوقات مستحب وقت کا خیال رکھ کر متعین کئے گئے ہیں تو امام صاحب اور ہر مقتدی کو ان کی پوری اتباع کرنی چاہئے، جان بوجھ کر سستی سے دیر کرنا بالکل غیر مناسب بات ہے، پھر بھی دیر ہو جانے سے امام صاحب

سے لڑائی جھگڑا کرنا یا ان کی بے عزتی کرنا بالکل جائز نہیں ہے۔ امام صاحب تنخواہ کے پورے حقدار ہیں، لیکن مصلیوں کی رعایت کرنا امام پر لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۸۵﴾ ورزش کی نیت سے کھیلنے والے امام کی امامت

سوال: میں یہاں مدرسہ میں پڑھاتا ہوں اور امامت بھی کرتا ہوں، اور اسی قریہ کا باشندہ ہوں، کمزوری کی وجہ سے تندرستی کے پیش نظر میں کچھ کھیل ورزش کی نیت سے کھیلتا ہوں، جیسا کہ کرکٹ، ٹیبل ٹینس وغیرہ۔ ان کھیلوں کی وجہ سے کبھی میری نماز قضا نہیں ہوتی، نیز کھیلنے میں لباس بھی قابل اعتراض نہیں ہوتا، اور کھیل میں کسی بھی فریق کی طرف سے شرط نہیں ہوتی تو میں کیا یہ کھیل ورزش کی نیت سے کھیل سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شرائط وشرعی احکام کی پابندی کرتے ہوئے ورزش کی نیت سے ان کھیلوں کا کھیلنا جائز تو ہے، لیکن آپ کی علمی اور دینی شان دیکھتے ہوئے اور وہ کھیل کھیلنے والے ساتھیوں میں آپ جیسی امامت کرنے والی شخصیت کے لئے یہ مناسب نہیں ہے، اور مقتدیوں کی نظر سے گرا دینے والی چیز ہے، اس لئے جائز تو ہے لیکن اس سے احتراز ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۸۶﴾ جسے پیشاب کے قطروں کا عارضہ ہو وہ امامت کرسکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک شخص حافظ اور مولوی ہے، اور ایک مسجد میں نائب امام کی خدمت انجام دے رہا ہے، لیکن اس شخص کو پیشاب کرنے کے بعد فوراً اطمینان نہیں ہوتا، قطرے ٹپکنے کا اندیشہ رہتا ہے، پندرہ بیس منٹ چلنے پھرنے یا لیٹنے سے اطمینان ہو جاتا ہے، اس کے بعد وہ شخص دوبارہ پانی

سے استنجا کر کے پاک پائجامہ پہنتا ہے، نیز وہ شخص ایسے وقت استنجا کرتا ہے جب نماز کا وقت نہ ہو، نماز کے وقت وہ استنجا نہیں کرتا، اور وہ شخص جیسا کہ میں نے لکھا ہے بہت احتیاط کرتا ہے، اور اس شخص کو کچھ جریان کی بھی شکایت ہے، کبھی دھات بھی گرتی ہے، تو اس کی کمزوری کی وجہ سے ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ فجر کی نماز پڑھاتے وقت مذی یا ودی کا قطرہ نکل گیا، اور وہ نماز دوبارہ دہرائی گئی۔ تو یہ شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ کیا یہ شخص شرعاً معذور ہے؟ اور عذر شرعی کے احکام اس پر عائد ہوں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شریعت نے ثبوت عذر، دوام عذر اور انقطاع عذر کی جو تعریف بتائی ہے اس میں سے کوئی بھی بات مذکورہ شخص پر صادق نہیں آتی، اس لئے اسے شرعی معذور نہیں کہہ سکتے، اور معذور کے احکام اس پر عائد نہیں ہوں گے۔ مذکورہ شخص مکمل احتیاط رکھتا ہو تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، لیکن درمیان نماز یا بعد الوضوء کوئی ناپاک چیز نکل آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور وہ ناپاکی جہاں لگی ہو اسے پاک کرنا ضروری ہوگا۔ (طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۸۷﴾ زکوۃ وفطرہ لینے والے امام کی امامت

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص امامت کراتا ہے، وہ زکوۃ، فطرہ اور صدقہ کا مال کھاتا ہے، تو اس کے پیچھے جمعہ اور دوسری پنج وقتہ فرض نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ امام صاحب زکوۃ لینے کے حقدار ہوں اس لئے وہ زکوۃ وغیرہ لیتے ہوں، تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا بلا تردد درست ہے۔ اور اگر زکوۃ کے حقدار نہ ہوں، صاحب نصاب ہوں تو وہ سخت گنہگار ہیں، اور ایسے فاسق کے پیچھے نماز

پڑھنا مکروہ تحریمی کہلائے گا۔ (طحطاوی، شامی)

نوٹ: امام صاحب محتاج ہوں تو بستی والوں پر ضروری ہے کہ ان کی روز مرہ کی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں، تا کہ انہیں زکوۃ لینے کی نوبت نہ آئے۔

﴿۸۸۷﴾ زکوۃ لینے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: ہماری مسجد کے مؤذن صاحب زکوۃ اور صدقہ لیتے ہیں، امام صاحب ہر جمعہ کو دو تین دن کے لئے جاتے ہیں تب یہ مؤذن صاحب نماز پڑھاتے ہیں۔

تو کیا ایسے مؤذن کے پیچھے نماز صحیح ہوتی ہے؟ کوئی کراہت تو نہیں آتی؟ مذکورہ باتوں کا تفصیلی جواب "تبلیغ" میں دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امام صاحب (یعنی وہ شخص جو نماز جماعت سے پڑھا رہا ہے) وہ ایسا شخص ہونا چاہئے جو مصلیوں سے سب سے زیادہ اعلم واتقیٰ اور دیندار ہو، غریب ہونا منصب امامت کے خلاف نہیں ہے، اسی طرح زکوۃ کے مستحق ہوں یا زکوۃ لیتے ہوں تو یہ بھی عیب نہیں ہے، اس لئے ایسے شخص کے پیچھے اس سبب سے نماز کے مکروہ ہونے کا خیال کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ ہمارے لئے یہ بات شرمناک ہے کہ جو شخص مسجد کی خدمت کرتا ہو، پانچ وقت کی اذان دے کر ہمیں نماز اور کامیابی کی یاد دلاتا ہو اس کے پاس ضروریات زندگی کے گزارنے کا سامان بھی نہیں ہے، اور ہم اسے پوری تنخواہ بھی نہیں دے سکتے کہ یہ شخص زکوۃ لینے پر مجبور ہو رہا ہے۔

نوٹ: امام صاحب محتاج ہوں تو بستی والوں پر ضروری ہے کہ ان کی روز مرہ کی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں، تا کہ انہیں زکوۃ لینے کی نوبت نہ آئے۔

﴿۷۸۹﴾ نماز میں امام کا نائب امام بنانا

سوال: اگر کسی وجہ سے مثلاً بیہوش ہو جانے کی وجہ سے، یا سخت تکلیف کے سبب امام صاحب نماز ختم نہ کر پائیں تو ایسی حالت میں پیچھے سے کوئی مقتدی امامت کی جگہ پر آ کر بقیہ دو تین رکعت کی امامت کرا کر نماز ختم کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا از سر نو نماز پڑھانی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امام صاحب نماز پڑھا رہے ہوں، اور درمیان نماز کوئی ایسا عذر پیش آ جائے جس سے امام اپنی نماز پوری نہ کر سکیں تو پیچھے سے کسی کو امام بنا دینا چاہئے، اور وہ شخص بقیہ نماز ختم کرا دے تو یہ جائز ہے۔ (ہدایہ: ۱/۱۰۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۹۰﴾ امام آمین کہے یا نہیں؟

سوال: کیا امام کو نماز میں الحمد شریف کے بعد آمین کہنا چاہئے یا نہیں؟ اگر نہ کہے تو کیا حکم ہے؟ اور آمین کہنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امام کو چاہے جہری نماز ہو یا سری سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا چاہئے، اور یہ سنت ہے۔ (شامی: ۱/۳۳۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۹۱﴾ رکوع اور سجدہ کی تکبیریں کب کہنی چاہئے؟

سوال: محترم جناب مفتی صاحب! مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں دے کر مہربانی فرمائیں۔

(۱) امام صاحب رکوع میں پہلے چلے جاتے ہیں، اور اللہ اکبر بعد میں کہتے ہیں، اسی طرح رکوع سے پہلے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور سمع اللہ لمن حمدہ بعد میں کہتے ہیں، اور تبدیلی ارکان کے بعد ایک دو سیکنڈ کے وقفہ کے بعد تکبیر کہتے ہیں۔ جب دوسرے سجدہ میں جانے

سے پہلے جلسہ کرتے ہیں تو اول بیٹھ جاتے ہیں پھر ایک دو سیکنڈ کے بعد اللہ اکبر کہتے ہیں، اسی طرح رکوع اور سجدہ ادا کرتے ہیں، تو اس طرح نماز کے ارکان ادا کرنا کیسا ہے؟

(۲) جب سلام پھیرتے ہیں، تو پہلے گردن گھما دیتے ہیں پھر بہت دیر بعد السلام علیکم کہتے ہیں، انہیں جب اس بارے میں کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں مجھے اس کی عادت پڑ گئی ہے۔ تو اس بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے وقت جو تکبیریں کہی جاتی ہیں ان کو تکبیرات انتقالات کہا جاتا ہے، جیسا کہ قیام کے بعد رکوع میں جاتے وقت اسی طرح رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہوتے وقت یا قومہ سے سجدہ میں جانے کے لئے جو تکبیریں اور تسمیع کہی جاتی ہے وہ ساتھ ساتھ ہی کہی جاتی ہیں۔ آپ نے سوال میں جو کیفیت لکھی ہے اس میں رکوع سے بغیر تکبیر کے کھڑے ہو جانا اور کھڑے ہونے کے دو سیکنڈ بعد تسمیع کہنا اور جلسہ کی تکبریں بھی سیدھے بیٹھ جانے کے دو سیکنڈ بعد کہنا لازم آتا ہے، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے اور سنت کے خلاف ہے، اگر کیفیت یہی ہے تو عادت کا بدلنا نہایت ضروری ہے۔ فتاویٰ عالمگیری ۱/۷۲ پر لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ:

حضرت امام ابو یوسفؒ سے پوچھا گیا کہ کسی شخص نے رکوع سے سر اٹھایا اور سر اٹھاتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ نہیں کہا؟ تو آپ نے فرمایا: کہ سیدھے کھڑے ہو جانے کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہا جائے، اسی طرح ہر وہ ذکر جو ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت پڑھا جاتا ہے وہ اس حالت کے علاوہ دوسری حالت میں نہ پڑھا جائے، جیسا کہ رکوع میں جاتے وقت یا سجدہ میں جاتے وقت۔ مطلب یہ کہ امام صاحب کو نماز سنت طریقہ کے مطابق ادا ہو اس کا پورا خیال رکھنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۹۲﴾ نماز شروع کرنے سے قبل سَوُّوا صفوفکم کہنا

سوال: یہاں ایک عالم صاحب پانچ سال سے امامت کرا رہے ہیں، تقریباً پچھلے دو سال سے وہ ہر جمعہ اور عیدین میں خطبہ کے بعد کبھی ممبر پر کبھی تکبیر کے بعد نماز شروع کرنے سے پہلے مصلے پر سے دائیں بائیں رخ کر کے یہ اعلان بلند آواز سے کرتے ہیں "صفیں سیدھی کرو، صف مکمل کرو، چھوٹے بچے پیچھے رہو" یہ اعلان تین چار مرتبہ بلند آواز سے کرتے ہیں۔ شہر کی دوسری کسی مسجد میں کوئی عالم یا امام ایسا اعلان نہیں کرتا ہے، کچھ بھائیوں کا کہنا ہے: کہ ہر جمعہ میں یہ اعلان کرنے سے آنے والی نسل کے لئے یہ ایک ضروری رسم ورواج ہو جائے گا، دو تین جمعہ کے وقفہ سے الفاظ کے تغیر کے ساتھ اعلان کریں تو بہتر ہے۔ مثلاً: صفیں صحیح کرو، درمیان میں خالی جگہ مت چھوڑو، کندھے سے کندھا ملاؤ، چھوٹے بچے پیچھے رہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیا ہر جمعہ کو یہ اعلان کرنا ضروری ہے؟ فرض، سنت، واجب ہے؟ اعلان نہ کیا جائے تو کچھ حرج ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صفوں کی درستگی کے لئے حدیث شریف میں بہت تاکید آئی ہے، اور حضور ﷺ سے تکبیر سے پہلے ان الفاظ کا کہنا حدیث شریف سے ثابت ہے، اس لئے کوئی امام اگر یہ جملے کہے تو منع نہیں ہے، جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۹۳﴾ حنفی امام کا فجر کی نماز میں شافعی مقتدیوں کے قنوت پڑھنے کی خاطر انتظار کرنا

سوال: ہمارے یہاں کی مسجد میں امام حنفی ہیں، مقتدی بھی زیادہ تر حنفی ہیں، لیکن کچھ شافعی مسلک کے مصلیوں کی درخواست ہے کہ امام صاحب فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے کھڑے ہو کر کچھ دیر کے لئے رُک جائیں تا کہ ہم قنوت نازلہ پڑھ لیں، اتنی رعایت کرنے کی

درخواست کی ہے، تو کیا اس کی گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حنفی مذہب میں فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا منسوخ ہے، یعنی پہلے حضور ﷺ پڑھتے تھے پھر آپ کو منع کیا گیا، اور اس کے بجائے عشاء کی نماز کے بعد وتر میں قنوت پڑھنا واجب رکھا گیا، اور فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد قنوت صرف اس وقت پڑھنا ہے جبکہ مسلمانوں پر کوئی آفت یا آسمانی وباء یا بلاء نازل ہو، اس کو قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ اس لئے شافعی مقتدیوں کے قنوت پڑھنے کی خاطر تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے، نیز امام مقتدیوں کا تابع نہیں ہوتا، بلکہ مقتدی پر امام کی اقتدا اور پیروی کرنا ضروری ہے، لہذا امام کا شافعی مقتدیوں کی رعایت میں رکوع کے بعد کچھ دیر رکنا جائز نہیں ہے، اور رکوع کے بعد سجدہ میں جانے میں تاخیر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۴﴾ امام کی نماز کے فاسد ہونے سے مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔

سوال: میں مسجد پہنچا تو امام صاحب قعدہ میں تھے، تو میں جماعت میں شریک ہو گیا، امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد میں نے میری نماز ختم کی، وہ نماز عصر کی تھی۔

امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں نے کہا تین رکعت ہوئی ہیں، چار نہیں، دوسری مرتبہ جماعت شروع ہوا اس سے پہلے میری نماز ختم ہو گئی، تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ میری نماز ہو گئی یا دوبارہ جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امام صاحب نے چار رکعت پڑھنے کے بجائے بھول سے تین رکعت پر سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوئی، اور جس طرح امام کی نماز نہیں ہوئی اسی طرح

ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز بھی نہیں ہوئی، سب کو وہ نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔
(عالمگیری:۴۸) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۴۹۵﴾ جب نماز دہرائی جائے تو مسبوق کیا کرے؟

سوال: کسی نماز میں کوئی شخص بعد میں شامل ہوا، اور اس نماز میں امام سے کچھ بھول ہوئی جس سے وہ نماز دوبارہ دہرانی پڑے، اور امام صاحب وہ دوبارہ پڑھائیں تو وہ بعد میں آنے والا شخص کیا کرے؟ وہ بھی امام کے ساتھ اپنی نماز دوبارہ پڑھے یا صرف اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پڑھے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......نماز فاسد ہو جانے کی وجہ سے اگر امام صاحب وہ نماز دوبارہ پڑھائیں تو ان کے پیچھے پڑھنے والے مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی، اس لئے اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھنے کا کوئی مطلب نہیں ہے، اس لئے امام کے ساتھ پھر سے اپنی پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ (شامی:۱، ہدایہ اولین) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۴۹۶﴾ امام کا سہواً پانچویں رکعت کے لئے کھڑے ہوجانا

سوال: ایک دن میں عصر کی چار رکعت فرض امام کے پیچھے پڑھ رہا تھا، میری ایک رکعت چھوٹ گئی تھی، لیکن بھول سے امام نے چار رکعتوں کے بعد کھڑے ہو کر چھ رکعتیں پڑھائیں تو میری پانچ رکعتیں ہوئی، تو مجھے پانچ رکعتوں کے بعد سلام پھیر دینا چاہئے یا چھ رکعتیں پوری کرنی چاہئے؟ یا امام کی پانچویں رکعت پر میری چار رکعتیں ختم ہو جاویں تو چار رکعت پر مجھے سلام پھیر دینا چاہئے؟ یا امام کے ساتھ نماز جاری رکھنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں چوتھی رکعت پر تشہد کی مقدار قعدہ کر

کے امام بھول سے پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوا تو اگر مسبوق بھی امام کے ساتھ کھڑا ہو گیا تو مسبوق کی نماز فاسد ہو گئی۔ (عالمگیری: ۳۳) اس لئے آپ کی نماز فاسد ہو گئی، لہذا نماز دہرانی پڑے گی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۷۹۷﴾ ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی؟ (گانے سننے والے، جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے والے کی امامت)؟

سوال: مسجد کے امام صاحب ریڈیو پر گانے سنتے ہیں، انہیں اسلام میں کون سے پانچ روزے حرام ہیں اس کا علم نہیں ہے، وہ پہلی رکعت میں چھوٹی قرأت کرتے ہیں اور دوسری رکعت میں بڑی قرأت کرتے ہیں، وہ پانچوں نمازوں کے پابند نہیں ہیں، فجر کی نماز کے لئے انہیں اٹھانے جانا پڑتا ہے، جنابت کی حالت میں وہ جماعت خانہ میں وقت دیکھنے کے لئے جاتے ہیں، ایسے امام کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں لکھے ہوئے عیوب امام صاحب میں ہوں تو بہت ہی صدمہ اور افسوس کی بات ہے، ایسا شخص شرعاً فاسق ہے، اس لئے اس کے پیچھے اس سے اچھی حالت والے (متقی) مصلیوں کی نماز مکروہ ہوگی۔ (طحطاوی، شامی)

اس لئے کسی دوسرے دیندار، عالم، متقی شخص کو امامت کے لئے رکھنا چاہیے، اگر ہو سکے تو نرمی اور آسانی سے امام صاحب کو سمجھا کر ان کی اصلاح کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۷۹۸﴾ امام کو حدث لاحق ہو تو وضو کر کے بنا کر سکتے ہیں؟

سوال: نماز میں امام صاحب کو حدث لاحق ہو جائے تو وہ پھر دوبارہ وضوء کر کے آکر اسی نماز کی بقیہ رکعتیں جماعت سے پڑھا سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... صورت مسئولہ میں اس طرح نماز پڑھانے کو 'بنا' کرنا کہتے ہیں، اور امام بنا کر کے بقیہ نماز پڑھا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۷۹۹﴾ بنا کے وقت تکبیر تحریمہ کہنا ضروری ہے؟

سوال: درمیان نماز حدث لاحق ہو جائے تو اسی نماز میں دوبارہ تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر پھر داخل ہونا چاہئے؟ یا سیدھا ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر نماز ختم کرنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... نماز کے جس رکن میں حدث ہوا ہو اسی رکن میں شامل ہو جانا چاہئے، از سر نو تکبیر کہنا یا ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے۔ (ہدایہ، طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۰۰﴾ امام کسی عذر کی وجہ سے نماز ختم نہ کرا سکے تو مقتدیوں میں سے کسی کو امام بنا دینا چاہئے؟

سوال: اگر کسی وجہ سے مثلاً: بیہوشی کی وجہ سے یا کچھ سخت تکلیف کی وجہ سے امام صاحب نماز ختم نہ کرا سکیں تو ایسی حالت میں پیچھے سے کسی مقتدی کو امام کی جگہ پر آ کر امامت کر کے نماز ختم کرانی چاہئے؟ یا از سر نو اس نماز کی امامت ہونی چاہئے؟ بینوا توجروا

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... امام صاحب نماز پڑھا رہے ہوں اور درمیان نماز کوئی ایسا عذر پیش آ جائے کہ جس کی وجہ سے بقیہ نماز پوری نہ کر سکیں تو پیچھے کھڑے مقتدیوں میں سے کسی کو امام بنا دینا چاہئے، اور وہ امام بن کر نماز ختم کرا دے تو یہ جائز ہے۔ (ہدایہ: ۱۰۸، شامی: ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۰۱﴾ دوبارہ پڑھی جانے والی نماز میں نئے مقتدیوں کا شامل ہونا

سوال: امام صاحب سے سہواً نماز میں ایک واجب رہ گیا، اور سجدۂ سہو کرنا بھی بھول گئے،

نماز کے بعد یاد آیا تو نماز لوٹانی پڑی۔ تو اس دوسری نماز میں نئے آنے والے مقتدی جو پہلی نماز میں نہیں تھے ان کا شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے لئے کیا حکم ہے؟
اور اگر کوئی فرض رہ گیا ہو جس کی وجہ سے نماز دوبارہ دہرانی پڑے تو کیا حکم ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں، بڑی نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نماز میں کسی فرض کے چھوٹ جانے کی وجہ سے یا نماز میں کوئی مفسد صلوۃ امر کے پیش آنے کی وجہ سے نماز دوبارہ دہرانی پڑے تو چونکہ پہلی نماز ادا نہیں ہوئی ہے اس لئے ابھی ذمہ میں فرض باقی ہے تو دوبارہ ادا کی جانے والی نماز بھی فرض ہے اس لئے نئے شریک ہونے والے مقتدیوں کی نماز صحیح ہو جائے گی۔
لیکن نماز میں کوئی واجب اصلی رہ گیا یا بھول سے چھوٹ گیا ہو جس کی وجہ سے نماز لوٹانی پڑے تو جو لوگ پہلی نماز میں شریک نہیں تھے اور دوسری نماز میں شریک ہوئے ہیں ان کے لئے بہتر تو یہی ہے کہ وہ اپنی نماز تنہا دوبارہ دہرالیں۔ عبادت میں احتیاطی پہلو اختیار کرنا چاہئے۔
اصل اس مسئلہ میں فقہاء احناف کا اختلاف ہے، بعضوں کا کہنا ہے کہ فرض پہلی نماز سے ادا ہو گیا تکمیل دوسری نماز سے ہو رہی ہے، اس لئے تکمیل اور اعادہ والی نماز میں جو مقتدی نئے شامل ہوئے ہیں انہیں اپنے فرض کی ادائے گی کے لئے نماز دوبارہ پڑھنی چاہئے۔
اور بعضوں کا کہنا ہے کہ اول نماز پوری صحیح ادا نہیں ہوئی ہے اس لئے نماز دوبارہ لوٹائی جارہی ہے، اور یہ بھی فرض ہی کے حکم میں ہے، اس لئے بعد میں آنے والے مقتدی بھی اس دوسری جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں، اس لئے انہیں دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔
لیکن قول اول (یعنی نماز اول سے فرض ادا ہو گیا) مختار ہے۔ (شامی: ۱/۳۰۷)

﴿۸۰۲﴾ جماعت کے لئے کتنے مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے؟

سوال: جماعت سے نماز پڑھنی ہو تو کتنے مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے؟ تا کہ جماعت سے نماز صحیح ہو سکے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امام کے علاوہ اور ایک شخص ہو تو جماعت سے نماز ہو سکتی ہے، اور جماعت میں جتنے مقتدی زیادہ ہوں گے اتنا ثواب زیادہ ملے گا، صرف جمعہ کی نماز کی جماعت کے لئے امام کے علاوہ کم از کم دو یا تین مقتدی کا ہونا ضروری ہے، تبھی جمعہ کی نماز صحیح ہوگی۔ (طحطاوی: ۳۰۲)

﴿۸۰۳﴾ آگے کی صف کی خالی جگہ پر کرنے کے لئے نماز میں آگے بڑھنا

سوال: امام کے پیچھے لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں اور تحریمہ باندھنے کے بعد آگے کی صف میں جگہ خالی ہو جاوے تو نماز میں آگے پیچھے ہٹ کر وہ خالی جگہ پر کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض مصلی حضرات ایسے وقت میں آگے بڑھنے کے لئے بہت اشارہ کرتے ہیں تو ان کے اشارہ پر توجہ دینی چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد اپنے ارادہ سے ایک صف کی مقدار اس طرح آگے پیچھے ہٹنے سے جس سے سینہ قبلہ سے نہ پھرے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ البتہ باہر کے شخص کے اشارہ پر یا اس کے کہنے پر اس کی اطاعت میں یا اس کی بات مان کر آگے پیچھے ہٹیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی: ۱/۳۸۴)۔

لہٰذا اگر ایسا موقع ہو تو ان کے کہنے کے تھوڑی دیر بعد اپنی مرضی وغور و فکر سے آگے پیچھے ہٹنا چاہئے تا کہ نماز بھی فاسد نہ ہو اور خالی جگہ بھی پر ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۰۴﴾ صف میں تنہا کھڑے رہنا

سوال: نماز میں ایک صف مکمل ہو جاوے، پھر کوئی شخص آوے اور وہ دوسرے مقتدی کے آنے کا انتظار کرتا کھڑا رہے، اور نماز ختم ہونے تک دوسرا مقتدی نہ آوے تو نماز میں کوئی کراہت آئے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں کسی سمجھدار شخص کو آگے کی صف سے اپنے ساتھ کر لینا چاہئے، تنہا صف میں کھڑے رہنے کو فقہاء نے مکروہ بتایا ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ میں اگر کسی کو آگے کی صف سے پیچھے کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ جہالت کی وجہ سے یا تو وہ اپنی نماز توڑ دے گا یا لڑنے کے لئے تیار ہو جائے گا، اس لئے صف میں تنہا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ (شامی) فقط واللہ اعلم

﴿۸۰۵﴾ قعدۂ اخیرہ میں شامل ہونے والے کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

سوال: جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو بہت سے نمازی باتوں میں مشغول رہتے ہیں، اور آخری قعدہ میں آ کر جماعت میں شامل ہوتے ہیں، اور ایسا سمجھتے ہیں کہ انہیں جماعت مل گئی، کچھ نمازی ہمیشہ ایسا کرتے ہیں، تو انہیں جماعت کا پورا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......مسجد میں باتیں کرنا حدیث شریف کی رو سے منع ہے، اس سے دوسری نیکیاں بھی برباد ہو جاتی ہیں نیز جب جماعت سے نماز ہو رہی ہو تو فوراً اس میں شامل ہونے کے لئے حدیث شریف میں حکم دیا گیا ہے، اس وقت دوسری نماز یا تسبیح و تلاوت میں مشغول ہونا صحیح نہیں ہے، تو جماعت چھوڑ کر باتوں میں مشغول رہنا کہاں سے جائز ہو سکتا ہے؟ یہ تو سراسر نماز کی ناقدری اور منافقوں کی نشانیوں میں سے ہے کہ انہیں

نماز پڑھنا ایک بوجھ معلوم ہوتا ہے، اس لئے سوال میں مذکورہ طریقہ سے اپنے آپ کو بچانا نہایت ضروری ہے۔

جو شخص آخری رکعت کے قعدۂ اخیرہ میں آکر شامل ہوگا تو اسے جماعت کا ثواب ملے گا لیکن زیادہ رکعتیں چھوٹ جانے کی وجہ سے جماعت کا ملنا نہیں کہلائے گا۔ (شامی: ا مشکوۃ شریف) فقط واللہ اعلم

﴿۸۰۶﴾ قعدۂ اخیرہ میں شامل ہونے والے کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

سوال: کچھ نمازی نماز کے آخری قعدہ میں آکر شامل ہوتے ہیں، تو اس طرح جماعت میں شامل ہونے سے جماعت کا پورا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... فرض نماز کے آخری قعدہ میں شریک ہونے سے جماعت کا ملنا نہیں کہلائے گا، لیکن جماعت کا ثواب مل جائے گا، البتہ جو ثواب تکبیر تحریمہ سے جماعت میں شامل ہونے والے کو ملے گا اتنا ثواب نہیں ملے گا۔ (شامی، طحطاوی: ۲۷۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۰۷﴾ درمیان نماز مقتدی کا وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے آکر جماعت میں شریک ہونے کا طریقہ

سوال: درمیان نماز حدث لاحق ہو جائے تو اسی نماز میں دوبارہ تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر پھر داخل ہونا چاہئے؟ یا سیدھا ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر نماز ختم کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نماز کے جس رکن میں حدث ہوا ہو اسی رکن میں شامل ہو جانا چاہئے، از سر نو تکبیر کہنا یا ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے۔ (ہدایہ، طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۰۸﴾ مسجد کے باہر والے حصہ میں جماعت ثانیہ کرنا

سوال: کسی بھی مسجد میں محلہ کی ہو یا بازار کی، جماعت ہو جانے کے بعد کچھ لوگ آتے ہیں، اور مسجد سے باہر والے حصہ میں جہاں جنازہ کی نماز ہوتی ہے، یا جنازہ کی نماز تو نہ ہوتی ہو لیکن وہ حصہ بالکل مسجد سے باہر کا ہو تو وہاں دوبارہ جماعت کر کے نماز پڑھتے ہیں، تو کیا اس طرح نماز پڑھنا صحیح ہے؟ یا شرعی اعتبار سے کچھ حرج ہے؟

اور مسجد میں ایک مرتبہ جماعت ہو جانے کے بعد اس طرح دوبارہ جماعت کر کے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ مفصل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں مسجد سے باہر والے حصہ میں جماعت کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس سے نماز بھی ادا ہو جائے گی اور جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا، لیکن اس جگہ کے مسجد نہ ہونے کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب جو ایک نماز کا پچیس گنا ثواب ہے وہ نہیں ملے گا، اس لئے مسجد میں جماعت کے ساتھ پابندی سے نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۰۹﴾ عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے والے کو پوری رات عبادت کا ثواب ملتا ہے؟

سوال: بزرگان دین سے سنا ہے کہ جو شخص عشاء اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے اسے پوری رات عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ پوری رات عبادت کا ثواب ملنے کے لئے نماز با جماعت کی قید ہے؟ اگر کسی کی جماعت چھوٹ گئی ہو اور اس نے تنہا نماز پڑھی ہو تو اسے ثواب ملے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ ثواب کے حصول کے لئے عشاء اور فجر کی دونوں نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۱۰﴾ دو صفوں کے درمیان حوض کا آنا

سوال: امام کے پیچھے مقتدی کتنی جگہ چھوڑ کر کھڑا رہے؟ درمیان میں دہ دردہ حوض ہو اور اس کے بعد صفیں قائم کی جائیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟ یا حوض کے اوپر سامنے کی جانب کے کمرہ میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مسجد کے اندر بھی نماز ہو اور مشرق کی جانب حوض ہو تو اس کے اوپر کے کمرہ میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دو صفوں کے درمیان اتنا خلاء ہو کہ اس میں سے ایک موٹر گاڑی گزر سکے تو اس طرح کھڑے رہنے سے پیچھے والوں کی نماز صحیح نہیں ہوتی، لیکن یہ مسئلہ تب ہے جب نماز میدان یا مسجد سے باہر جماعت کے ساتھ ہو رہی ہو، اور اگر مسجد ہی میں اس طرح دو صفوں کے درمیان جگہ خالی رہتی ہو مثلاً صورت مسئولہ میں درمیان میں حوض ہے، تو پوری مسجد ایک جگہ کے حکم میں ہونے کی وجہ سے دور صف بنا کر کھڑے مقتدیوں کی بھی نماز صحیح ہو جائے گی۔ (شامی:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۱۱﴾ امام سے بار بار غلطی ہوتی ہو پھر بھی تنہا نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے۔

سوال: پیش امام صاحب ہر نماز میں بار بار غلطی کرتے ہیں، تقریباً روزانہ ہی سجدۂ سہو کرتے ہیں، تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا اچھا ہے یا تنہا نماز پڑھ لینا اچھا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... تنہا نماز پڑھنے سے جماعت سے نماز پڑھنے میں ستائیس (۲۷) درجہ ثواب زیادہ ملتا ہے، نیز جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے،

اگر بھول کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہو اور سجدۂ سہو کرلیا جائے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ اس لئے تنہا نماز نہ پڑھ کر جماعت سے پڑھنا چاہئے، اگر امام صاحب ہر نماز میں ایسی غلطی کرتے ہوں اور پوری توجہ کے ساتھ نماز نہ پڑھتے اور پڑھاتے ہوں تو مناسب طور پر الگ کرکے کوئی دیندار، متقی، پرہیزگار شخص کو امام مقرر کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۱۲﴾ گھر پر جماعت سے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے پر بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

سوال: افطاری کرکے مسجد جانے پر ایک دو رکعت چھوٹ جاتی ہے، اس لئے گھر ہی پر بچوں کے ساتھ جماعت کرکے نماز ادا کرلی جائے تو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب بہت زیادہ ہے، اس لئے گھر میں بچوں کے ساتھ جماعت نہ کرتے ہوئے مسجد جاکر جماعت سے نماز پڑھنا چاہئے۔ اور افطاری سے جلدی فارغ ہو جانا اپنے اختیار میں ہے، اس کے باوجود اگر رکعت چلی جائے تو بھی مسجد کی جماعت میں شریک ہونے میں ہی ثواب زیادہ ملے گا۔ نماز کے لئے آنے جانے کا، اعتکاف کا، بڑی جماعت کا اور مسجد میں نماز پڑھنے پر ستائیس (۲۷) گنا زیادہ ثواب ملتا ہے وہ بھی ملے گا۔ اور مذکورہ ثواب گھر میں تکبیر تحریمہ کہہ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر نہیں ملتا ہے۔ (عالمگیری: ۴۳) البتہ گھر میں بچوں کے ساتھ جماعت کرکے نماز پڑھ لینے سے جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۱۳﴾ نابالغ کے ساتھ جماعت کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: ہمارے گھر سے مسجد ایک میل دور ہے، موسم گرما میں عشاء کی نماز رات کو بارہ (۱۲)

بجے ہوتی ہے، اور فجر کی نماز ۴:۰۰ بجے ہوتی ہے، اور موسم سرما میں بہت ہی برف گرتی ہے، اور ہم بس میں بیٹھ کر نماز پڑھنے جاتے ہیں، پیدل جانے پر اندازاً پچیس (۲۵) منٹ لگتے ہیں، اس لئے کم از کم ایک گھنٹہ آنے جانے میں لگ جاتا ہے، اور رات کے وقت راستہ میں چور اور ستانے والے اور ایذا رساں لوگ بہت ہوتے ہیں، اس لئے اس کا بھی ڈر ہوتا ہے، پھر بھی مسجد میں نماز پڑھنے جانے کی ممکن ہر کوشش کرتے ہیں۔ آخر (جب برف بہت گری ہوتب) مجبوراً گھر میں نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ میرا ایک گیارہ (۱۱) سال کا نابالغ لڑکا ہے اسے پاس میں کھڑا رکھ کر جماعت کر لیتا ہوں، تو کیا میری نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں بتائے گئے حالات میں گیارہ (۱۱) سال کے بچہ کو پیچھے کھڑا رکھ کر جماعت سے نماز پڑھی جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ اور جماعت کا ثواب بھی ملے گا۔ (طحطاوی:۱۷۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۱۴﴾ نابالغ کو پہلی صف میں کھڑا رکھنا

سوال: نابالغ بچہ کو پہلی صف میں کھڑا رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

زید کا کہنا ہے کہ کھڑا رکھ سکتے ہیں، اس لئے کہ مقتدی ایک ہی ہے، اور بکر کا کہنا ہے کہ چاہے ایک مقتدی ہو یا صف مکمل بھر جاتی ہو پھر بھی نابالغ کو پہلی صف میں کھڑا نہیں رکھ سکتے؟ تو ان دونوں میں صحیح کیا ہے؟ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر ایک ہی مقتدی ہو تو نابالغ کو پہلی صف میں کھڑا رکھ سکتے ہیں۔

﴿۸۱۵﴾ چھوٹے نابالغ بچوں کو مسجد لانے کے بارے میں

سوال: رمضان کا مہینہ آرہا ہے، انشاء اللہ مساجد نمازیوں سے بھر جائیں گی، لیکن ہمارے یہاں کچھ مصلی بھائی اپنے نابالغ بچوں کو بھی نماز اور تراویح کے لئے اپنے ساتھ لے آتے ہیں، اور بچے وہاں شرارت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مسجد میں شور شرابہ ہوتا ہے، کچھ مصلی بھائی بچوں کو نہ لانے کے لئے عاجزی کے ساتھ کہتے بھی ہیں نیز کمیٹی کے افراد بھی بار بار اعلان کرتے ہیں کہ بچوں کو نہ لائیں لیکن بچوں کے ولی نہیں مانتے، اور نابالغ بچوں کو ساتھ لاتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ بچوں کو مسجد میں لانا چاہئے یا نہیں؟ اور لانا ہی ہو تو کتنی عمر کے بچوں کو لانا چاہئے؟ اکیلے کھڑا رکھنے سے یا بچوں کی صف میں کھڑا رکھنے سے وہ شرارت کرتے ہیں تو انہیں مردوں کی صف میں کھڑے رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

امید ہے کہ سوال کا جواب حدیث وفقہ کی روشنی میں بالتفصیل مرحمت فرما کر ہماری الجھن کو دور فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد اللہ کی عبادت کی جگہ ہے، اور اس جگہ کو اللہ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے، اس لئے اس کا احترام کرنا، گندگی، بدبو اور نجاست سے پاک رکھنا، اس کا ادب کرنا ہر مسلمان پر لازم اور ضروری ہے۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنبوا مساجد کم صبیانکم و مجانینکم۔ یعنی مسجدوں کو اپنے چھوٹے بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ۔

یعنی جن چھوٹے بچوں کو مسجد کی پاکی اور ناپاکی اور مسجد کی اہمیت کا خیال نہ ہو ایسے بچوں کو مسجد میں لانا جائز نہیں ہے۔ فقہاء نے اسے مکروہ تحریمی بتایا ہے، شریعت میں اس کے

لئے کوئی خاص عمر بتائی نہیں گئی ہے، البتہ دوسری ایک حدیث میں ارشاد ہے: بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو اس کی عادت ڈالنے کے لئے اور اسلامی تہذیب سکھانے کے لئے نماز پڑھنے کا حکم کرو۔ اور عام طور پر اس عمر میں پاکی اور ناپاکی اور مسجد کی اہمیت اور آداب وغیرہ کی کچھ نہ کچھ تمیز ہو جاتی ہے، اس لئے اس عمر کے بچوں کو مسجد میں لانے کی اجازت ہونی چاہئے۔ اور اس سے چھوٹی عمر کے بچوں کو مسجد میں لانے سے بچنا چاہئے۔ جن بچوں کو پاکی اور ناپاکی اور مسجد کے آداب کی تمیز ہو ایسے بچوں کو مسجد میں لانے سے کمیٹی یا ادارہ کے ذمہ داروں کا منع کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ نرمی اور محبت سے مسجد اور مسجد والے اعمال کی طرف شوق ورغبت دلانی چاہئے، اس لئے کہ یہی مستقبل میں مسجد کے آباد کرنے والے ہیں

صف بنانے کی ترکیب اور اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ: جب نماز شروع ہو اور مقتدیوں میں صرف ایک ہی شخص ہو تو چاہے وہ بالغ ہو یا نابالغ امام کی دائیں طرف امام کی ایڑی کے پاس اس مقتدی کے پیروں کی انگلیاں رہے اس طرح کھڑا رہنا چاہئے۔ اور اگر دو مقتدی ہوں یا دو سے زیادہ ہوں تو انہیں امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑے رہنا چاہئے۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے پہلی صف میں اہل علم، متقی اور بالغ حضرات کو کھڑے رہنا چاہئے، بالغ کی صف کے بعد نابالغوں کی صف ہونی چاہئے۔ اور اگر ایک ہی نابالغ لڑکا ہو، تو فقہاء نے اس کے تنہا الگ صف بنا کر کھڑے رہنے کو مکروہ لکھا ہے، لہذا وہ بھی بالغوں کے ساتھ ان کی صف میں ہی کھڑا رہے گا۔ (شامی:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لیکن نابالغوں کی الگ صف بنانے میں ان کے شرارت وشور وغل کرنے کا ڈر ہو اور انہیں سمجھانے سے کام نہ چلتا ہو اور مسجد میں انتشار واختلاف نہ ہو تو بچوں کو مسجد نہ لاؤ، ایسا کہنے کے بجائے ان کے والد یا دوسرے ذمہ داروں کو یہ سمجھانا چاہئے کہ وہ دوسری یا تیسری صف میں انہیں لے کر کھڑے رہیں۔ اس طرح دوسری یا تیسری صف میں یا ان صفوں کے بعد کی صفوں میں نابالغوں کا کھڑے رہنا جائز ہے، مکروہ نہیں ہے۔ اور اس سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں بھی خرابی نہیں آئے گی۔ اور بچے بھی نماز اور مسجد کے ماحول سے مستفید ہوں گے۔ (بحر الرائق، کبیری، شامی، احسن الفتاویٰ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۱۶﴾ بیمار پر جماعت واجب نہیں ہے؟

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص تندرست ہونے کے باوجود مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا، اس کا گھر قریب میں ہی ہے، اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے، بازار جاتا ہو، یا کسی بھائی یا دوست کے گھر ملاقات کے لئے جانا ہو تو جا سکتا ہے، اسے میں نماز کے لئے مسجد آنے کی دعوت پیش کرتا ہوں، تو کہتا ہے کہ چکر آتے ہیں، پیر دکھتے ہیں، وغیرہ بہانے بتاتا ہے، ایسے شخص کے لئے شریعت کے مطابق کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بیمار شخص اپنی بیماری کی وجہ سے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھے تو اس میں گناہ نہیں ہے، لیکن کاہلی یا بہانے بنا کر جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز نہ پڑھے گا تو گناہ ہوگا، اور زیادہ ثواب سے محروم رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۱۷﴾ مسجد کے صحن میں جماعت کر سکتے ہیں؟

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد کے اندر کے حصہ میں تین صفیں ہوتی ہیں، لیکن فی الحال گرمی

کی وجہ سے امام صاحب باہر صحن میں نماز پڑھاتے ہیں، اور اس طرح نماز پڑھنے میں مسجد کے اندر کا حصہ خالی رہتا ہے، تو صحن میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صحن اگر جماعت خانہ میں داخل نہ ہو تو جماعت خانہ چھوڑ کر صحن میں نماز پڑھنے سے مسجد کا حق باقی رہ جائے گا، اور مسجد میں نماز پڑھنے سے جو زیادہ ثواب ملتا ہے وہ نہیں ملے گا، اس لئے اس صورت میں صحن میں جماعت نہ کر کے مسجد ہی میں پڑھنا چاہئے۔ سنن باہر صحن میں پڑھ سکتے ہیں، اور اگر صحن بھی جماعت خانہ کا ایک حصہ ہو تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۱۸﴾ نابالغ لڑکوں کی صف کہاں ہونی چاہئے؟

سوال: نماز جماعت سے ہو رہی ہو تب نابالغ لڑکوں کو کہاں کھڑے رہنا چاہئے؟ آگے یا نمازیوں کے پیچھے؟ ۸-۷ سال کے لڑکے بڑے آدمیوں سے جلدی مسجد میں آ کر آگے کی صف میں جگہ روک لیں اور وہاں نماز ادا کریں تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟

بڑے آدمی چھوٹے لڑکوں کو پیچھے نکال دیتے ہیں، اس لئے ایک بھائی جو کہ اہل حدیث ہے انکا کہنا ایسا ہے کہ تم لڑکوں کے حوصلے اور شوق کو ختم کر رہے ہو، اور بڑے آدمی دیر سے آتے ہیں، پھر جبراً لڑکوں کو پیچھے نکال کر ان کی جگہ پر قبضہ کر لیتے ہیں، لڑکے جلدی آ دیں اور پھر انہیں کوئی پیچھے نکال دے تو ان کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور وہ بچے پھر دوسری نمازوں میں نہیں آئیں گے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بچوں کی صف اخیر میں رہتی تھی، ایسا کہنے والے بھائی کو اہل حدیث بھائی کہتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ اگر حیات ہوتے تو بچوں کا حوصلہ دیکھ کر (جس

طرح وہ جلدی آ کر بیٹھتے ہیں) انہیں وہیں بیٹھنے دیتے، اور وہیں نماز ادا کرنے کے لئے اجازت دیتے۔ پیچھے نہ نکالتے، نیز اس بھائی کا کہنا ایسا ہے کہ بچوں کو پیچھے نہ نکالو، وہ جلدی آئے ہیں، لہذا آنجناب اس فتوے کا تفصیلی جواب مرحمت فرما کر اس خلجان کو دور فرمائیں۔

جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھانے کا حکم ہے، اسے جہاں جگہ ملے وہاں نماز پڑھے؟ بہت سے لوگ نہیں سمجھتے ہیں، باہر جگہ ہو یا نہ ہو، بارش ہو یا سخت دھوپ ہو تو بھی باہر جانے کے لئے کہتے ہیں، اور اس پر بہت زور دیتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ اپنے نواسے کو ساتھ میں رکھ کر نماز پڑھتے تھے، کیا یہ صحیح ہے؟ لہذا تفصیل سے جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے وقت صف کی ترتیب کے لئے حضور ﷺ نے اور آپ کے فرامین کے مطابق مجتہد ائمہ نے درجہ بندی کی ہے، ردالمحتار کے مصنف علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں کہ، اگر ایک ہی مقتدی ہو تو وہ امام کی دائیں طرف تھوڑا سا پیچھے کی طرف ہٹ کر کھڑا رہے، اور دو یا دو سے زائد مقتدی ہوں تو وہ امام کے پیچھے صف بنائیں گے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز میں پہلی صف میں میرے ساتھ عاقل، بالغ مرد کھڑے رہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کو پہلی صف میں اور بالغوں کے درمیان کھڑے رکھنا مکروہ ہے۔ (بحر)

بالغوں کی صف کے بعد نابالغوں کی صف بنانی چاہئے۔ اگر نابالغ لڑکا ایک ہی ہو تو اسے مردوں کی صف میں ساتھ ہی میں کھڑا رکھے، یا دوسری یا تیسری صف میں بچے بالغوں کے

ساتھ کھڑے رہیں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ اگر نابالغ لڑکے دو یا تین ہوں تو ان کی ایک الگ صف بنانی چاہئے۔ مشکوۃ شریف ص:۹۹ پر ابو مالک اشعریؓ کی روایت ہے، جس میں آپ نے حضور ﷺ کی نماز اور جماعت کا طریقہ بتایا ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ پہلے بالغوں کی صف ہونی چاہئے، پھر ان کے پیچھے نابالغوں کی، آگے دوسری ایک حدیث میں قیس ابن عبادؓ کا بیان ہے کہ: میں آگے کی صف میں کھڑا رہ گیا، تو ایک شخص نے مجھے پیچھے سے کھینچ کر پیچھے کر دیا، اور میری جگہ پر وہ کھڑے ہو گئے، نماز کے بعد میں نے دیکھا تو وہ ابی بن کعب تھے۔

خلاصہ یہ کہ نابالغ کو پیچھے کھڑے رکھنا یہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ہے، اس میں بچوں کا شوق ختم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، نیز ایسا کہنا کہ نبی کریم ﷺ حیات ہوتے! یہ بھی صحیح نہیں ہے، جو دینی تعلق اور غیرت حضور ﷺ کے زمانہ کے بچوں میں تھی اس کا دسواں حصہ بھی آج کے بچوں میں نہیں ہے، پھر بھی انہیں پیچھے کھڑا کیا جاتا تھا۔

سوال میں بتائے گئے تنازع میں پڑنے سے بہتر تو یہی ہے کہ بڑی عمر والوں کو بچوں سے جلدی آکر آگے کی جگہ روک لینی چاہئے۔ تاکہ ثواب بھی زیادہ ملے اور فتنہ اور فساد سے بھی بچا جا سکے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۱۹﴾ امام کا سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو......

سوال: ہمارے یہاں امام صاحب روزانہ پانچ وقت کی نماز ممبر کے پاس محراب کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھاتے ہیں، اور ان کے پیچھے پہلی صف قائم ہوتی ہے۔ لیکن جمعہ میں شہر کی وجہ سے مصلی زیادہ ہوتے ہیں، اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے امام صاحب محراب کی طرف

آگے اس طرح بڑھ کر کھڑے ہوتے ہیں کہ سجدہ محراب میں ہوتا ہے اور دونوں پیر اور بدن کا کچھ حصہ محراب سے باہر رہتا ہے، پھر ایک دوفٹ امام صاحب کے پیچھے پہلی صف قائم ہوتی ہے، امام کے بالکل پیچھے اور دائیں طرف ممبر کے آجانے کی وجہ سے چار مقتدیوں جتنی جگہ مجبوراً خالی رکھنی پڑتی ہے، لہذا سوال یہ ہے کہ:

(۱) امام کا اس طرح کھڑے رہنا مکروہ تو نہیں ہے؟ (۲) صف اول کونسی کہلائے گی؟ امام کے ساتھ جو ہے وہ یا روزانہ کی جو پہلی صف ہوتی ہے وہ کہلائے گی؟ صف اول کی فضیلت کیسے ملے گی؟

کچھ لوگ جو اپنے آپ کو بہت مسائل کے واقف کار سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ: (آج کی) پہلی صف باطل ہے، اصل پہلی صف وہی ہے جو روزانہ کی پانچوں وقت کی نماز میں ہوتی ہے۔ وہ بعض کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ لہذا آنجناب کتاب وسنت کی روشنی میں حوالوں کے ساتھ اس اختلاف کو دور فرمائیں، ایسی مؤدبانہ گذارش ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دو یا اس سے زائد مقتدیوں کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھی جائے تو امام کو ایک صف آگے اور مصلیوں کو پیچھے کھڑا رہنا چاہئے۔ لیکن جگہ کی قلت اور کثرت مصلیوں کی مجبوری کی وجہ سے امام صاحب محراب کی طرف اس طرح بڑھ کر کھڑے رہیں کہ سجدہ محراب میں ہوتا ہو لیکن پیر اور بدن کا کچھ حصہ محراب سے باہر رہتا ہو اور ان کی دائیں بائیں جانب ڈیڑھ دوفٹ پیچھے مصلیوں کی صف ہو تو اس طرح نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، جیسا کہ فتاویٰ دار العلوم اور شامی: جلد: ا میں اسکی صراحت موجود ہے۔

امام سے قریب جو صف ہو وہی صف اولیٰ کہلائے گی، جیسا کہ بذل المجہود جلد: ا میں ہے:

قال ابن حجرؒ: الصف الاول هو الذی یلی الامام و ان تعلی نحو المنبر۔ (البذل المجهود) ۔یعنی: حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ: پہلی صف وہی ہے جو امام کے بعد سب سے پہلی صف ہے، چاہے ممبر وغیرہ آجانے کی وجہ سے وہ صف مکمل نہ ہو۔

علامہ شامیؒ صف اول کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: صف اول وہ صف ہے جو امام کے فوراً بعد ہو، اور اس صف سے پہلے مقتدی نہ ہوں۔ (۳۸۴/۱)

لہذا صورت مسئولہ میں امام کے فوراً بعد جو صف ہے وہی صف اول کہلائے گی۔ اور صف اول کا ثواب اور فضیلت پہلی صف والوں کو ہی ملے گی۔ علامہ شامیؒ کے قول کے مطابق دیکھا جائے تو آج کی دوسری صف سے آگے مقتدی ہیں اس لئے وہ پہلی صف نہیں ہوسکتی، صرف ممبر والی جگہ کے پیچھے جو مقتدی ہیں کہ ان کے اور امام کے بیچ کوئی مقتدی کی صف نہیں ہے انہیں ہی صف اول کی فضیلت حاصل ہوگی۔

آپ نے سوال میں لکھا ہے کہ کچھ حضرات آج کی پہلی صف کو باطل شمار کرتے ہیں لیکن اس کا سبب یا کتاب کا نام نہیں بتایا ہے، کہ جس سے کوئی صحیح جواب ان کے سوال کا دیا جا سکے، شاید ان کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو ایسا ہوسکتا ہے، اور وہ یہ کہ بحر الرائق: ۱۶۹/۲ اور شامی ۱: ۳۸۳ پر ایک مسئلہ مذکور ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ: جب خلافت راشدہ کا زمانہ ختم ہو گیا، اور ملوکیت آگئی، اور لوگوں میں عداوت اور اختلاف بڑھ گیا، تو بڑے عہدے کے لوگوں کے لئے مسجد میں جہاں ہر کسی کو آنے جانے کی اجازت ہوتی ہے (انہیں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی طرح شہید نہ کردیں اس لئے) ان لوگوں کے لئے امام کے پیچھے قبلہ کی طرف دیوار کے پاس اپنی حفاظت کے لئے ایک کمرہ بنا کر اس کے اندر نماز پڑھتے تھے۔

جس میں ان کے خاص معتمد حضرات کے علاوہ اور کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی، اور اس کمرہ کو مقصورہ کہا جاتا تھا۔ لہذا اگر کسی جگہ ایسی مجبوری ہو تو مقصورہ میں کھڑے رہ کر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کی صف پہلی صف شمار کی جائے گی؟ یا مقصورہ کے پیچھے عام مصلیوں کی جو سب سے پہلی صف ہے وہ صف اول سمجھی جائے گی؟

اس کے متعلق فقیہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ: مقصورہ میں جانے کی عام اجازت نہیں ہوتی، اور یہ صف اول کے ثواب سے محروم رکھتا ہے اس لئے مقصورہ سے باہر عام مصلیوں کی صفوں میں جو پہلی صف ہے وہ صف اول سمجھی جائے گی۔ علامہ شامیؒ اسی چیز کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: جہاں یہ کیفیت نہ ہو تو امام کے پیچھے کی صف پہلی صف سمجھی جائے گی۔

﴿۸۲۰﴾ مقتدی صف میں امام کے پیچھے دونوں طرف برابر کھڑے رہیں، کیا یہ ضروری ہے؟

سوال: جس وقت جماعت کھڑی ہو، اور مؤذن تکبیر کہے اس وقت مصلی امام کی دائیں طرف زیادہ کھڑے ہوتے ہیں اور بائیں جانب دو تین آدمی ہی کھڑے ہوتے ہیں، اگر ان لوگوں کو کہا جائے کہ بائیں طرف کھڑے ہو کر صف برابر آدھی آدھی کرو، تو کہتے ہیں کہ: دائیں طرف کھڑے رہنے میں زیادہ ثواب ہے، تو آنجناب بتائیں کہ مصلیوں کا اس ارادہ سے دائیں طرف زیادہ تعداد میں کھڑے ہونا صحیح ہے؟ یا صفوں کی درستگی زیادہ اہمیت رکھتی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب جماعت شروع ہو تو امام کو صف کے بیچ کھڑے رہنا چاہئے، محراب اسی لئے بالکل درمیان میں بنایا جاتا ہے، تاکہ امام کھڑا رہے تو مقتدی امام کے دونوں طرف برابر تعداد میں رہیں۔ اب اگر سب مقتدی یا زیادہ تر مقتدی ایک

طرف کھڑے ہو جائیں تو ان کی نماز مکروہ ہوگی۔ دائیں طرف اور صف اول میں ثواب زیادہ ہے یہ بات صحیح ہے لیکن سب لوگ یہی کریں گے تو صف کی ترتیب میں خرابی آئے گی۔ اس لئے جو لوگ صفوں کی درستگی کی نیت سے دائیں جانب چھوڑ کر بائیں جانب کھڑے ہوں گے تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ بھی ثواب سے محروم نہیں رہیں گے۔

(شامی: ۱/۳۸۲، فتاوی دارالعلوم) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۸۲۱﴾ بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھیں یا تنہا پڑھ لیں؟

سوال: ایک قصبہ ہے جہاں ایک ہی مسجد ہے، اور وہاں کا امام افعال بدعت کا مرتکب ہے، اور زیادہ تر مصلی بلکہ سب ہی اس کی پیروی کرتے ہیں، اور بدعتی ہیں، تو اس امام کے پیچھے اور اس مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ گھر نماز پڑھنا بہتر ہے یا اس مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے؟ اور جمعہ کی نماز کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ اگر اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہو تو مسجد کا ثواب حاصل کرنے کے لئے ان کی جماعت ہونے سے پہلے نماز پڑھ لینا بہتر ہے یا بعد میں پڑھنا چاہئے؟ اور مشکل بات یہ ہے کہ پورے قصبہ میں سنی حضرات کے گھر ایک دو ہیں اس لئے ان کے خلاف بات کرنا باعث نزاع شدید ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، پھر بھی امام غالی بدعتی نہ ہو تو گھر میں تنہا نماز پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے ہی نماز پڑھنی چاہئے۔

(شامی، طحطاوی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۸۲۲﴾ مسئلہ مثل بالا

سوال: اگر اہل سنت والجماعت کے تین یا چار افراد ہو جاتے ہوں تو ان کے ساتھ گھر پر

جماعت کر کے نماز پڑھنا بہتر ہے یا مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بہتر ہے؟ یعنی مسجد میں نماز پڑھنے سے ثواب زیادہ ملے گا یا مسجد سے باہر جماعت کرنے میں زیادہ ثواب ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں بدعتی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھ کر گھر میں جماعت کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش تو ہے، لیکن مسجد کے ثواب سے محروم رہیں گے، اس لئے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے رہیں، اور مقدور بھر اصلاح کی کوشش کرتے ہوئے دعا کرتے رہیں یہی بہتر ہے۔

﴿۸۲۳﴾ عورت کے بدن کا نماز میں مرد کے ساتھ مس ہونا

سوال: ایک شخص اپنی عورت کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھ رہا ہے، اور عورت اس کے پڑوس میں اس طرح کھڑی رہتی ہے کہ اس کا بدن اس کے شوہر امام کے ساتھ لگ جاتا ہے، تو ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور ایسی حالت میں اقامت کون کہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھنے کی صورت میں اس کا بدن مرد سے لگ جاوے تو نماز میں کوئی حرج نہیں آئے گا۔ لیکن اسے پیچھے صف میں کھڑا رکھنا چاہئے، اور اقامت مرد خود کہہ کر نماز شروع کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۲۴﴾ صف میں زبردستی گھسنا خلاف شریعت ہے۔

سوال: زید اذان کے بعد پہلی صف میں مؤذن کے قریب جگہ لے لیتا ہے، اور بکر پیچھے کی صف میں ہوتا ہے، جب مؤذن صاحب اقامت شروع کرتے ہیں تب مصلی صف بندی کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، تو زید جو پہلے سے مؤذن کے قریب بیٹھا ہے صف بندی کے

لئے کھڑا ہوتا ہے اسی وقت بکر پیچھے کی صف سے صف پھلانگتا ہوا آتا ہے اور مؤذن کے پڑوس میں دائیں بائیں ذرا سی خالی جگہ دیکھ کر جان بوجھ کر زبردستی جگہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ بکر کی یہ حرکت خلاف شریعت ہے، بکر کو اگر پہلی صف کی فضیلت حاصل کرنی ہو تو پہلے سے آ کر پہلی صف میں مؤذن کے قریب کی جگہ لے لینی چاہئے ورنہ اس طرح صف پھلانگ کر درمیان میں جگہ کر کے آنے کے بجائے پیچھے کی صف میں جہاں جگہ ملے وہاں کھڑے ہو جانا چاہئے، تو اس بارے میں زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کی حرکت صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں درج حقیقت اگر صحیح ہو تو زید کا کہنا صحیح ہے، اور ایسی حرکت کرنے سے بکر کو پہلی صف کا ثواب بھی نہیں ملے گا۔ (شامی وغیرہ)

﴿۸۲۵﴾ مسجد دور ہو تو نماز کے لئے کیا کیا جائے؟

سوال: کتنے فاصلہ پر مسجد ہو تو نماز کے لئے وہاں جانا فرض ہے؟ یعنی اگر یہاں سے پانچ میل دور ایک مسجد ہے جہاں چھٹیوں میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو کیا وہاں جانا فرض یا واجب ہے؟ یا گھر میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جتنی دور جماعت کے لئے مسجد میں جائیں گے اتنا ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ لیکن جانے آنے میں کوئی تکلیف ہو یا بیماری کی وجہ سے نہ جا سکتے ہوں تو جماعت کے لئے یا مسجد کے لئے نہ جانے میں کوئی گناہ نہیں ہے، تنہا پڑھ سکتے ہیں، اور اس کے لئے شریعت کی طرف سے میل وغیرہ کی حد بندی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۸۲۶﴾ کالج میں ہوسٹل کے کمرہ میں جماعت کر کے نماز پڑھنا

سوال: ہم یہاں ایک کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، ہماری تمنا ہے کہ ہم پانچوں وقت

کی نماز کے پابند بن جاویں، اور کالج سے مسجد تھوڑی دور ہے، وہاں نماز پڑھنے کے لئے آنے جانے میں اتنا وقت لگتا ہے کہ ہمیں ہمارا درس وغیرہ کے چھوٹ جانے کا ڈر ہے، اس وجہ سے ہم مسجد نہیں جاسکتے۔

ہم نے اس مسئلہ کا حل یہاں کہ کچھ علماء سے طلب کیا تھا، تو کچھ علماء یہیں کالج میں نماز پڑھنے کی طرفداری میں تھے، لیکن کچھ علماء کے خیال میں کالج میں نماز نہیں ہوسکتی، اور کہتے ہیں کہ جمعہ کی نماز جامع مسجد میں ہی ہونی چاہئے، اس لئے برائے مہربانی مختصر اور عام فہم انداز میں جواب عنایت فرما کر یہ بتائیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کی نماز کی اہمیت، فضیلت اور خصوصیت کو دیکھتے ہوئے فقہاء کرام نے آیات قرآنی واحادیث رسول کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نماز کی صحت اور نفس وجوب کے لئے بارہ شرائط کا موجود ہونا ضروری بتایا ہے۔ جن میں سے چھ شرائط مصلی میں ہونا ضروری ہے اور بقیہ اس کے علاوہ ہیں۔

مثلاً: (۱) مسلمان ہونا (۲) آزاد ہونا (۳) مرد ہونا (۴) مقیم ہونا (۵) آنکھوں اور پیروں کا صحیح سالم ہونا تاکہ جمعہ پڑھنے جانے میں کسی کا محتاج نہ ہو (۶) جس جگہ جمعہ پڑھی جا رہی ہے اس جگہ کا شہر یا قصبہ یا قریۂ کبیرہ ہونا، یا اس کی حد میں داخل ہونا (۷) اذن عام ہونا۔ جہاں یہ شرائط موجود ہوں گی وہیں جمعہ کی نماز فرض بھی ہوگی اور پڑھنے سے صحیح ادا بھی ہوگی۔

لہذا صورت مسئولہ میں وہ جگہ شہر یا اس جگہ میں داخل ہو جو شہر کے حکم میں ہو اور کالج کے طلباء کے علاوہ ہر مسلمان کو وہاں آنے کی اجازت ہو (۸) نماز پڑھنے والوں میں امام کے علاوہ کم از کم تین شخص ایسے ہوں جن پر جمعہ کی نماز واجب ہو، تو پھر کالج کے کسی بھی کمرہ میں بلا تردد

جمعہ کی نماز ادا کرنا جائز ہے۔ خطبہ پڑھ کر جمعہ کی نماز ادا کرنے سے جمعہ ادا ہو جائے گا۔
کچھ علماء اس لئے جمعہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں کہ جمعہ کے لئے جامع مسجد کا ہونا ضروری ہے تو یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ شرط وجوب یا وجوب ادا کے لئے کسی بھی کتاب میں جامع مسجد کا ہونا ضروری قرار نہیں دیا گیا۔

ہاں! جمعہ کی نماز جامع مسجد میں جا کر پڑھنا بہت ہی ثواب کا کام ہے، لیکن ان طلباء کی مجبوری کے مدنظر اگر یہ کالج میں جمعہ کی نماز پڑھ لیں (اگر مذکورہ بالا شرائط موجود ہوں، اور ان شرائط کے ساتھ پڑھی جائے) تو روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔

و کما یجوز اداء الجمعة فی المصر یجوز ادائها فی فناء المصر...... و تؤدی الجمعة فی مصر واحد فی مواضع کثیرة۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۲۷﴾ شافعی وقت میں عصر ہو رہی ہو تو حنفی مصلی کیا کرے؟

سوال: ایک پورا گاؤں اہل حدیث کا ہے، اب اگر اتفاقاً کوئی حنفی شخص وہاں پہنچ گیا، اور حنفی مسلک کے اعتبار سے ابھی عصر کی نماز کا وقت نہیں ہوا، اور اسی وقت بستی والے عصر کی نماز پڑھتے ہیں، تو ایسے وقت حنفی شخص کو کیا کرنا چاہئے؟ ان لوگوں کے ساتھ عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے یا جماعت چھوڑ کر حنفی مسلک کے اعتبار سے تنہا نماز پڑھے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں اس شخص کو عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئے، اس لئے کہ صاحبین کے قول کے مطابق عصر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ (شامی، شرح وقایہ)

﴿۸۳۸﴾ دو صفوں کے بیچ کتنا فاصلہ ہو تو نماز صحیح نہیں ہوتی؟

سوال: ہمارے یہاں کی مسجد میں جماعت خانہ کے بعد صحن ہے اور صحن کے نیچے حوض کا بڑا حصہ ہے اور حوض کا تھوڑا حصہ کھلا ہے۔ اس نقشے کے مطابق:

مغرب

محراب

جماعت خانہ

صحن مسجد

حوض

حوض

دروازہ

دروازہ

جوتے چپل نکالنے کی جگہ

خالی جگہ

بیت الخلاء
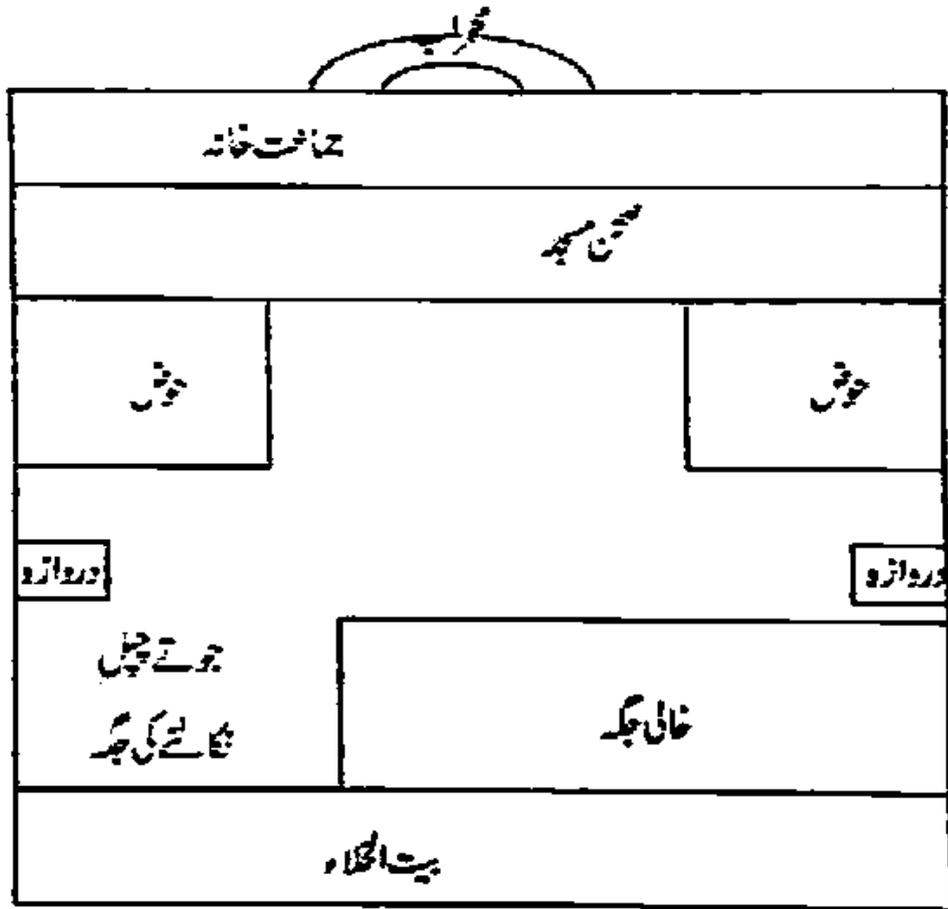
مشرق

نقشہ میں جہاں حوض لکھا ہے وہاں بیٹھ کر لوگ وضوء کرتے ہیں، حوض کے بعد جوتے چپل نکالنے کی جگہ کے ساتھ ایک احاطہ ہے جسے نقشہ میں خالی جگہ سے موسوم کیا گیا ہے حوض اور صف کے بیچ دو صفوں کا فاصلہ ہے، جمعہ اور عیدین میں ازدحام کی وجہ سے اس خالی جگہ میں بھی لوگ مسجد والی جماعت کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

تو پوچھنا یہ ہے کہ ان کی اقتدا صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ نیز اس جگہ کو داخل مسجد یا خارج مسجد سمجھنے میں اقتدا کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کا کیا حکم ہے اس سے مطلع فرمائیں۔

نیز مسجد کا جہاں صحن ختم ہوتا ہے وہاں ایک بالا خانہ بنایا ہے جو حوض کے کھلے حصہ کو اور جوتے چپل نکالنے کی جگہ کو اور خالی جگہ کو ڈھانک دیتا ہے، اس پر بھی جب لوگ زیادہ ہوتے ہیں نماز ہوتی ہے، تو ان لوگوں کی اقتدا صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ امام ہر صورت میں جماعت خانہ میں محراب کے پاس کھڑا رہتا ہے، تو اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جماعت خانہ کا صحن صحت اقتدا کے متعلق مسجد کے حکم میں ہے۔ (منیۃ المصلی)۔ جب ایک صف اور دوسری صف کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ جس میں ایک بیل گاڑی، یا چھوٹی کشتی آسانی سے گزر سکے، تو اتصال صف نہ ہونے کی وجہ سے اقتدا صحیح نہیں ہوتی۔

ایسے وقت نماز کے صحیح ہونے کے لئے یہ صورت اختیار کی جائے کہ صحن اور خالی جگہ کے درمیان کم از کم تین افراد کی صف بنائی جائے تاکہ صفوں کا اتصال ہو جائے، اور درمیان میں خلاء نہ رہے، یہ طریقہ اپنانے سے سب کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ اور بالا خانہ حوض پر ہے اور اس پر لوگ کھڑے رہتے ہیں تو وہ اقتدا صفوف کے اتصال کی وجہ سے صحیح ہے۔

(کبیری، شامی، عالمگیری وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۲۹﴾ مقتدی میں صرف ایک نابالغ لڑکا ہو تو اس کے ساتھ جماعت کر سکتے ہیں؟

سوال: جماعت میں ایک امام اور ایک دس سال کا لڑکا ہے، تو کیا وہ جماعت سے نماز پڑھ

سکتے ہیں؟ اور اگر وہ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں اور درمیان میں بڑے لوگ آجائیں اور وہ نماز میں شریک ہوجائیں تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھنا درست ہے، اور پیچھے سے دوسرے بڑی عمر والے مقتدی آجائیں تو وہ بھی شریک ہوسکتے ہیں، اس حالت میں امام کو آگے یا مقتدیوں کو پیچھے ہٹ جانا چاہئے۔ (امداد الفتاوی:)

﴿۸۳۰﴾ گھٹنوں میں درد کی وجہ سے امام کے ساتھ سجدہ میں شریک نہ ہونا

سوال: میرے گھٹنوں میں درد کی وجہ سے امام صاحب کے ساتھ سجدہ میں جانے میں دیر لگتی ہے، کبھی ایک تسبیح ملتی ہے تو کبھی سجدہ میں پہنچتا ہوں اسی وقت امام صاحب اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں تو پوچھنا یہ ہے کہ میری نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......امام صاحب کے ساتھ نماز میں شریک ہونے کے باوجود ارکان ادا کرنے میں کسی سبب سے امام کے ساتھ نہ رہ سکیں اور آپ امام کے ساتھ یا پیچھے پیچھے ارکان ادا کرتے رہیں تو نماز صحیح ہوجائے گی۔ شرعی اصطلاح میں ایسے شخص کو لاحق کہتے ہیں۔ (شامی: ۴۰۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۳۱﴾ امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے تکبیر کہنا

سوال: جماعت کی نماز میں امام صاحب کے تکبیر تحریمہ کہنے اور کانوں تک ہاتھ اٹھانے سے پہلے اگر کسی نے ہاتھ اٹھالئے اور تکبیر کہہ کر نماز شروع کرلی تو اس کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ نیز امام سے پہلے سجدہ میں چلا جائے تو ایسے مقتدی کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......امام کے تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد ہی مقتدیوں کو تکبیر کہنی چاہئے۔اسی طرح ہر رکن میں امام کی تابعداری کرنی چاہئے،اور امام کے ساتھ ساتھ یا فوراً بعد رکوع وسجدہ وغیرہ کرنا چاہئے۔

امام سے آگے بڑھ جانے والے پر حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے، اس لئے اس طرح نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں ہے۔ امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے اگر کوئی مقتدی تکبیر کہہ کر نماز شروع کردے گا تو اس کی اقتدا صحیح نہیں ہوگی۔نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

(شامی:۳۰۴:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۳۲﴾ جماعت خانہ سے باہر جہاں جنازہ کی نماز پڑھی جاتی ہے یا مسجد کے کسی دوسرے حصہ میں جماعت سے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: محلہ یا بازار کی مسجد میں جماعت ہو جانے کے بعد جماعت خانہ سے باہر کی جگہ جہاں جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں یا کسی دوسرے حصہ میں جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جماعت خانہ سے باہر سوال میں ذکر کردہ طریقہ کے مطابق جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے۔اس سے نماز بھی ہو جائے گی اور جماعت کا ثواب بھی ملے گا،لیکن اس جگہ کے خارج از جماعت خانہ ہونے کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب جو ہر نماز کا پچیس گنا زیادہ ثواب ہے،نہیں ملے گا۔اس لئے مسجد میں جماعت کے ساتھ پابندی سے نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۳۳﴾ جماعت ہو رہی ہو تب صفوں میں سنتیں پڑھنا مکروہ ہے؟

سوال: فجر کی نماز کھڑی ہوگئی ہو تو جماعت خانہ میں سنت نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ کوئی

مکروہ کہتا ہے تو کوئی ناجائز اور کوئی حرام کہتا ہے، تو آنجناب شرعی علم بتلا کر مہربانی فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... فجر کی جماعت شروع ہو چکی ہو، اور سنت پڑھنا باقی ہو، اور اس حالت میں سنت پڑھنے سے جماعت کے چھوٹ جانے کا ڈر نہ ہو تو حدیث میں اس کی تاکید بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے پڑھ لینا چاہئے۔ لیکن بالکل صف میں جماعت کے ساتھ نہ پڑھتے ہوئے ایک کونہ میں یا دیوار یا ستون کی آڑ میں پڑھنا چاہئے۔ جماعت کی صف میں ساتھ میں پڑھنے سے مخالفت کا ڈر رہتا ہے، اس لئے فقہاء اسے مکروہ کہتے ہیں، لہذا صف سے الگ رہ کر صحن میں یا جماعت خانہ سے باہر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ (شامی، طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۳۴﴾ پہلی صف میں سنت پڑھنے والا جماعت کے کھڑے ہونے سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟

سوال: سنت مؤکدہ مسجد میں یا صحن میں پڑھنا افضل ہے، اور وہ سنتیں کوئی مصلی پہلی صف میں پڑھے اور جماعت کا وقت ہو جائے اور ان کی سنت ختم ہونے سے پہلے جماعت کھڑی ہو جائے تو یہ سنت پڑھنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سنت مؤکدہ مسجد میں پڑھنا بلا تردد جائز اور درست ہے، اور اگر جماعت کے کھڑے ہونے کا وقت قریب ہو تو صحن یا جماعت خانہ سے باہر کی جگہ میں پڑھے، پھر بھی پہلی یا دوسری صف میں نماز پڑھ رہے ہوں اور جماعت شروع ہو جائے تو نماز کو مختصر کر کے ختم کر کے جماعت میں شامل ہو جانا چاہئے۔ اور اس طرح نماز

پڑھنے میں گناہ نہیں ہوگا۔ (طحطاوی: ۲۷۰، شامی) جماعت سے نماز پڑھی جا رہی ہو اور صف میں آ کر کھڑے ہو کر سنتیں پڑھنا شروع کر دے تو یہ منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۳۵﴾ مسبوق کا سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دینا

سوال: مسبوق امام کے ساتھ سہواً ایک طرف سلام پھیر دے تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسبوق امام کے بالکل ساتھ سہواً سلام پھیر دے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی، اور سہواً ایسا کرنے سے سجدۂ سہو بھی واجب نہیں ہوتا۔ (شامی:۱)

﴿۸۳۶﴾ مسبوق کا سہواً امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر دینا

سوال: میں نماز میں ایک رکعت کے بعد شریک ہوا، امام صاحب کے سلام پھیرنے سے میں نے بھی دونوں طرف سلام پھیر دیا، اور دوسرا سلام پھیرتے ہی مجھے یاد آ گیا کہ مجھے تو سلام نہیں پھیرنا تھا، اس لئے کھڑے ہو کر فوراً ایک رکعت سجدۂ سہو کے ساتھ ختم کی، تو وہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں ہوئی تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسبوق اگر امام کے لفظ سلام کہنے کے بعد سلام پھیرے تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، نماز فاسد نہیں ہوتی، اس لئے صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو کر لینے سے نماز صحیح ہو جائے گی۔ (شامی:۲:۴۰۲، ۵۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۳۷﴾ مسبوق کا سہواً امام کے ساتھ سلام پھیرنے سے سجدۂ سہو لازم آئے گا؟

سوال: مسبوق کہ جسے امام کے ساتھ کچھ رکعتیں ملی ہیں اور کچھ چھوٹ گئی ہیں جو اسے پڑھنی ہیں، وہ اگر بھول سے امام کے ساتھ ایک طرف سلام پھیر دے اور فوراً یاد آتے ہی دوسرا سلام نہ پھیرے تو چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھ کر نماز ختم کرنے سے پہلے اس پر سجدۂ سہو

لازم آئے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسبوق پر امام کے سلام کے ساتھ سلام پھیرنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا، لیکن امام کے لفظ سلام کے بعد سلام پھیرنے سے سجدۂ سہو لازم آئے گا۔(شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۳۸﴾ مسبوق تشہد، درود اور دعا بھی پڑھے گا؟

سوال: امام صاحب ظہر کی چار رکعت فرض پڑھا رہے ہیں، اور میں امام کے پیچھے تیسری رکعت میں شامل ہوا، تو جب امام صاحب چوتھی رکعت میں بیٹھیں تو آخری قعدہ میں مجھے التحیات وغیرہ پڑھنا ہے یا صرف التحیات پڑھ کر خاموش بیٹھے رہنا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں فقہ کی کتابوں میں دونوں طریقے بتائے گئے ہیں اس لئے آپ تشہد پڑھ کر بیٹھے رہیں یا درود شریف، دعا پڑھیں دونوں درست ہیں۔(شامی:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۳۹﴾ مسبوق کا سہواً سلام پھیر دینا

سوال: مسبوق اگر بھول سے امام صاحب کے ساتھ سلام پھیر دے تو اس سے مسبوق پر سجدۂ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسبوق اگر بالکل امام کے سلام پھیرنے کے ساتھ سلام پھیرے تو اس سے مسبوق کی نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی اس پر سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔ (شامی:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۴۰﴾ مسبوق اپنی نماز کس طرح ختم کرے؟

سوال: میں عشاء کی نماز میں امام صاحب کے پیچھے چوتھی رکعت میں شامل ہوا، تو شامل ہوتے ہی مجھے ثنا، سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ اور ثنا، سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟ اور بقیہ چھوٹی ہوئی تین رکعتیں پڑھنے کی ترتیب بھی بتائیں، سورۂ فاتحہ کے بعد سورت کون کونسی رکعت میں پڑھنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ جب چوتھی رکعت میں شامل ہوئے تو اب تکبیر تحریمہ کہہ کر آپ امام کی اقتدا میں سلام تک امام کے ساتھ نماز پڑھتے رہیں، اس درمیان قیام کی حالت میں ثنا وغیرہ نہ پڑھیں۔

امام جب سلام پھیرے تو آپ بقیہ چھوٹی ہوئی رکعتوں کے لئے تکبیر کہہ کر کھڑے ہو جائیں، اور ثنا، تعوذ، تسمیہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں۔ اس رکعت کے ختم ہونے پر آپ کی کل دو رکعتیں ہوئیں اس لئے تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھ جائیں، تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں، اور اس رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھیں، اس لئے کہ قرأت کے حساب سے یہ آپ کی دوسری رکعت ہے، اور ترتیب کے حساب سے یہ تمہاری تیسری رکعت ہے، اس لئے اس رکعت میں تشہد کے لئے نہ بیٹھیں۔ اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھیں (اس لئے کہ قرأت کے حساب سے یہ تمہاری تیسری رکعت ہے، اور تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت ملانا نہیں ہے) پھر جیسے نماز ختم کرتے ہیں ایسے ہی نماز ختم کریں۔ (شامی، عالمگیری وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۴۱﴾ اقتدا کب صحیح ہوگی؟

سوال: ہماری مسجد دو منزلہ ہے، نیچے اصل جماعت خانہ ہے، جب لوگ زیادہ ہوتے ہیں تو اوپر کی منزل میں بھی نماز ہوتی ہے، تو کیا وہاں کی اقتدا کے صحیح ہونے کے لئے نیچے کے جماعت خانہ میں کوئی بڑا ایسا سوراخ وغیرہ ہونا ضروری ہے جس کا دہانہ اس اوپر کی منزل کی طرف ہو؟ اس لئے کہ آپ کے فتوے کے ایک سوال کے جواب میں ہم نے پڑھا کہ اگر درمیان میں دیوار آجاتی ہو تو اس کے درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے اس کے بعد کی صفوں کی نماز جماعت سے صحیح نہیں ہوتی ہے۔ تو اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟ مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر امام مسجد کے نیچے کے حصہ میں نماز پڑھا رہا ہو اور مقتدی اوپر کی منزل پر ہوں، اور مکبر کے تکبیر کہنے سے امام کی آواز اور رکوع، سجدہ وغیرہ کی حالات صحیح طور پر اوپر والوں کو معلوم ہوتی ہوں تو اوپر پڑھنے والوں کی نماز مفتیٰ بہ قول کے مطابق صحیح ہو جائے گی۔ اس لئے کہ پوری مسجد ایک جگہ کے حکم میں ہے۔ (شامی: ۳۹۴، طحطاوی: ۱۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۴۲﴾ سہواً دو رکعت پر سلام پھیرنے والے امام کے پیچھے مسبوق کی نماز

سوال: میں مسجد پہنچا تو امام صاحب قعدہ میں تھے، میں ان کے ساتھ شریک ہو گیا، امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد میں نے اپنی نماز ختم کی، یہ نماز عصر کی تھی۔

امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں نے کہا کہ تین رکعتیں ہوئیں ہیں، چار نہیں۔ دوسری مرتبہ جماعت ہونے سے پہلے میری چار رکعت مکمل ہوگئی، تو اب مجھے کیا

کرنا چاہئے؟ میری نماز ہوگئی یا اب دوسری جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امام صاحب نے چوتھی رکعت پڑھنے سے پہلے سہواً سلام پھیر کر نماز ختم کر دی، تو جس طرح امام صاحب کی نماز نہیں ہوئی ہے اسی طرح ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز بھی ادا نہیں ہوئی۔ اس لئے سب کو نماز دوبارہ پڑھنی چاہئے۔ (عالمگیری: ۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۴۳﴾ دعا میں ہاتھ اٹھانا چاہئے یا نہیں؟

سوال: دعا میں ہاتھ اٹھانا ضروری ہو تو کہاں تک اور کس طرح اٹھانا چاہئے؟ چلتے پھرتے دعا کے الفاظ پڑھیں تو شرعی لحاظ سے کوئی اعتراض ہے؟ جیسا کہ کچھ وظائف کا ورد کام کاج کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ضروری تو نہیں ہے، لیکن سنت ہے، اور دعا کے آداب میں سے ہے۔ سینہ تک ہاتھ اٹھانا اور اس طرح کہ اس میں خوب عاجزی ظاہر ہوتی ہو کچھ مقدار میں انگلیاں اور ہتھیلیاں جدا رہتی ہوں، بہتر ہے۔ (طحطاوی) چلتے پھرتے دعا کے الفاظ پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے، جن مقامات پر دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں ہے وہاں نہیں اٹھانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۴۴﴾ فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت نازلہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت نازلہ پڑھتے رہنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قنوت نازلہ فجر کی نماز میں اس وقت پڑھی جاتی ہے جب مسلمانوں میں اجتماعی طور پر کوئی مصیبت یا آفت آ پڑے، اور جب تک مصیبت ختم نہ ہو

جائے تب تک پڑھی جاسکتی ہے، ہمیشہ پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ آفت اور مصیبت کے دن طویل ہو جائیں تو تیس دن یا چالیس دن کے بعد کچھ دنوں کے لئے موقوف کر دینا یا ترک کر دینا چاہئے۔ اور ضرورت محسوس ہو تو دوبارہ پڑھنا شروع کریں، حنفی مذہب میں مسلسل یا دائمی طور پر پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ (شامی: ۱/۶۲۸) فقط واللہ اعلم

﴿۸۴۵﴾ قنوت نازلہ نماز میں کتنے دن پڑھی جائے؟

سوال: آج کل اپنے مصری بھائیوں کے ساتھ اسرائیلیوں نے جنگ شروع کی ہے، جس کے لئے ہر ہر مسلمان بھائی قنوت نازلہ پڑھتا ہے۔ اس کے متعلق پوچھنا یہ ہے کہ اس کی کوئی مدت متعین ہے؟ کہ کتنے دن تک پڑھنی چاہئے؟ بعض حضرات کے قول کے مطابق ایک مہینہ پڑھنا چاہئے؟ اس لئے صحیح اور اصل قول کونسا ہے؟ وہ حوالہ کے ساتھ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قنوت نازلہ مسلمانوں پر جب اجتماعی طور پر کوئی آفت یا مصیبت آجائے تب نماز میں یہ پڑھی جانے والی دعا ہے، اس کی کوئی خاص مدت متعین ہو ایسا کہیں کتابوں میں نظر سے نہیں گزرا، یہ دعا جب تک مصیبت کا خاتمہ نہ ہو جائے تب تک پڑھ سکتے ہیں، اور یہ دعا حضور ﷺ پڑھتے تھے۔ آفت اور مصیبت کے دن اگر زیادہ ہو جائیں تو تیس دن یا چالیس دن کے بعد کچھ دنوں کے لئے موقوف کر دینا یا ترک کر دینا چاہئے، اور ضرورت محسوس ہو تو پھر دوبارہ پڑھنا شروع کرنا چاہئے۔ (کبیری، بحر وغیرہ)

﴿۸۴۶﴾ دعائے قنوت نماز کے بعد دعا کے طور پر کبھی بھی پڑھ سکتے ہیں۔

سوال: پنج وقتہ نمازوں کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......دعا کے طور پر دعائے قنوت نماز کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۴۷﴾ دعائے گنج العرش پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: پنج سورہ میں دعائے گنج العرش ہے، اسے پڑھنا کیسا ہے؟ یہ دعا پڑھنا اچھا ہے یا قرآن پاک کی تلاوت کرنا بہتر ہے؟ اس دعا پر یقین رکھنا کیسا ہے؟ اس کی فضیلت بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قرآن مجید کی تلاوت افضل ہے، اور دعائے گنج العرش کی فضیلت اور ثبوت معتبر کتابوں میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۴۸﴾ خاتمہ بالایمان کے لئے دعا

سوال: ایمان پر خاتمہ ہو اس کے لئے ہمیشہ پڑھ سکیں ایسی مختصر سی دعا بتلائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ایمان پر خاتمہ ہو اس کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ حرام اور معصیت والے افعال سے اپنے آپ کو بچائیں، اور کثرت استغفار کو لازم پکڑیں، اور ہر حالت میں کلمہ طیبہ پڑھتے رہیں، انشاء اللہ ایمان کی سلامتی کے ساتھ موت نصیب ہوگی۔ ربنا لا تزغ قلوبنا اخیر تک پانچوں نمازوں کے بعد پڑھتے رہیں۔

﴿۸۴۹﴾ دعائے ثانیہ کا حکم

سوال: بہت سی جگہوں پر دعائے ثانیہ مانگی جاتی ہے، اسے بدعتی حضرات ضروری سمجھ کر امام کو اس کے لئے مجبور کرتے ہیں، سوال کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے خیال والے لوگوں کو اس دعائے ثانیہ میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟

ایک شخص کا کہنا ہے کہ بدعتی حضرات پانچ نمازوں میں سے ایک دو نمازوں میں آتے ہیں، اور زیادہ تر مقتدی بدعتی نہیں ہیں۔ وہ لوگ دعائے ثانی میں حصہ نہ لیں تو پھر امام اور موذن اور ایک دو بدعتی ہوں گے، ان لوگوں کے کم ہونے کی وجہ سے دعائے ثانی میں تقویت نہیں رہے گی۔ اس طرح لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ کام غلط ہے۔ اس لئے اگر ہم حصہ لیں گے تو اس بدعت کو تقویت ملے گی۔ اور ہمارے خیال کے لوگوں کی بھی عادت ہو جائے گی۔
دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ امام کے ساتھ دعا مانگنے میں گناہ تو نہیں ہوتا تو پہلے شخص کا کہنا ہے کہ بدعت کو تقویت ملی تو گناہ کا امکان ہے، اس لئے دعائے ثانی میں حصہ نہیں لینا چاہئے۔
اس لئے آنجناب تفصیل سے بتائیں کہ دعائے ثانی میں حصہ لیا جائے یا نہیں؟ کسی شخص کو اس کے بدعت ہونے کا علم ہونے کے باوجود اس میں حصہ لے تو اسے گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دعائے ثانی اجتماعی طور پر مانگنا اور اس میں فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔ اور حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہے، اس لئے اس طریقہ کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اسی طرح اس کام کے لئے کسی کو مجبور کر کے کرانا بہت ہی غلط بات ہے، اور جو لوگ اسے بدعت سمجھتے ہیں ان لوگوں کو اس میں ساتھ نہیں دینا چاہئے، اس سے بدعت کو تقویت ملے گی اور تمہارے دل میں بدعت کی نفرت کم ہو جائے گی۔ آپ لوگ خود پابندی کے بغیر جتنی مرتبہ چاہیں دعا مانگ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۵۰﴾ دعا کے اختتام پر بحق لا الہ الا اللہ کہنا کیسا ہے؟

سوال: دعا کے اختتام پر لا الہ الا اللہ بحق لا الہ الا اللہ پڑھنا کیسا ہے؟ بدعت تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......دعا کے اختتام پر لا الــــہ پڑھنا منع نہیں ہے۔اور بدعت بھی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۵۱﴾ فجر کی نماز ختم کر کے دعا کب مانگنی چاہئے؟

سوال: مسجد میں فجر کی نماز کے بعد تسبیح فاطمی پڑھنے کے بعد فوراً دعا کرنے کے بجائے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ کر دعا کی جائے تو اس میں کچھ حرج ہے؟ یا دعا کے بعد ترجمہ پڑھنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......دونوں طریقے جائز ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۵۲﴾ پیغمبر یا ولی اللہ کے وسیلہ سے دعا مانگنا

سوال: الاصلاح نومبر: ۱۹۷۷ کے ماہانہ جریدہ میں ''مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں ہے'' کے عنوان کے تحت مذکورہ مضمون تحریر کیا گیا تھا:

مان لو کہ ایک بہت بڑا سخی، داتا ہے جو ہر چھوٹے بڑے کی حاجت کو پوری کرتا ہے، اس کا فیض عام ہے، اس کا دربار ہمیشہ کھلا ہوا ہے، اس کے سامنے ہر سائل اپنا سوال پیش کر سکتا ہے، کسی پر اسکی عطا وبخشش بند نہیں ہے، ایسی ہستی کے حضور ایک شخص آتا ہے، اور اس سے سیدھے طور پر یہ نہیں کہتا کہ اے مہربان! اے کریم میری مدد فرما، بلکہ یہ کہتا ہے کہ تیرے فلاں دوستوں کی خاطر میری حاجت پوری کر دے، کیا مانگنے کے اس انداز میں یہ بدگمانی پنہاں نہیں ہے کہ وہ اپنی رحم اور مہربانی کی صفت کی وجہ سے کسی کی دست گیری کرنے والا نہیں ہے، بلکہ اپنے دوست، احباب اور اقرباء کی خاطر احسان کرتا ہے، ان کا بدلہ نہ دیا جائے تو گویا تمہیں اس کے یہاں سے کچھ ملنے کی امید نہیں ہے۔

اور فلاں کا واسطہ کہہ کر مانگا جائے تو معاملہ بدگمانی سے بھی آگے نکل جاتا ہے، اس کا مطلب تو یہ ہے کہ گویا آپ اس پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ میں فلاں بڑے شخص کے وسیلہ سے آیا ہوں، میری درخواست کو کوئی بغیر وسیلہ والے شخص کی درخواست سمجھ کر رد نہ کر دینا۔ اب آپ سوچیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی تمام صفاتوں کے بارے میں صحیح عقیدہ رکھتا ہو وہ دعا میں یہ طریقہ اختیار کرنے کا ارادہ بھی کیسے کر سکتا ہے؟

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں کتاب الکراہیۃ میں مختلف مسائل کے درمیان ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ: اور یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنی دعا میں فلاں کے حق سے یا انبیاء اور رسول کے حق سے کہے، اس لئے کہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں ہے۔

مذکورہ مضمون کی روشنی میں آپ سے التماس ہے کہ شرعی مسئلہ کی رو سے دعا میں کسی ولی یا پیغمبر کا صدقہ یا وسیلہ لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ...... مذکورہ ماہنامہ میں جو مضمون طبع ہوا ہے، اور آپ نے جس کی نقل بھیجی ہے اسے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے کی کچھ بھول ہوئی ہے، اس لئے کہ حق اور وسیلہ دونوں الگ الگ چیزیں ہے، اور ان دونوں کا حکم بھی الگ الگ ہے، جسے اس مضمون میں ایک دوسرے کے ہم معنیٰ سمجھ کر ایک ہی حکم میں دونوں کو گھسیٹ لیا گیا ہے۔

ہدایہ میں مذکورہ عبارت 'فلاں کے حق سے' یہ عبارت شامی: اور دوسری کتابوں میں بھی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، مختار کل ہے، کسی بھی مخلوق کا دباؤ یا حق اس پر نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے وہ کوئی کام کرنے پر مجبور ہو جائے، اس لئے دعا میں ایسے الفاظ استعمال کرنا کہ جن سے اللہ پر مخلوق میں سے کسی کا حق یا دباؤ ہے ایسا معلوم ہوتا ہو تو

ایسے الفاظ استعمال کرنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اور کسی کا ایسا عقیدہ ہو تو اس کا ایمان سالم نہیں رہے گا۔

اب رہا یہ سوال کہ دعا میں وسیلہ یا سفارش کے طور پر کسی رسول، نبی، یا ولی یا اپنے کسی نیک کام کو پیش کرنا تو یہ بلاشبہ جائز اور درست ہے، بلکہ اس طرح وسیلہ یا سفارش کے ساتھ دعا مانگنے میں قبولیت کی زیادہ امید ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ بارش مانگنے کے لئے حضرت عباسؓ کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی تھی، اور دعا فوراً قبول ہوگئی تھی، اس لئے بزرگان دین اور اولیاء اللہ کے وسیلہ سے دعا مانگنا کہ اے اللہ! میں فلاں بزرگ اور تیرے نیک بندے کو سفارشی اور وسیلہ کے طور پر پیش کرتا ہوں ان کی برکت اور وسیلہ سے میری دعا قبول فرما، تو یہ جائز ہے۔ اس لئے کہ اس میں آدمی اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے، جس سے تواضع پیدا ہوتی ہے، اور جتنی عاجزی اور تواضع سے دعا مانگی جائے گی اتنی اللہ کے دربار میں قبولیت کی امید زیادہ ہے، اس لئے حق، دباؤ، سفارش اور وسیلہ کے الفاظ کے فرق کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

﴿۸۵۳﴾ کسی عورت سے نکاح کے لئے دعا مانگنا

سوال: ایک شخص ایک عورت سے نکاح کے لئے ہمیشہ دعا کرتا ہے کہ: یا اللہ! تو میری شادی اس کے ساتھ کرادے، مجھے اور کوئی نہیں چاہئے، اس کے علاوہ دوسری کسی سے نکاح نہیں کروں گا، تو کیا اس طرح دعا مانگنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نماز میں یہ دعا مانگنے سے نماز فاسد ہو جائے گی، لیکن خارجِ نماز ایسی دعا مانگنے میں کچھ حرج نہیں ہے، مانگ سکتے ہیں۔ (ہدایہ، شامی: ۱/۴۸۸)

باب ما یتعلق بصلوٰۃ الجمعۃ

﴿۸۵۴﴾ غسل جمعہ اور سورۂ کہف کی فضیلت کب تک رہتی ہے؟

سوال: غسل جمعہ اور سورۂ کہف کی فضیلت کا صحیح وقت کونسا ہے؟ اور یہ فضیلت کب تک رہتی ہے؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کے غسل کا وقت جمعہ کی نماز ادا کرنے تک اور سورۂ کہف کے پڑھنے کا آخری وقت عصر سے پہلے تک رہتا ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۵۵﴾ عورت پر جمعہ اور عید واجب نہیں ہے۔

سوال: عورت پر عید اور جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کیوں؟ اگر عورت جمعہ کی نماز پڑھے تو یہ جائز ہے؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عید اور جمعہ صرف بالغ مردوں پر پڑھنا ضروری ہے، عورتوں پر یہ نمازیں واجب نہیں ہیں، اس لئے کہ یہ نمازیں بڑی جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، اور عورتیں وہاں نہیں جاسکتیں، اس لئے عورتیں اپنی جگہ گھر پر جمعہ کے دن ظہر پڑھیں، اور عید کے دن گھر پر نفل پڑھ سکتی ہیں، اور اگر کسی جگہ عورتیں مسجد میں پہنچ جائیں اور وہاں مردوں کے ساتھ جمعہ ادا بھی کرلیں تو اگر امام نے ان کی امامت کی نیت کی ہوگی تو ان کی جمعہ ادا ہو جائے گی، اب ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (شامی، ہدایہ)

﴿۸۵۶﴾ دیہات میں جمعہ کی ادائے گی

سوال: ہمارے گاؤں کی آبادی سات سو افراد کی ہے، تو گاؤں میں جمعہ اور عید کا خطبہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ جمعہ پڑھتے ہیں ان کی ظہر ادا ہوتی ہے یا نہیں؟ خطبہ کے لئے

کتنی آبادی کا ہونا ضروری ہے؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ہمارے یہاں پہلے سے جمعہ ہو رہا ہے اس لئے خطبہ صحیح ہو جاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نماز جمعہ کے فرض ہونے کے لئے من جملہ شرائط کے ایک شرط یہ ہے کہ وہ جگہ شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں ہو، چھوٹے گاؤں میں حنفی مذہب کے مطابق جمعہ واجب نہیں ہوتا، اس لئے چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھنا چاہئے، اس کے بجائے ظہر پڑھنی چاہئے۔

جس جگہ جمعہ واجب نہ ہوتی ہو وہاں جمعہ پڑھنے سے ظہر ادا نہیں ہوگی، ذمہ میں باقی رہ جائے گی، اور جمعہ کی نیت سے پڑھی گئی نماز نفل ہو جائے گی، اور دن میں نفل نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ ہونے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے گاؤں کی آبادی ہی پر سارا دارو مدار نہیں ہے، بلکہ عرف میں جسے بڑا گاؤں سمجھا جاتا ہو، اس میں محلے، گلی کوچے ہوں، ضروریات زندگی کی سب چیزیں مہیا ہوں، ہر پیشہ کے لوگ بڑھئی، لوہار، موچی وغیرہ کی دکانیں، پوسٹ آفس، کھیل کود کا میدان ہو وہ جگہ قصبہ اور بڑا گاؤں سمجھا جاتا ہے۔ اور وہاں جمعہ پڑھنا ضروری ہے۔

(شامی: ۱/۷۴۷)

عید کے لئے بھی یہی حکم ہے، اور اگر گاؤں ایسا نہ ہو بلکہ چھوٹا گاؤں ہو تو "پہلے سے خطبہ پڑھا جاتا ہے اس لئے صحیح ہو جائے گا" ایسا کہنا صحیح نہیں ہے، بہتر یہی ہے کہ کسی دیندار ماہر عالم کو وہ جگہ بتائی جائے اور وہ جو فیصلہ کریں اسے معتبر سمجھا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۵۷﴾ شرائطِ فرضیتِ جمعہ فی القریٰ

سوال: ہمارے گاؤں میں ۶۵ گھر مسلمانوں کے اور ۱۱۰ گھر ہندوؤں کے ہیں، گاؤں میں

پوسٹ آفس، شفاخانہ، گجراتی اسکول اور مدرسہ ہے، شہر میں آمد و رفت کے لئے پکے راستے ہیں، ایس ٹی بس کا انتظام ہے، یہاں برسوں سے جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے، کچھ لوگ جمعہ ادا کرتے ہیں، اور کچھ ظہر ادا کرتے ہیں، یا شہر جا کر جمعہ پڑھتے ہیں۔

تو کیا مذکورہ گاؤں میں جمعہ ادا کرنا صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں ہے تو امام کو کیا کرنا چاہئے؟ اس لئے کہ امام کو تو یہاں جمعہ پڑھانا پڑتا ہے۔ لہٰذا شرعی مسئلہ بتا کر جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کی نماز کے فرض ہونے کے شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ جگہ شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں ہو، چھوٹے گاؤں میں حنفی مذہب کے مطابق جمعہ واجب نہیں ہوتا، اس لئے چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھنا چاہئے، اس کے بجائے ظہر پڑھنی چاہئے۔ جس جگہ جمعہ واجب نہ ہوتا ہو وہاں جمعہ پڑھنے سے ظہر ادا نہیں ہوگی، ذمہ میں باقی رہ جائے گی، اور جمعہ کی نیت سے پڑھی گئی نماز نفل ہو جائے گی، اور دن میں نفل نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ ہونے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے گاؤں کی آبادی ہی پر سارا دار و مدار نہیں ہے، بلکہ عرف میں جسے بڑا گاؤں سمجھا جاتا ہو، اس میں محلے، گلی اور کوچے ہوں، ضروریات زندگی کی سب چیزیں مہیا ہوں، ہر پیشہ کے لوگ بڑھئی، لوہار، موچی وغیرہ کی دکانیں، پوسٹ آفس، کھیل کود کا میدان ہو وہ جگہ قصبہ اور بڑا گاؤں سمجھا جائے گا۔ (شامی: ۱/۷۴۷)

اگر گاؤں چھوٹا ہو تو "پہلے سے خطبہ پڑھا جاتا ہے اس لئے صحیح ہو جائے گا" ایسی دلیل دینا صحیح نہیں ہے، بہتر یہی ہے کہ کسی دیندار ماہر عالم کو وہ جگہ بتائی جائے اور وہ جو فیصلہ دیں اسے معتبر سمجھا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۵۸﴾ گاؤں میں جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے آبادی کی تعداد پر دار و مدار نہیں ہے۔

سوال: مسلم گجرات فتاوی سنگرہ: ۱/۲۶۱ پر جمعہ کی نماز کے بارے میں ایک مسئلہ یہ لکھا ہے کہ: ''جہاں ایک ہزار سے ڈیڑھ ہزار کی آبادی ہو وہاں بھی شہر کے آثار دکھائی دیتے ہیں'' اس لئے وہاں بھی جمعہ پڑھنے کی اجازت دی ہے، اس سے کم کی آبادی میں اجازت نہیں ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے گاؤں کی کل آبادی ۱۹۵۰ افراد کی ہے، اور مدرسہ میں باہر سے پڑھنے والے طلباء کی تعداد ہر سال ۶۵ سے ۷۵ کی رہتی ہے، اور گاؤں میں پوسٹ آفس کی برانچ ہے۔ تو ہمارے گاؤں میں جمعہ اور عید کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جمعہ کی نماز پہلے سے ہوتی ہے، لیکن کچھ لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ جمعہ صحیح نہیں ہوتی، اس لئے ظہر پڑھتے ہیں، اس لئے اس مسئلہ پر روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: نماز جمعہ کے فرض ہونے کے لئے من جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ جگہ شہر یا بڑا قصبہ ہو، بڑا گاؤں یا قصبہ کسے کہتے ہیں اس کا مدار عرف پر ہے۔ عوام میں جس جگہ کو بڑا گاؤں سمجھا جاتا ہو وہاں جمعہ پڑھنا درست بلکہ فرض ہے، اور عام طور پر ہم بڑا گاؤں کسے کہتے ہیں اس کی علامت کے طور پر پوسٹ آفس، شفا خانہ، مختلف بازار اور گلی کوچے، محلے وغیرہ علامتیں بتائی جاتی ہیں، تاکہ اس گاؤں کو بڑے گاؤں یا قصبہ میں شمار کیا جا سکے۔ صرف آبادی کی تعداد پر اس کا مدار نہیں ہے، اس لئے مذکورہ گاؤں میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ (شامی، ہدایہ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۵۹﴾ جمعہ فی القریٰ

سوال: ہمارے گاؤں میں ۴۵۰۰ کی کل آبادی ہے، اور اس میں اپنے مسلمانوں کے کل ۱۳

گھر ہیں، اور مسلمانوں کی کل آبادی چھوٹے بڑے جمع کر کے ۸۵ سے ۹۰ کی ہے، اور ہمارے گاؤں میں بینک ہے، ضروریات زندگی کی ہر چیز ملتی ہے، پوسٹ آفس ہے، تو اس گاؤں میں جمعہ کی نماز فرض ہوتی ہے یا نہیں؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نماز جمعہ کے فرض ہونے کے لئے من جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ جگہ شہر قصبہ یا قریۂ کبیرہ سمجھا جاتا ہو۔ اس لئے اگر مذکوہ گاؤں قریۂ کبیرہ سمجھا جاتا ہو تو وہاں جمعہ کی نماز واجب ہوگی، ورنہ نہیں۔ جمعہ کی نماز فرض ہونے کے لئے صرف گاؤں کی آبادی پر مدار نہیں ہے، عرف میں جس گاؤں کو بڑا گاؤں یا چھوٹا گاؤں سمجھا جاتا ہو اس پر مدار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۶۰﴾ شرائط وجوب جمعہ

سوال: جمعہ کی نماز وخطبہ کے لئے گاؤں کا کتنا بڑا ہونا ضروری ہے؟ گاؤں میں مسلم آبادی کتنی ہونی چاہئے؟ ہندو اور مسلم ملا کر کل آبادی دو ہزار (چھوٹے، بڑے، بچے، بوڑھے) کی ہو، ایسے گاؤں میں جمعہ ہوسکتی ہے یا نہیں؟

اس بارے میں بہت غلط فہمی پائی جاتی ہے، لہٰذا صحیح رہبری فرما کر ثواب آخرت کے حقدار بنیں۔ نیز سب قوم ملا کر کم از کم کتنی آبادی کا ہونا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نماز جمعہ کے فرض ہونے کے لئے من جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ جگہ شہر قصبہ یا قریۂ کبیرہ ہو، اور اس جگہ کے قریۂ کبیرہ ہونے یا نہ ہونے کا مدار عرف پر ہے، عرف اور محاورہ میں جس جگہ کو قصبہ یا قریۂ کبیرہ سمجھا جاتا ہو وہاں جمعہ پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ محاورہ میں قریۂ کبیرہ یا قصبہ کسے کہتے ہیں؟ اسکے لئے

فقہاء نے اپنے زمانہ کے رواج کے مطابق تعریف کی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ:

عن ابی حنیفة انه بلدة كبيرة فيها سكك و اسواق و لها رساتيق و يرجع الناس اليه فيما يقع من الحوادث، و هذا هو الاصح اه۔ الخ (هدایه: ۱۴۸/۱)۔

مطلب یہ ہے کہ وہ جگہ جہاں آبادی زیادہ ہو، محلے اور بازار ہوں، بڑھئی، لوہار وغیرہ مختلف پیشے کے لوگ ہوں، پوسٹ آفس، دکانیں، اسکول ہو، ایسی جگہ قریہ کبیرہ سمجھی جائے گی۔ اور وہاں جمعہ درست ہے۔ تین ہزار کی آبادی والی جگہ میں موجودہ صفات عامۃً ہوتی ہیں، اس لئے ایسی جگہ میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں۔

(۱) آبادی مسلمانوں کی ہو یا ہندوؤں کی اسکی کوئی قید نہیں ہے۔ (۲) صحت جمعہ کے لئے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا آبادی پر مدار نہیں ہے، عرف پر ہی مدار ہے، اس لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ اس جگہ کو لوگ بڑا گاؤں سمجھتے ہیں یا چھوٹا گاؤں سمجھتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۸۷۱﴾ ۸۰۰۰ کی آبادی والی جگہ میں جمعہ جائز ہے؟

سوال: یہاں کاشت کاری کا کیمپ ہے اور کالج ہے، ۸۰۰۰ کی آبادی ہے، تقریباً ایک گاؤں ہی ہے، لیکن کیمپ میں مسجد نہیں ہے، اس لئے میں اپنے ہوسٹل کے کمرہ میں نماز ادا کرتا ہوں، اور یہاں قریب سے قریب جو مسجد ہے وہ آنند میں ہے، اور وہ تین میل دور ہے، اور جمعہ کے دن بھی میری کالج جاری رہتی ہے، میں ایک وقت کی بھی اذان سن نہیں سکتا ہوں۔

تو میرے لئے کالج چھوڑ کر جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے جانا فرض ہے؟ یا جمعہ کے دن ظہر پڑھ سکتا ہوں؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔ اگر میں جمعہ کی نماز پڑھنے جاتا ہوں تو آنے

جانے میں اتنا وقت لگ جاتا ہے کہ کالج والے مجھے نکال دیں گے۔ تو میں جمعہ کے بجائے ظہر پڑھ لوں تو گنہگار تو نہیں ہوں گا؟ اور مجھ پر جمعہ فرض ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً. بصورت مسئولہ میں آپ نے یہ نہیں بتایا کہ مذکورہ جگہ کا شمار شہر، قصبہ یا قریۂ کبیرہ میں ہوتا ہے یا نہیں؟ صرف آبادی ۸۰۰۰ کی بتائی ہے، اس لئے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ قصبہ سے بڑا تقریباً شہر جیسا ہوگا، اگر ایسا ہی ہو تو وہاں جمعہ پڑھنا فرض ہے، اگر وہاں نہ پڑھ سکتے ہوں تو قریب میں جہاں بھی جمعہ ہوتی ہو وہاں جا کر جمعہ پڑھنا چاہئے۔ ورنہ سخت گناہ ہوگا۔ اور پھر بھی اگر جمعہ چھوڑ دی تو ظہر کی نماز پڑھنی پڑے گی۔

اور اگر وہ جگہ شہر، قصبہ یا قریۂ کبیرہ کی تعریف میں نہ آتی ہو جیسا کہ کاشتکاری کی کالج اور کیمپ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے تو وہاں جمعہ واجب نہیں ہوتی، لہذا آنند جانا اور وہاں جمعہ ادا کرنا بھی فرض نہیں ہے، اس لئے جمعہ کے بجائے ظہر پڑھ سکتے ہیں، اور اس میں گناہ بھی نہیں ہوگا۔

جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے اس جگہ کا قریۂ کبیرہ یا قصبہ یا شہر کی تعریف میں آنا ضروری ہے۔ اور امام کے علاوہ دوسرے تین افراد کا ہونا بھی ضروری ہے، مسجد ہونا شرط نہیں ہے۔ اس لئے تمہارے کمرہ میں دوسرے مصلیوں کے ساتھ اذان اور خطبہ اور اقامت کہہ کر آسانی سے جمعہ پڑھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم

﴿۸۶۲﴾ کالونی میں جمعہ ہو سکتی ہے؟

سوال: گجرات کی حکومت کی طرف سے نرمدا ندی کے کنارے پر سرکاری ملازموں کے رہنے کے لئے ایک کالونی بنام ''کیوڈیا کالونی'' تعمیر کی گئی ہے، یہاں تقریباً ۳۰۰ کوارٹرز

بنائے گئے ہیں، ضروریات زندگی کے لئے دکانیں بھی ہیں، پوسٹ آفس، شفاخانہ اور ہائی اسکول بھی ہے، پکے راستے بھی ہیں، قریب میں راج پیپلا شہر پندرہ (۱۵) میل دور ہے۔ تو کیا ہم یہاں جمعہ کی نماز (خطبہ) پڑھ سکتے ہیں؟ یہاں اندازاً پندرہ (۱۵) مسلمان رہتے ہیں، مسجد بنی ہوئی نہیں ہے، لیکن ایک کمرہ میں روزانہ پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نماز جمعہ کے فرض ہونے کے لئے من جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ جگہ شہر، قصبہ یا بڑا گاؤں ہو۔ لہذا اگر مذکورہ جگہ اس تعریف میں آتی ہو تو وہاں جمعہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے، ورنہ دوسری نمازوں کی طرح ظہر ہی پڑھی جائے۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۶۳﴾ گھر میں جمعہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: کنیڈا میں "اوساوا" نامی ایک جگہ ہے، جس کی کل آبادی آٹھ (۸) سے دس (۱۰) ہزار کی ہے، اس میں مسلمانوں کے تیس چالیس (۳۰ تا ۴۰) گھر ہیں، مذکورہ آبادی میں مسجد نہ ہونے کی وجہ سے پنج وقتہ نماز جماعت کے ساتھ نہیں ہوتی، لیکن وہاں جمعہ کے دن لوگ ایک گھر میں جمع ہو کر جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں، تو یہ جمعہ کی نماز شرعاً صحیح ہوگی یا نہیں؟ قرب و جوار میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں جمعہ پڑھنے جائیں، اور ٹورنٹو نامی ایک شہر ہے لیکن وہ چالیس (۴۰) میل دور ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کی نماز کے واجب ہونے اور صحیح ہونے کے لئے جو شرائط شریعت میں بتائے گئے ہیں اس میں مسجد کا ہونا شرط یا ضروری قرار نہیں دیا گیا۔

لہذا وہ آبادی قصبہ یا قریۂ کبیرہ یا شہر ہو تو وہاں کے رہنے والے مسلمانوں پر جمعہ کی نماز کا پڑھنا فرض ہے، اور اگر وہ کسی گھر میں جمعہ پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں، ان کا جمعہ پڑھنا صحیح کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۶۴﴾ عبادت خانہ میں دو مرتبہ جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: یہاں انگلینڈ میں دو تین مکانات کو ملا کر ایک بڑا ہال بنا کر پھر اس میں پانچوں نمازیں اور جمعہ ہوتی ہے، زیادہ تر لوگ فیکٹری میں کام کرتے ہیں، جس میں ۲۴ گھنٹوں کی تین نشستیں بنی ہوئی ہوتی ہیں، صبح چھ (۶) سے دوپہر کے دو (۲) بجے تک پھر دوپہر کے دو (۲) سے دس (۱۰) اور رات کے دس (۱۰) سے صبح کے چھ (۶) بجے تک۔

جو صبح کام پر جاتے ہیں وہ دوپہر کو دو بجے آ کر جمعہ کی نماز تین بجے پڑھتے ہیں، اور جو دو بجے کام پر جاتے ہیں وہ سوا ایک بجے جمعہ پڑھ کر کام پر جاتے ہیں۔

اور ایک ہی عبادت خانہ میں اس طرح دو مرتبہ جمعہ اور خطبہ ہوتا ہے، ہر ایک سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے دو مرتبہ الگ الگ خطبے ہوتے ہیں، جمعہ کا صحیح وقت تین بجے کا ہے، سوا ایک یا ڈیڑھ بجے کا وقت صرف کام پر جانے والوں کے لئے ہے۔

تو اس طرح جمعہ کی نماز پڑھنے سے ادا ہوگی یا نہیں؟ جلد پڑھنے والے خطبہ نہ پڑھ کر صرف ظہر کی نماز پڑھ کر کام پر جاویں تو کوئی گناہ ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زوال کے بعد جمعہ اور ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اس لئے اس (زوال) وقت کے بعد جب تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تب تک کسی وقت بھی جمعہ کی نماز ادا کرنے سے جمعہ کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ وقت شروع ہونے سے پہلے یا

وقت ختم ہونے کے بعد جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔اس سے جمعہ کی نماز ادا نہیں ہوگی۔ ایک ہی مسجد میں دو مرتبہ جماعت کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔لہذا سوال میں عبادت خانہ سے مراد مسجد ہو تو مذکورہ حکم عائد ہوگا،لیکن عبادت خانہ سے مراد ایسی جگہ ہو جو نماز کے لئے وقف نہ ہو، کچھ لوگوں کی ملکیت کا کمرہ ہے، جس کو نماز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو وہ شرعی مسجد نہیں ہے۔اس لئے ایسی جگہ دو مرتبہ جماعت کر کے الگ الگ لوگ نماز پڑھیں تو یہ جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔جیسا کہ منحة الخالق علی بحر الرائق میں اس کی صراحت ہے:

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا کہ قبل الزوال ظہر یا جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لئے اگر ڈیڑھ بجے وقت نہ ہوتا ہو تو نماز ادا نہیں ہوگی، اور اس سے پہلے زوال ہو جاتا ہے تو جمعہ پڑھ سکتے ہیں، جن لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض ہو اور وہ جمعہ نہ پڑھیں تو سخت گناہ کے مرتکب ہوں گے، اس سلسلہ میں حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۶۵﴾ جمعہ کے لئے اذن عام شرط ہے۔

سوال: کسی سبب سے (مثلاً میچ دیکھنے کے لئے میدان پر گئے) وہاں پانچ سات یا دس آدمی جمع ہو کر جمعہ کا خطبہ اور نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ میدان میں اگر چہ اذن عام نہیں ہوتا اس لئے کہ جو پیسے دے کر ٹکٹ خریدے گا وہی اندر جا سکتا ہے، اور کرکٹ دیکھنے والے اگر جمعہ کی نماز پڑھنے باہر جاویں تو واپس اندر آنے کے لئے پیسے دینے پڑیں گے، تبھی انہیں اندر آنے دیا جائے گا۔تو علماء کرام کی اس مسئلہ میں کیا رائے ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کی نماز صحیح ہونے کے لئے اذن عام شرط ہے، اس

لئے اگر یہ شرط نہ پائی جائے تو جمعہ صحیح نہیں ہوگی۔ (طحطاوی، شامی) جمعہ کے مبارک دن میں ایسے لہو ولعب میں پڑ کر وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہے، نیز میدان میں جو مسلمان ہوں ان سب کو آنے کی اجازت ہو تو میری رائے میں اذن عام کی شرط پوری ہو جائے گی۔

﴿۸۶۶﴾ دور دراز سمندر کے کنارے پر جمعہ جائز ہے؟

سوال: کبھی کچھ لوگ دور سمندر کے کنارے (لیکن ۴۸ رمیل کے اندر) دو تین دن کے لئے رہنے پھرنے جاتے ہیں، تو وہاں وہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر وہ جگہ شہر یا بڑے قصبہ کی حد میں یا فنا میں داخل ہو تو وہاں جمعہ پڑھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۶۷﴾ جمعہ کے دن قبل الجمعہ ایسی جگہ کا سفر کرنا جہاں جمعہ نہ ہوتی ہو

سوال: ہمارے گاؤں سے ہفتہ میں تین دن جمعرات، جمعہ اور سنیچر کے لئے تبلیغی جماعت نکالی جاتی ہے، اور جماعت قرب وجوار کے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں دینی محنت کرتی ہے، جو چار پانچ کیلومیٹر کی دوری پر ہوتے ہیں، ہمارے گاؤں میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ جماعت جمعہ کے دن کیا کرے؟ کیا ان پر جمعہ معاف ہو جائے گی؟ دوسری بات یہ کہ پروگرام بنانے والے حضرات جمعہ کی فضیلت مدنظر رکھتے ہوئے کسی بڑے گاؤں میں جمعہ کا پروگرام رکھ لیں تو کچھ حرج ہے؟ تا کہ لوگوں کے دلوں میں بھی جمعہ کی فضیلت باقی رہے۔ نیز ایک بات یہ بھی پوچھنی ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں شامل ہونے کے لئے جمعہ کے دن زوال آفتاب کے بعد سفر کرتا ہے، وہاں سے جہاں جمعہ ادا کی جاتی ہے، ایسی جگہ کی طرف جہاں جمعہ ادا نہیں کی جاتی۔ تو یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟

وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......تبلیغی جماعت کا پروگرام بنانے والے جمعہ کا پروگرام ایسی جگہ کا بناویں کہ جو چھوٹا گاؤں ہونے کی وجہ سے وہاں جمعہ نہ ہوتی ہو تو ان لوگوں پر شرعاً جمعہ واجب نہیں ہے۔اس لئے وہ ادا کرنے کے مکلّف نہیں رہتے۔یعنی اس میں کوئی گناہ یا حرج نہیں ہے۔وہ لوگ جمعہ کے بجائے شرعی حکم کے مطابق ظہر ہی ادا کریں گے،جس جگہ شرعی طور پر جمعہ صحیح ہوتی ہو وہاں سے جمعہ کے دن قبل الزوال نکل جانے میں تو گناہ نہیں ہے،لیکن بعد الزوال نکلنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے،اس لئے کہ اب جمعہ کا وقت شروع ہو جانے کی وجہ سے اس پر جمعہ کا ادا کرنا لازم ہو گیا۔اس لئے اب جمعہ چھوڑنا اور ایسی جگہ جانا جہاں جمعہ نہ ہوتی ہو مکروہ ہے۔(عالمگیری:۱۴۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۸٦٨﴾ جمعہ کے دن زوال نہیں ہے ایسا کہنا بالکل غلط ہے۔

سوال: ایسا کہا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن زوال نہیں ہے،تو کیا یہ بات حدیث میں ہے؟اگر ہے تو کونسی حدیث میں ہے؟اور زوال کے کتنی دیر پہلے نماز بند کر دینی چاہئے؟اور کتنی دیر بعد پڑھ سکتے ہیں؟اور زوال کے بعد کب تک نماز نہیں پڑھنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......استواء یعنی آفتاب کا عین سر پر آ جانا،اس کے بعد جب آفتاب مغرب کی طرف ڈھلنے لگتا ہے،تو اسے زوال کہتے ہیں،اور یہ روزانہ ہوتا ہے، اس لئے ایسا کہنا کہ جمعہ کے دن زوال نہیں ہے بالکل غلط اور حقیقت کے خلاف بات ہے۔اب جن اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے ان میں سے ایک وقت استواء بھی ہے،یعنی جب آفتاب بالکل سر پر آ جائے تب کوئی بھی نفل یا فرض نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اور جمعہ کے دن بھی یہ مکروہ وقت ہوتا ہے یا نہیں؟ تو اس میں امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے درمیان اختلاف ہے، امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن استواء کے وقت نماز پڑھنا گناہ نہیں ہے، لیکن مفتیٰ بہ قول کے مطابق دوسرے دنوں کی طرح جمعہ کے دن بھی اور حرم شریف وغیرہ میں بھی اس وقت کوئی بھی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (شامی: ۲۴۸) فق

﴿۸۶۹﴾ جمعہ کا وقت سالوں سے ایک ہی رکھنا

سوال: ہمارے یہاں ۱۷ سال سے جمعہ کا وقت ایک میں پانچ کم کا ہے، اور ہمیشہ یہی رہے گا، ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اور دوسری نمازوں کا وقت شریعت کے بتائے ہوئے وقت کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے، تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اگر ایک میں پانچ کم سے پہلے جمعہ کا وقت شروع نہ ہوتا ہو تو جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے، وقت بدلنا ضروری ہے۔ اور اگر اس سے پہلے زوال ہو جاتا ہو اور لوگوں کو اس وقت میں سہولت ہو تو نماز پڑھنا بلا شبہ جائز ہے۔ دوسری نمازوں کی طرح وقت بدلنے کی ضرورت نہیں ہے، حضور ﷺ بھی زوال کے بعد جلد نماز ادا فرما لیتے تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۷۰﴾ جمعہ کی اذان سن کر سب کام چھوڑ کر مسجد جانا

سوال: فرمان خداوندی "اذا نودی للصلوۃ الخ" میں حکم خداوندی ہے: فاسعوا، اس سے کیا مراد ہے؟ اور اس سے کیا حکم ملتا ہے؟ کیا جمعہ کی اذان سن کر سب کام کاج چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہو جانا ضروری ہے؟ اور اگر ضروری ہو تو سب مسلمانوں کے لئے یہ حکم ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جہاں جمعہ پڑھنا واجب ہو، اور جن لوگوں پر جمعہ واجب ہو، ان سب مسلمان بھائیوں کے لئے جمعہ کی اذان سن کر سب کام چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے جانا واجب ہے۔ شامی جلد: ا میں ہے: **وجب السعی الیها و ترك البیع۔**
معارف القرآن میں مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب جمعہ کے دن جمعہ کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو، یعنی نماز وخطبہ کے لئے مسجد کی طرف چلنے کا اہتمام کرو، جیسے دوڑنے والا کسی دوسرے کام کی طرف توجہ نہیں دیتا، اذان کے بعد تم بھی کسی اور کام کی طرف بجز نماز و خطبہ کے توجہ نہ دو۔ (ابن کثیر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۸۷﴾ اذانِ جمعہ سننے کے بعد مسجد جانے میں سستی کرنا

سوال: کچھ علماء نے اذان کا بالا قدام جواب دینے کو واجب بتایا ہے، نیز جمعہ کی اذان اول سن کر جامع مسجد جانا واجب اور دنیوی کام کاج میں مشغول رہنا حرام بتایا ہے، تو یہ دیکھتے ہوئے کچھ لوگ جمعہ کے دن خطبہ شروع ہونے سے پانچ دس منٹ پہلے ہی مسجد میں آتے ہیں، تو پانچ دس منٹ پہلے آنے والے لوگوں کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ نیز فرمان خداوندی ایسے لوگوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کی اذان اول ہوتے ہی سب کام چھوڑ دینے چاہئے، ایسے کسی کام میں مشغول رہنا جو سعی الی الجمعہ میں مخل ہو، مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا جو لوگ سستی کرتے ہیں یا دنیوی کام کاج کی وجہ سے خطبہ سے دس پانچ منٹ پہلے تشریف

لاتے ہیں، وہ بہت بڑی خیر اور بھلائی سے محروم رہنے کے ساتھ خدا کے حکم کی توہین کرنے کے بھی گنہگار ہوتے ہیں۔ شامی: میں لکھا ہے کہ 'ہر وہ کام جو سعی کے خلاف ہو وہ 'وذروا البیع 'میں شامل ہے'۔ امداد الفتاویٰ: ۱/۷۴۵ میں کھانے پینے اور کتاب پڑھنے کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔

معارف القرآن: ۴۴۱ پر لکھا ہے: "ہر وہ کام جو جمعہ کے احترام میں مخل ہو، وہ سب بیع کے مفہوم میں داخل ہے، اس لئے اذان جمعہ کے بعد کھانا، پینا، سونا اور کسی سے بات کرنا یہاں تک کہ کتاب کا مطالعہ کرنا وغیرہ سب ممنوع ہیں، صرف جمعہ کی تیاری کے متعلق جو کام ہو وہی کئے جاسکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۷۲﴾ جمعہ کی جماعت ثانیہ کے لئے اذان اور اقامت کہنا

سوال: یہاں یو. کے. میں جمعہ کی نماز تین مرتبہ ظہر کے وقت میں ادا کی جاتی ہیں، لوگ فیکٹری میں الگ الگ وقت پر جاتے ہیں اس لئے ان کی سہولت کے لئے وقت کا خیال کر کے ایسا کرنا پڑتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جب ایک مرتبہ جمعہ کی نماز اذان اور اقامت کے ساتھ ادا کر لی جائے تو پھر دوسری مرتبہ جب جمعہ کی نماز ادا کی جائے تو اس کی جماعت کے لئے اذان اور خطبہ کی اذان و اقامت کہنی چاہئے یا نہیں؟ نماز پڑھنے کے لئے یہاں بنیادی مسجد نہیں ہے، ایک عبادت خانہ بنایا گیا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ظہر کی نماز کا جتنا وقت ہوتا ہے اتنا ہی وقت جمعہ کی نماز کا بھی ہے، یعنی زوال سے لے کر ہر چیز کا سایہ سایۂ اصلی کو چھوڑ کر دو چند ہو جانے تک رہتا

ہے۔اس درمیان میں جب بھی جمعہ کی نماز ادا کی جائے گی، جمعہ صحیح ہو جائے گی۔اور اس وقت سے پہلے یا بعد میں جمعہ پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

نیز فقہاء نے مسجد میں ایک نماز کی دو جماعتیں کرنا مکروہ تحریمی بتایا ہے،لہذا سوال میں عبادت خانہ سے مراد مسجد ہو تو دوسری جماعت مکروہ تحریمی ہوگی،اور اگر عبادت خانہ سے مراد نماز پڑھنے کی وہ جگہ ہے جو کسی کی زیر ملکیت ہے اور اسے نماز پڑھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے،یعنی وہ جگہ نماز کے لئے وقف نہیں ہے تو وہاں دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ بھی جماعت کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے،اس لئے کہ مذکورہ جگہ شرعاً مسجد نہیں ہے۔

ہر مرتبہ اذان اور اقامت کہنا سنت ہے،اس لئے ہر مرتبہ اذان اور اقامت کہنی چاہئے، لیکن اگر اس جگہ ایک مرتبہ اذان دے دی ہو تو اب دوسری مرتبہ میں نہ دی جائے تو بھی کچھ حرج نہیں۔اور اگر مذکورہ مسجد میں مکروہ تحریمی ہونے کے باوجود دوسری جماعت کی جائے تو دوسری مرتبہ جماعت نہ کرنا ہی بہتر ہے،اور جمعہ میں شریک نہ ہونے والے بھائی ظہر پڑھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۷۳﴾ قبل الجمعہ تقریر کرنا حدیث سے ثابت ہے؟

سوال: جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے جو تقریر کی جاتی ہے یہ حدیث سے ثابت ہے یا خلاف سنت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے ممبر کے نیچے کھڑے رہ کر تقریر کرنا منع نہیں ہے، جائز ہے۔اس لئے کہ یہ بھی ایک نصیحت ہے،اور فَذَكِّرْ میں داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہونے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث کے مطابق اس کا ثبوت حضور ﷺ سے بھی ہے کہ: عید کے دن حضور ﷺ عورتوں کے مجمع میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر ان کے سامنے تقریر کی، نیز مستدرک حاکم میں روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے ممبر کے قریب وعظ ونصیحت کرتے تھے۔ (۱۰۸/۱) مسند احمد میں ہے کہ: حضرت تمیم داریؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں خطبہ سے پہلے تقریر کرتے تھے۔ (۴۴۹/۱)۔ اس لئے خطبہ سے پہلے وعظ وتقریر کا جواز سنت سے بھی ہے۔ م

﴿۸۷۴﴾ سوال مثل بالا

سوال: جمعہ کے دن جمعہ کی اذان اور خطبہ کے درمیان نمازی بھائیوں میں سے کچھ سنت مؤکدہ پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں، اور کچھ مصلی وظائف پورے کر رہے ہوتے ہیں، نیز کچھ نمازی بھائی تو خطبہ سے پانچ دس منٹ پہلے ہی مسجد میں آکر سنت پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں، سوال یہ ہے کہ خطبہ سے قبل مقرر صاحب تقریر کرتے ہیں جس سے سنت مؤکدہ پڑھنے والے بھائیوں کو نماز میں خلل ہوتا ہے، اور نماز میں سے توجہ دوسری طرف ہٹ جاتی ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خطبہ سے پہلے تقریر کرنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب دے کر ممنون فرمائیں۔ آج تک جمعہ سے پہلے تقریر کا رواج نہیں تھا، اور اب یہ نیا رواج اور سلسلہ کے جاری ہونے کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے؟ نیز تبلیغی کتابی تعلیم روزانہ کسی نہ کسی نماز کے بعد ہوتی ہے، اس کا بھی تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... امداد الفتاویٰ ۴۳۸/۱ پر حضرت اقدس مولانا اشرف علی

صاحب تھانویؒ نے ایسے ہی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اسے جائز بتلایا ہے، اور حدیث شریف سے اس کا ثبوت بھی پیش کیا ہے۔ تاکہ لوگوں کو دین کی معلومات حاصل ہوں۔ اس کے لئے خطبہ سے پہلے ممبر کے نیچے کھڑے رہ کر یا بیٹھ کر مختصر تقریر کی جائے اور اخیر میں خطبہ سے پانچ دس منٹ پہلے سنتیں پڑھنے کے لئے وقت دیا جائے تو اس سے امت کو دینی علم کا فائدہ اور نفع حاصل ہوگا۔ سنت بھی اطمینان سے ادا ہوگی، اور دینی علم بھی حاصل ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۷۵﴾ جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر یا باہر کہی جائے؟

سوال: جمعہ کے خطبہ سے پہلے امام صاحب کے سامنے کھڑے رہ کر جو اذان دی جاتی ہے اس کے متعلق ہند سے آئے ہوئے ایک مولانا صاحب کا کہنا ہے کہ مسجد کے اندر امام صاحب کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اذان دینے کی ضرورت نہیں ہے، یہ اذان اگر دینی ہی ہو تو جماعت خانہ سے باہر کھڑے ہو کر دینی چاہئے، اس بارے میں حقیقت کیا ہے؟ شرعی مسئلہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

نیز یہ اذان ثانی حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں شروع ہوئی تھی، انہوں نے یہ اذان جاری کی، اس سے قبل یہ اذان مشروع نہیں تھی، کیا یہ بات صحیح ہے؟ ایک ماہنامہ میں میں نے پڑھا کہ یہ اذان ثانی مکروہ ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دی جائے یا مسجد سے باہر، دونوں درست ہیں۔ صرف امام صاحب کے سامنے ہونا چاہئے۔ لیکن اذان اول مسجد سے باہر اونچی جگہ پر اور اذان ثانی مسجد کے اندر خطیب کے سامنے دی جائے تو یہ زیادہ بہتر

ہے۔فقہاء حنفیہ نے اسے سنت طریقہ بتلایا ہے۔

فی زمانا جو پہلی اذان دی جاتی ہے وہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں شروع ہوئی، نہ کہ دوسری۔اوراس وقت کے تمام صحابہ نے اسے جائز رکھا تھا،اس لئے وہ اذان بھی سنت ہی کہلائے گی۔دوسری اذان تو حضور ﷺ کے زمانہ سے جاری ہے،اس لئے ان دونوں اذانوں میں سے کسی ایک کو بھی مکروہ کہنا درست نہیں ہے۔(شامی،ہدایہ،طحطاوی:۱)۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھیں:(تنشیط الاذان، خلاصة الكلام فی اذان الجمعة بين الامام،فتاویٰ دارالعلوم،امدادالفتاویٰ:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۷۶﴾ جمعہ کی اذان ثانی کا محل

سوال: جمعہ کو جو دوسری اذان دی جاتی ہے وہ اذان مسجد کے اندر دی جائے یا خارج مسجد دی جائے؟ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اذان اول جس طرح مسجد سے باہر دی جاتی ہے اسی طرح دوسری اذان بھی مسجد سے باہر دینی چاہئے،اندر اذان دینے کے لئے صحیح بخاری کا حوالہ پیش کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ حدیث ضعیف ہے۔لہذا صحیح حقیقت بتا کر روشناس فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اذان دینے کا اصل مقصد اعلام عوام ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا' اس لئے ہر وہ طریقہ جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو آواز پہنچ جائے اپنانا پسندیدہ ہے۔ مثلاً:اونچی جگہ سے اذان دینا،اورایسے شخص کا اذان دینا جس کی آواز بلند ہو۔اور مسجد کے اندر کے حصہ کے مقابلہ میں باہر سے اور زیادہ دور تک آواز پہنچ سکتی ہے۔اس لئے حضور ﷺ کے زمانہ میں اور صحابہ کے زمانہ میں بھی باہر اونچی جگہ سے اذان دی جاتی

تھی۔ جمعہ کی نماز کے لئے دواذانیں سنت ہیں:

اذان اول جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے جاری کی گئی، وہ اسی مقصد کے لئے آج بھی خارج مسجد اونچی جگہ سے دینی چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک آواز پہنچ سکے۔

اور دوسری اذان حضور ﷺ کے زمانہ سے مسجد میں اور ممبر شریف کے سامنے کھڑے رہ کر دی جاتی تھی، تاکہ معلوم ہو جائے کہ خطیب صاحب خطبہ دینے کے لئے بیٹھ گئے ہیں، تاکہ دوسرے سب کام جیسے کہ نماز، تسبیح وغیرہ چھوڑ کر خطبہ سننے کے لئے تیار ہو جائیں، اور اس زمانہ سے آج تک اسی طریقہ سے ہر ملک، ہر قوم کا یہی عمل رہا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں ہے، اور جو اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے خاص اس مسئلہ کی تحقیق پر ایک رسالہ تنشیط الاذان فی محل تحقیق الاذان مرتب فرمایا ہے، جس میں بہت ہی بسط وتفصیل سے اس مسئلہ کی پوری تحقیق بیان فرمائی ہے، اس کا مطالعہ فرمالیں۔

بخاری شریف کی کس حدیث پر ضعف کا حکم لگایا ہے وہ سند کے ساتھ بیان نہیں کیا، ورنہ اس کا بھی جواب دیا جا سکتا، بخاری شریف کی کسی حدیث کے متعلق ضعیف کہنا صحیح نہیں ہے، اس کتاب کا نام صحیح بخاری اسی لئے ہے کہ اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں۔

﴿۸۷۷﴾ جمعہ کی اذان ثانی مسجد میں خطیب کے سامنے دی جاسکتی ہے؟

سوال: اپریل ۱۹۷۸ء کے طیبہ ماہنامہ میں سنن ابوداؤد کے حوالہ سے مذکورہ عبارت پیش کی گئی ہے کہ: کان یوذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد و ابی بکر و عمر۔ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن جب ممبر پر

تشریف لاتے ،تو آپ ﷺ کے روبرو مسجد کے دروازہ پر اذان دی جاتی تھی ،اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔

مذکورہ حوالہ کی وجہ سے ہمارے یہاں جمعہ مسجد میں جو سالوں سے جمعہ کی اذانِ ثانی مسجد کے اندر خطیب کے سامنے دی جاتی تھی وہ اب خارج مسجد صحن میں دی جاتی ہے۔تو اس مسئلہ کو حوالوں کے ساتھ معتبر کتابوں کی روشنی میں حل فرما کر جواب دینے کی زحمت گوارا فرمائیں۔اس لئے کہ یہاں کے کچھ لوگ مسجد میں اذان دینے کو مکروہ بتاتے ہیں،تو صحیح مسئلہ کیا ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کے دن خطبہ کے وقت جو اذان دی جاتی ہے وہ خطیب کے سامنے اور مسجد میں دینا بلا شبہ درست ہے۔ بلکہ سلف صالحین کا طریقوں کے مطابق ہے،خطبہ کی یہ اذان مسجد میں دینے کو مکروہ بتانا صحیح نہیں ہے۔

آپ نے جو حدیث ذکر کی ہے اس سے دلیل پکڑنا صحیح نہیں ہے،اس کی کئی وجوہات ہیں، جو تنشیط الاذان فی تحقیق محل الاذان نامی رسالہ میں تفصیل سے موجود ہے،اسے دیکھ لینا مناسب ہوگا۔

مذکورہ حدیث کا جو ترجمہ کیا ہے اس سے اذان مسجد سے باہر کہی جاتی تھی یہ ثابت نہیں ہوتا۔اس لئے کہ ترجمہ میں لکھا ہے کہ 'مسجد کے دروازہ پر دی جاتی تھی' اس سے خارج مسجد اذان دینا ثابت نہیں ہوتا۔اور جو اذان لوگوں کو وقت کی اطلاع دینے کے لئے دی جاتی ہے وہ خارج مسجد بلند مقام سے اور زیادہ سے زیادہ لوگ سن سکیں اس طرح دینی چاہئے،اور جو حاضرین کے اعلام کے لئے ہو جیسے کہ اقامت تو اس کا مسجد میں کہنا مکروہ نہیں ہے،اسی طرح جمعہ کی اذانِ ثانی حاضرین کو خطبہ کے اعلام کے لئے ہے اس لئے اس کا بھی مسجد میں ہونا مکروہ نہیں

ہے۔ یہی توارثِ متقدمین ہے، اور فقہاء کا قول بھی یہی ہے، حال میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی اذانیں مسجد کے اندر دی جاتی ہیں، اس لئے صحن میں اذان دینے کے بجائے پہلے کی طرح مسجد میں ہی دی جائے، جو سنت کے مطابق ہے اور اسے بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔

﴿۸۷۸﴾ جمعہ کی اذان ثانی کہاں کہی جائے؟

سوال: جمعہ کی اذان ثانی امام صاحب کے سامنے ممبر کے پاس دینی چاہئے یا نہیں؟ یا کچھ لوگوں کی طرح جو جماعت خانہ کے باہر اذان دیتے ہیں، اذان دینی چاہئے؟ کیا یہ صحیح ہے؟ دونوں میں صحیح طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے دو اذانیں دی جاتی ہیں، یہ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ سے جاری ہے، اس میں اذانِ اول جمعہ کا وقت ہو چکا ہے اس کی اطلاع کے لئے دی جاتی ہے، اس لئے دوسری اذانوں کی طرح مسجد سے باہر اور بلند مقام سے دینی چاہئے تا کہ دور تک آواز پہنچ سکے، اور زیادہ سے زیادہ لوگ سن سکیں۔ دوسری اذان خطبہ کے ابتداء کی اطلاع کے لئے ہے، تا کہ حاضرین دوسری عبادتیں سنت، ذکر وغیرہ چھوڑ کر خطبہ کی طرف توجہ کریں۔

حضور ﷺ کے مبارک زمانہ میں یہی ایک اذان دی جاتی تھی، اس لئے فقہاء اسے ممبر کے قریب جماعت خانہ میں دینے کو سنت بتاتے ہیں، اور آج تک ہر جگہ یہی توارث چلا آ رہا ہے۔

ہدایہ اور دوسری معتبر کتابوں میں ایسا کرنا سنت بتایا گیا ہے، اور سنت ہونے کی وجہ سے سوال میں لکھنے کے مطابق ممبر کے سامنے مسجد میں اذان دینے کو گناہ یا مکروہ سمجھنا درست

نہیں ہے۔ تنشیط الاذان نامی کتاب خاص اسی مسئلہ کی وضاحت کے لئے مرتب کی گئی ہے، اسے دیکھ لینا چاہئے۔ امداد الفتاویٰ، فتاویٰ دار العلوم وغیرہ میں بھی اس کی وضاحت موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۷۹﴾ جمعہ کی نماز اور خطبہ ریکارڈ کر سکتے ہیں؟

سوال: جمعہ کا خطبہ اور جمعہ کی نماز ایک شخص کی ضرورت کی وجہ سے باہر بھیجنے کے لئے ٹیپ ریکارڈ کی، جس کی وجہ سے دو تین شخصوں کو شک ہوا کہ ہماری نماز خراب ہو گئی، تو شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا اس سے نماز خراب ہو جاتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کی نماز یا خطبہ جو پڑھا جا رہا ہو اسے ریکارڈ کیا جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، نیز اذان، وعظ وغیرہ ریکارڈ کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے، البتہ اسے مزاح یا لہولعب کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے، ورنہ گناہ ہوگا۔

﴿۸۸۰﴾ خطبہ سے پہلے خاموش رہو کہنا

سوال: جمعہ کے دن جب خطیب ممبر پر بیٹھتا ہے اور خطبہ کی اذان سے پہلے مؤذن صاحب ہاتھ میں عصا پکڑ کر بلند آواز سے وانصتوا رحمکم اللہ کہتے ہیں، تو یہ کہنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ جملہ کا مطلب یہ ہے: خاموش رہو! اللہ آپ پر رحم کرے، یہ جملہ کہنا بدعت ہے، اس لئے اسے بند کر دیا جائے، البتہ اس وقت خطبہ ختم ہونے تک کسی بھی طرح کی بات چیت یا امر بالمعروف کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ بالکل خاموش رہنا چاہئے، لیکن سوال میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق اس جملہ کا کہنا صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۸۱﴾ دوران خطبہ بلند آواز سے درود پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: جمعہ کے دن خطبہ میں امام صاحب قرآن شریف کی آیت: ان اللّٰہ ...... تسلیما تک پڑھتے ہیں، تو سب لوگ بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں، تو کیا درمیان خطبہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا صحیح ہے؟ جائز ہے؟ اور اگر نہیں پڑھا تو گناہ ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کا خطبہ جب پڑھا جارہا ہو تو چاہے سنائی دے یا نہ سنائی دے، خاموش بیٹھنا چاہئے، اور امام صاحب جب مذکورہ آیت پڑھیں تو آہستہ آواز سے دل میں درود شریف پڑھنا چاہئے۔ سب بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ (ہدایہ:۱۰۱) اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح:۳۱۴ پر لکھا ہے کہ: امام جب خطبہ میں مذکورہ آیت پڑھے تو سامعین آہستہ (اپنی آواز اپنے کانوں تک پہنچے اس طرح) درود شریف پڑھیں، تا کہ خطبہ سننے کا اور درود شریف پڑھنے کا دونوں کا ثواب حاصل ہو، لہذا درمیان خطبہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا رواج چھوڑ دینا چاہئے۔ فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۸۲﴾ خطبہ کے لئے اعلان کرنا

سوال: جمعہ کے خطبہ کا وقت ہونے پر مؤذن صاحب ممبر کے قریب آکر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ: حضرات آگے کی صف میں آجایئے۔ اس درمیان امام صاحب خطبہ کے لئے نکل کر ممبر پر تشریف فرما ہو چکے ہوتے ہیں، تو اس طرح کرنے یا کہنے میں کچھ خرابی تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امام صاحب جب خطبہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کر ممبر کی طرف چلنے لگیں تب سے لے کر نماز کا سلام پھیریں وہاں تک کسی بھی طرح کی بات چیت کسی کے لئے بھی کرنا یا خطبہ سننے کے علاوہ کسی بھی کام میں مشغول ہونا جائز نہیں

ہے۔اوراب امام صاحب کے علاوہ کسی اورکوامر بالمعروف کرنا بھی جائز نہیں ہے،خطیب مناسب سمجھے تو کرسکتا ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں خطیب کے خطبہ کے لئے نکلنے کے بعد مؤذن کالوگوں کو پہلی صف میں بیٹھنے کی ترغیب دینا جائز نہیں ہے۔(طحطاوی:۳۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۸۳﴾ خطبہ سے پہلے کیا پڑھنا چاہئے؟

سوال: خطبہ کے بعد اوراس سے پہلے کچھ پڑھنا مسنون ہوتو بتائیں۔اگر کوئی دعا ہوتو وہ دعا کونسی؟بتاکر ممنون فرمائیں۔خطبہ سے پہلے اگر تعوذ وتسمیہ پڑھا جائے تو کیسا ہے؟خطبہ کے بعد کچھ پڑھنا ہے یاامام سیدھا مصلے پر نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہوجائے؟وضاحت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......خطبہ شروع کرنے سے پہلے یا ختم کرنے کے بعد خطیب کے لئے کوئی خاص چیز پڑھنا مسنون نہیں ہے،لہذا خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً جمعہ کی نماز پڑھانا شروع کردینا چاہئے۔(طحطاوی:۳۰۶)۔

خطبہ شروع کرنے سے پہلے تعوذ دل میں پڑھنا چاہئے۔(شامی:۱/۵۴۰)

﴿۸۸۴﴾ خطبہ سے قبل فرنچ زبان میں تقریر کرنا

سوال: خطبہ سے پہلے دینی احکام بیان کرنے میں کچھ خرابی ہے؟اس زمانہ میں مسلمان دن بہ دن مذہبی تعلیم سے دور ہورہے ہیں،اور خاص کر باہر کے ممالک میں تو دینی تعلیم اور اردو اور گجراتی زبان سے بھی دور ہورہے ہیں،زیادہ تر یعنی ۸۰/فی صد لوگ اردو اور گجراتی سمجھتے ہی نہیں بلکہ نابلد ہیں۔تو ان حالات میں جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے ۱۵ منٹ مقامی

زبان فریج میں دینی احکام بیان کئے جائیں تو نمازیوں کو بہت کچھ سیکھنے کو مل سکتا ہے۔
اگر جمعہ کے دن نماز کے بعد بیان یا تقریر رکھی جائے تو لوگ ٹھہرتے نہیں ہیں، ان حالات میں خطبہ سے قبل دینی مسائل فریج زبان میں بیان کئے جائیں تو شرعاً کچھ حرج ہے؟ کچھ حضرات خطبہ سے قبل دینی احکام بیان کرنے کو بدعت اور ناجائز بتاتے ہیں، اور کچھ حضرات اپنی عبادت، نوافل اور تلاوت میں خلل سمجھ کر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔
لہٰذا مذکورہ سوالات کا جواب دے کر ممنون فرمائیں، زیادہ تر ۸۰ سے ۹۰ فی صد حضرات دینی بیان سننے کے مشتاق ہیں، اذان زوال کے بعد ۱۲ بجے اور جماعت پونے ایک بجے ہوتی ہے

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں بتائی گئی تفصیل اور حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ سے پہلے ممبر کے نیچے کھڑے رہ کر کسی بھی زبان میں دینی احکام بیان کئے جائیں یا اصلاح عوام کے لئے مختصر تقریر کی جائے، تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اسے بدعت کہنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ لہٰذا اس میں دونوں جماعتوں کو سمجھداری سے کام لینا چاہئے۔
امام صاحب تقریر میں زیادہ وقت نہ لگائیں، اور زیادہ بلند آواز سے تقریر نہ کریں اور خطبہ سے پانچ دس منٹ پہلے تقریر بند کردیں، اور لوگوں کو سنت پڑھنے کا موقعہ دیں، اور مقتدی حضرات جلدی آجائیں، اور سنت اور دوسری عبادتوں سے فارغ ہو کر بیان توجہ سے سننے کے لئے بیٹھ جائیں، اس طرح مقتدیوں کو دوہرا فائدہ ہوگا۔
تقریر سننا بھی ایک عبادت ہے، پھر بھی تلاوت وغیرہ کرنی ہو تو وہاں سے ہٹ جائیں، تاکہ خود کو تکلیف نہ ہو، اور سامعین کو بھی مخالفت کا شک نہ ہو۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۴۳۸)

﴿۸۸۵﴾ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔

سوال: جمعہ اور عیدین کے خطبہ کے بیچ خطیب کو کچھ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ شریعت سے کوئی چیز ثابت ہو تو بتائیں۔ پہلے خطبہ کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر فوراً دوسرے خطبہ کے لئے کھڑے ہو جانا چاہئے؟ افضل طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دونوں خطبوں کے درمیان کچھ پڑھنا مسنون نہیں ہے، صرف تین آیت پڑھ سکیں اتنی دیر بیٹھنا بہتر ہے۔ (طحطاوی: ۳۱۰، شامی) حضور ﷺ بھی دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھتے تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۸۶﴾ ممبر پر خطبہ کا اردو ترجمہ پڑھنا ممنوع ہے۔

سوال: جمعہ کے دن ممبر پر عربی کے ساتھ اردو ترجمہ ساتھ میں پڑھا جائے تو اس میں کچھ حرج ہے؟ ہمارے امام صاحب ممبر پر عربی کے ساتھ اردو ترجمہ پڑھتے ہیں، آپ ﷺ کا نام مبارک آوے تو بلند آواز سے درود شریف پڑھنے میں کچھ حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کا خطبہ ممبر پر صرف عربی زبان میں ہی ہونا چاہئے، صحابۂ کرام نیز فقہاء دین سے یہی ثابت ہے، لہذا اس وقت اردو ترجمہ ساتھ میں بیان نہ کیا جائے۔ خطبہ سے قبل ممبر کے نیچے یا نماز کے بعد ترجمہ سنا سکتے ہیں۔

دوران خطبہ درود شریف دل میں پڑھنا چاہئے، اور اگر قدرے بلند آواز سے پڑھا جائے تو یہ بھی ممنوع نہیں ہے، گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۸۷﴾ کیا عمامہ باندھنا اور چھڑی ہاتھ میں رکھنا سنت ہے؟

سوال: حضور ﷺ کس کس وقت عمامہ باندھتے تھے؟ یا ہمیشہ عمامہ پہن رکھتے تھے؟ اور

ہاتھ میں لکڑی رکھنا بھی سنت ہے؟ یہ دونوں باتیں حدیث کی روشنی میں بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ ﷺ کے سر مبارک پر ہمیشہ عمامہ رہتا تھا، اس لئے عمامہ باندھنا سنت کہلایا، (دیکھیں: خصائل نبوی) اسی طرح ضرورت ہو تو ہاتھ میں چھڑی رکھنا بھی ممنوع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۸۸﴾ جمعہ کے خطبہ میں عصا پکڑنا ضروری ہے؟

سوال: کیا جمعہ کے دن خطبہ میں عصا پکڑنا ضروری ہے؟ عصا کی کیا فضیلت ہے؟ اور نہ پکڑنے پر کیا وعید ہے؟ نیز نماز کے بعد امام صاحب دعا جہراً مانگیں یا سراً؟ مقتدیوں کا کہنا ہے کہ زمانہ قدیم سے یہی چلا آرہا ہے کہ جہراً دعا مانگی جاتی ہے، (اس لئے اسی کی اتباع کرنی چاہئے) تو اس مسئلہ میں بہتر کیا ہے؟ حضرت تھانویؒ کے بارے میں حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب ملفوظات دوم میں تحریر فرمایا ہے کہ: عوام بلند آواز سے دعا مانگنے کے لئے کہیں اور عصا پکڑنا ضروری سمجھیں تو اسے ترک کیا جائے۔ یعنی عصا نہ لے اور دعا سراً مانگے یہی بہتر ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کے خطبہ میں عصا ہاتھ میں لینا سنت ہے، لیکن مؤکدہ یا واجب نہیں ہے، لہذا عصا لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے، اور نہ لیا جائے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے، لہذا اسے ضروری سمجھنا غلط اور قابل ترک ہے۔

نیز نماز کے بعد سراً دعا کرنا افضل اور بہتر ہے، اور اگر مقتدی جاہل ہوں یا انہیں امام کی دعا پر آمین کہنا ہو تو جہراً دعا کرنا بھی جائز ہے، ممنوع نہیں ہے۔ (دیکھیں: امداد الفتاویٰ)

حضرت مولانا نے جو لکھا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ جہلاء شرعی مسئلہ میں اپنی طرف سے تشدد یا سختی کرتے ہیں اور اپنا اعتقاد خراب کر لیتے ہیں تو اس کی اصلاح ہو جائے۔ اس مقصد سے یہ عبارت لکھی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۸۹﴾ خطبہ میں عصا ہاتھ میں لینا ضروری ہے؟

سوال: ہمارے امام صاحب جمعہ کے خطبہ میں ہاتھ میں عصا نہیں لیتے ہیں، نیز ایک کافی مدت سے نہیں لیتے، اور کہتے ہیں کہ عصا ہاتھ میں نہیں لیں گے تو بھی کچھ حرج نہیں ہے؟ تو اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ یا عیدین کے خطبے میں عصا ہاتھ میں لینا حدیث سے ثابت ہے، جیسا کہ اسکے لئے ابو داؤد شریف میں بھی روایت ہے اور یہ سنت لازم یا ضروری نہیں ہے، لہذا دونوں طریقوں میں سے جو بھی اختیار کیا جائے درست ہے۔ صرف کسی ایک طریقہ کو ضروری سمجھ کر اختیار کرنے کے لئے کہنا مناسب نہیں ہے۔ (شامی: ۵۵۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۹۰﴾ ایک خطبہ کو دو مرتبہ پڑھ لینا

سوال: ہمارے یہاں امام صاحب اچانک بیمار ہو گئے، تو دوسرے ایک آدمی نے جمعہ کا خطبہ پڑھایا، اور خطبہ پڑھنے میں بھول ہو گئی، اور دونوں خطبوں میں خطبۂ اولیٰ ہی پڑھ دیا، یعنی پہلا خطبہ دو مرتبہ پڑھ دیا، اور دوسرا خطبہ پڑھا ہی نہیں، بلکہ دوسرے خطبہ میں پہلا والا خطبہ ہی پڑھا، تو خطبہ صحیح ہوا یا نہیں؟ اور نماز ہوئی یا نہیں؟ خطبہ میں کیا کیا باتیں ہونی چاہئیں؟ کیا جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کے دن خطبہ پڑھنا یہ بھی جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ (در مختار) لیکن دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا، دو خطبے پڑھنا، اور اس میں تعوذ، آیتیں اور نصیحت وغیرہ ہونا اور دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے دعا، خلفائے راشدین وغیرہ کا ذکر ہونا سب امور سنت اور مستحب ہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں خطبۂ اولیٰ ہی کو دو مرتبہ الگ الگ پڑھ لیا تو اس سے نماز یا خطبہ میں کسی طرح کی خرابی نہیں آئے گی، سنن ومستحبات اگر سہواً چھوٹ جائیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

﴿۸۹۱﴾ ممبر کے کسی بھی زینہ سے خطبہ پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: جمعہ کے دن ممبر کی سیڑھی کے پہلے زینہ پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا جائے تو خطبہ ہوگا یا نہیں؟ آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے تھے تب آپ ﷺ پہلے زینہ پر تھے، اور انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جسے رمضان کا مبارک مہینہ ملے اور وہ اپنی مغفرت نہ کرائے۔ تو حضور ﷺ نے کہا آمین۔ اس طرح تین دعائیں حضرت جبرئیلؑ نے کی، اور آپ ﷺ نے ہر مرتبہ آمین کہی۔ تو اس حدیث میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ تیسرے زینے تک جاتے تھے اور خطبہ پڑھتے تھے، تو پہلے زینہ پر سے خطبہ دینے سے خطبہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اس طریقہ پر اور امام صاحب کے فعل پر لعن طعن کریں تو کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......ممبر کے پہلے زینہ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جاوے یا دوسرے یا تیسرے زینے پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جاوے، سب جائز ہے۔ خطبہ ادا ہو جائے گا۔

حضور ﷺ تیسرے زینے پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، آپ کے انتقال کے بعد

حضرت ابوبکرؓ آپ کے احترام میں اس سے ایک درجہ نیچے اتر کر دوسرے زینے پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، ادب کی وجہ سے تیسرے زینے پر کھڑے نہ ہوتے تھے، اور آپ کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ ادب واحترام کی وجہ سے دوسرے زینے پر چڑھتے نہ تھے، صرف پہلے زینہ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ ممبر پر حسب ضرورت اور مصلحت جہاں چاہے کھڑے ہو کر خطبہ دینا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۹۲﴾ خطبہ سے قبل بیان کرنا کیسا ہے؟

سوال: ہماری جامع مسجد میں خطبہ کا وقت ۱:۳۰ کا ہے، لیکن امام صاحب کبھی کبھی جمعہ کے دن ۱:۲۵ کو بیان کرنے کھڑے ہوتے ہیں، اور وہ بیان کبھی دس پندرہ منٹ میں ختم کرتے ہیں، اور کبھی پچیس تا تیس منٹ تک بیان کرتے ہیں۔ تو یہ بیان شریعت محمدی کی رو سے خطبہ سے قبل دے سکتے ہیں؟ اور یہ بیان شرعی رو سے بدعت تو نہیں ہے؟ اگر بدعت ہو تو آنجناب حوالہ کے ساتھ اس کا جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کے خطبہ سے قبل دین کی ضروری باتیں لوگوں کو بتانا جیسا کہ بیان کرنا یا وعظ ونصیحت کرنا جس سے مسلمانوں کو فائدہ ہو، جائز ہے، ممنوع نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم، امداد الفتاویٰ)۔ بلکہ آج کے دور میں مسلمانوں کی دینی غفلت اور بے توجہی دور کرنے کا بہترین طریقہ ہے، اسے بدعت کہنا بالکل غلط ہے۔ لیکن مقرر کو چاہئے کہ وہ حاضرین کا خیال رکھے کہ زیادہ وقت لینے میں ان کے کسی ضروری کام میں حرج نہ ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۹۳﴾ خطبہ میں عصا ہاتھ میں لینا سنت غیر مؤکدہ ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین جمعہ کے دن خطبہ میں عصا ہاتھ میں لینے کے بارے میں:

ہمارے یہاں جمعہ کے خطبہ کے لئے امام صاحب کھڑے ہوئے، ان کے ہاتھ میں عصا نہیں تھا، ایک بھائی نے غصہ میں امام صاحب سے کہا کہ: تو پہلے عصا ہاتھ میں لے، پھر مجھے مسئلہ بتانا۔ امام صاحب نے عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ پڑھایا، تو اس مسئلہ میں شرعی نقطۂ نظر کیا ہے؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کے خطبہ میں خطیب کے لئے ہاتھ میں عصا لینا سنت غیر مؤکدہ ہے، اور اسے لازم یا ضروری سمجھ کر لینا امداد الفتاویٰ کی عبارت کے مطابق مکروہ ہے۔ اس لئے کبھی بغیر عصا کے بھی خطبہ پڑھایا جائے تو بھی خطبہ میں کسی طرح کی خرابی نہیں آتی۔

صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص نے امام صاحب کے خطبہ دینے کے لئے جب ممبر پر تشریف لا چکے اس کے بعد ان کے ساتھ جو کلام کیا یہی مبنی بر جہالت ہے۔ اس لئے کہ اس وقت کسی بھی شخص کے لئے سوائے خطبہ کی طرف دھیان دینے کے کوئی کلام کرنا یا امر بالمعروف کرنا بھی منع ہے، اس لئے اس نے اس حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔

دوسرا امام جیسے بڑے رتبے والے شخص کے ساتھ ایسی بے ادبی والے الفاظ کہے، اور تیسری غلطی یہ کی کہ ایک سنت غیر مؤکدہ چیز کے لئے اتنا التزام کیا کہ اسے لازم وضروری، فرض و واجب کے درجہ تک پہنچا دیا، یہ بھی ممنوع ہے۔ بعد میں اکیلے میں دونوں مل کر اس مسئلہ کو سمجھ

سکتے تھے،اس لئے ایسی ایک سے بڑھ کر ایک غلطیوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔(امداد الفتاوی:
۴۶۲،طحطاوی:۳۰۹،شامی:۱) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۸۹۴﴾ دعا بعد الجمعہ

سوال: جمعہ کی نماز کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً.....دعا کی قبولیت کے اوقات میں سے ایک وقت فرض نماز کے بعد دعا کرنا بھی ہے،لہذا جمعہ کی نماز کے بعد بھی دعا کرنا جائز ہے۔لیکن اس نماز کے بعد سنت مؤکدہ نماز بھی پڑھنی ہے،اس لئے دعا میں زیادہ وقت نہ لگائے۔
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:حضور ﷺ اللھم انت السلام الخ پڑھ سکیں اتنی دیر بیٹھتے تھے،اس لئے اس وقت مختصر دعا مانگ کر سنت وغیرہ میں مشغول ہو جانا چاہئے۔(طحطاوی:
۱۸۶) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۸۹۵﴾ کیا انگریزی میں خطبہ پڑھنا جائز ہے؟

سوال: خطبہ کا ایک حصہ عربی میں پڑھ کر باقی پورا خطبہ انگریزی میں پڑھا جائے،یعنی انگریزی میں خطبہ دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟اور اگر نا جائز ہے تو کس حدیث سے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... جمعہ کی نماز کے لئے پڑھے جانے والے دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا سنت مؤکدہ اور سنت متوارثہ ہے۔اس لئے اس کے علاوہ اور کسی زبان میں بھی خطبہ پڑھنا کراہت سے خالی نہیں ہے،صحابہؓ کے زمانہ میں عرب کے علاوہ عجم کے ممالک بھی فتح کیے گئے،اور کچھ صحابہ عجمی زبان جانتے تھے پھر بھی کسی صحابی نے عجمی زبان میں کبھی بھی خطبہ نہیں دیا۔اس لئے حضرت شاہ محدث دہلویؒ مؤطا کی شرح میں لکھتے

ہیں: کہ خطبہ عربی زبان میں ہی ہونا چاہئے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے جواہر الفقہ جلد:۲ میں اسی مسئلہ پر ایک مکمل رسالہ تحریر فرمایا ہے، اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔ فقط و اللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۹۶﴾ خطبہ کا عربی کے ساتھ اردو ترجمہ کرنا

سوال: خطبہ کا عربی زبان کے ساتھ اردو میں ترجمہ بھی کیا جائے تو کیا حکم ہے؟ شرعاً کچھ حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کے خطبہ کا عربی میں ہونا مسنون ہے، اس لئے یہ خطبہ اس کے وقت پر عربی میں ہی ہونا چاہئے، اور لوگ ترجمہ سننے کے خواہشمند ہوں تو دوسرے کسی مناسب وقت میں سنایا جائے تو اس کی اجازت ہے، مثلاً: نماز بعد یا خطبہ سے پہلے ممبر کے نیچے ترجمہ بیان کیا جاسکتا ہے۔

البتہ اس ترجمہ سے کسی کی نماز وغیرہ میں خلل آتا ہو یا سنت پڑھنے میں حرج ہوتا ہو تو اس سے احتیاط کرنا چاہئے، نماز سے قبل ممبر پر اردو یا انگریزی میں ترجمہ کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۸۹۷﴾ خطبہ سننے کے لئے سہارا لگا کر بیٹھنا

سوال: مسجد میں خطبہ سنتے وقت سہارا لے کر بیٹھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خطبہ سنتے وقت سہارا لگا کر بیٹھنا خلاف ادب ہے، لہذا مجبوری یا کمزوری نہ ہو تو محض کاہلی کی وجہ سے ایسا کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔

عالمگیری: ۱۴۷ پر لکھا ہے کہ: خطیب کے سامنے منہ کر کے بیٹھنا مستحب ہے، نیز آگے لکھا

ہے کہ نماز میں قعدہ میں جس طرح بیٹھا جاتا ہے اسی طرح بیٹھنا چاہئے۔

﴿۸۹۸﴾ جمعہ کے خطبہ یا نماز میں کوئی بیہوش ہو جاوے تو......

سوال: جمعہ کے خطبہ میں یا نماز میں کوئی شخص بیہوش ہو جاوے تو اس کے قریب آس پاس یا پیچھے والے مصلیوں کو کیا کرنا چاہئے؟ جب کہ سب نماز میں ہے، اور نماز ہو رہی ہے تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... جمعہ کے خطبہ کے درمیان یا دوران نماز کوئی شخص بیہوش ہو جائے، تو نماز وخطبہ چھوڑ کر اس کی مدد کرنا جائز اور درست ہے۔ (شامی:۱)

﴿۸۹۹﴾ خطبہ کی آخری عبارت کے ختم ہونے سے قبل مقتدیوں کا کھڑے ہو جانا

سوال: جمعہ کے دن جب امام صاحب ممبر پر خطبہ دیتے ہیں تو خطبہ کی آخری عبارت کے ختم ہونے سے پہلے لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، تو اس طرح لوگوں کا کھڑے ہو جانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......امام جب خطبہ کے لئے کھڑا ہو تب سے لے کر خطبہ کے ختم ہونے تک پورے دھیان اور توجہ سے خطبہ سننا چاہئے، اور سننے میں جو چیز خلل ڈالنے والی ہو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ اس لئے خطبہ باقی ہو اور مصلی کھڑے ہو جائیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔ البتہ خطبہ کے ختم ہوتے ہی فوراً صف بندی کے لئے کھڑے ہو جائیں تو یہ ممنوع نہیں ہے، جیسا کہ شامی، عالمگیری (۱/۱۴۹) میں اس کی صراحت موجود ہے۔

﴿۹۰۰﴾ خطبۂ جمعہ بزبان اردو جائز ہے؟

سوال: جمعہ کے دن ممبر پر کھڑے ہو کر اردو زبان میں خطبہ پڑھنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......خطبہ عربی میں ہی ہونا چاہئے، حضور ﷺ اور صحابہ اور

تابعین وغیرہ سے عربی میں ہی پڑھنا ثابت ہے۔ اگر دوسری زبان میں خطبہ جائز ہوتا تو ایک مرتبہ تو ان میں سے کسی سے ضرور ثابت ہوتا، لہذا اردو میں خطبہ خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

﴿۹۰۱﴾ کیا جمعہ پڑھانے کے لئے دائمی امام کی اجازت لینا ضروری ہے؟

سوال: ہمارے شہر میں ایک مسجد ہے، اس مسجد کے متولیوں کے کہنے سے (قریب ۱۴ سال سے) میں جمعہ کی نماز اور خطبہ پڑھاتا ہوں، اور اس مسجد میں ایک قائمی امام رکھا جاتا ہے، جب بھی کوئی قائمی امام رکھا جاتا ہے اس وقت متولی حضرات امام صاحب کو صاف صاف بتا دیتے ہیں کہ: جمعہ اور خطبہ تو آپ ہی کو یعنی مجھ ناچیز کو ہی پڑھانا ہے، جمعہ کی ذمہ داری امام کی نہیں ہے۔ اس طرح بہت سے ائمہ آئے، اور کسی نے بھی میرے خلاف اعتراض نہیں کیا، حال میں اس مسجد میں ایک قائمی امام ہے، اس کے ساتھ بھی مذکورہ شرط طے کی گئی تھی۔ اس امام نے ایک سال تک کوئی اعتراض نہیں کیا، لیکن اس امام کے ساتھ ایک مسئلہ میں اختلاف ہونے کی وجہ سے امام ایسا کہتے ہیں: کہ امام کی اجازت کے بغیر ناچیز جمعہ کی نماز نہیں پڑھا سکتا، اور مجھے جمعہ پڑھانے سے روکتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا مجھے امام کی اجازت لینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں قائمی امام صاحب کا تقرر کرتے وقت جمعہ کی نماز انہیں سپرد نہیں کی تھی، اور اس نماز کے لئے متولیوں کی طرف سے آپ کو نامزد کیا گیا ہے۔ تو اب جمعہ پڑھانے کے لئے قائمی امام کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے، اور ان کا منع کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

﴿۹۰۲﴾ جمعہ کے لئے امام کیسا ہونا چاہئے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک شخص بہت پابند شرع ہے، نمازیں پڑھانا بھی جانتا ہے،

جمعہ کا خطبہ بھی صحیح طریقہ سے زبانی پڑھا سکتا ہے، پیش امام کی عدم موجودگی میں سب نمازیں پڑھالیتا ہے۔ جب جمعہ کی نماز کا وقت آتا ہے تو پیش امام کی غیر حاضری میں یہاں کے لوگ باہر گاؤں سے امام کو لاکر خطبہ پڑھالیتے ہیں۔ تو جمعہ کے پڑھانے کا حق کس شخص کا ہے؟ باہر سے امام بلانا چاہئے یا نہیں؟ مقامی شخص پڑھاوے تو کچھ حرج ہے؟ یہاں کے شخص کی کوئی ظاہری عیب نہیں ہے، تو جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ...... حاضرین میں جو سب سے زیادہ دیندار، متقی اور شرعی لیاقت رکھتا ہو وہ جمعہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے، مقامی طور پر ایسی شخصیت مل سکتی ہو تو باہر گاؤں سے بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۰۳﴾ جو خطبہ پڑھاوے اسے ہی امامت کرنی چاہئے؟

سوال: ہمیشہ خطبہ اور نماز ایک ہی شخص پڑھاتا ہے، لیکن خطبہ ایک شخص پڑھاوے اور جمعہ دوسرا شخص پڑھاوے تو اس میں کچھ حرج ہے؟

ہماری مسجد میں امام صاحب خطبہ انگریزی، عربی اور اردو اس طرح تین زبانوں میں پہلے خطبہ پڑھتے ہیں، اور دوسرا مختصر خطبہ عربی میں پڑھتے ہیں، اور میں نماز پڑھاتا ہوں۔ ایک مرتبہ میں نے کہا تھا کہ خطبہ بھی عربی میں میں ہی پڑھاتا ہوں، لیکن انہوں نے منع کر دیا تھا، البتہ نماز کے لئے وہ مجھے ہی کھڑا کرتے ہیں، اور پنجوقتہ نمازوں کی امامت بھی میں ہی کرتا ہوں، تو اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ [illegible]

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ...... جو شخص خطبہ پڑھے امامت بھی وہی کرے یہ زیادہ بہتر ہے۔ ورنہ سوال میں جو طریقہ لکھا ہے اس طرح کرنا بھی جائز ہے [illegible]

پڑھے اور نماز دوسرا پڑھاوے، البتہ خطبہ صرف عربی زبان میں ہی ہونا چاہئے۔

﴿۹۰۴﴾ مسافر جمعہ پڑھا سکتا ہے؟

سوال: مسافر امام (مقیم مقتدیوں کو) جمعہ پڑھا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امام مسافر ہو، اور مقتدی مقیم ہوں تو جمعہ کی امامت مسافر کر سکتا ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۰۵﴾ خطبہ سے پہلے اور بعد میں دعا مانگنا

سوال: خطبہ سے قبل امام ممبر پر بیٹھ کر دعا کرتا ہے، یا کبھی خطبہ کے اختتام پر ممبر پر بیٹھ کر دعا کرتا ہے، تو امام صاحب کا اس طرح دعا کرنا کیا حدیث سے ثابت ہے؟ امام صاحب خطبہ سے پہلے یا بعد میں ممبر پر بیٹھ کر دعا مانگتے ہیں یہ صحیح ہے؟ شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خطبۂ اولیٰ میں مسلمانوں کو وعظ ونصیحت کا مضمون ہونا چاہئے اور دوسرے خطبہ میں عام مسلمین کے لئے دعائیہ کلمات ہونے چاہئیں، یہ مسنون طریقہ ہے۔ (طحطاوی: ۳۰۹) لیکن ممبر پر بیٹھ کر اول میں یا اخیر میں دعا کرنا خلاف سنت اور آداب خطبہ کے خلاف ہے، اس لئے اس سے پرہیز ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۰۶﴾ جمعہ کی چار رکعت سنت دوسری سنتوں کی طرح ہی پڑھنی ہے۔

سوال: جمعہ کی پہلی چار رکعت سنت مؤکدہ کے ارکان میں مثلاً: قیام یا دونوں سجدے یا رکوع میں جانے سے پہلے یا اٹھنے سے پہلے نیز سجدوں کی تسبیحات کے بعد صلوۃ التسبیح کی طرح کچھ زائد تسبیح یا دعا وغیرہ پڑھنے کی ہے؟

یہاں ایک مولانا صاحب اس چار رکعت کو صلوۃ التسبیح کی طرح ادا کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں اس طرح پڑھنے کے لئے دیکھا ہے، لیکن وہ کتاب کا نام نہیں بتا سکتے ہیں، لیکن ان کے جواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اپنے مرتبہ کو بچانے کے لئے ایسا کہتے ہیں، چاہے جو بھی بات ہو آپ اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر جو کچھ پڑھنا مسنون ہو وہ بتا کر اس مسئلہ کو منقح فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... جمعہ سے قبل چار رکعت سنت مؤکدہ کے ادا کرنے کا وہی طریقہ ہے جو دوسری سنتوں کا ہے، اس کی تسبیحات میں کوئی حذف واضافہ کہیں بھی نہیں ہے، اس لئے سوال میں مذکور طریقہ بالکل غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۹۰۷﴾ جمعہ کے دن فجر کی نماز سے پہلے غسل کیا تو غسل سنت کا ثواب ملے گا؟

سوال: جمعہ کے دن فجر کی نماز سے پہلے غسل کیا، اور دن میں غسل نہیں کیا، تو جمعہ کے مسنون غسل کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اس مسئلہ میں امام ابو یوسفؒ اور امام حسنؒ کا اختلاف ہے، لہذا مفتیٰ بہ قول کے مطابق جمعہ کی نماز سے پہلے اس طرح غسل کرنا چاہئے کہ اسی طہارت سے جمعہ کی نماز ادا ہو سکے، پھر دوبارہ وضو نہ کرنا پڑے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۰۸﴾ جمعہ کے فرض کے بعد چار رکت سنت پڑھنی چاہئے۔

سوال: جمعہ کے فرض کے بعد پہلے میں دو رکعت سنت پڑھتا ہوں پھر چار رکعت سنت پڑھتا ہوں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... جمعہ کی دو رکعت فرض کے بعد پہلے چار رکعت سنت

مؤکدہ ایک سلام کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور پھر دو رکعت پڑھنی چاہئے، سوال میں مذکورہ طریقہ بھی درست ہے۔ (مراقی الفلاح، طحطاوی: ۲۳۴، شامی: ۴۵۲، فتاوی محمودیہ ص ۴۳۹ ج ۳۰، انعام الباری شرح بخاری ص ۱۲۱ ج ۴، اعلاء السنن ج ۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۰۹﴾ جمعہ میں سنت مؤکدہ کتنی ہیں؟

سوال: جمعہ کی نماز میں سنت غیر مؤکدہ اور سنت مؤکدہ کتنی ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آٹھ سنت مؤکدہ ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ دس سنت مؤکدہ ہیں؟ تو آنجناب صحیح بات کیا ہے حوالہ کے ساتھ بتا کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ اور پھر دو رکعتیں ہیں، اس طرح کل دس رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں، اور نوافل جتنی پڑھنی ہوں اتنی پڑھ سکتے ہیں۔ (ہدایہ)

﴿۹۱۰﴾ اوپر کے مسئلہ کی مزید وضاحت

سوال: اس مہینہ کے ماہنامہ تبلیغ میں آپ کے ایک سوال کے جواب میں ہم نے پڑھا : آپ نے لکھا ہے: کہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں سنت مؤکدہ اور دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں، یہ کل ملا کر دس رکعتیں سنت مؤکدہ ہوئیں، ہم تو سب کو یہ تاکید کرتے رہے کہ فرض سے پہلے چار رکعتیں اور فرض کے بعد چار رکعتیں ہے، اور دو رکعت کو ہم سنت غیر مؤکدہ سمجھتے رہے، تو اس بارے میں گذارش ہے کہ مفتیٰ بہ قول جو بھی ہو اس سے واقف فرما کر احسان مند فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کے فرض کے بعد کی سنتوں میں شیخین کا اختلاف

ہے،اس میں بھی شروع کی چار رکعتیں بالاتفاق سنت مؤکدہ ہیں،جیسا کہ ابن ماجہ اور مسلم شریف میں بھی اس کے متعلق حدیث موجود ہے۔اس کے بعد کی دو رکعت میں اختلاف ہے،حضرت امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے،جب کہ امام ابو یوسفؒ کا کہنا ہے کہ یہ بھی سنت مؤکدہ ہے۔(شامی:۱/۴۵۲)

ابن نجیم مصریؒ لکھتے ہیں: کہ جبیرہ اور تجنیس میں نیز اکثر فقہاء نے امام ابو یوسف کے قول کو ترجیح دی ہے، اور منیہ میں ہے کہ: افضل یہ ہے کہ اول چار رکعتیں سنت مؤکدہ پڑھی جائیں پھر دو رکعت پڑھی جائیں۔(بحر:۲/۵۳)

علامہ شامیؒ نے منحۃ الخالق میں حضرت علیؓ کی حدیث نقل کی ہے جس سے چھ رکعت کا سنت ہونا معلوم ہوتا ہے،اسے نقل کر کے کہتے ہیں: کہ اس حدیث کے مطابق امام ابو یوسفؒ اور امام طحاویؒ اور اکثر فقہاء کا مذہب جمعہ بعد چھ رکعت سنت مؤکدہ ہونے کا ہے۔اور شمس الائمہ حلوائیؒ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں،جس میں اول چار رکعتیں اور پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ان دلائل کی روشنی میں پہلے جواب میں جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت مؤکدہ ہونا لکھا تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۱۱﴾ جمعہ کی ۱۴ رکعتیں کس حدیث سے ثابت ہیں؟

سوال: جمعہ کی ۱۴ رکعتیں کس حدیث سے ثابت ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کے فرض سے پہلے چار رکعتیں سنت مؤکدہ اور دو رکعتیں فرض اس کے بعد چار رکعتیں سنت مؤکدہ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق دوسری مزید دو رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں،اس طرح کل بارہ رکعتیں حدیث سے ثابت ہیں،

اور دو نفل مل کر کل ۱۴ رکعتیں لکھی ہوں گی۔ اور ہر ایک کی دلیل حدیث کی کتابوں میں مثلاً: مشکوۃ شریف، مسلم شریف نیز فقہ کی تقریباً سبھی کتابوں میں موجود ہے۔ (بحر، منحۃ الخالق: ۵۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۱۲﴾ جمعہ کو عید ہو تو جمعہ پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

سوال: گذشتہ سال یہاں رمضان عید جمعہ کو ہوئی تھی، اس بارے میں امام صاحب کا کہنا تھا: کہ عید جمعہ کو ہوئی ہے اس لئے اب جمعہ کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، اور اس طرح انہوں نے جمعہ کی نماز نہیں پڑھائی تھی، خطبہ عید کی نماز کا پڑھ لیا تھا، اس لئے اب جمعہ کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، ایسا امام صاحب کا کہنا یا کرنا صحیح ہے؟ دلائل کی روشنی میں جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں لکھنے کے مطابق امام صاحب کا کہنا صحیح نہیں ہے، نیز دلیل بھی واہیات میں ہے۔ دونوں نمازیں اور ان کے احکام جدا جدا ہونے کی وجہ سے ایک نماز دوسری نماز کے لئے کافی نہیں ہوگی۔ جمعہ کی نماز فرض ہے، اس لئے اسے چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔

عید جمعہ کے دن آتی ہو اور اس کے واجب ہونے کی شرائط بھی موجود ہوں تو دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھنا ضروری ہیں۔ (شامی: ۷۷۴/۱، ہدایہ: ۱۵۱/۱، بدائع، قاضی خان وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۱۳﴾ ملازمت کی وجہ سے جمعہ کی نماز نہ پڑھ سکتا

سوال: میرا لڑکا چھ سال سے سعودی عربیہ میں ملازمت کر رہا ہے، اور فی الحال دوسری جگہ کام

کر رہا ہے، ملازمت پر صبح سات بجے جانا ہوتا ہے، اور شام سات بجے کام پر سے کمرہ پر آتا ہے۔ جمعہ کے دن بھی کام کرنا پڑتا ہے، جمعہ بھی اس کی فوت ہو جاتی ہے، اس کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ کی نماز کے فرض ہونے کے ساتھ اس کی بہت ہی تاکید اور فضیلت آئی ہے، اس وجہ سے کام کے عذر کی وجہ سے جمعہ کی نماز کا ترک کرنا جائز نہیں ہے، گناہ ہوگا۔ اس لئے جمعہ پڑھنے کے لئے کسی بھی طرح چھٹی لے کر جمعہ پڑھنی چاہئے، یا دوسری ملازمت کی تلاش کرنی چاہئے اور ایسی ملازمت جس میں خدائی حکم کی نافرمانی ہوتی ہو چھوڑ دینی چاہئے، مراقی الفلاح میں ہے: واعلم ان اللہ تعالیٰ فرض علیکم الجمعۃ فی یومی ھذا شھری ھذا فی مقامی ھذا فمن ترکھا تھاونا بھا الخ (۳۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فصل مایتعلق بالعیدین

﴿۹۱۴﴾ عیدگاہ جانے کا سنت طریقہ

سوال: عید کے دن عیدگاہ جاتے وقت کیا ڈھول بجاتے ہوئے جانا اور ہاتھ میں جھنڈے لے کر جانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عیدگاہ جاتے وقت ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا، اور عید الفطر میں آہستہ اور عید الاضحیٰ میں قدرے بلند آواز سے تکبیر تشریق پڑھتے ہوئے جانا سنت ہے۔ اور ڈھول، جھنڈے وغیرہ لے کر جلوس کی شکل میں نکلنا اور تکبیر نہ پڑھتے ہوئے دوسری چیزیں گاتے ہوئے جانا خلاف سنت وبدعت اور مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۱۵﴾ عید کے دن عید مبارک کہنا

سوال: عید کے دن عید مبارک کہنا اور مصافحہ کرنا ثابت ہے؟ کیا دونوں ناجائز ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید کے دن کسی کو عید مبارک کہنا یا ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا ثابت ہے، رواج کے طور پر یا لازمی طور پر کرنا بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۱۶﴾ عید کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا سنت نہیں ہے۔

سوال: عید کی نماز کے بعد جماعت خانہ میں مصلی آپس میں ہاتھ ملاتے ہیں، ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دیتے ہیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ دھکم دھکا ہوتا ہے، امام صاحب سے بھی ہاتھ ملاتے ہیں۔ تو کیا اس طرح جماعت خانہ میں ہاتھ ملانے کا رواج مناسب ہے؟ اس کے لئے کوئی شرعی کراہت تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مصافحہ یا معانقہ کرنا مستحب ہے، لیکن خاص عید کی نماز یا دوسری کسی نماز کے بعد مسجد میں ہی سلام پھیرنے کے بعد مصافحہ کرنے یا مبارک باد دینے کو سنت یا مستحب سمجھنا اور نہ کرنے والے کو ملامت کرنا غلط ہے۔ اور ایسا سمجھ کر کرنے سے یہ مستحب بھی بدعت بن جاتا ہے، اس لئے خاص عید کی نماز کے بعد مسجد میں اس کے لئے بھاگ دوڑ نہیں کرنی چاہئے۔ اس میں بسا اوقات آداب مسجد کی خلاف ورزی ہو کر شور شرابہ کی شکل ہو جاتی ہے، جس سے احتراز ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۱۷﴾ عورت پر عید کی نماز واجب نہیں ہے۔

سوال: عید کی نماز گھر پر عورت پر پڑھنا واجب ہے؟ یا جمعہ کی نماز کی طرح معاف ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید کی نماز عورت پر واجب نہیں ہے، لیکن عورت گھر میں نفل نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۱۸﴾ عید کی نماز صحیح ہونے کے لئے فجر کی نماز شرط ہے؟

سوال: فجر کی نماز جس شخص نے نہ پڑھی ہو، وہ عید کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور فجر کی نماز پڑھے بغیر عید کی نماز پڑھ لی ہو تو ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... فجر کی نماز فرض ہے، اس لئے اسے تو پڑھنی ہی چاہئے، لیکن بدقسمتی سے کسی شخص نے فجر کی نماز نہیں پڑھی اور اب وہ عید کی نماز پڑھنا چاہتا ہے تو پڑھ سکتا ہے، اس لئے کہ عید کی نماز کی صحت کا مدار فجر کی نماز پر موقوف نہیں ہے، یعنی عید کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے فجر پڑھنا شرط نہیں ہے۔ البتہ صاحب ترتیب کے لئے حکم جدا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۱۹﴾ عید کی نماز سے قبل دو شخصوں کا کھڑے ہو کر اعلان کرنا

سوال: عید کی نماز سے قبل دو شخص کھڑے ہو کر "الصلوۃ عید الفطر یا عید الاضحیٰ، بارك الله لنا و لکم پڑھتے ہیں، اور سامنے والے اللہ اکبر کہہ کر جواب دیتے ہیں، ایسا کہنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ان سے پوچھئے کہ حضور ﷺ اور صحابہؓ نے بھی عید کی نماز پڑھی ہے، اور ہم سے زیادہ پابندی اور خوشی کے ساتھ اچھی طرح پڑھی ہے، کیا ان لوگوں نے کبھی یہ الفاظ کہے ہیں؟ اگر انہوں نے نہیں کہے تو ہم ان کے ماننے والے ہو کر ان کے خلاف کیوں کریں؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۲۰﴾ عید کی نماز میں ثنا کب پڑھیں؟

سوال: عید کی نماز میں تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد ثنا پڑھنی چاہئے یا زائد تین تکبیریں کہنے کے بعد ثنا پڑھنا افضل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عید کی نماز میں تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھنی چاہئے، اور زائد تکبیرات کہہ کر قرأت کرنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۲۱﴾ عید کی نماز کے لئے وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں۔

سوال: ہمارے گاؤں میں مسجد کا تعمیری کام ختم ہوا ہے، اور نماز شروع ہو گئی ہے، اس سال رمضان کے مہینہ میں قرآن شریف کی تراویح بھی ہوئی، گاؤں والوں کو امید ہے کہ اس سال عید الفطر کی نماز ہماری مسجد میں ہی پڑھنی ہے، ہمیں قریب کے گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھنے جانا پڑتا ہے۔ ہماری مسجد میں ممبر بنا ہوا نہیں ہے، تو بغیر ممبر کے عید کی نماز ہو گی یا

نہیں؟ اور اگر ممبر ضروری ہو تو تختہ کا ہنگامی ممبر بنالیں تو چل جائے گا یا نہیں؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔ گاؤں میں کل گیارہ گھر ہیں، اس میں کل ۱۸ سے ۲۰ نمازیوں کی تعداد ہوتی ہے، تو ہماری مسجد میں عید کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جلد جواب سے سرفراز فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید کی نماز کے لئے وہی شرائط ہیں جو جمعہ کی نماز کے شرائط ہیں۔ لہٰذا مذکورہ آبادی قریہ صغیرہ شمار میں ہوتی ہو تو عید یا جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، عید یا جمعہ کے لئے ممبر بنا ہوا ہونا ضروری نہیں ہے، بغیر ممبر کے بھی خطبہ دے سکتے ہیں، اور لکڑی کا ممبر بنانا بھی درست ہے، حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں ابتداءً کھجور کے تنے پر ٹیک لگا کر جمعہ اور عید کا خطبہ دیتے تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۲۲﴾ عید کی نماز دو مرتبہ پڑھنا

سوال: ایک شخص نے اپنے شہر میں عید کی نماز ادا کی، پھر دوسرے دن کسی کام سے دوسری جگہ جانا ہوا، اور وہاں چاند نہ دکھائی دینے کی وجہ سے دوسرے دن عید تھی۔ اب یہ شخص عید کی نماز وہاں دوسری مرتبہ پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور پھر امام بن کر پڑھادے تو جائز ہے یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... چاند کا شرعی طور پر ثبوت ہو جانے کے بعد ایک مرتبہ جب عید کی واجب نماز ادا کر لی، تو اب دوسری جگہ عید کی نماز نفل کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن امام بن کر پڑھا نہیں سکتے، اس لئے کہ امام کی نفل نماز ہوگی، اور مقتدیوں کی واجب نماز ہوگی۔ واجب نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح

نہیں ہے۔ (فتاویٰ سراجیہ، فتاویٰ دار العلوم جدید) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۲۳﴾ عید کی جماعت ایک ہی مسجد میں دو مرتبہ کرنا

سوال: ہمارے ممبئی شہر میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اور فی الحال بارش کے موسم میں دونوں عید کی نمازیں آتی ہیں، اس لئے سب لوگ مسجد میں عید کی نماز نہیں پڑھ سکتے، اور بارش کی وجہ سے باہر کھڑے نہیں رہ سکتے، اس لئے ہمارا ارادہ یہ ہے کہ مسجد میں جتنے آدمی آ سکیں وہ ایک مرتبہ میں نماز پڑھ لیں پھر باقی لوگوں کے لئے اس کے بعد ایک اور جماعت اسی مسجد میں کی جائے جس میں باقی سب افراد شرکت کریں، تو مجبوری کی حالت میں ایسا کرنا جائز ہے؟ اور اس طرح دوسری یا تیسری جماعت کر کے عید کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ یا ہمیں کونسا راستہ اختیار کرنا چاہئے؟ مدلل تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہے، حضور اقدس ﷺ مسجد نبوی کی فضیلت کے باوجود عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھتے تھے، اس کے باوجود مجبوری اور معذوری کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں پڑھی جائے تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔ اب ایک مسجد میں ایک مرتبہ محلہ والوں نے سنت طریقہ کے مطابق جماعت سے نماز ادا کر لی تو اب اسی مسجد میں حنفی مسلک کے صحیح اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ عید کی نماز کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: البتہ! ایک ہی مسجد میں ایک نماز کی دوبارہ جماعت ہمارے اور امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ کفایت المفتی: ۳/۲۵۷ نیز فتاویٰ دار العلوم جدید: ۳/۶۰ پر بھی مکروہ لکھا ہے۔ اور آپ کی مجبوری کا

حل یہ ہے کہ کوئی بڑا ہال یا مکان کرایہ پر لے لیا جائے یا بارش سے حفاظت کے لئے کچھ وقتی انتظام کرلیا جاوے، اور ایک ساتھ نماز پڑھی جائے تو شریعت کا مقصد بھی پورا ہوگا اور لوگوں کے دل میں جماعت اولیٰ کی اہمیت بھی باقی رہے گی اور لوگوں کی تکلیف بھی ختم ہو جائے گی۔ اس لئے صورت مسئولہ کے مطابق نماز پڑھنے سے نماز تو ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۲۳﴾ جنازہ گاہ میں عید کی نماز پڑھنا

سوال: ہمارے گاؤں میں جنازہ گاہ (جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ) بنائی گئی ہے، اور ہم اس میں نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں، جنازہ گاہ کافی کشادہ اور چھت والا ہے، جس سے بارش ہونے پر تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے، سہولت کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں، چاروں اطراف دیوار سے بند ہیں، اس لئے محفوظ ہے، اب کے بعد ہم عید کی نماز وہاں پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اور دائمی طور پر عید گاہ نامزد کرنا چاہتے ہیں، تو عید کی نمازیں وہاں پڑھ سکتے ہیں؟ نیز آج تک ہم عید کی نماز مسجد میں پڑھتے تھے، اور اب ہم مذکورہ جگہ میں عید کی نماز پڑھنے والے ہیں، تو یہ دونوں یعنی مسجد میں عید کی نماز اور عید گاہ میں عید کی نماز کی فضیلت تفصیل سے بتا کر ممنون فرمائیں۔ اس کیفیت میں شرعی حکم کیا ہے؟ یہ بھی بتائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، آپ ﷺ نے مدنی زندگی میں مسجد نبوی کی فضیلت ہونے کے باوجود ہمیشہ عید کی نماز آبادی سے باہر میدان میں ادا فرمائی ہے۔ اس لئے اگر کوئی عذر یا مجبوری نہ ہو تو عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنی چاہئے۔ قبرستان ایک جدا وقف ہے، اس کا مقصد اور اس کا استعمال میت کی

تدفین یا نماز جنازہ کے لئے ہونا چاہئے۔ اور جب اس مقصد میں اس کا استعمال ہو رہا ہے تو اسے عیدگاہ کے طور پر بدلنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم، شامی) البتہ! اس جگہ عید کی نماز ادا کرنے سے نماز صحیح ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۲۵﴾ مسبوق عید کی نماز کس طرح ادا کرے؟

سوال: عید کی نماز میں مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں کس طرح ادا کرے؟ نیز اس پہلو پر کچھ کلام فرمائیں کہ اللہ کے کچھ بندے اس دن بھی اتنی تاخیر سے آتے ہیں کہ نماز ہو جاتی ہے، تو ان کا اس طرح تاخیر سے آنا اور نماز چھوڑنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر کوئی شخص ایسے وقت پر پہنچا کہ امام نے عید کی نماز ختم کر دی تھی، تو اب دوسری جگہ جہاں عید کی نماز کے ملنے کی امید ہو وہاں جا کر پڑھنی چاہئے۔ (طحطاوی) اگر دوسری جگہ نہ ہوتی ہو یا کسی جگہ عید کی نماز کے ملنے کی امید نہ ہو تو گھر آ کر چار رکعت نفل نماز بنیت چاشت ادا کرے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس روایت پر عمل کر لے، آپؓ فرماتے ہیں کہ ''جس شخص کی عید کی نماز چھوٹ جائے وہ چار رکعت نفل پڑھے، پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۂ و الشمس تیسری رکعت میں و اللیل اذا یغشی اور چوتھی رکعت میں و الضحیٰ پڑھے، اور آپ ﷺ نے اس میں بہت ثواب بتایا ہے۔ (دیکھیں: طحطاوی، مراقی الفلاح: ۳۲۲)

﴿۹۲۶﴾ عید کی نماز میں سہواً تکبیرات کا چھوٹ جانا

سوال: عید کی نماز کی دوسری رکعت میں امام صاحب کو تین تکبیرات کے بعد رکوع کرنا چاہئے، لیکن بھول سے امام صاحب بغیر تکبیرات کہے رکوع میں چلے گئے، اور تکبیرات چھوڑ

دیں، پیچھے سے مقتدی کے لقمہ دینے پر رکوع سے کھڑے ہوئے، تین تکبیرات کہی اور رکوع کر کے سجدہ کیا۔ سلام پھیرنے کے بعد مقتدی نے کہا، امام صاحب نے سجدۂ سہو نہیں کیا ہے، اس لئے نماز قابل اعادہ ہے، نیز ایک شخص نے کہا کہ جس مقتدی نے لقمہ دیا ہے اس کی بھی نماز نہیں ہوئی، تو آنجناب اس پوری حقیقت کو شرعی پہلو پر جانچ کر جواب دیں کہ اس میں حکم شرعی کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امام صاحب عید کی نماز میں زائد تکبیرات کہنا بھول گئے اور رکوع میں چلے گئے، تو مسئلہ یہ تھا کہ رکوع میں تکبیرات یاد آنے پر وہ زائد تکبیریں رکوع میں کہنی چاہئے تھی، تکبیرات کے لئے دوبارہ کھڑے ہونا بہتر نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایسا کرنے سے (ظاہری روایت کے مطابق) نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور نوادر کی روایت کے مطابق تکبیرات کے لئے دوبارہ کھڑے ہو کر تکبیرات کہہ کر پھر دوبارہ رکوع کیا ہو تو نماز صحیح ہو گئی۔ لہذا صورت مسئولہ میں نوادر کی روایت کے مطابق گنجائش ہونے کی وجہ سے نماز صحیح ہو گئی۔ (شامی، درمختار: ۱/۵۶۰) نیز مقتدی کا امام کو لقمہ دینے سے امام کی یا مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور عید کی نماز میں سجدۂ سہو واجب ہو جائے اور پھر بھی نہ کیا جائے تو بھی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۲۷﴾ عید کی نماز میں سجدۂ سہو کیوں نہیں ہے؟

سوال: عیدین کی نماز میں سجدۂ سہو نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عیدین کی نماز میں مصلیوں کی کثرت ہوتی ہے، اور ان میں سے بیشتر تو جاہل ہوتے ہیں، اس لئے سجدۂ سہو کیا ہے؟ اور کب اور کیسے کیا جاتا ہے؟

وغیرہ کا علم انہیں نہیں ہوتا، اس لئے اگر سجدۂ سہو کیا جائے تو بہت سے لوگ اپنی نماز فاسد کر دیں گے، یا تشویش میں مبتلا ہوں گے، اس لئے شریعت نے رخصت دی ہے کہ عید کی نماز میں غلطی ہو جائے تو بھی سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں ہوتا۔ (طحطاوی، شرح مراقی)

اور اگر کسی جگہ یہ بات نہ ہو، مقتدی مسائل سے باخبر ہوں اور تشویش میں مبتلا ہونے کا یا نماز کے فاسد کر دینے کا ڈر بھی نہ ہو تو سجدۂ سہو کرنے کی اجازت بھی ہے۔

﴿۹۲۸﴾ عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھی جائیگی یا نہیں؟

سوال: تکبیر تشریق جو کہ نویں کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے، یہ تکبیر عید الاضحیٰ کی دو رکعت واجب کے بعد پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہو تو اس کا ثبوت بھی پیش فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنے کے متعلق علماء کے دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ واجب نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا نہیں ہے، اور عید کی نماز واجب ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کی طرح اجتماعی شان سے عید کی نماز ادا کی جاتی ہے، اس لئے جمعہ کی طرح عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر تشریق پڑھی جائے گی، اور یہ پڑھنا واجب ہے۔ اس لئے عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد ایک مرتبہ بلند آواز سے تکبیر پڑھنی چاہئے۔

(شامی: ۱/۵۶۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۲۹﴾ مقتدی سے اگر زائد تکبیریں رہ جائے تو......

سوال: عید کی نماز میں زید ایسے وقت آیا کہ تین تکبیرات کہہ کر اگر رکوع میں امام کے

ساتھ شرکت کرے تو امام رکوع میں سے کھڑا ہو جائے گا۔ تو کیا اب زید تین واجب تکبیرات کہے یا رکوع میں شامل ہو جائے؟ بصورت دیگر جو تکبیرات رہ گئی ہیں تو ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں مقتدی تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے، اور رکوع کی حالت میں بغیر رفع یدین کے تین مرتبہ زائد تکبیرات کہہ لے۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۱)

﴿۹۳۰﴾ امام سے تکبیرات زوائد کا چھوٹ جانا

سوال: امام سے اگر سہو ہو جائے اور پہلی یا دوسری رکعت میں واجب تکبیرات رہ جائیں، تو عید کی نماز میں سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید کی نماز میں سہواً واجب کے چھوٹنے سے سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں رہتا۔ (طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۳۱﴾ عید کی نماز میں واجب چھوٹ جائے تو......

سوال: ہمارے گاؤں کے حال کے بریلوی امام صاحب نے گذشتہ عید الفطر کی نماز میں چھ کے بجائے سات تکبیرات زوائد کہی، اور سجدۂ سہو بھی نہیں کیا، تو عید کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ اس سے پہلے بھی دو مرتبہ دو بریلوی اماموں نے اس طرح کی غلطی کی تھی، تو اس طرح نماز صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس وقت جو امام صاحب ہے انہوں نے نماز سے قبل بیان میں وضاحت کردی ہے کہ اگر نماز میں کوئی غلطی ہو جائے تو عیدگاہ سے باہر اس کو ظاہر نہ کیا جائے، تو ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید کی نماز میں سہواً واجب چھوٹ جائے یا کوئی زیادتی ہو جائے اور پیچھے نماز پڑھنے والے مصلی زیادہ تعداد میں ہوں یا ان میں بیشتر جاہل ہوں تو فقہاء کے قول کے مطابق سجدۂ سہو کے بغیر بھی نماز صحیح ہو جائے گی۔ اس لئے صورت مسئولہ میں نماز صحیح سمجھی جائے گی۔ (طحطاوی)

﴿۹۳۲﴾ عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد تکبیر تشریق ہے یا نہیں؟

سوال: عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد تکبیر تشریق بآواز بلند پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ یہاں کچھ لوگ بآواز بلند پڑھنے کے لئے اصرار کر رہے ہیں، تو کچھ بلند آواز سے نہ پڑھنے کو کہہ رہے ہیں، تو اس نماز کے بعد تکبیر پڑھنا واجب ہے یا مستحب؟ امید ہے کہ مدلل جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، درمختار میں ہے کہ عید کی نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر پڑھنا مستحب بتایا ہے، اس لئے جو حضرات پڑھنا چاہیں تو انہیں منع نہیں کرنا چاہئے، اور جو نہ پڑھنا چاہیں ان پر اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ دوسری فرض نمازوں کی طرح اس نماز کے بعد تکبیر پڑھنا واجب نہیں ہے۔ (شامی: ۵۶۴/۱، مراقی: ۳۲۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۳۳﴾ ایام تشریق کی قضا نمازوں پر تکبیر پڑھی جائے گی یا نہیں؟

سوال: ذی الحجہ کی ۹ سے ۱۳ تک کی کوئی نماز قضا ہو جائے تو اب ۱۴ ویں کے بعد اس کی قضا کرنے پر اس نماز کے بعد تکبیر پڑھی جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ایام تشریق کی قضا نمازیں ۱۴ ویں کے بعد ادا کی

جائیں تو اب ان نمازوں کے بعد تکبیر واجب نہیں رہتی، اس لئے اب نہیں پڑھنی چاہئے۔

(شامی: ۱/۵۶۳)

﴿۹۳۴﴾ عید کی نماز کے بعد دعا مانگی جائے یا خطبہ کے بعد؟

سوال: امام صاحب عید کے دن عید کی نماز کے بعد دعا نہیں مانگتے، البتہ خطبہ کے بعد ممبر سے نیچے اتر کر ممبر کے پاس بیٹھ کر دعا مانگتے ہیں، تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید کے دن عید کی نماز کے بعد حضور ﷺ اور صحابہؓ کا دعا کے متعلق کیا معمول تھا؟ یہ صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکا ہے، اور فرض نماز کے بعد آپ ﷺ دعا مانگتے تھے، اور جماعت کے ساتھ ادا کی ہوئی نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے، لہذا عید کی نماز بھی از قبیل نماز ہونے کی وجہ سے اس کے بعد دعا مانگنا بہتر ہے، البتہ کسی جگہ نماز کے بعد دعا مانگنے کے بجائے خطبہ کے بعد دعا مانگی جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

(امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۳۵﴾ عیدین کے خطبہ میں تکبیر کی مقدار

سوال: عیدین کے خطبہ میں خطبہ کی کتاب یا مسائل میں یہ خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ تکبیر "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، پانچ یا سات مرتبہ پڑھیں۔ تو کیا اس کا پڑھنا ضروری ہے؟ کتاب میں اس کی جو صراحت مذکور ہے، وہ صحیح ہے؟ اگر لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق نہ پڑھ کر صرف تین مرتبہ یا ایک مرتبہ پڑھ لیں تو کیا گناہ ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عیدین کے خطبہ میں زیادہ مقدار میں تکبیر تشریق پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، نیز اول خطبہ کی ابتداء میں مسلسل ۹ رمرتبہ اور خطبۂ ثانی کی ابتداء

میں سات مرتبہ اور خطبے سے فراغت پر ممبر سے اترنے سے پہلے مسلسل ۱۴ مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنے کو شامی میں مستحب اور سنت قرار دیا ہے۔ اس لئے ایک یا تین مرتبہ پڑھنا خلاف مستحب کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۳۶﴾ تبدیل عیدگاہ

سوال: ایک گاؤں میں برسوں سے ایک عیدگاہ ہے، آج تک ہم وہیں عید کی نماز پڑھتے تھے، اور آج بھی پڑھتے ہیں۔ بارش کے موسم میں عیدگاہ جانے آنے میں سخت دشواری ہوتی ہے، اس لئے ہمارا ارادہ یہ ہے کہ اس عیدگاہ کو شہید کر کے گاؤں کے قریب ایک نئی عیدگاہ بنائیں۔ لہٰذا آنجناب شریعت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ اس طرح عیدگاہ شہید کر کے اسے ویران رکھ کر ہم نئی عیدگاہ تعمیر کر سکتے ہیں؟ کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ عیدگاہ کو ویران کر کے دوسری عیدگاہ بنانے کا کام بے فائدہ ہے، راستہ کی تکلیف ہو تو اسے درست کرنا چاہئے، نیز آبادی سے دور عیدگاہ کا ہونا سنت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۳۷﴾ شہر کے اندر کسی میدان یا پارک میں عید کی نماز ادا کرنے سے عیدگاہ کی سنت ادا ہوگی؟

سوال: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز عیدگاہ میں ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟ سنت مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ

عیدگاہ کے کیا شرائط ہیں؟ خاص طور پر یہ بتلائیں کہ عیدگاہ کا شہر سے باہر ہونا ضروری ہے؟ انگلینڈ کے بڑے شہروں میں مثلاً لیسٹر، بریڈ ورڈ، برمنگھم وغیرہ جہاں مسلمان کافی تعداد میں

بستے ہیں وسط شہر میں یعنی مسلمانوں کی آبادی میں کسی پارک میں نماز عید یا پھر فناء شہر ضروری ہے؟

پارک میں عید پڑھنے کے لئے دس سے پندرہ ہزار پونڈ کا خرچہ ہوسکتا ہے، کیا اس صورت میں بھی عید کی نماز عیدگاہ میں ادا کرنی چاہئے؟ (خاص طور پر جبکہ نماز عید وسط شہر میں عورتوں کے لئے عیدگاہ میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اگر ممانعت کے باوجود ان کے آنے کا اندیشہ ہو تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ پارک میں پڑھیں یا مسجد میں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ مسجد نبوی کی اتنی فضیلتوں کے باوجود حضور ﷺ نے عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھی ہے صرف بارش کی وغیرہ کے عذر سے مسجد میں پڑھنا کتب حدیث سے ثابت ہے۔ (ابوداؤد شریف)

شہر کے آبادی سے باہر شہر سے متعلق امور کی انجام دہی کے لئے جو وسیع میدان ہوتا ہے، ایسی جگہ پر عیدگاہ یا عید کی نماز کے لئے انتظام کرنے سے یہ سنت ادا ہو جائے گی۔ عیدگاہ کے لئے وقف ہونا ضروری نہیں، پارک یا شہر کے اندر کسی مقام میں جمع ہو کر عید کی نماز پڑھنے سے نماز تو ہو جائے گی مگر عیدگاہ کی سنت ادا نہ ہوگی۔ اس کے لئے تو مقامی آبادی سے باہر ہونا سنت کے مطابق ہے۔

عورتوں کے لئے عید کی نماز واجب بھی نہیں ہے اور ان کو پنج وقتہ نماز کیلئے مسجد میں حاضر ہونا بھی مکروہ تحریمی ہے تو عید کے لئے عیدگاہ میں جانا بھی شرعاً منع اور مکروہ تحریمی ہوگا۔ اگر جانا چاہیں تو سختی سے روکنا ہوگا۔

فتاوی دار العلوم جدید ۱۸۵/۵ "الخروج الی المصلی یوم العیدین لصلواتها بالقول المعتبر و لاصحیح عند عامة الفقهاء سنة مؤکدة اه"۔ و اما مواضع الذی کان

یصلی نبی اللہ ﷺ فیہ صلوات العیدین ھو موضع لاصحراء خارضہ المدینۃ المنورۃ اہ ۔ نیز ۱۹۵/۵ میں لکھا ہے کہ نماز عیدین کے لئے مسنون طریقہ یہی ہے کہ صحراء میں آبادی سے باہر پڑھیں ۔عیدگاہ قدیم جو کہ مسجد نماز پنجگانہ ہوگئی اور بستی کے اندر آگئی وہ بحکم جبانہ یعنی صحراء نہیں رہی ۔ ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ و عید اہ ۔ الدر

اب رہا یہ سوال کہ ہم یوکے میں رہنے والے اس سنت کی ادائیگی کے لئے کیا کریں؟ تو اس کے لئے تو اس مختصر سے خط میں جواب ناکافی ہے ارباب حل وعقد دیندار متقی صاحب بصیرت حضرات سے متفقہ راستہ دریافت کیا وقتی جوش اور جذبہ میں نا سمجھی سے قدم نہ اٹھایا جائے۔

حضور اقدس ﷺ کی کسی بھی سنت کی ادائیگی یا اس متروکہ سنت کو پھر جاری کرنے کا ثواب اور فضیلت بھی بہت ہے اور ہونا اور کرنا بھی چاہئے مگر ہماری دینی امور سے اور اس کے لئے اخراجات اور انتظام سے کنارہ کشی اور فرقہ بندی اور عدم اطاعت کا جذبہ سیاسی طور پر کمزوری وغیرہ یہ سارے امور ایسے ہے کہ اس وقت مقامی مسجدوں میں ہی پڑھتے رہیں اور لوگوں میں سنت کو سنت کی رعایت کے ساتھ ادائیگی کا جذبہ پیدا کیا جائے پھر پورے اہتمام کے ساتھ اس اس طرح دوسری سنتوں پر عمل کیا جائے ۔ اللہ الموفق و ھو یھدی السبیل فقط اللہ اعلم

فصل مایتعلق باستعمال المکرفون فی الصلوات الخمسة و الجمعة و الاعیاد

﴿۹۳۸﴾ نماز میں آلہ مکبر الصوت کا استعمال

سوال: ہمارے یہاں انگلینڈ میں انڈیا کی طرح باقاعدہ (شرعی) مساجد بہت ہی کم ہیں، زیادہ تر مکانات، یا پرانی عمارتیں، ہال یا کلیسا وغیرہ خرید کر اس میں پانچ وقت کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ ہم نے پہلے ایک بڑا ہال خریدا تھا، اس میں فی الحال نماز پڑھتے ہیں، اور ایک کلیسا خرید کر اس کو مسجد کے طور پر استعمال کرتے ہیں، اسی طرح دو مقام پر دو مکان خرید کر اس میں پانچ وقت کی نماز اور جمعہ ادا کرتے ہیں، مذکورہ کلیسا کے بالائی منزل میں دو بڑے اور ایک چھوٹا کمرہ ملا کر کل تین کمرے ہیں، اسی طرح ایک بڑا کمرہ ہے جس میں پانچ وقت کی نماز ادا کرتے ہیں، اس کے نیچے تہہ خانہ میں کمرے ہیں، وہاں بھی خدا کے فضل و کرم سے جمعہ اور عید اور رمضان المبارک میں لوگ نماز پڑھتے ہیں، اور سارے کمرے بھر جاتے ہیں، اسی طرح جن جگہوں پر کمرے لے کر پانچ وقت کی نماز ادا کی جاتی ہے وہ مکانات بھی جمعہ کے دن اور رمضان المبارک کے دنوں میں (تراویح میں بالائی منزل کے اور نیچے تہہ خانہ کے کمرے) بھر جاتے ہیں، اس کی وجہ سے ہم خطبہ میں اور جماعت سے ادا کی جانے والی نماز میں اور تراویح میں ابھی بھی مائک کا استعمال برسوں سے کررہے ہیں، اگر مائک کا استعمال نہ کریں تو نمازوں میں اور تراویح اور جمعہ کی نماز میں سخت انتشار کا خطرہ رہتا ہے، اور اگر ہر کمرے اور ہر جگہ مکبر رکھے جاتے ہیں تو اور بھی دشواری ہوتی ہے، اس لئے ابھی تک مائک کا استعمال جاری ہے۔

تو مسؤل یہ امر یہ ہے کہ مائک سے جماعت کی نماز ادا کی جائے تو جماعت کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور مائک سے ادا کی ہوئی نماز صحیح کہلائے گی یا نہیں؟ اور مائک کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ اس کا تفصیلی جواب مرحمت فرما کر احسان مند فرمائیں۔ تاکہ عوام میں جو اختلاف ہوا ہے وہ دور ہو سکے اور فتنہ سے نکلنے کا صحیح راستہ معلوم ہو سکے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نماز دین کا ستون ہے، اس لئے جہاں تک ہو سکے اسے سنت طریقہ کے مطابق سادگی سے ادا کر کے عبدیت کی شان پیدا کرنی چاہئے، لیکن یو کے ممبئی اور حرمین میں حالات کے پیش نظر نماز میں مائک کا استعمال جائز و درست ہے۔

صورت مسئولہ میں نماز اوپر نیچے جدا جدا کمروں میں ادا کی جاتی ہے، اور مکبرین سے بھی انتشار ہو سکتا ہے، اور مقتدی بھی دینی احکام سے پورے باخبر نہیں ہوتے، ان حالات میں لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں ضرورت کے مطابق استعمال کیا جائے، تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، اور نماز صحیح ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۳۹﴾ بلا ضرورت نماز میں مائک کا استعمال

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد میں فرض نمازیں لاؤڈ اسپیکر میں ہوتی ہیں، اسپیکر کا برقی تار مسجد کے خادم کے پاس سے گزرتا ہے، اور اس کے پیر کے پاس اس کی سوئچ رکھی گئی ہے، فرض نماز کے وقت اگر مائک شور کرنے لگے تو مسجد کے خادم کو اسے پیر سے سوئچ دبا کر بند کرنا پڑتا ہے، تاکہ اسپیکر بند ہو جائے، ایسی ہدایت متولی کی طرف سے دی گئی ہے، اور اس ہدایت پر پابندی سے عمل کرنا خادم کے لئے ضروری ہے۔

مذکورہ بالا قصہ میں مسجد کے خادم سے یہ خدمت لینا جائز ہے؟ مقتدیوں کے بار ہا منع کرنے کے باوجود متولی کا اپنی بڑائی اور تعصب کی وجہ سے مائک پر اصرار کرنا اور یہ رواج جاری

رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سوال میں مذکورہ طریقہ بے ضرورت اور تکلیف دہ ہے، اس لئے جلد از جلد اسے ترک کر کے سنت طریقہ کے مطابق نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بلا ضرورت لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھنے سے فقہاء منع کرتے ہیں۔

﴿۹۴۰﴾ نماز میں مائک کا استعمال

سوال: مسجد میں جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے امام صاحب تقریر کرتے ہیں پھر خطبہ پڑھتے ہیں، تب لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہوتا ہے، مقصد یہ ہوتا ہے کہ جماعت خانہ سے باہر صحن میں دور بیٹھے ہوئے مصلیوں تک آواز پہنچ سکے، تو پھر نماز میں لاؤڈ اسپیکر کیوں استعمال نہیں کر سکتے؟ نماز پڑھانے والے امام صاحب کا آواز دور کے مصلیوں تک نہیں پہنچتا ہے، اس کے پیش نظر کیا مائک استعمال نہیں کر سکتے؟ کیا یہ مصلی صرف مکبر کی تکبیر کا آواز سن کر صرف رکوع وسجدہ ہی کرتے رہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... لاؤڈ اسپیکر کا استعمال اذان، خطبہ اور تقریر کے لئے کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے، اس میں بلا تردد اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔ اور نماز میں اس کا استعمال پسندیدہ نہیں ہے، اس لئے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز اصل متکلم کی آواز ہے یا نہیں؟ اس میں علماء اور لاؤڈ اسپیکر کے ماہرین میں بہت ہی اختلاف ہے۔

اگر یہ حقیقت میں متکلم کی آواز نہیں ہے، جیسا کہ بعض ماہرین کا کہنا ہے، تو رکوع وسجدہ امام کی آواز پر نہ ہوگا، اور لاؤڈ اسپیکر جو ایک بے جان چیز ہونے کی وجہ سے نماز میں شریک نہیں ہے اس کی آواز پر رکوع وسجدے ہوں گے، اور اس صورت میں تمام فقہاء کے نزدیک نماز صحیح نہیں ہوگی، لہٰذا نماز جیسی اہم اور بنیادی عبادت میں احتیاط پر ہی عمل کرنا چاہئے۔

نیز قرأت کا ہر مصلی کو سنانا ضروری نہیں ہے، اور رکوع وسجدہ کے لئے مکبر کا انتظام کر کے آسانی سے بلاحرج نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ اس لئے لاؤڈ اسپیکر میں نماز نہ پڑھی جائے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم کی کتاب ''آلات جدیدہ کے شرعی احکام'')۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۴۱﴾ جمعہ اور عیدین میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

سوال: ہمارے یہاں ایک بڑی مسجد ہے، مسجد کا جماعت خانہ وسیع ہے، پنج وقتہ نمازوں میں مصلیوں کی بہت کثرت ہوتی ہے، جمعہ اور عید میں مصلیوں کی تعداد اور بڑھ جاتی ہے، اس لئے تمام نمازیوں کے کانوں تک امام صاحب کی آواز پہنچ جائے اس کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جمعہ اور عیدین اور خطبہ کے لئے کیا جاتا ہے، تو اس طرح نماز اور خطبہ میں مائک کا استعمال جائز ہے؟ متولیان اور بہت سے مصلیان مائک کے استعمال پر اصرار کر رہے ہیں، اور بعض حضرات اس کی مخالفت بھی کر رہے ہیں، تو صحیح عمل کیا ہے؟ یہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ......اذان، تقریر اور خطبہ کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جمعہ، عیدین یا کسی دوسری نماز میں اس کے استعمال کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے،، نیز لاؤڈ اسپیکر کے ماہرین کے اقوال بھی اس میں مختلف ہیں، کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنائی دینے والی آواز اصل امام کی آواز ہے یا نہیں ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس مسئلہ پر محقق بحث کے بعد لکھتے ہیں کہ: نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں فائدہ سے نقصان زیادہ ہے، اس لئے نماز میں اس کے استعمال سے

پرہیز اور ممنوع ہونے کا ہی فتویٰ دینا چاہئے۔ اور کبھی اتفاقاً کسی جگہ نماز میں اس کا استعمال کرلیا جائے تو اختلاف کی وجہ سے نماز کے فساد کا حکم نہیں دیا جائے گا، اس لئے نماز جیسی اہم اور بنیادی عبادت میں احتیاط کرنا ہی بہتر ہے۔ اور مکبرین کا انتظام کر کے نماز پڑھنی چاہئے، تاکہ بالاتفاق بلا اختلاف علماء نماز صحیح ہوجائے۔ (آلات جدیدہ کے شرعی احکام، فتاویٰ دارالعلوم، امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۴۲﴾ اذان میں مائک کا استعمال

سوال: کیا آلۂ مکبر الصوت میں اذان دینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آلۂ مکبر الصوت میں اذان دینا بلاتردد جائز اور درست ہے، نیز تقریر کرنا اور خطبہ دینا بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۴۳﴾ فرض نماز اور تراویح میں مائک کا استعمال

سوال: کیا امام صاحب فرض نماز، تراویح وغیرہ مائک میں پڑھادیں تو جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......نماز میں خاص ضرورت کے بغیر مائک کے استعمال سے بچنا چاہئے، اور سادگی اور سنت طریقہ کے مطابق نماز جیسی اہم عبادت ادا کرنی چاہئے۔ نماز میں اس کے استعمال میں کچھ خرابیاں ہیں، جن سے نماز میں عدم اطمینان کا بھی اندیشہ رہتا ہے، اس لئے اشد ضرورت کے بغیر اس کے استعمال سے احتراز کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۴۴﴾ وعظ میں مائک کا استعمال

سوال: مولوی صاحبان نیز مفتی صاحبان اپنے وعظوں میں مائک کا استعمال کرتے ہیں، کیا

یہ جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......وعظ ودیگر ضروریات میں مائک کا استعمال شرعاً جائز ہے، لہذا وعظ، اذان اور خطبہ وغیرہ میں اسے استعمال کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۴۵﴾ لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھانے سے متعلق ایک سوال

سوال: امام صاحب اکثر بغیر ضرورت کے لاؤڈ اسپیکر میں نماز نہیں پڑھاتے لیکن اگر کوئی مہمان خصوصی بڑے قاری صاحب یا کوئی اچھے مقرر حضرات تشریف لاتے ہیں تو اس وقت نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں تو اکراماً اور احتراماً اس وقت لاؤڈ اسپیکر دیا جاتا ہے اور حضرات اکابر اس میں نماز پڑھاتے ہیں چاہے مصلی کم ہو یا زیادہ۔

بہر صورت لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ نماز پڑھانے کا کیا مسئلہ ہے؟ ذرا وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔ جبکہ مصلی اور مسجد کے ذمہ دار حضرات بھی لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھانے کو چاہتے ہیں۔

(۲) اگر نماز لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ پڑھانے میں کراہت ہے تو کراہت کس چیز میں ہے نفس نماز میں یا کسی خارجی چیز میں۔ اس کو بھی مفصل بیان کر کے ممنون ہوں۔

(۳) اگر اس طرح لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھادی پھر کیا بعد میں اس پر نکیر کر سکتے ہیں اور مسئلہ پر نکیر کرنا کیسا ہے؟ ذرا وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ا......نماز اللہ تعالی کی بہت اہم اور خاص عبادت ہے جہاں تک ہو سکے اس کو حضور اقدس ﷺ کے طریقہ کے مطابق پڑھنی چاہئے۔ امام صاحب بغیر ضرورت کے لاؤڈ اسپیکر میں نماز نہیں پڑھاتے، اچھا کرتے ہیں۔ اگر

ضرورت ہو آواز دور تک پہونچانا ہو لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا درست ہے، اور اس میں پڑھی گئی نماز بھی درست ہے۔

مہمان خصوصی کے آنے پر ان کو نماز پڑھانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر دینا ان کا اعزاز نہیں ہے بلکہ ضرورت پر ہی منحصر ہے لہذا ضرورت نہ ہو تو اس کا استعمال بے فائدہ اور بے کار ہوگا۔ کیونکہ اس میں فائدہ کی جگہ خرابی زیادہ ہے اسلئے ناپسند کیا گیا ہے۔ اگر کبھی مجمع زیادہ ہے اور مکبرین سے کام نہیں چل سکتا جیسے حرم شریف یا تبلیغی اجتماع وغیرہ میں تو آواز پہنچانے کے لئے اس کا استعمال کرنا درست ہے۔ چھوٹی مسجد کہ جہاں امام کی نقل وحرکت یا آواز سن کر سنت طریقہ کے مطابق نماز پڑھی جا سکتی ہے وہاں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ بغیر ضرورت کے امام کی قرأت یا تکبیرات کی آواز کو بلند کرنا ہے، اس لئے مکروہ ہوگا۔ شامی: ۱/۲/۲۷ پر لکھا ہے و اعلم ان التبليغ عند عدم الحاجة اليه بان بلغهم صوت الامام مكروه الخ۔

اگر بغیر ضرورت کے صرف شوقیہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کر رہے ہیں تو وہاں نرمی سے نکیر کرنی چاہئے، تشدد اور اختلاف نہیں کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۳۶﴾ کم مقتدی ہوں تب مائک چالو کرنا کیسا ہے؟

سوال: مسجد کے جماعت خانہ اور صحن میں ۲۰ صفیں ہیں، امام صاحب کی آواز سب کو برابر سنائی دیتی ہے، جمعہ اور عید یا کسی خوشی کے موقعوں سات آٹھ صفیں ہوتی ہیں، تب متولی صاحب مائک چالو کرنے کے لئے کہتے ہیں، اور امام صاحب منع کرتے ہیں، پھر بھی مائک کی سوئچ چالو کر دیتے ہیں، تو اس طرح مائک چالو کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نماز اسلام کی خاص اور اہم و بنیادی عبادت ہے، اس لئے جہاں تک ہو سکے سنت طریقہ کے مطابق اور اصل حالت کے مطابق پڑھنی چاہئے۔ خاص مجبوری اور ضرورت کے بغیر سائنسی تکنیک سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔

آپ کے یہاں مصلیوں کو امام صاحب کی تکبیرات کی آواز برابر سنائی دیتی ہے تو اس صورت میں متولی صاحب کو مائک نہیں چالو کرنا چاہئے، اگر مصلی زیادہ تعداد میں ہوں تو مائک کا استعمال نماز کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

كتاب المساجد

﴿۹۴۷﴾ مسجد کی صحن میں لوگوں کو کھانا کھلانا

سوال: بعد سلام مسنون! مندرجہ ذیل مسائل کا شرعی حل بتا کر ممنون فرمائیں۔

ہمارے گاؤں کی مسجد کا جماعت خانہ دو منزلہ ہے، بالائی منزل پر مدرسہ پڑھایا جاتا ہے، اسی طرح کبھی مسلم بھائی بہنوں کو کھانا کھلانے کے لئے بھی بٹھایا جاتا ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟ نیچے کے جماعت خانہ سے باہر صحن ہے، وہاں پینے کے پانی اور وضو خانہ کا انتظام کیا گیا ہے، وہ صحن جماعت خانہ میں داخل ہے؟ کیا وہاں فرض نماز با جماعت مجبوری میں یا بغیر مجبوری میں پڑھنا جائز ہے؟ اور اس صحن میں بھائی بہن کھانا کھا سکتے ہیں؟ اور جماعت خانہ کتنے منزلہ تک شمار ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کا جماعت خانہ زمین سے لے کر آسمان تک پورا جماعت خانہ ہی شمار ہوگا۔ اس لئے اس کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے، جس طرح جماعت خانہ میں حائضہ کا داخل ہونا ممنوع ہے، اسی طرح اس کے بالائی منزلوں پر بھی داخل ہونا، اور غیر معتکفین کو کھانا کھلانا ممنوع ہے۔ صحن کو جماعت خانہ میں شامل نہ کیا ہو تو وہ جگہ جماعت خانہ سے باہر ہے، لیکن وہ جگہ بھی مسجد کی حد میں داخل ہونے کی وجہ سے کھانا کھلانے کے لئے مردوں، عورتوں کو وہاں بٹھانا خلاف ادب ہونے کی وجہ سے مناسب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۴۸﴾ مسجد میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے صلوۃ وسلام پڑھنا

سوال: مسجد کے جماعت خانہ میں سلام پڑھ رہے تھے، اس وقت دو شخص آئے اور کہنے

لگے: کہ مسجد میں حضور پاک ﷺ پر سلام بھیجنے سے مندر اور مسجد میں کوئی فرق نہیں رہتا، تم مسلمان سلام پڑھتے ہو، اور وہ بھجن (ہندوؤں کا اپنے خدا اور معبدوں کی حمد وثنا کرنا) گاتے ہیں، تو کیا سلام پڑھنے سے مسجد کی اہمیت کم ہو جاتی ہے؟ اور مسجد اور مندر میں کوئی فرق نہیں رہتا؟ کیا سلام بھی بھجن کی طرح اہمیت رکھتا ہے؟ کیا ایسے الفاظ کہنے والا گنہگار نہ ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد اللہ کی عبادت، ذکر، درود شریف وغیرہ کی جگہ ہے، اس میں شور کرنا، بے ادبی کرنا جائز نہیں ہے، فقہاء وہاں تلاوت وذکر بھی بلند آواز سے کرنے سے منع فرماتے ہیں، تا کہ دوسرے نماز پڑھنے والوں کو حرج نہ ہو۔

حضور ﷺ پر درود پڑھنا بہت ہی ثواب کا کام ہے، لیکن موجودہ زمانہ میں بدعتی وجہلاء حضرات جس طرح اور جس نیت سے کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں وہ سنت سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے اور اس پر مصر ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ سمجھا کر نرمی سے اس کام سے روکنا چاہئے، لیکن اس سے روکنے میں سختی یا بدکلامی کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔

﴿۹۴۹﴾ مسجد کے نیچے پاخانہ کا کنواں رکھنا

سوال: ہمارے یہاں پرانی مسجد شہید کر کے نئی بنانے کا ارادہ ہے، اس لئے کہ حال کی آبادی کو دیکھتے ہوئے پرانی مسجد بہت چھوٹی معلوم ہوتی ہے، اور جمعہ اور بڑی راتوں میں مصلیوں کی کثرت ہو جاتی ہے، اور اتنی تعداد ہو جاتی ہے کہ مصلیوں کو نماز پڑھنے کے لئے جگہ نہیں رہتی، اس وجہ سے کسی بھی حالت میں مسجد کو وسیع کرنا ضروری ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ مسجد کو وسیع کرنے میں مسجد کا پاخانہ کا کنواں مسجد کے نیچے آ جاتا ہے، تو اس طرح مسجد کی تعمیر کرنا درست ہے جس سے پاخانہ کا کنواں مسجد کے نیچے آ جاتا ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کو حسب ضرورت وسیع کرنا درست ہے، مسجد حرام اور مسجد نبوی ضرورت کے مطابق وسیع کی گئی ہیں، اور جو نئی جگہ مسجد کے وسیع کرنے میں داخل مسجد ہو جائے اس کا احترام بھی اور ثواب کا حکم وہی ہے جو پرانی مسجد کا رہتا ہے۔
اس لئے مسجد کو وسیع کرنے میں پاخانہ کا کنواں مسجد کے اندر آ جاتا ہو، اور اس کنویں میں ناپاک پانی آتا رہتا ہے تو چونکہ مسجد کو پاک رکھنا ضروری ہے، اور اس سے اس حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے، لہٰذا اتنی جگہ کو مسجد (جماعت خانہ) میں شامل نہ کیا جائے، یا پاخانہ کے کنویں کے طور پر اس کا استعمال بند کر دیا جائے۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۵۰﴾ درمیان نماز اگر خونی حملہ ہو تو کیا کیا جائے؟

سوال: زید اور عمر کے درمیان تجارتی لین دین رہتی تھی، زید نے عمر کو تجارت کے لئے پیسے دئے تھے، اور نفع میں شراکت متعین کی ہوئی تھی، کچھ دن یہ معاملہ رہا۔ اس عرصہ میں عمر نے جو رقم زید سے تجارت کے لئے لی تھی اسے دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ اصل رقم میرے پاس نہیں رہی، جیسے جیسے آئے گی ویسے ویسے دوں گا۔ زید نے بارہا مطالبہ کیا، تب عمر نے بھی ترش روئی دکھانی شروع کی، اور دونوں میں بات بڑھ گئی، اور عمر نے زید پر ہتھیار سے حملہ کر کے سخت زخمی کر کے ہسپتال پہنچا دیا، اس درمیان گاؤں کے ذمہ داروں نے درمیان میں آ کر زید کو بتایا کہ: جو رقم تو نے دی ہے اس کے لئے ابھی عمر کے پاس انتظام نہیں ہے، جیسے انتظام ہو جائے گا ویسے ویسے ہم اس سے وہ رقم تمہیں دلاتے رہیں گے۔
زید ہسپتال کے علاج سے ٹھیک ہو کر گھر آیا، چلتا پھرتا ہو گیا، تو دو چار بار زید نے چھوٹے چھوٹے حملے عمر پر کئے، بار بار صلح کراتے رہے، اخیر میں جمعہ کے دن عمر نماز کے لئے مسجد

میں آیا، جمعہ کی فرض نماز امام صاحب پڑھا رہے تھے، پہلی رکعت کے سجدہ میں پوری جماعت تھی، اس وقت دو تین صفوں کے پیچھے سے صفوں کو چیرتا ہوا آگے آیا، زید نماز کی حالت میں تھا، اور عمر پر حملہ کر کے زخمی کر دیا، عمر نے قوت برداشت سے کام لیا، اور زید نماز چھوڑ کر بھاگ گیا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اسلام اخوت اور بھائی چارگی کی تعلیم دیتا ہے، اس کے اصول، تعلیم اور اعمال صحابہ اس پر بین طور پر دال ہیں، دنیا کی دوسری قومیں اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ قرآن شریف اور حدیث پاک میں ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بتایا گیا ہے، اور آپس میں ایک دوسرے کا احترام وادب برقرار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپس میں اختلاف ولڑائی جھگڑے کو ممنوع کہہ (بتا) کر بڑی خیر وبرکت سے محرومی کا سبب بتایا گیا ہے۔ مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے، اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ علامہ نوویؒ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ: آپس میں لڑائی جھگڑا کرنا کافروں کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (۵۸/۱)

مسجد ایک محترم جگہ اور مسلمانوں کی عبادت کی جگہ ہے، اور جو شخص نماز کی حالت میں ہوتا ہے وہ گویا کہ خدا کے دربار میں خدا کے روبرو کھڑا ہوا ہوتا ہے، مسجد میں جائز شرعی سزاؤں کے نفاذ سے بھی شریعت نے منع فرمایا ہے۔ ان تمام باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسجد میں جمعہ کے مبارک دن میں اور جمعہ جیسی عظیم رتبہ والی نماز کے درمیان اور سجدہ کی حالت میں جب کہ نمازی خدا سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، چھری سے حملہ کرنا بہت ہی بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل شنیع ابولؤلؤ کے فعل سے تشبیہ رکھتا ہے جس نے حضرت عمرؓ پر حملہ کیا تھا، البتہ وہ ایک مجوسی کافر تھا۔

خیر! ایسے شخص کو جماعت والے سبق سکھانا چاہیں تو قبائلی دباؤ ڈال کر ایسا کر سکتے ہیں، حملہ کرنے والے کے لئے بھی سچے دل سے توبہ کرنا لازم اور ضروری ہے۔ تعذیر کے لئے کوئی حد مقرر یا ضروری نہیں ہے۔ (شامی:۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۵۱﴾ مسجد میں اگربتی سلگانا

سوال: مسجد کے اندرونی حصہ میں یعنی جماعت خانہ میں خوشبو کے لئے اگربتی جلا سکتے ہیں یا نہیں؟ سنا ہے کہ اگربتی کو گوبر سے بنایا جاتا ہے، تو اس کی کیا حقیقت ہے؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد میں خوشبو کرنا یا خوشبو پھیلے ایسی کوئی چیز سلگانا مثلاً: لوبان یا اگربتی وغیرہ بلاشبہ جائز اور درست ہے، بلکہ نیکی کا کام ہے۔ بغیر تحقیق کے کہنا: کہ اگربتی گوبر سے بنتی ہے، صحیح نہیں ہے، ہمارے علم کے مطابق اگربتی میں گوبر کا حصہ نہیں ہوتا، دوسرے مسالے ملا کر بنائی جاتی ہے۔ اس لئے جب تک یقین نہ ہو جائے ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۵۲﴾ مسجد میں ذی روح کی تصویر رکھنا منع ہے۔

سوال: مسجد کے اندر ذی روح کی تصویر رکھنا مثلاً: اگربتی یا دیا سلائی وغیرہ پر گھوڑے یا ہاتھی کی تصویر ہوتی ہے تو یہ مسجد کے اندر رکھنا گناہ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ذی روح کی تصویر مسجد میں رکھنا سخت منع ہے، اس لئے ایسی دیا سلائی پر سے تصویر والے کاغذ کو دور کرنا چاہئے، پھر بھی عام استعمالی اشیاؤں پر آنے والی ذی روح تصاویر، مثلاً: دیا سلائی، کاپی وغیرہ میں مجبوراً گنجائش ہے، اس لئے

کہ اس میں تصویر مقصود نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۵۳﴾ مسجد میں سات سال سے کم عمر کے بچوں کو نہ آنے دینا

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد میں نابالغ چھوٹے چھوٹے بچے نماز کے وقت پر آتے ہیں، اور کھیل کود کرتے ہیں، تو مسجد میں ان چھوٹے بچوں کو مارنا کیسا ہے؟ نیز مسجد میں تعلیم دیتے وقت مسجد ہی میں مارنا جائز ہے یا نہیں؟ مسجد کے ادب کے خلاف تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں سات سال سے کم عمر کے بچوں کو نہیں آنے دینا چاہئے، مسجد میں مارنے سے دوسری کوئی خرابی پیدا نہ ہوتی ہو (مثلاً: شور، ناپاکی، لڑائی وغیرہ) تو تعلیم ادب کے لئے تھپڑ مار سکتے ہیں۔ مسجد میں شور کرنا، چیخ کر بولنا یا دوسرے مصلیوں کو خلل ہو ایسا کوئی کام کرنا منع اور مکروہ ہے۔ (مرقات شرح مشکوۃ: ۱/۴۷۳)

﴿۹۵۴﴾ سات سال سے کم عمر کے بچوں کو مسجد میں لانا

سوال: والد خود اپنے ساتھ اپنے چھوٹے (ناسمجھ) بچوں کو مسجد میں جماعت کے وقت پر لاتے ہیں، اور جماعت شروع ہونے کے بعد بچے شور شرابہ کرتے ہیں، اور صف میں نمازیوں کے سامنے سے گزرتے ہیں۔ تو صورت مسئولہ میں باپ گنہگار ہوگا؟ ایک شخص نے مسجد خود بنا کر وقف کی، کیا وہ ایسا کر سکتا ہے؟ کیا اس کے لئے اجازت ہے؟ کیا اس کے لئے مسجد کی تعظیم ضروری نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سات سال سے بڑے بچوں کو مسجد میں لانا منع نہیں ہے، اس سے چھوٹی عمر کے بچوں کو نماز کے لئے مسجد میں لانا منع ہے۔ سات سال کے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم ہے، اور دس سال کے بعد ڈرا دھمکا کر بھی نماز پڑھانے کا حدیث

میں حکم ہے، تا کہ عادت بنے، اس لئے ایسے بچے شور کرتے ہوں تو انہیں سمجھا کر روکنا چاہئے۔(شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۵۵﴾ مسجد میں بدبودار چیز لے کر جانا خلاف ادب ہے۔

سوال: مسجد کی حد میں مٹی کا تیل ڈال کر لال ٹین (فانوس) جلایا جاتا ہے، تو مسجد کی حد میں اس کا جلانا شرعی نقطۂ نظر سے کیا حیثیت رکھتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مٹی کے تیل (کیروسین) میں بدبو ہوتی ہے، اور مسجد میں بدبودار چیز لے جانا یا رکھنا خلاف ادب ہے۔ اس لئے لال ٹین (فانوس) وغیرہ مسجد کی حد میں جلانا منع ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۵۶﴾ مسجد میں سونا

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد میں ایک حافظ صاحب جو مکتب پڑھاتے ہیں، روزانہ مکتب پڑھانے کے بعد دوسری تیسری صف میں چادر وغیرہ کچھ بچھائے بغیر سو جاتے ہیں، ان کا مکان بھی ہے پھر بھی انہوں نے روزانہ کی یہ عادت بنالی ہے، ہم نے علماء سے سنا ہے کہ محلہ کے لوگوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنالینا منع ہے، لہذا پوچھنا یہ ہے کہ اس حافظ صاحب کا اس طرح کا سونا کیسا ہے؟ مسجد میں سو سکتے ہیں یا نہیں؟ مکروہ تحریمی ہے یا حرام ہے یا ناجائز ہے؟ شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد اللہ کی عبادت کی جگہ اور خدائی دربار ہے، اس کا احترام ہر مسلمان کو کرنا چاہئے، مسجد دنیوی آرام گاہ یا ریسٹ روم نہیں ہے، اس کا خیال رکھنا چاہئے، اور ایسا فعل کرنا ناجائز اور مکروہ تحریمی تک پہنچ جاتا ہے، لیکن کوئی شخص عالم ہے،

بچوں کو پڑھاتا بھی ہے، صبح شام مدرسہ پڑھا کر نماز اور جماعت کی پابندی کا خیال رکھتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنے کے ارادہ سے سوتا ہو تو اس کی گنجائش ہے۔ (عالمگیری)۔ بہتر یہ ہے کہ جماعت خانہ کے باہر آرام کیا جائے، اور جماعت خانہ میں آرام کرنا ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مصلیوں کو تکلیف نہ ہو اس طرح سو سکتے ہیں۔

﴿۹۵۷﴾ نئے تعمیری کام کی وجہ سے مسجد میں سہولت نہیں ہے تو نماز کہاں پڑھی جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے محلہ کی مسجد کی نئی تعمیر کرنی ہے، تو جب تک مسجد کا تعمیری کام جاری ہے وہاں تک نماز کہاں پڑھنی چاہئے؟ مسجد میں نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ جمعہ کا خطبہ، نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ اگر تعمیری کام کی وجہ سے مسجد میں جگہ نہ ہو تو کہاں پڑھنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد عبادت کرنے کی جگہ ہے، اور جو جگہ ایک مرتبہ مسجد کے طور پر وقف ہو گئی وہ قیامت تک مسجد ہی کہلائے گی، اور اس کا احترام کرنا اور ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے، لیکن عمارت پرانی ہو جانے کی وجہ سے نئے سرے سے تعمیر کرنا پڑے تو پرانی عمارت کو توڑ کر اس کی جگہ نئی عمارت تعمیر کر سکتے ہیں۔

نئی تعمیر کرنے میں اگر وہاں سہولت اور جگہ ہو تو وہاں جماعت کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں، اور جگہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے یا تعمیری کام کی ضرورت کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنے کی سہولت نہ ہو تو وہاں نماز پڑھنی ہی چاہئے ایسا کچھ ضروری نہیں ہے، نماز پڑھنے والے مصلی حضرات کی سہولت کو دھیان میں رکھتے ہوئے مدرسہ یا کسی ہال وغیرہ میں وقتی طور پر جماعت کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں، اور ایسا کرنے سے وہ جگہ مسجد کے حکم میں نہیں آئے گی۔

﴿۹۵۸﴾ سود کی رقم مسجد کے تعمیری کام میں لگا سکتے ہیں؟

سوال: مسجد کی کچھ رقم بینک میں جمع ہے، اور اس رقم کے ساتھ سود بھی جمع ہے، تو وہ رقم سود کے ساتھ اٹھا کر مسجد کے تعمیری کام میں لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر سود کی رقم خرچ نہیں کر سکتے، تو اس رقم کیا کیا جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، اور سود کے لینے دینے پر سخت وعیدیں بتائی گئی ہیں، اس لئے ضرورت کی وجہ سے یا مجبوراً کچھ رقم بینک میں رکھنی پڑے اور اس پر سود ملے تو اس رقم کو لے کر سود کے گناہ اور وبال سے بچنے کی نیت سے کسی غریب محتاج مسلمان کو مالک بنا کر دے دی جائے، مسجد جیسی پاکیزہ جگہ کے لئے سود جیسی ناپاک رقم لگانا جائز نہیں ہے، سخت گناہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۵۹﴾ مسجد اور جماعت خانہ کے آداب

سوال: مسجد کے آداب اور جماعت خانہ کے آداب بتائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد مسلمانوں کی پانچوں وقت کی جماعت کے ساتھ عبادت کرنے کی پاکیزہ جگہ ہے، جس کا بہت ہی احترام اور ادب کرنا چاہئے، اور اسی وجہ سے اسے اللہ کا گھر بھی کہا گیا ہے، قرآن پاک اور حدیث شریف میں دنیا کی سب سے افضل جگہ بتا کر اس میں ہر طرح کی نامناسب حرکتوں سے احتراز کا حکم دیا گیا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں حضرت فقیہ ابو اللیثؒ نے پندرہ آداب شمار کئے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(۱) مسجد میں داخل ہوتے وقت اگر مصلی حضرات ذکر وعظ وغیرہ میں مشغول نہ ہوں تو

سلام کر کے داخل ہونا، اور مسجد خالی ہو یا مصلی حضرات نماز وغیرہ میں مشغول ہوں تو آہستہ سے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہہ کر داخل ہونا چاہئے (۲) مسجد میں داخل ہونے کے ساتھ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا (۳) مسجد میں خرید و فروخت سے احتراز کرنا (۴) ہتھیار نکالنے یا چلانے سے احتراز کرنا (۵) گم شدہ چیز کے لئے اعلان نہ کرنا (۶) اونچی آواز سے بات چیت یا شور شرابہ نہ کرنا (۷) دنیاداری کی باتیں نہ کرنا (۸) صفوں میں بیٹھے ہوؤں کی گردن نہ پھلانگنا (۹) صفوں میں جگہ لینے کے لئے لڑائی نہ کرنا (۱۰) صف میں زبردستی گھس کر دوسروں پر تنگی نہ کرنا (۱۱) نماز پڑھنے والے کے سامنے سے نہ گزرنا (۱۲) مسجد میں اِدھر اُدھر نہ تھوکنا (۱۳) انگلیاں نہ چٹخانا (۱۴) ناپاکی اور گندگی نہ کرنا، مجنون اور بہت چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہ لانا (۱۵) مسجد میں زیادہ سے زیادہ تلاوت اور ذکر وغیرہ عبادت کی جائے، وغیرہ وغیرہ، بیڑی تمباکو کھا کر مسجد میں نہ آنا، اگر کھایا ہو تو منہ صاف کر لینا، موبائل ساتھ میں ہو تو اس کی رنگ ٹون بند کر لینا، مسجد میں اپنے لئے کسی جگہ کو مخصوص نہ کر لینا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۶۰﴾ مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر بیان کرنا

سوال: ایک گاؤں کی مسجد میں مدرسہ کا انعامی جلسہ رکھا گیا تھا، اس میں تقسیم انعام کے بعد علماء حضرات کا بیان بھی رکھا گیا تھا، اس کے لئے ممبر کے پاس لکڑی کی کرسی لائی گئی، جس پر بیٹھ کر ان کا بیان رکھا گیا تھا۔ اس بارے میں کچھ بھائیوں نے کرسی پر بیٹھ کر بیان کرنے پر اعتراض کیا کہ مسجد میں ممبر ہونے کے باوجود کرسی کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس نظریہ پر مقرر حضرات کی توہین کی اور کرسی ہٹالی گئی۔

تو کیا ممبر ہونے کے باوجود کرسی پر بیان کرنا جائز نہیں ہے؟ اور کرسی پر بیٹھ کر بیان کرنے میں مسجد کی توہین ہے؟ اور مقرر شرعی رو سے گنہگار ہے؟ جبکہ بڑے بڑے مدارس میں ہمارے گجرات میں خاص کر سالانہ جلسہ میں اور انعامی جلسہ میں ہمارے علمائے کرام مسجد کے اندر ممبر ہونے کے باوجود کرسی پر بیٹھ کر بیان کرتے ہیں، اور تقریر کرتے ہیں، تو کیا یہ شریعت کی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟ مدلل محقق جواب سے نوازیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں ممبر موجود ہونے کے باوجود کرسی پر بیٹھ کر بیان کرنا بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ اس میں مسجد کی بے ادبی یا توہین نہیں ہے، جو ایسا کہتے ہیں ان کی بات بغیر دلیل کے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۶۱﴾ مسجد کی سنگ بنیاد کون رکھے؟

سوال: ہمارے یہاں مسجد کی سنگ بنیاد ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مسجد کی سنگ بنیاد چھوٹے بچوں سے کرائی جائے، اس لئے کہ وہ معصوم اور بے گناہ ہیں، اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بڑی عمر کے وہ لوگ جو پانچ وقت کی نماز کے پابند ہیں ان سے کراؤ، اب کس سے کروانا افضل ہے؟ سنگ بنیاد کے وقت کونسی آیتیں، دعا مانگنی چاہئے؟ اور کس دن کرنا افضل ہے؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد یا کسی دوسرے مکان کی سنگ بنیاد کسی سے رکھوانا ضروری نہیں ہے، البتہ! حصول برکت کے لئے کسی نیک، پرہیزگار اور دیندار شخص کے مبارک ہاتھوں سے بنیاد رکھی جائے تو یہ منع بھی نہیں ہے، اچھا اور بہتر ہے۔

اس موقع پر اللہ کا نام لینا چاہئے، اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے تعمیر خانہ کعبہ

کے وقت جو دعائیں مانگی تھیں ان کا پڑھنا بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۶۲﴾ مسجد میں داخل ہونے کے بعد ٹوپی پہننا

سوال: ایک بھائی شرٹ پہنتے ہیں، وہ مسجد میں داخل ہونے تک ٹوپی نہیں پہنتے، اور قضائے حاجت کے لئے بھی برہنہ سر جاتے ہیں، اور وضو کرنے کے بعد ٹوپی یا رومال باندھتے ہیں، تو اس طرح کرنے سے نماز ہو جاتی ہے؟ یا نماز میں کوئی نقص آتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شرٹ پہننا فساق و فجار کا لباس ہونے کی وجہ سے اور ان سے مشابہت ہونے کی وجہ سے مناسب نہیں اور اس کا پہننا کراہت سے خالی نہیں۔ اور ٹوپی پہننا سنت اور اقتدائے رسول ہے، حضور ﷺ کبھی بھی برہنہ سر گھومے ہوں یہ ثابت نہیں ہے، نیز قضائے حاجت کے لئے بھی سر ڈھانک کر جانا سنت طریقہ ہے، اور کھلے سر جانا مکروہ ہے۔ اس لئے صورت مسئولہ میں جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ غلط اور قابل اصلاح ہے، لیکن نماز پڑھتے وقت ٹوپی یا رومال باندھ کر نماز پڑھتے ہیں اس لئے نماز میں نقص نہیں آئے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۶۳﴾ مسجد کے جوار میں مسجد سے بلند مکان تعمیر کرنا

سوال: مسجد کے جوار میں یا مسجد کے قریب امام کے لئے مکان تعمیر کرنا ہے، تو مسجد سے بلند مکان تعمیر کر سکتے ہیں؟ کیا مسجد سے بلند مکان تعمیر کرنا حرام ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد کے جوار میں مسجد سے بلند اور زیادہ شان و شوکت والا مکان بنانا نہ تو حرام ہے اور نہ ہی ناجائز ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم) اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن حدیث شریف کے فرمان کے مطابق تعمیر میں غیر ضروری خرچ کرنا

جس سے مقصود بڑائی اور اپنی شان کا اظہار ہو فضول خرچی ہے، اس لئے اس سے احتراز ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۶۴﴾ مسجد میں اعلان کرنا کیسا ہے؟

سوال: مسجد میں جماعت ختم ہوتے ہی یہ اعلان کیا جاتا ہے:......

(۱) دو روپے ملے ہیں جس کے ہوں وہ آکر لے لے (۲) گھڑی ملی ہے جس کی ہو وہ آکر لے جائے (۳) قبرستان کے گھاس کی نیلامی ہے (۴) مسجد کے غیر ضروری سامان کی نیلامی ہے (۵) تھوڑی دیر تشریف رکھیں، کتابی تعلیم ہوگی۔

یہ اعلان کئے جاتے ہیں، کیا یہ اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے؟ نیز اس وقت مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں، تو شریعت اس مسئلہ میں کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد اللہ کی عبادت اور ذکر و تلاوت کی پاکیزہ جگہ ہے، لہٰذا وہاں یہی کام ہونے چاہئے۔ وہاں لغو باتیں اور شور شرابہ کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز مسجد اشیاء کے اشتہار دینے یا اعلان کرنے کی جگہ نہیں ہے، اور جماعت خانہ کے باہر یہ مقصد بخوبی حاصل ہو سکتا ہے۔ گم شدہ اشیاء کے اعلان سے بھی حدیث شریف میں صاف طور پر منع فرمایا گیا ہے، لہٰذا اس رواج کو بند کرنا چاہئے۔ اور اگر اعلان کرنا ضروری ہو تو جماعت خانہ سے باہر نماز سے قبل یا بعد میں بھی اعلان ہو سکتا ہے، اور اگر مسبوق کو اس کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہو تو ایسا کرنا ناجائز ہے اور ایسا کرنے سے گناہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۶۵﴾ تعمیر مسجد کی فضیلت

سوال: ہم ساؤتھ افریقہ میں برسوں سے ایک جگہ رہتے تھے، سرکار کے قوانین ایسے ہیں

کہ ہر قوم کو جدا جدا جگہوں پر رکھتے ہیں، اس قاعدہ کے مطابق ہمیں ایک الگ جگہ دی ہے، وہاں ہمارے بھائیوں نے اپنی وسعت کے مطابق زمین خرید کر خود کے رہنے کے لئے اچھے اچھے مکان بنائے ہیں، فی الحال پرانی جگہ پر صرف تجارت باقی ہے، وہ بھی تھوڑی مدت میں اس خطہ سے ختم ہو جائے گی۔

ہم جس جگہ رہتے تھے وہاں ہمارے پاس نماز پڑھنے کے لئے جماعت خانہ تھا (مسجد نہیں) بلدیہ نے مسجد کے لئے ایک جگہ مفت دینے کا فیصلہ کیا مگر مسجد کمیٹی نے وہ جگہ بجائے مفت لینے کے کچھ رقم دے کر خرید لی تو اب ہمیں مذکورہ جگہ پر جماعت خانہ بنانا چاہئے یا مسجد بنانی چاہئے؟

نوٹ: ہمارے گاؤں میں ۷ گھر کی آبادی ہے، جس میں دو ہندو بھائیوں کے گھر ہیں، اور اس نئی آبادی میں عیسائیوں کی بڑی آبادی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ کی اس نئی رہائشی جگہ میں مسلمانوں کے گھر بھی اچھی تعداد میں ہیں، اور وہاں کوئی مسجد بھی نہیں ہے، اور مسجد کے مناسب جگہ بھی اللہ نے دلا دی ہے، تو وہاں مسجد ہی بنانی چاہئے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں اس کی بہت سی فضیلت اور اہمیت آئی ہے۔ یہ جان لینا چاہئے کہ سب سے پہلے دنیا میں کوئی چیز بنائی گئی ہو تو وہ "کعبہ شریف" ہے۔ حضور ﷺ ہجرت کر کے جب نئی رہائش گاہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو راستہ میں سب سے پہلے "مسجد قبا" کی تعمیر کی۔ یہ مسجد طلوع اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے، اور وہاں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔

نیز حدیث شریف میں تعمیر مسجد کی دوسری بھی بہت فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جگہوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ مسجد ہے، جو کوئی رضائے الٰہی کے لئے

مسجد تعمیر کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائیں گے۔ (مشکوۃ، بخاری شریف) نیز دوسرے بہت سے کام مسجد سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہاں مسجد بنانا زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اس بات کا خاص خیال رہے کہ شان وشوکت والی اور کاریگری کے نمونہ کے طور پر بنانا اچھا نہیں ہے، اس لئے کہ یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

جو جگہ کسی کی زیر ملکیت نہ ہو، اور سب مسلمانوں نے اپنا حق ختم کر کے نماز کے لئے اسے وقف کر دیا ہو تو وہ جگہ شرعی وضاحت کے مطابق مسجد ہو جاتی ہے، چاہے اس پر عمارت، مینارہ وغیرہ ہو یا نہ ہو۔ ایسی جگہ پر اعتکاف کرنا، نماز پڑھنا جائز ہے، اور مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب غیر مسجد کی نماز کے مقابلہ پچیس گنا زیادہ ہوتا ہے۔ (ہدایہ: ۶۲۴/۲)

لہذا میونسپلٹی (بلدیہ) کے پاس سے جماعت نے جو زمین خرید کر وقف کی ہے اور وہاں نماز پڑھنا شروع کیا ہے تو وہ جگہ شرعی طور پر مسجد کہلائے گی۔

اور اگر جماعت نے وہ جگہ وقف نہ کی ہو، بلکہ اپنے زیر ملکیت رکھ کر صرف نماز پڑھنے کے لئے لوگوں کو عام اجازت دی ہو تو وہ شرعی مسجد نہیں کہلائے گی، صرف عبادت خانہ کہلائے گا۔ اسے مسجد کہنا درست نہیں ہے۔ (شامی: ۴۴۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۶۶﴾ مسجد میں غیر مسلم کے چندہ کا استعمال

سوال: ایک گاؤں میں نئی مسجد تعمیر ہو رہی ہے، اس کے لئے پنچایت (غیر مسلم عوام) نے بھی چندہ دیا ہے، تو یہ چندہ تعمیر مسجد میں صرف کر سکتے ہیں؟ مسلمانوں نے اس کے لئے ان کے پاس چندہ کا سوال نہیں کیا تھا، انہوں نے اپنی رضامندی سے دیا ہے، تو یہ رقم لینا کیسا ہے؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......غیر مسلم (کافر ومشرک) سے چندہ لینے میں دو باتوں کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے: (۱) وہ ثواب سمجھ کر دیتے ہوں، اور (۲) ان کے چندہ دینے سے مستقبل میں کسی طرح کی دخل اندازی کا اندیشہ نہ ہو، تو ان کا چندہ لینا یا دینی کام میں صرف کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۶۷﴾ مسجد میں سنگِ مرمر پر کلمۂ طیبہ لکھنا

سوال: حال میں ہمارے گاؤں میں نئی مسجد تعمیر ہو رہی ہے، کچھ لوگوں کا ارادہ ہے کہ قبلہ کی جانب محراب کی کمان میں سنگِ مرمر میں کلمۂ طیبہ کندہ کروائیں (کھودوائیں)، تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......مسجد کی جانب قبلہ کی دیوار پر کلمہ، قرآنی آیتیں وغیرہ لکھوانا یا سنگِ مرمر میں کندہ کروا کر لگانے کو امداد الفتاویٰ میں مکروہ بتایا ہے۔ (۶۳۱/۲، فتاویٰ دار العلوم: ۳۳۲/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۶۸﴾ مسجد میں دو ممبر رکھ سکتے ہیں؟

سوال: محراب کی ایک طرف ایک ممبر رکھا جاتا ہے، اس کے بجائے دو ممبر رکھے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز ممبر کے تین زینے ہوتے ہیں تو خاص ممبر میں تین زینے رکھیں اور دوسرے ممبر میں دو ہی زینے رکھیں تو کیا وہ ممبر شمار ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......حضور ﷺ کے مبارک زمانہ سے آج تک ایک ہی ممبر کا ہونا ثابت ہے، اس لئے دو ممبر نہیں رکھنے چاہئے۔

زاد المعاد میں حضور اقدس ﷺ کے ممبر کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

ممبر کے تین زینے تھے، اور محراب کی طرف رخ کر کے آپ کھڑے رہتے تھے، دائیں جانب دیوار کی طرف رکھا گیا تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۶۹﴾ محراب بنانا

سوال: اکثر جگہ مسجد میں قبلہ کی جانب محراب کے نام سے ایک گہری کمان بنائی جاتی ہے، کبھی تین محراب بھی بناتے ہیں، تو اس کا کوئی ثبوت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... محراب بنانا حدیث سے ثابت ہے، لیکن ایک شخص سجدہ کر سکے اتنا گہرا ہونا ضروری نہیں ہے۔ قبلہ کی جانب دیوار میں زینت کے لئے کمان بنانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۷۰﴾ مسجد میں سونے کے احکام

سوال: ایک شخص کو عبادت کا بہت شوق ہے، وہ رات گھر سونے کے بجائے مسجد میں سونا چاہتا ہے، تاکہ رات کو عبادت کر سکے۔ اور دوسرے ایک بھائی ہیں انہیں موسم گرما میں گھر میں گرمی لگتی ہے اس بنا پر صرف گرمی میں مسجد میں سونا چاہتے ہیں، اور تیسرے ایک شخص کو گھر میں زیادہ افراد ہونے کی وجہ سے گھر چھوٹا پڑتا ہے، اس لئے دائمی طور پر مسجد میں سونا چاہتا ہے، تو ان لوگوں کا مسجد میں سونا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... مسجد اللہ کی عبادت اور ذکر وتلاوت کے لئے بنائی گئی ہے، کسی کے سونے کے لئے نہیں، البتہ معتکف مسجد میں سوسکتا ہے، سوال میں مذکورہ افراد کو مسجد میں سونے کی اجازت نہیں دینی چاہئے اس لئے کہ سونے والے مسجد کے آداب کا لحاظ نہیں رکھیں گے، اور اگر یہ مسجد شہر میں ہے تو مسافر خانہ بن جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۷۱﴾ سوال مثل بالا

سوال: مسجد میں سونے کے کیا قوانین ہیں؟ کوئی بھی شخص مسجد میں سو سکتا ہے؟ داخل مسجد کے حصہ کی حد کتنی ہے؟ اور خارج مسجد کے حصہ کی حد کہاں تک شمار کی جائے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد میں اللہ کی عبادت اور دینی کام ہونے چاہئیں، مسجد میں سونا خلاف ادب اور مکروہ ہے، البتہ معتکف کے لئے مسجد میں سونے اور کھانے کی اجازت ہے۔ (عالمگیری: ۳۵۵/۵)

جماعت خانہ کی حد جہاں تک ہو وہ حصہ داخل مسجد ہے۔ اور باقی حصہ خارج مسجد کہلائے گا۔ گجرات کے کچھ گاؤں میں صحن کی جگہ بھی جماعت خانہ میں داخل ہوتی ہے، اس لئے اس کا حکم بھی جماعت خانہ کی طرح ہی ہوگا۔ مسجد کی حد میں اصل واقف یا بنانے والے کی نیت پر خاص دار و مدار ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم، امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۷۲﴾ مسجد میں بیٹھ کر سبق پڑھا سکتے ہیں؟

سوال: مسجد کے جماعت خانہ میں بیٹھ کر بچوں کو مدرسہ پڑھانا جائز ہے؟ اور مسجد کے جماعت خانہ میں بیٹھ کر اساتذہ کا چائی پینا یا پان کھانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد کا اصل مقصد اللہ جل شانہ کی عبادت، تلاوت اور اعتکاف وغیرہ کرنا ہے، لہذا معتکف کے علاوہ کسی اور کے لئے مسجد میں کھانا، پینا سونا وغیرہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری: ۹۳/۴)۔ تنخواہ لے کر مسجد میں پڑھانے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اور ضرورۃً جائز بتلایا ہے۔ اس لئے اگر ضرورت ہو تو مسجد میں بیٹھ کر پڑھایا جائے اور بچے بھی مسجد کے آداب کا خیال رکھتے ہوں، سات سال سے بڑی عمر کے بچے ہوں اور مسجد میں

عبادت کرنے والوں کو حرج نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۷۳﴾ چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہ لائیں۔

سوال: دس سال سے کم عمر کے بچوں کو مسجد میں نہ لائیں، ایسا اعلان تختہ پر لکھ کر مسجد میں رکھ سکتے ہیں؟ کیا دس سال سے کم عمر بچوں کو مسجد میں لانا منع ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسے بچے شور شراب، رونا چلانا، مستی ہنگامہ کرتے ہیں۔ اور مسجد کے آداب کا خیال نہیں رکھتے، اور پاکی ناپاکی کو بھی نہیں جانتے، تو اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حدیث شریف میں چھوٹے بچوں کو مسجد میں لانے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لئے ایسا اعلان لکھ کر مسجد میں لگا سکتے ہیں، البتہ سات سال کے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے انہیں نہیں روکنا چاہئے، بلکہ نرمی سے سمجھا کر ان کی اصلاح کرنی چاہئے۔

حدیث شریف میں ان چھوٹے بچوں کو مسجد لانے سے منع کیا گیا ہے جو پاکی وناپاکی کی تمیز نہ رکھتے ہوں، حدیث میں سال کی قید نہیں ہے، اس لئے وہ چھوٹے بچے جو پیشاب وپاخانہ کہاں کرنا اس کی بھی سمجھ نہ رکھتے ہوں، انہیں مسجد کے ملوث ہونے کے ڈر سے نہیں لانا چاہئے۔ جن بچوں میں پاکی وناپاکی کی تمیز ہو اور سات سال کے بچہ کو نماز کا حکم ہے اس لئے انہیں منع نہیں کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۷۴﴾ مسجد میں دنیوی باتیں کرنا منع ہے۔

سوال: ایک شخص کو مسجد میں باتیں کرنے سے منع کیا گیا، اور کہا کہ: بھائی! مسجد میں دنیوی باتیں کرنے سے ۴۰ سال کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے، تو وہ بھائی کہنے لگے: کہ یہ وعید تو

مسجد میں فضول اور لہو لعب کی باتیں کرنے والوں کے لئے ہے، دنیوی جائز کام کاج کی باتیں کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ تو اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے اس سے واقف فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد میں کسی بھی طرح کی دنیوی باتیں کرنے کے بجائے تسبیح و عبادت میں اپنے آپ کو مشغول رکھنا چاہئے۔ مسجد اللہ کی عبادت اور ذکر و تسبیح و تہلیل کے لئے بنائی گئی ہے، اس لئے وہاں دنیوی باتیں نہ کرتے ہوئے عبادت میں مشغول رہنا چاہئے، اور خدا کے گھر کے احترام کا خیال رکھنا بہت ہی بہتر اور اچھا ہے، لیکن ضرورت کے وقت جائز دنیوی باتیں کرنے میں گناہ نہیں ہے، اس لئے ایسی باتیں کر سکتے ہیں۔ ہاں! مسجد کو لغویات کا مرکز نہ بنائیں، اور لا یعنی اور فحش باتیں اور غیبت وغیرہ کرنا سخت گناہ ہے۔ اور اسی کے بارے میں حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے، جس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: مسجد میں فضول باتیں کرنا نیکی کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے جانور گھاس کھا جاتا ہے۔ (عالمگیری، کبیری) اس لئے اس شخص کا کہنا کسی درجہ میں صحیح بھی ہے، البتہ آپ نے چالیس سال کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے یہ بات کہاں سے کہی؟ فق

﴿۹۷۵﴾ مسجد میں دنیوی باتیں کرنا

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد میں لوگ دنیوی باتیں خوب کرتے ہیں، اور جب مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں، نیز پیشاب خانوں میں باتیں کرتے ہیں اور وضو کرتے وقت بھی باتوں میں مشغول رہتے ہیں، تو اس طرح دنیوی باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد خدا کی عبادت کا گھر ہے، وہاں نماز، تلاوت، ذکر وغیرہ نیک کاموں میں اپنے آپ کو مشغول رکھنا چاہئے، مسجد میں دنیوی باتیں کرنے سے حدیث شریف میں سخت منع کیا گیا ہے، نیز مسجد میں دنیوی باتیں کرنے سے نیکی اس طرح برباد ہو جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو ختم کر دیتی ہے، اس لئے مسجد میں دنیوی باتوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

دنیوی جائز باتوں میں اتنا نقصان ہے تو غیبت وغیرہ میں کتنا سخت گناہ ہوگا، اس کا خود ہی اندازہ لگا لینا چاہئے، وضو کرتے وقت دنیوی باتیں کرنا مکروہ ہے، اور غیبت کرنا کبیرہ گناہ اور مردار بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے، اس لئے لوگوں کو اس کی برائی اور خرابی نرمی سے سمجھا کر روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۷۶﴾ مسجد میں بیڑی۔سگریٹ پینا جائز نہیں ہے۔

سوال: ہمارے یہاں نئی مسجد تعمیر ہو رہی ہے، تو جماعت خانہ میں لوگ جوتے چپل پہن کر دیکھنے آتے ہیں، اور وہاں بیڑی، سگریٹ پیتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کا ادب واحترام کرنا نہایت ہی ضروری ہے، مسجد میں بدبودار چیز سلگانا اور ناپاک جوتے چپلوں کے ساتھ آنا جائز نہیں ہے، معصیت ہے۔ مسجد سیر وتفریح کی جگہ نہیں ہے اس لئے وہاں بیڑی سگریٹ پینے اور جوتے پہن کر آنے سے منع کیا جائے۔ (عالمگیری، شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۷۷﴾ مسجد میں ریح خارج کرنا

سوال: مسجد میں بیٹھ کر ریح خارج کرنا کیسا ہے؟ جب کہ پیچھے نمازی بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کو پاک وصاف رکھنے کا حکم ہے، نیز بدبودار چیزوں سے بچانے کا حکم بھی ہے، لہذا مسجد میں بیٹھے ہوں اور ہوا خارج ہونے کا امکان ہو تو باہر نکل جانا چاہئے تا کہ اس کی بدبو سے کسی فرد یا فرشتہ کو تکلیف نہ ہو۔ اور اگر بغیر ارادہ یا ارادہ سے ریح خارج ہو جائے تو اس میں گناہ نہیں ہے، اور اس سے جگہ ناپاک نہیں ہوتی۔ البتہ مسجد کے ادب کا خیال رکھتے ہوئے حتی الامکان مسجد کو بدبودار چیزوں سے بچایا جائے۔

﴿۹۷۸﴾ وقف مسجد کو گھر کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں ہے؟

سوال: ایک مسجد تھی، جہاں پنج گانہ نماز پڑھی جاتی تھیں، کئی بڑی عمر والوں نے اس مسجد میں نماز پڑھی ہیں، وہ گواہی بھی دیتے ہیں کہ ایک شخص نے اس کی ماں اور اس کی زوجہ سے ایسی آڑ لے کر اس مسجد کو مکان بنا دیا ہے، اور رہنا، بسنا، کھانا، پینا، سونا اور پکانا شروع کر دیا ہے، مسجد کے نشان بھی نظر آتے ہے، محراب کے حصہ میں محراب بنا ہوا ہے، وضو بنانے کے لئے باہر کی جگہ وغیرہ وغیرہ۔

تو جو اللہ کے گھر کو مٹا کر اس میں خود اپنے ذاتی مفاد کے لئے اپنا گھر بنا دے، اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ بعض لوگ اپنے فائدے کے لئے اس کا ساتھ دیتے ہیں، خاص کر ایک شخص جو حافظ ہے، نمازی ہے، حاجی ہے، اور مالدار ہے، وہ اس کا ساتھ دیتا ہے، اور مسجد کے خلاف لڑنے کے لئے مدد کرتا ہے، تو شریعت ایسے آدمی کے بارے میں کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بن کر وقف ہو گئی، تو اب قیامت تک وہ جگہ مسجد ہی رہے گی، اس جگہ کا مسجد کے طور پر ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے، اس میں رہائش رکھنا، رہنا جائز نہیں ہے، سخت گنہگار ہوگا۔ مسلمانوں کو اسے آباد کرنا اور مسجد کی صفائی

کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۷۹﴾ صحنِ مسجد میں نیلامی رکھنا جائز ہے؟

سوال: مسجد کے صحن میں کسی چیز کی نیلامی رکھی جائے، چاہے مدرسہ کے کام کی ہو یا مسجد کے کام کی ہو یا جماعت کے کام کی ہو، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے، صحنِ مسجد اگر جماعت خانہ میں داخل ہو تو وہاں کسی بھی چیز کا بیع وشراء جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں اس سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے، مسجد تجارت کی منڈی نہیں ہے، وہاں عبادت ہونی چاہئے۔ اور اگر صحن جماعت خانہ میں داخل نہ ہو، مسجد کی حدود یا کمپاؤنڈ (احاطہ) میں نہ ہو تو مسجد، مدرسہ یا جماعت کے لئے نیلام کرنے میں حرج نہیں ہے، البتہ زیادہ شور شرابہ نہ کیا جائے تاکہ مسجد میں عبادت کرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۸۰﴾ مسجد میں کتے آجاتے ہوں تو......

سوال: مسجد میں بہت مرتبہ کتا داخل ہو جاتا ہے، اور اس کا علم نہیں رہتا کہ اس نے کہاں کہاں پیر رکھے ہیں، اس لئے دھونا بھی مشکل ہے، تو اس بارے میں کیا کرنا چاہئے؟ اس بارے میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کتا مسجد میں داخل نہ ہو سکے اس کا انتظام کرنا چاہئے، اور کسی جگہ کتے کا لعاب یا نجاست گری ہوئی نہ دکھائی دے تو وہ جگہ پاک ہی کہلائے گی، صرف وہم سے ناپاکی کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ (شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۸۱﴾ مسجد میں موم بتی اور ارنڈی(Castor oil) کا تیل (دیویل) کا استعمال

سوال: مسجد میں رات کو موم بتی یا ارنڈی کا تیل(:Castor oil) کا چراغ جلا کر روشنی کرتے ہیں، تو کچھ لوگ منع کرتے ہیں، کیا موم بتی کی روشنی ناجائز ہے؟ اس روشنی سے نماز میں کچھ نقص آئے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں روشنی کے لئے موم بتی یا ارنڈی کا تیل(: Castor oil) کا چراغ جلانا جائز ہے، اور اس کی روشنی میں نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی نقص نہیں آتا، مسجد میں ایسی چیز جلانا جائز نہیں ہے جس سے بدبو آتی ہو۔ (شامی، عالمگیری)

﴿۹۸۲﴾ مسجد میں مٹی کا تیل جلانا کیوں ناجائز ہے؟

سوال: مسجد میں موم بتی جلانا جائز ہے یا نہیں؟ مٹی کے تیل کا چراغ جلانے یا بجھانے کے وقت جیسے بدبو آتی ہے موم بتی میں بھی ایسی بدبو ہوتی ہے، تو باہر جلا کر اندر لا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد خدا کا گھر ہے، اس کا مکمل ادب کرنا چاہئے۔ بدبودار چیز کھا کر مسجد جانے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح بدبودار چیز مسجد میں سلگانا بھی جائز نہیں ہے، موم بتی، ارنڈی کا تیل (دیویل) کے چراغ یا الیکٹرک کے گولے جلانے سے بدبو پیدا نہیں ہوتی، جبکہ مٹی کے تیل کے چراغ سے بدبو پھیلتی ہے اس لئے وہ ممنوع ہے، اس لئے باہر جلا کر اندر لانا یا اندر جلانا دونوں ناجائز ہیں۔ (فتح القدیر، شامی:۱، عالمگیری) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۸۳﴾ مسجد میں پیٹرومیکس یا ڈی ڈی ٹی (DDT) کا استعمال جائز ہے؟

سوال: مسجد کے جماعت خانہ میں یا مسجد کے اندر کیڑوں کی وجہ سے ڈی ڈی ٹی وغیرہ

چھڑکنا جائز ہے؟ پیٹرومیکس، قندیل، دیا جلانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد پاکیزہ جگہ ہے، اس لئے حدیث شریف میں اسے پاک وصاف رکھنے اور بدبودار چیزوں سے اس کو بچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز لہسن، پیاز کھا کر بدبودار منہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہونے سے بھی منع کیا گیا ہے، اس لئے فقہاء بد بودار اشیاء کے مسجد میں استعمال سے منع فرماتے ہیں، اسی لئے مسجد میں پیٹرومیکس، مٹی کے تیل کا چراغ جلانا یا ڈی ڈی ٹی چھڑکنا جائز نہیں ہے، منع ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، عالمگیری)

﴿۹۸۴﴾ مسجد میں ووٹر کولر رکھنا کیسا ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد کے لئے ایک صاحب خیر نے بیرون ملک سے ایک خطیر رقم بھیجی، اور لکھا تھا کہ ان روپیوں سے گاؤں کی مسجد کے لئے ایک ووٹر کولر (پانی ٹھنڈا کرنے کا مشین) خرید کر رکھیں، ان کے لکھنے کے مطابق ایک ووٹر کولر خرید کر مسجد میں رکھا گیا، اس ووٹر کولر کے چلانے کے لئے الیکٹرک پاور کی ضرورت رہتی ہے، اس کے لئے الیکٹرک پاور بھی مسجد میں لگوایا گیا، اور اس الیکٹرک پاور سے وہ پانی ٹھنڈا ہوتا ہے، لیکن وہ پانی گاؤں والے اپنے گھروں میں پینے کے لئے بھر کر لے جاتے ہیں، تو گاؤں والوں کا وہ پانی گھروں میں پینے کے لئے بھر کر لے جانا جائز ہے؟ بجلی کا بل مسجد ادا کرتی ہے تو دوسرے لوگوں کا گھروں میں پانی لے جانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں نماز کے لئے آنے والے مصلیوں کی پیاس بجھانے کی نیت سے واقف نے یہ کولر وقف کیا ہو تو واقف کی شرط کے مطابق اس کا استعمال صرف مسجد میں آنے والے مصلیوں تک ہی محدود رہے گا، اور گھروں میں پینے کے لئے بھر

کر لے جانا جائز نہیں کہلائے گا۔

اور اگر گاؤں میں بسنے والے ہر مسلمان کے لئے وقف کیا ہو اور صرف کولر رکھنے کی جگہ کے لئے مسجد کو منتخب کیا ہو، تو ہر ایک کو پینے کا حق ہے البتہ اس کے لئے مسجد کی بجلی استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اس کے اخراجات کا الگ سے انتظام کیا جائے، اور اگر بجلی استعمال کرنی ہو تو اس کا حساب کر کے مہینہ کے اخیر میں مسجد میں جمع کرادیا جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم، کتاب الوقف) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۸۵﴾ مسجد کی اشیاء کا نجی کام میں استعمال

سوال: مسجد کی کوئی بھی چیز گاؤں والے اپنے نجی (ذاتی) کام کے لئے لے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کی کوئی بھی چیز اپنی نجی ضرورت کے لئے اپنے گھر لے جانا یا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۸۶﴾ مسجد کی زیر ملکیت اشیاء کا نجی ضرورت میں استعمال جائز نہیں ہے۔

سوال: مسجد، مدرسہ یا درگاہ کی وقف جمع شدہ رقم میں سے اس کے متولی یا ٹرسٹی یا دوسرا کوئی ذمہ دار یا مقتدی یا ممبر قرض کے طور پر کچھ رقم کسی ضرورت کے لئے لے کر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ جمع شدہ رقم جس کے پاس امانت کے طور پر رکھی گئی ہو اور وہ ان لوگوں کو بطور قرض دے تو دینے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟ امام صاحب یا مدرس اپنی تنخواہ کے طور پر اس میں سے اٹھا کر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وقف کی جمع شدہ نقد رقم وقف کے مقاصد میں ہی

صرف کرنی چاہئے، اپنی نجی ضرورت میں صرف کرنا یا قرض کے طور پر کسی اور کو دینا نہ تو متولی کے لئے جائز ہے اور نہ ہی کسی دوسرے ممبر کے لئے، اور اس طرح خرچ کرنے والا گنہگار ہوگا۔ مسجد کی جمع شدہ رقم میں سے امام صاحب کے لئے اور مدرسہ کی جمع شدہ رقم میں سے مدرس کے لئے تنخواہ کی ادائے گی کے لئے رقم کی ضرورت ہو تو متولی یا مہتمم استعمال کرسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۸۷﴾ مسجد کے مائک کا دنیوی فائدے کے لئے استعمال

سوال: مسجد کے مائک سے دنیوی کام کاج کا اعلان کرنا مثلاً: شفاخانہ کی ضرورت کے لئے، جنازہ کی نماز کے لئے یا دوسرے گاؤں کی میت کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد اور مسجد کے لئے دی گئی تمام چیزیں وقف شمار ہوتی ہیں، اس لئے ان کو مسجد کے مقاصد کے علاوہ کسی اور کام میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ شفاخانہ یا کسی اور کام کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، جنازہ کی نماز کے اعلان کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۸۸﴾ مسجد کا پرانا سامان فروخت کرنا اور اس کی قیمت کا مصرف

سوال: مسجد کے وقف دروازے اس مسجد میں کسی کام میں نہیں آتے، تو ان دروازوں کو بیچ کر ان کی قیمت مسجد کے دوسرے کاموں میں لا سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے وقف دروازے یا اسی طرح کی اور کوئی چیز جو اب استعمال میں نہ آتی ہو اور مستقبل میں اس کے استعمال کی ضرورت نہ ہو اور اسے حفاظت سے رکھنے کے باوجود اس کے خراب ہوجانے یا چوری ہوجانے کا ڈر ہو تو متولیان

کی اجازت سے اسے فروخت کردینا جائز ہے، اور اس کی آمدنی مسجد کے خرچہ میں استعمال کرنا ضروری ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۸۹﴾ ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں استعمال کرنا

سوال: ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں؟ مثلاً: ایک مسجد میں گھڑی یا جنازہ کا تختہ وغیرہ بہت ہو گئے ہوں تو اس میں دوسری مسجد کو دے سکتے ہیں؟ یا عیدگاہ میں استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد اور اس کی ملکیت کی تمام اشیاء وقف ہوتی ہیں، اور اس وقف کا استعمال واقف کی اجازت کے بغیر یا شرط کے بغیر دوسری جگہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر گھڑی اور جنازہ کے تختے زیادہ تعداد میں جمع ہو گئے ہوں تو حفاظت سے بچا کر رکھیں، پھر جب ضرورت ہو تب استعمال میں لیا جائے، اور اگر بچا کر رکھنے سے بالکل خراب ہو جانے یا چوری ہو جانے کا ڈر ہو یا مستقبل میں کبھی اس کی ضرورت نہ پڑنے کا قوی یقین ہو تو دوسری مسجد میں دے سکتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۹۰﴾ مسجد کے مائک کا استعمال

سوال: گاؤں میں اذان کی آواز سب جگہ نہیں پہنچ رہی تھی، اس لئے چندہ کر کے مسجد کے لئے ایک مائک کا انتظام کیا گیا، اس مائک کا بیٹری چارج نیز خراب ہونے پر بنانے کا خرچہ وغیرہ مسجد کے اخراجات میں شامل کیا جاتا ہے، اور مسجد کی جمع شدہ رقم سے اس کا خرچہ کیا جاتا ہے، اس مائک سے مؤذن اذان دیتا ہے، اگر کوئی اور اذان دینے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے تو مؤذن صاحب اجازت دیتے ہیں تو وہ دوسرا شخص بھی کبھی اذان دیتا

ہے، تو مؤذن صاحب کے اس فعل سے گاؤں والے ناراض ہو گئے ہیں، اور مؤذن صاحب ہی کے اذان دینے پر مصر ہیں، لیکن مؤذن صاحب آنے والے شخص کو ناراض نہ کرنے کی نیت سے اذان دینے کی اجازت دیتے ہیں، تو اس دوسرے شخص کا مائک سے اذان دینا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟ مؤذن صاحب کسی کام کے لئے باہر گئے ہوں یا بیمار ہو جائیں تو دوسرے شخص کو ذمہ داری سپرد کر جاتے ہیں، تو اس حالت میں اس دوسرے شخص کا اذان دینا کیسا ہے؟ نیز مسجد کے مائک سے جمعرات کے دن عورتوں کے اجتماع کا اعلان کیا جاتا ہے، تو یہ اعلان کرنا کیسا ہے؟ اعلان ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں مائک کے انتظام کے لئے چندہ کر کے پیسے جمع کئے گئے اور اس سے مائک خرید کر مسجد کے لئے وقف کیا گیا، تو یہ وقف صحیح ہو گیا۔ اس کا استعمال مسجد کی ضرورتوں تک محدود رہے گا۔ مثلاً: اذان، خطبہ، مسجد میں ہونے والی تقریروں کے لئے اس کا استعمال جائز رہے گا۔ عورتوں کے اجتماع کا اعلان مسجد کے افعال یا مسجد کے فوائد میں سے نہ ہونے کی وجہ سے اس مائک سے اس کا اعلان مناسب نہیں ہے، متولی صاحب مناسب سمجھیں تو کرایہ پر دے سکتے ہیں۔

اور ہر کوئی اذان دینے والا اذان دینے کے لئے اس کا استعمال کر سکتا ہے، اس لئے مؤذن صاحب دوسرے گاؤں گئے ہوں یا اذان دینے سے معذور ہوں ایسے وقت ان کی جگہ مؤذن صاحب یا متولی کی اجازت سے دوسرا کوئی شخص اذان دینے کے لئے مائک کا استعمال کرے تو یہ بلاشبہ جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

مؤذن بھی ملازم ہوتا ہے، اسے اس کی خدمت، کام کی تنخواہ ملتی ہے، اس لئے اسے خود ہی کام کرنا چاہئے، دوسروں کے سپرد نہیں کرنا چاہئے، اپنا کام خود کرنے کی اور اپنی ذمہ داری

نبھانے کی خاطر دوسرے شخص سے معذرت کی جائے تو اس میں دل آزاری کی کوئی بات نہیں
۔مجبوری اور چیز ہے۔اس لئے جو حضرات مؤذن کے اذان نہ دینے پر اعتراض کرتے ہیں
من وجہ حق بجانب ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۹۱﴾ مسجد کے بیت الخلاء کون استعمال کرسکتا ہے؟

سوال: ہمارے یہاں کچھ لوگ مسجد کے قریب کے کارخانہ میں کام کرتے ہیں، وہ لوگ مسجد کے بیت الخلاء میں پیشاب، پاخانہ کرنے آتے ہیں، اور مسجد میں کسی طرح کی صفائی نہیں ہوتی ہے تو یہ لوگ متولی کی برائیاں کرتے رہتے ہیں، تو ایسے لوگوں کو متولی مسجد میں پیشاب، پاخانہ کرنے سے منع کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنے والے مصلیوں کی سہولت کے لئے بیت الخلاء کا انتظام کیا جاتا ہے، اس لئے نماز کے اوقات کے علاوہ وقت میں اسے بند کرنا ہو تو اس کی اجازت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۹۲﴾ سوال مثل بالا

سوال: ہمارے یہاں بہت سے بے نمازی کھلے سر بیڑی پیتے پیتے آتے ہیں، اور مسجد کے بیت الخلاء استعمال کرتے ہیں، تو کیا بے نمازی مسجد کا بیت الخلاء استعمال کرسکتا ہے؟ بیت الخلاء جاتے وقت سر پر ٹوپی ہونی ضروری ہے؟ بیڑی کا دھواں مسجد میں جائے تو مسجد کی بے ادبی ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے بیت الخلاء بنانے والے نے بناتے وقت یہ نیت کی ہو کہ ہر کوئی اسے استعمال کرسکتا ہے تو نمازی یا بے نمازی ہر کوئی اسے استعمال کرسکتا

ہے۔ لیکن واقف نے یا بنانے والے نے صرف نمازیوں کے استعمال کے لئے ہی بنایا ہو تو بے نمازیوں کا استعمال کرنا یا انہیں استعمال کرنے دینا جائز نہیں ہے۔ بیت الخلاء جاتے وقت سر پر ٹوپی پہن کر جانا مستحب اور طریقۂ رسول کے مطابق ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۱)
بیڑی پینے سے اس کی بد بو مسجد میں جاتی ہو تو اس سے روکنا چاہئے۔ حدیث شریف میں مسجد کو بد بو سے بچانے کا حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۹۳﴾ وقف پانی کے کنویں کو بیت الخلاء کا کنواں بنانا

سوال: ہمارے مدرسہ میں ایک صاحب خیر کی طرف سے (کہ جس کا انتقال ہو چکا ہے) ایک کنواں کھدوایا گیا تھا، اس کنویں کا پانی مدرسہ کے کام کاج میں صرف ہوتا تھا، لیکن پچھلے کچھ سالوں سے پانی کے خشک ہو جانے کی وجہ سے ہم نے دوسرا کنواں کھدوایا اور اب اس پر ووٹر ورکس وغیرہ تعمیر کروا کر اس کا استعمال ہو رہا ہے، اور بفضلہٖ تعالیٰ اس نئے کنویں میں پانی بھی اچھا ہے، اس لئے اس کا استعمال ہوتا ہے، اور آئندہ بھی انشاء اللہ اسی کا استعمال ہوگا۔
اب ہمارے مدرسہ میں بیت الخلاء بنانے ہیں، جن کا آج تک مدرسہ میں کچھ معقول انتظام نہیں ہو سکا ہے، جو ہر ادارہ کی ایک اہم ضرورت کی چیز ہے، ہمارا ارادہ یہ ہے کہ پرانے کنویں کو جو بیکار پڑا ہے (اور مستقبل میں اس کی ضرورت کا امکان بھی نہیں ہے) اس پر بیت الخلاء بنا کر مذکورہ کنویں کو بیت الخلاء کے کنویں میں استعمال کر لیں، اگر بیت الخلاء کے لئے نیا کنواں کھدوایا جاتا ہے تو ڈھائی تین ہزار کا مزید خرچ مدرسہ کو اٹھانا پڑے گا، اور یہ پرانا کنواں ایسا ہی بیکار پڑا ہوا ہے، واقف کے ارادہ کے مطابق استعمال بھی نہیں ہو رہا ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس پرانے کنویں کو واقف کے منشاء کے خلاف بیت الخلاء کے

کنویں میں استعمال کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں یہ کنواں وقف کے مقصد کے مطابق پانی پینے کے استعمال میں نہیں آتا ہے، اور مستقبل میں بھی اس فائدہ کے لئے اس کی ضرورت پڑنے والی نہیں ہے، تو مدرسہ کے ذمہ دار اسے بیت الخلاء کے لئے استعمال میں لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں، تا کہ اس کنویں کے بنانے والے کو بھی ثواب ملتا رہے، اور مدرسہ کی ضرورت کی بھی تکمیل ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹۹۴﴾ مسجد کی دری عیدگاہ میں بچھانا جائز ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں کے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مسجد کی صفیں یا دری عید کے دن عیدگاہ لے جا کر اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، تو اس مسئلہ میں شریعت کیا کہتی ہے، اور شرعی حکم کیا ہے؟ اس سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شریعت کا قانون یہ ہے کہ جو چیز جہاں وقف ہوئی ہو وہیں اس کا استعمال کیا جائے، اس لئے جو چیز مسجد کے لئے وقف کی گئی ہو یا مسجد کے پیسے سے خریدی گئی ہو اسے مسجد کے لئے استعمال کرنا چاہئے، اس لئے یہ صفیں صرف مسجد میں ہی استعمال کرنی چاہئے، عیدگاہ میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم)

﴿۹۹۵﴾ مسجد کی ٹنکی کا پانی اپنی نجی ضرورت میں استعمال کرنا

سوال: ہمارے گاؤں میں مسجد ہے، اس میں مسجد کے پیسے سے ایک موٹر لگائی گئی ہے، اس موٹر سے دوسرے کے کنویں سے پانی کھینچ کر مسجد کی ٹنکی بھری جاتی ہے، اور اس میں سے پانی میں اپنے گھر کے استعمال کے لئے بھی لیتا ہوں۔

تو سوال یہ ہے کہ موٹر سے مسجد کی ٹنکی بھری جاتی ہے اور وہ پانی مسجد میں بھی استعمال ہوتا ہے اور میں بھی اپنے گھریلو استعمال میں لاتا ہوں، اور اس موٹر کا بل میں بھرتا ہوں، مسجد میں لائٹ، پنکھے اور موٹر ریپیرنگ میں اپنے خرچ سے کرتا ہوں، تو اس طرح میں مسجد کی ٹنکی سے پانی استعمال کرسکتا ہوں یا نہیں؟ تشفی بخش جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں مسجد کی لائٹ، موٹر ریپیرنگ خرچ وغیرہ کے بل آپ بھرتے ہیں، اور اس طرح پانی استعمال کرنے سے مسجد کے مصلیوں کو بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی، اور وقف کو فائدہ ہو رہا ہے تو اس طرح پانی لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۹۶﴾ مسجد کی لائٹ نماز کے اوقات کے علاوہ جلانا

سوال: مسجد میں فجر کی نماز، فاتحہ وغیرہ کے بعد دس منٹ کوئی دینی کتاب کی تعلیم ہونے کے بعد لائٹ بند کر دیتے ہیں، لیکن کچھ لوگ اس تعلیم کے مذاکرہ میں تھوڑا وقت بیٹھتے ہیں، اس وقت مسجد کی لائٹ بند کی جاتی ہے تو یہ لائٹ جلانے پر اصرار کرتے ہیں، تو علاوہ نماز کے فضول کاموں کے لئے مسجد کی لائٹ جلانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد کی لائٹ کا استعمال آپ کے یہاں کے رواج کے مطابق رہے گا۔ اس لئے آپ کے یہاں تعلیم کے بعد لائٹ بجھا دینے کا رواج ہے تو اس کے بعد زیادہ دیر لائٹ جلائے رکھنا جائز نہیں ہے۔

بہتر یہ ہے کہ جنہیں لائٹ زیادہ دیر جلانے کی رخصت چاہئے وہ لائٹ بل اپنے پیسوں سے بھر دیا کریں، جس سے وقف مزید خرچ برداشت کرنے سے بچ جائے گا، اور وہ لوگ

جتنی دیر چاہیں لائٹ جلا بھی سکتے ہیں، اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے تو اس کا ثواب بھی ان کو ملے گا۔ (عالمگیری) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۹۹۷﴾ مسجد کے بیت الخلاء قرب وجوار کے تاجر استعمال کر سکتے ہیں؟

سوال: شہر کی ایک مسجد میں پیشاب خانہ اور پینے کے پانی کا انتظام ہے، قرب وجوار کے تاجر اپنے لئے اور اپنے گاہکوں کے لئے پینے کا پانی بھر کر لے جاتے ہیں، تو شرعی نقطۂ نظر سے یہ کیسا ہے؟ یہی تجار بھائی پیشاب خانہ بھی استعمال کرتے ہیں، اس بارے میں بھی شرعی حکم کیا ہے؟ کچھ حضرات نماز کے اوقات میں اور اس کے علاوہ اوقات میں بھی مسافر خانہ کی طرح مسجد کے صحن میں اور جماعت خانہ میں اور حوض کے اوپر سوئے رہتے ہیں، یہ بھی شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟ ان پریشانیوں کی وجہ سے اگر مسجد کو نماز کے اوقات کے علاوہ بند رکھا جائے تو یہ شرعی حیثیت سے کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد اللہ کی عبادت کی جگہ ہے، اور اس میں وضو، بیت الخلاء وغیرہ کی سہولت کے لئے جو چیزیں رکھی جاتی ہیں وہ نمازیوں کے لئے ہیں، اس سے ہر مسلمان ضابطہ کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے، لیکن اس کے لئے اس کی حفاظت اور اس کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ نیز وقف چیزوں کے غلط استعمال سے بچنا چاہئے۔ پیشاب خانہ اور پانی کا انتظام نمازیوں کی سہولت کے لئے ہوتا ہے اس لئے تجار حضرات یا غیر مسلموں کے غلط استعمال سے بچانے کے لئے نماز کے علاوہ وقت میں مسجد بند رکھی جائے تو اس میں شرعاً کچھ گناہ نہیں ہے۔ (عالمگیری: ۱/۱۰۹، شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴾۹۹۸﴿ مسجد میں وعظ رکھنے کے لئے متولی کی اجازت ضروری ہے؟

سوال: مسجد میں عالم کا وعظ رکھنے کے لئے متولی کی اجازت لینی ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... متولی مسجد کے کاموں کا بندوبست کرنے والا اور منتظم ہوتا ہے اس لئے اس سے اجازت لینی چاہئے تاکہ وہ بھی ضروری انتظام کرسکے۔

﴾۹۹۹﴿ مسجد اور عبادت خانہ میں شرعی فرق

سوال: مسجد اور عبادت خانہ میں شرعی حیثیت سے کیا فرق ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد نماز کے لئے شرعی طور پر وقف ہوتی ہے، اور عبادت خانہ اپنی ملکیت کی جگہ میں صرف نماز کی سہولت کے لئے بنائی ہوئی جگہ ہوتی ہے، جس میں مسجد والے اعمال کے علاوہ دوسرے اعمال بھی کرسکتے ہیں، مثلاً: مجلس، دعوت کا پروگرام، جلسہ وغیرہ کرنا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴾۱۰۰۰﴿ عبادت خانہ کو مسجد بنانے کے لئے کیا کرنا ضروری ہے؟

سوال: عبادت خانہ کو مسجد میں تبدیل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اس جگہ کو نماز کے لئے وقف کرکے اپنی تملیک بالکلیہ ختم کرلی جائے، اور جماعت سے نماز کی عام اجازت دے دی جائے۔

﴾۱۰۰۱﴿ گھر میں نماز کے لئے مخصوص جگہ یا کمرہ شرعی مسجد ہے؟

سوال: گھر میں ایک کمرہ نماز کے لئے الگ بنایا ہے، اس میں نماز، تسبیح، تلاوت کے علاوہ دوسرا کوئی کام نہیں کیا جاتا، تو اس نماز والے کمرہ میں داخل ہوتے وقت یا باہر نکلتے وقت مسجد کی دعائیں یا اعتکاف کی دعائیں عورتیں پڑھیں تو انہیں اس کا ثواب ملے گا؟ اس

میں خوشبو کرنا اگربتی جلانا کیسا ہے؟ کیا اس کمرہ میں دنیوی باتوں سے احتراز ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورتوں کے لئے وہ کمرہ مسجد کے حکم میں ہے، (اگرچہ یہ شرعی طور پر مسجد نہیں ہے) اس لئے وہاں اعتکاف کی نیت کر سکتے ہیں۔ (طحطاوی) مسجد میں خوشبو سلگانا سنت ہے، اور اس کا ثواب بھی ملے گا، اس کمرہ میں دنیوی باتیں کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۰۲﴾ مسجد کے لئے بذریعۂ بینک گھر خریدنا

سوال: یہاں ایک مسجد کمیٹی نے ضرورت کی وجہ سے مسجد کے پڑوس میں ایک گھر خریدا، جس میں آدھی رقم مسجد کی تھی اور باقی رقم مکان کے مالک کو دینے کے لئے بینک سے سود پر حاصل کی۔ اب اس رقم پر جو سود بھرنا پڑے گا تو کمیٹی کے شرکاء نے یہ طے کیا تھا کہ سود کی رقم مسجد کے خرچ میں سے نہ بھری جائے بلکہ وہ خود اپنی طرف سے بھر دیں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ ایک دو شخص کے پاس یا کچھ لوگوں کے پاس بینک میں اپنی رقم کا سود جمع ہے، تو کیا وہ سود کی رقم مسجد کی سود کی رقم میں دے سکتے ہیں؟ یہ مکان جو مسجد کمیٹی نے خریدا ہے، مسجد سے متصل ہے، اور مسجد والوں کو اس کی ضرورت تھی، لیکن کسی نے قرض حسنہ نہیں دیا، اس لئے مجبوراً بینک سے قرض لینا پڑا، تو برائے کرم اس مسئلہ کا حل شرعی طور پر بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے لئے جو مکان خریدا گیا اس کے لئے سودی معاملہ کیا گیا یہ اچھا نہیں کیا، یہ امر معصیت ہے، پھر بھی اس پر لازم ہونے والے سود کی رقم اگر کچھ لوگوں کی جمع شدہ سود کی رقم سے دی جائے تو کچھ علماء کے قول کے مطابق اس کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۰۳﴾ مسجد کی رقم، مسجد میں ہی استعمال کرنا چاہئے؟

سوال: کچھ مختلف گاؤں کے لوگوں نے مل کر ایک مسجد بنائی، مسجد کی کمیٹی کے ممبر بننے کے لئے داخلہ فیس ۷۵ ڈالر اور سالانہ خرچ کے طور پر ۲۰ ڈالر ادا کرنا طے کیا تھا، اور مسجد کے کچھ ممبران اور صدر اعلیٰ کے پیر صاحب کو جو کہ پاکستان میں رہتے ہیں، مسجد کے افتتاح کے لئے بلائے گئے تھے۔

صدر صاحب نے حساب پیش کرتے وقت لوگوں کو بتایا کہ اگر آپ لوگ راضی ہوں تو پیر صاحب کی ٹکٹ کے پیسے مسجد ہی میں سے بھیجے گئے ہیں، وہ مسجد کے حسابی خرچ میں شمار کر لئے جائیں، اور اگر آپ لوگ برضا ورغبت یہ اجازت نہیں دیتے تو یہ ٹکٹ کے پیسے میں اپنی طرف سے مسجد کو واپس کر دیتا ہوں، کچھ لوگ اس وقت راضی ہو گئے، لیکن کچھ لوگ ناراض تھے، اور جیسے جیسے نئے ممبر بنیں گے ویسے ویسے اور زیادہ پیسے آتے جائیں گے۔

تو کیا صدر صاحب کو یہ حق ہے کہ مسجد کے پیسے اس طرح صرف کر سکیں؟ آنے جانے کی ٹکٹ کا خرچ اندازاً ۲۲۰ یا ۲۲۵ ڈالر تھا، یہ آپ کی اطلاع کے لئے لکھ رہا ہوں، فی الحال میں بھی مسجد کا ممبر ہوں اور میں بھی ناراض ہوں۔ اور صدر صاحب نے سالانہ حسابی رپورٹ پیش کرنے سے پہلے اس خرچ کے لئے کسی سے پوچھا نہیں تھا، اور صدر صاحب نے اس حساب کو پیش کرتے وقت سب ممبروں کو بتایا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کی ممبر فیس اور خرچ کے طور پر عوام نے جو امداد اور چندہ دیا ہے اسے جس مقصد کے لئے لیا گیا ہو اسی میں اس کا خرچ کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اس لئے اس رقم کو مسجد کے تعمیری کام اور روزانہ کے خرچ میں ہی استعمال

کرنا چاہئے، چندہ دینے والوں کی رضامندی کے بغیر دوسرے مقصد میں خرچ نہیں کر سکتے، اگر اس طرح خرچ کیا جائے گا تو متولی ضامن ہوگا۔

صورت مسئولہ میں اراکین کی خوشی کے بغیر متولی صاحب نے جس بزرگ ہستی کو مسجد کی افتتاح کے لئے بلایا اور اس کے لئے مسجد کے پیسے صرف کئے تو اتنی رقم متولی صاحب خود اپنی رقم سے ادا کردیں یا جتنے اراکین راضی تھے وہ سب مل کر اتنی رقم جمع کرادیں۔ (کما فی کتب الفقہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۰۴﴾ مسجد کے کام کے لئے قرض لینا

سوال: مسجد کی آمدنی میں سے کچھ رقم جمع ہے، مسجد کا کوئی بھی کام ہو تو متولی حضرات اپنے پیسوں سے کام کر لیتے ہیں اور جب حساب ہوتا ہے تو متولی حضرات مسجد کی جمع رقم میں سے اپنے خرچ کیے ہوئے پیسے وصول کر لیتے ہیں تو مسجد کی جمع شدہ رقم میں سے اپنے خرچ کئے ہوئے پیسے واپس لینا کیسا ہے؟ ایسا کرنا امانت میں خیانت تو نہیں ہے؟ شرعی مسئلہ بتا کر ممنون فرمائیں

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے کام کے لئے اپنے پاس سے قرض کے طور پر کچھ پیسے دے کر کام کروانا اور پھر مسجد کی جمع شدہ رقم سے حساب کے وقت وصول کر لینا جائز ہے، اس میں خیانت کا شائبہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۰۵﴾ ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد میں صرف کرنا

سوال: ایک شخص نے ایک مسجد کے لئے چندہ کیا، یہ چندہ اتنا کم تھا کہ جس سے مسجد کی ضرورت کی تکمیل نہیں ہوتی تھی، پھر ایک شخص نے سارا خرچ اپنے ذمہ لینے کا وعدہ کیا لیکن

شرط یہ کی کہ دوسری کوئی بھی چندہ کی رقم اس کام میں نہیں لی جائے گی، تو اب جو چندہ وصول کرکے رقم جمع ہوئی تھی اسے کہاں صرف کیا جائے؟ یہ چندہ کی رقم پڑوس کی دوسری مسجد کے تعمیری کام میں خرچ کرنا جائز ہے؟ اور جنہوں نے چندہ دیا ہے ان سے اس دوسری مسجد میں خرچ کرنے کے لئے اجازت لینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ چندہ کسی بھی مسجد کے تعمیری کام کے لئے کیا تھا یا کوئی خاص جگہ کی مسجد کے تعمیری کام کے لئے کیا تھا؟ پہلی صورت میں وہ رقم کسی بھی مسجد کے تعمیری کام میں صرف کر سکتے ہیں، اور دوسری صورت میں چندہ دہندگان کا مقصد پورا نہ ہونے کی وجہ سے از سر نو جب تک ان سے دوبارہ اجازت نہ لے لی جائے دوسری کسی مسجد میں اسے خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز چندہ لینے والے چندہ دہندگان کے وکیل ہوتے ہیں، جو مؤکل کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتے۔

﴿۱۰۰۶﴾ مسجد کے تعمیری کام کی رقم مسجد کے روزانہ کے خرچ میں استعمال کر سکتے ہیں؟

سوال: ہماری مسجد کے تعمیری کام کا چندہ افریقہ، یوکے، پناما، کنیڈا وغیرہ ممالک میں ہوا تھا، وہاں کے ملکی قوانین کی تکلیف کی وجہ سے چندہ کی رقم ایک ساتھ بھیجی نہیں جا سکتی، ہر ملک سے تھوڑی تھوڑی رقم ہمیں انڈیا میں ملتی رہتی ہے، اس آنے والی رقم سے مسجد کا تعمیری کام جاری ہے، فی الحال تاجروں کے ساتھ حساب و کتاب ہوا نہیں ہے، جب کام جاری ہوگا تو تاجر حضرات جمع شدہ رقم پر مال بھیجتے رہتے ہیں۔

ان حالات میں چندہ وصول کرنے والے اور چندہ دینے والے حضرات کا کہنا ہے: کہ ہمارے روپے مسجد کے تعمیری کام میں ہی صرف ہونے چاہئیں، اگر تعمیری کام میں

ہمارے پیسے خرچ نہیں ہوئے تو ہمیں ثواب نہیں ملے گا۔

مسجد کے چندہ میں کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ تعمیر کے اندازاً خرچ سے چندہ کی رقم کبھی بڑھ جاتی ہے اور کبھی کم ہو جاتی ہے، اگر کم پڑ جاتی ہے تو پھر سے جھولی پھیلانی پڑتی ہے، اور اگر بچ جاتی ہے تو مسجد کے شیئرز، زمین، بلڈنگ خرید کر مسجد کے رنگ وروغن، صفائی، مؤذن کی تنخواہ کے لئے آمدنی کے ذریعہ کے طور پر لگائی جاتی ہے۔ مسجد کے تعمیری خرچ کے لئے بھیجی گئی رقم تاخیر سے ملے تو ان امور میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس سے ثواب میں کوئی کمی ہوگی؟ کیا جو پیسے بچ جائیں وہ چندہ دہندگان کو واپس کر دیئے جائیں؟ کیا یہ ضروری ہے؟ یا ان پیسوں سے مسجد کے روزانہ خرچ کی آمدنی کے لئے کچھ انتظام کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے تعمیری کام کے لئے کئے جانے والے چندہ کی رقم اولاً تعمیری کام میں یا اس کے لئے جو رقم باقی ہو اسے ادا کرنے میں خرچ کرنا چاہئے، اس کے بعد جو رقم فاضل ہو اسے مسجد کے روزانہ کے خرچ میں بھی استعمال کرنے کی گنجائش ہے، اور یہ چندہ دہندگان کے مقصد کے خلاف نہیں سمجھا جائے گا، اس لئے کہ یہ رقم واپس کر دینا ضروری نہیں ہے۔ اور اس سے دینے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔ (درمختار مع الشامی: ۳/۲۷۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۰۷﴾ تعمیر مسجد کے لئے کئے جانے والے چندہ کی رقم دوسری مسجد میں خرچ کرنا

سوال: ایک جگہ تعمیر مسجد کے لئے چندہ کر کے پیسے جمع کئے گئے، اب اس جگہ کے پاس رہنے والے مسجد بنانے نہیں دیتے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب اس جگہ مسجد بنا مشکل ہے، تو یہ چندہ سے جمع کی ہوئی رقم اور اس کے لئے وصول شدہ رقم کا کیا کیا جائے؟ یہ پیسے

دوسری مسجد میں جہاں ضرورت ہو خرچ کر سکتے ہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... چندہ کرتے وقت کسی خاص جگہ کی وضاحت کر کے چندہ جمع کیا گیا ہو تو وہ رقم چندہ دہندگان کے مقصد کے مطابق ہی صرف کرنا ضروری ہے۔ اور دوسری جگہ صرف کرنے کے لئے چندہ دینے والے کی ازسرنو اجازت لینا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ:۴۰۵)۔ اور کسی خاص جگہ کی صراحت کے بغیر صرف تعمیر مسجد کے لئے چندہ کیا ہو تو دوسری مسجد میں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم وغیرہ)

﴿۱۰۰۸﴾ مسجد و مدرسہ کا اجتماعی چندہ کس طرح استعمال کیا جائے؟

سوال: مسجد و مدرسہ کے نام پر اجتماعی چندہ کیا ہو تو اسے صرف مدرسہ میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر استعمال نہیں کر سکتے تو تقسیم کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: مسجد و مدرسہ کا اجتماعی چندہ کیا گیا ہو اور دینے والے نے چندہ دیتے وقت وضاحت کر دی ہو کہ اسے صرف مدرسہ کے کام میں لینا ہے یا صرف مسجد کے لئے دیا ہو تو اس کے کہنے کے مطابق اسی وقف میں اسے استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور اگر کسی طرح کی وضاحت نہ کی ہو تو وہ چندہ مسجد، مدرسہ دونوں کا شمار ہوگا، اور نصف نصف تقسیم ہوگا۔ جیسے مبہم وصیت میں نصف نصف تقسیم ہوتا ہے۔ (درمختار، فتاویٰ دارالعلوم ۶۰ ۲)۔ مسجد کے پیسے اور مسجد کے لئے وقف کی گئی اشیاء کا مدرسہ میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۰۹﴾ مسجد کے لئے چندہ کی گئی رقم سے میموریل ہال بنانا جائز ہے؟

سوال: ہمارے محلہ میں مسجد بنانے کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں، چندہ میں کچھ رقم جمع

ہوئی ہے لیکن وہ مسجد بنانے کے لئے کافی نہیں ہے، یہاں تک کہ اس سے مسجد کے لئے زمین تک خریدی نہیں جاسکتی، دوسری رقم کے جمع کرنے میں کافی وقت لگ سکتا ہے، حال میں جو رقم جمع ہوئی ہے وہ ویسے ہی غیر مستعمل پڑی ہے، دن بدن روپے کی قیمت بھی گھٹ رہی ہے اور چیزوں کی قیمت بڑھ رہی ہے، اس لئے وہ رقم بینک میں رکھ چھوڑنے کے بجائے اس سے محلہ کے باہر ایک پلاٹ خرید کر رکھ سکتے ہیں؟

(۱) مستقبل میں جب مسجد کے لئے محلہ میں مناسب جگہ ملے تو یہ پلاٹ بیچ کر اس رقم کو مسجد میں استعمال کر لی جائے گی۔ (۲) فی الحال محلہ میں بلکہ پورے شہر میں شادی وغیرہ کے موقعوں پر مہمانوں کے اترنے کے لئے، کھانا بنانے کے لئے یا کھانا کھلانے کے لئے مسلمانوں کے پاس کوئی ہال یا جگہ وغیرہ نہیں ہے، اور غیر مسلم اپنا ہال مسلمانوں کو کرایہ پر نہیں دیتے، اس لئے ایسے موقعوں پر بہت تکلیف ہوتی ہے، اور زیادہ تر لوگوں کو باہر شامیانے میں کھلانے کے لئے بٹھانا پڑتا ہے، جو قیل وقال کا سبب بنتا ہے، اس لئے ہم کومن ہال بنانے کی بھی کوشش کر رہے ہیں، اگر اس میں کامیابی ملے تو مذکورہ پلاٹ اس کام میں بھی استعمال میں لا سکتے ہیں، اس لئے کہ وہ پلاٹ محلہ سے باہر لیکن قریب میں ہے، اور لب سڑک اہم مقام پر ہے، جب اس کا کامن ہال کے طور پر استعمال کیا جائے تو اس کی مناسب رقم طے کر کے مسجد کو ادا کر کے مسجد سے وہ پلاٹ خرید لیا جائے، تو اس طرح اور اس نیت سے مسجد کے لئے چندہ کی گئی جمع شدہ رقم سے حال میں مذکورہ پلاٹ خرید سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں شرعی تفصیلات بتا کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... تعمیر مسجد کے لئے چندہ کر کے جو رقم جمع کی گئی ہے، تو یہ

رقم دینے والوں نے اپنی طرف سے تعمیر مسجد میں اس رقم کے خرچ کرنے کا آپ کو وکیل بنایا ہے، اس لئے یہ رقم چندہ دینے والوں کی ہدایت کے مطابق تعمیر مسجد میں ہی صرف کرنی چاہئے، اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، اگر دوسرے کاموں میں خرچ کی گئی تو خرچ کرنے والے ضامن ہوں گے۔ (امداد الفتاوی:۲/۵۰۲، فتاوی رشیدیہ:۴۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۱۰﴾ مسجد کے لئے خریدی گئی زمین پر امام یا مؤذن کا مکان بنانا

سوال: ہماری سوسائٹی نے ایک جگہ اس لئے رکھی تھی کہ قریبی زمانہ میں ضرورت پڑنے پر وہاں مسجد بنائیں گے، ساتھ میں امام ومؤذن کا مکان بھی بنائیں گے، سوسائٹی نے ابھی تک اس جگہ پر کوئی تعمیر نہیں کی ہے، اور وہ زمین ایسے ہی خالی پڑی ہوئی ہے، اور یہاں قریب میں ایک مسجد بن گئی ہے، اب سوسائٹی کو مسجد بنانے کی ضرورت نہیں رہی۔ تو اب سوال یہ ہے کہ اس زمین پر قریب والی مسجد کے خدمت گزاروں (امام ومؤذن) کے لئے مکان بنانے کے لئے سوسائٹی انہیں دے دیں تو اس میں کچھ حرج تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... سوسائٹی نے مسجد بنانے کے لئے زمین خریدی یا مسجد کی نیت سے زمین کو فارغ کر کے وقف کیا تو زمین وقف ہوگئی لیکن اس پر نماز پڑھی نہیں اس لئے وہ جگہ شرعی مسجد کے حکم میں نہیں آئے گی، اس لئے اس جگہ کو قریب کی مسجد کے پیش امام یا مؤذن کی رہائش گاہ کے طور پر مکان تعمیر کرنے کے لئے استعمال میں لا سکتے ہیں۔

﴿۱۰۱۱﴾ مسجد میں جماعت خانہ کے دائیں بائیں آگے پیچھے کچھ جگہ چھوڑنا کیسا ہے؟

سوال: ہماری بستی میں مسجد بنانی ہے، اور اس مسجد میں جماعت خانہ کے دائیں بائیں،

آگے پیچھے کچھ جگہ چھوڑنے کا ارادہ ہے، تو کیا اس جگہ میں جماعت ہو سکتی ہے؟ اور یہ جگہ چھوڑنا درست ہے یا نہیں؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے جماعت خانہ کے لئے جگہ متعین کر کے اس کے دائیں بائیں جگہ چھوڑی جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اور ضرورت کے وقت وہاں جماعت کے ساتھ نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۱۲﴾ تعمیر مسجد کے لئے سودی رقم کا استعمال

سوال: ہم یعنی جامع مسجد کی تعمیر کمیٹی کے ممبران آپ کو اطلاع دے رہے ہیں کہ ہم نے بتاریخ ۲۲/۷/۸۳ مطابق ۱۱/ شوال ۱۴۰۳ھ کو ہماری اس وقت کی مسجد کی متصل زمین پر باقاعدہ جامع مسجد کی بنیاد علماء کرام کے مبارک ہاتھوں سے ڈلوائی، مسجد کا کل تعمیری خرچ اندازاً ۲،۳۵،۰۰۰ روپے ہے، اس میں اول مرحلہ میں باہر کی دیواریں اور کھڑکیوں، دروازوں اور چھت کا کنٹریکٹر ۱،۷۰،۰۰۰ روپے میں دیا ہے، اور اللہ کے فضل سے یہ کام ۲/ اگست سے شروع ہو چکا ہے، اور فی الحال جاری ہے۔ اس کام کے ختم ہونے پر دوسرے مرحلہ کا کام یعنی اندر کی تمام ضروریات مثلاً: وضو خانہ، بیت الخلاء، بجلی، اندر کی کھڑکیاں دروازے، چھت، صحن اور سیلینگ وغیرہ کا کنٹریکٹر دیا جائے گا، جس کا اندازاً خرچ ۶۰،۰۰۰ آج کے حالات میں کہا جا سکتا ہے۔

اول مرحلہ کے کام کو شروع کرنے کے وقت بھی ہمارے پاس ضروری روپے نہیں تھے، لیکن اللہ کے بھروسے پر اور علماء کرام کے مشورہ سے اللہ کے گھر کا مبارک کام شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ ہی سے امید ہے کہ وہ کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے، آپ سے بھی دعا

کی گزارش ہے۔

اب یہ بات ذہن نشیں کرلیں کہ اس تعمیر کے لئے کچھ رقم ہمارے پاس پچھلے پانچ سالوں سے جمع تھی، جو بینک میں رکھی ہوئی ہونے کی وجہ سے اصل رقم کا سود اور سود کا سود ملا کر خاصی بڑی رقم ہوگئی ہے، اب چندہ سے جمع کی گئی رقم سے ہر ماہ کونٹراکٹر کو جتنا کام اس نے کیا ہو اس کے مطابق پیسے دیے جاتے ہیں، ہمارا چندہ بھی جاری ہے، لیکن خدانخواستہ ایسے حالات آجائیں کہ ہمارے پاس سود کی رقم کے علاوہ کوئی رقم پاس میں نہ رہے اور اخراجات پورے نہ ہوسکیں اور ہمیں سود کی رقم استعمال کرنی پڑے تو اس بارے میں ہم شرکاء کی طرف سے کچھ سوالات ہیں جن کا جواب شرعی طور پر بتا کر ممنون فرمائیں۔

ہمارے پاس حال میں سود کے ماسوا جو رقم ہے، اس کے ختم ہونے پر مسجد کے اخراجات کا بل سود کی رقم سے ادا کردیا جائے اور اس درمیان چندہ سے حاصل ہونے والی رقم کو سود والی رقم میں واپس جمع کرادیں، اگر اس کی اجازت ہو تو مسجد کے اول مرحلہ کا کام بآسانی مکمل ہوسکتا ہے، اور قرض حسنہ کی تلاش کی ضرورت بھی نہ رہے، کیا اس کے لئے شریعت کی طرف سے کوئی گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، اور قرآن شریف اور احادیث میں اس پر بکثرت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اس لئے ایک مسلمان کو ایسے کاموں سے اور ایسے کاموں کی طرف لے جانے والے کاموں سے بھی اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ اور خاص کر مسجد جیسی مقدس جگہ اور تعمیر کے لئے تو حلال رقم ہی استعمال کرنی چاہئے، حدیث شریف کے فرمان کے مطابق "اللہ طیب و یقبل الطیب" اللہ تعالیٰ طیب ہے اور طیب و

پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے۔ اس لئے سود کی رقم بینک سے اٹھا کر اس رقم سے فائدہ حاصل کرنا سود کے استعمال کرنے کے مترادف ہی ہے، اس لئے سود کی رقم سے تعمیر کے بل ادا کئے جائیں یا وہ پیسے قرض لے کر استعمال کئے جائیں بہر صورت ناجائز ہے۔

سوال میں مذکورہ حالات اللہ کرے پیدا نہ ہوں، اور خدانخواستہ ایسے حالات آجائیں تو قرض لے کر وہ بل ادا کئے جائیں۔ سود کی حرمت پر فرمان خداوندی ہے: یـا ایـهـا الذین آمنوا لا تاكلوا الربوا اضعافا مضاعفة و اتقوا الله لعلكم تفلحون۔ (آل عمران) و احل الله البيع و حرم الربوا۔ (البقرة: ۲۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۱۳﴾ تعمیر مسجد کے لئے سود کی رقم رہن رکھ کر حلال رقم حاصل کرنا

سوال: یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ مسلمان بھائی اپنی حلال رقم مسجد کے تعمیری خرچ کے لئے قرض کے طور پر دینے کے لئے راضی ہو جائیں، لیکن اس کے لئے ضمانت مانگتے ہیں، ان حالات میں مسجد کی تعمیر کمیٹی سود کی رقم ضمانت کے طور پر دے دیں اور جب اتنی رقم چندہ سے وصول ہو جائے تو سود کی رقم واپس لے کر چندہ کی رقم قرض خواہ کو دے دیں، تو کیا یہ طریقہ شرعی رو سے صحیح ہے؟ شریعت میں اسکی گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس شخص کے پاس یا بینک میں سود کی رقم جمع ہے، وہ سود کی رقم وہیں رہنے دیتے ہوئے، وہاں سے اٹھائے بغیر اگر اس رقم سے ضمانت دیں اور اس سے حلال رقم قرض کے طور پر حاصل کی جائے اور وہ رقم تعمیر مسجد میں صرف کی جائے تو یہ جائز ہے، لیکن اگر وہ سود کی رقم بینک یا جس شخص کے پاس ہو اس سے حاصل کر کے اسے رہن کے طور پر رکھ کر اس کے بدلے حلال رقم لے کر تعمیر مسجد میں صرف کی جائے تو اس سے

تعمیر مسجد تو حلال رقم سے ہونے کی وجہ سے اس صورت میں کوئی کراہت نہیں آئے گی۔ مسجد کی تعمیر کمیٹی مسجد کی رقم کا سود ضمانت کے طور پر بتا کر حلال رقم کو قرض کے طور پر حاصل کر کے مسجد کے تعمیری کام میں صرف کرے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۱۴﴾ مسجد کی سودی رقم قرض دے کر اس کے عوض حلال رقم حاصل کر کے اسے تعمیر مسجد میں صرف کرنا

سوال: مسجد کی تعمیری کمیٹی کے اراکین مسجد کی سودی رقم کچھ مسلمان بھائیوں کو قرض کے طور پر دے، اور پھر ان سے ان کی حلال رقم سے قرض وصول کرے، تو اس حاصل ہونے والی رقم کو مسجد کے تعمیری کام میں صرف کر سکتے ہیں، خلاصہ یہ کہ اس حیلہ سے رقم حلال ہو جائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود کی رقم واجب التصدق ہے، اس لئے صورت مسئولہ میں قرض دینے سے حیلہ نہیں ہو جاتا، حیلہ صحیح ہونے کے لئے مالک بنا کر دوبارہ نہ لینے کی شرط کے ساتھ دینا ضروری ہے۔ (اشباع الکلام من المال الحرام)

﴿۱۰۱۵﴾ مسجد کی سودی رقم آرکیٹیکٹ، اسٹرکچرل انجینئر وغیرہ کو اجرت کے طور پر دینا

سوال: ایک نئی تعمیر ہونے والی مسجد کے پلان (نقشہ) کے لئے ایک آرکیٹکٹ یعنی مسجد کا نقشہ بنانے والا، ایک کانٹیٹی سرویر یعنی کس کس چیز کی کہاں کتنی ضرورت ہوگی؟ اور اندازاً اس کا خرچ کتنا ہوگا اور ہر ماہ کنٹریکٹر کی طرف سے آنے والے بل کی جانچ کرنے والا اور ایک اسٹرکچرل انجینئر جس کا کام عمارت کی مضبوطی کی جانچ کرنا ہوتا ہے مسجد نے رکھے ہیں۔ یہ تینوں غیر مسلم ہیں، ان تینوں کی اجرت الگ الگ ہوتی ہے، اور کنٹریکٹر سے طے

ہوئی رقم کے علاوہ انہیں رقم دینی ہوتی ہے۔ تو ان تینوں کی اجرت سود کی رقم سے دی جائے تو کیا اس کی شریعت میں گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... مذکورہ تینوں افراد اپنی اجرت اور معاوضہ کے طور پر طے شدہ رقم کے حقدار ہیں، اس لئے سود کی رقم سے ان کی اجرت دینا جائز نہیں ہے۔

﴿۱۰۱۶﴾ مسجد کا صحن فروخت کرنا جائز ہے؟

سوال: ہمارے یہاں پُرانے زمانہ کی ایک وقف شاہی مسجد ہے، جس میں ۱۱۰۰ مربع فیٹ کا تعمیری کام ہے۔ بشمل ہذا: جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے جماعت خانہ ہے (۲) کھلا صحن ہے (۳) وضو کے لئے حوض ہے، جو غیر مستعمل ہے (۴) آٹھ پرانی قبریں ہیں (۵) بارہ پرانی قبریں ہیں۔ (۶) مؤذن صاحب کے رہنے کے لئے حجرہ ہے۔

اب مسئول بہ امر یہ ہے کہ ایک متولی نے اس مسجد کا کھلا ہوا صحن کچھ لوگوں کو فروخت کر دیا ہے، تا کہ وہ اپنے رہنے کے لئے وہاں مکان بنا سکیں تو......

(۱) مسجد کی تعریف کیا ہے؟ (۲) صحن اور جماعت خانہ میں کچھ فرق ہے؟ (۳) اس طرح کی بیع صحیح ہے؟ مفصل مدلل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......

(۱) مسجد اس جگہ اور مکان کو کہتے ہیں جسے کسی مسلمان نے فرض نماز پڑھنے کے لئے وقف کر دیا ہو۔ اور اپنی ملکیت سے خارج کر کے اللہ کی ملکیت میں دے دیا ہو، خواہ اس جگہ پر کوئی عمارت بنی ہوئی ہو یا نہ ہو، اس کا ہر جزء مسجد کہلائے گا۔ اور مسجد کے تمام احکام اس پر

عائد ہوں گے۔ جیسا کہ فتاوی دار العلوم: ۵، ۲۵۴/۶ پر ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے:

"مسجد شرعی وہ ہے کہ کوئی ایک شخص یا چند اشخاص اپنی مملوکہ زمین کو مسجد کے نام پر اپنی ملکیت سے جدا کر دیں، اور اس کا راستہ شاہ راہ عام کی طرح کھول کر عام مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دیں، جب ایک مرتبہ اذان اور اقامت کے ساتھ اس جگہ میں نماز پڑھ لی جائے تو یہ جگہ مسجد ہو جائے گی۔ (امداد الفتاوی: ۵۵۵/۲، طحطاوی علی الدر ۵۳۶/۲، فتاوی قاضی خان)

اصطلاح میں مسجد کے احاطہ میں جو بھی جگہ ہو اس پورے احاطہ پر مسجد کا اطلاق ہوتا ہے۔ بارش، سردی سے حفاظت کے لئے جو تعمیر والا مسقف حصہ ہوتا ہے اسے فقہاء شطوی مسجد اور ہم جماعت خانہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور مسجد کے مسقف حصہ کے علاوہ جو کھلی جگہ ہوتی ہے جہاں فرش وغیرہ لگا ہوا ہوتا ہے، جہاں سردی و گرمی وغیرہ میں نماز اور جماعت بھی کی جاتی ہے وہ حصہ بھی جماعت خانہ میں داخل ہے، شرعی اصطلاح میں اسے مسجد صیفی کہتے ہیں۔

اور وہ حصہ جو سنن و نوافل وغیرہ پڑھنے اور مسجد کی دیگر ضروریات میں استعمال ہوتا ہے جسے صحن کہتے ہیں، اس حصہ کا حکم ادب ملحوظ رکھنے کے باب میں پہلے والے حصہ سے کم ہے، اور اس کے علاوہ وہ حصے جہاں وضو خانہ، پیشاب خانہ، امام و مؤذن کے رہائش کے حجرے وغیرہ اور اس چہار دیواری میں اس کے علاوہ جو بھی جگہ ہو اسے فناء مسجد کہتے ہیں۔ کفایت المفتی: ۳۴/۷ پر ہے کہ "صحن مسجد کا اطلاق دو معنوں پر کیا جاتا ہے"

(۱) اول مسجد کے اس غیر مسقف حصہ کو صحن کہتے ہیں جو مہیأ للصلوۃ ہوتا ہے، یعنی نماز و جماعت ادا کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے، لیکن بغیر چھت کے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(ب) اس حصہ کو بھی صحن کہہ دیتے ہیں جو موضع مہیأ للصلوۃ کے مسقف اور غیر مسقف حصہ کے بعد خالی زمین یا فرش کی صورت میں چھوڑ دیا جاتا ہے، مگر وہ نماز و جماعت کے لئے نہیں بنایا جاتا ہے۔

اول معنیٰ کے لحاظ سے صحن تو مسجد ہی کا ایک حصہ ہے، اور اس کے احکام مسجد کے احکام ہیں۔

اور دوسرے معنیٰ کے لحاظ سے صحن ایک علیحدہ چیز ہے یعنی اگر چہ مسجد کے ساتھ وقف ہونے میں شامل ہے مگر مسجد کے آداب و احکام اس کے لئے ثابت نہیں، اس میں جوتیاں پہن کر جانا، جنابت کی حالت میں گزرنا جائز ہے۔ خلاصہ یہ کہ وقف کے حکم میں ان دونوں جگہوں کا حکم یکساں ہے، البتہ آداب کی رعایت کے باب میں دونوں میں کچھ فرق ہے۔

و الفناء تبع المسجد فيكون حكمه حكم المسجد، كذا في محيط السرخسي۔ (عالمگیری: ٤٦٢)۔

امداد الفتاویٰ ص: ۵۶۵ پر مفصل مرقوم ہے کہ: حنفی مسلک میں بھی صحن مسجد ہی کے حکم میں داخل ہے، اور فناء مسجد میں بھی ایسا کام کرنا جو مسجد کے مقصد اصلی میں مخل ہو جائز نہیں ہے، بحر اور طحطاوی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

لا يجوز لقيم المسجد ان يبنى حوانيت فى حد المسجد او فنائه الخ (بحر: ٢٦٩/٥، طحطاوى: ٥٣٦/٢)

مسجد کے احاطہ میں جو بھی جگہ ہوتی ہے وہ وقف ہوتی ہے، کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، متولی اور ذمہ دار حضرات اس کی دیکھ بھال وغیرہ کرنے کا حق رکھتے ہیں، اس لئے ایسی وقف زمین کے بیچنے کا ان کو کوئی حق نہیں ہے، پھر بھی کوئی خلاف قاعدہ ایسی وقف زمین کو بیچ دے، تو یہ

بیع باطل ہے اور غیر معتبر ہے، اس لئے مشتری کی تملیک میں وہ چیز داخل نہیں ہوگی۔ (در مختار مع الشامی: ۳/۳۹۴)

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے: و فی فتاویٰ النسفی بیع عقار المسجد لمصلحۃ المسجد لایجوز و ان کان بامر القاضی و ان کان خراباً فاما بیع النقض فیصح الخ (٤/٤٢٥) و فی الجامع الصغیر: و قال محمد لا یباع، و لا یوھب و یورث الخ۔ (ص:۲۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۱۷﴾ مسجد ومدرسہ اور دوسرے مذہبی اداروں کے ماہانہ خرچ کی ذمہ داری لینا ثواب جاریہ کا سبب ہے۔

سوال: ہمارے دادا، پردادا، مسجد اور مدرسہ کی جائداد بنا کر اس کی آمدنی سے اس کا خرچ نکالتے تھے، لیکن آج کے دور میں کرایہ داروں سے معاملہ کرنا بڑا ہی مشکل ہو گیا ہے، اور جماعت کی ملکیت والے مکانات خالی رہتے ہیں، اس لئے جماعت کی آمدنی کے لئے شیئرز، سرٹیفکیٹ خرید کر جماعت کی آمدنی کا ذریعہ بنانے کا ارادہ ہے۔ اور دیہات وشہر کے لوگوں کو دیہات یا شہر میں کئے جانے والے چندہ کو بالکلیہ بند کرنے کی ترغیب دی جائے، ایسے کسی طریقہ کے بارے میں رہنمائی فرمائیں۔

مثلاً: مسلم انویسٹ منٹ کارپوریشن کی بنیاد ڈال کر جس گاؤں یا شہر کی مسجد ومدرسہ چلانے کے لئے آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ ہو وہ گاؤں اور شہر والے کچھ رقم انویسٹ کر کے اس کا جو ڈیویڈنڈ حاصل ہو اس سے اس کا خرچ چلائیں، یا کارپوریشن جہاں مکانات کی ڈیمانڈ زیادہ ہو اور اچھا کرایہ آتا ہو ایسی جگہ مکان بنائے اور کرایہ پر دے اور انویسٹ کرنے والوں کو اس کرایہ کے نفع سے حصہ دیا جائے، تا کہ گجرات کے بہت سے دیہات وشہر کے

مسجد و مدرسے آسانی سے چل سکیں، اور آنے والی امت دینی و دنیوی تعلیم حاصل کر سکے، گجرات کے کونے کونے کے مدرسوں کا نظام بآسانی چلایا جا سکے، علماء کی تنخواہوں کا معیار یکساں رہ سکے، ایسے کثیر فائدے یہ کارپوریشن کر سکتی ہے۔ اگر کچھ نہ ہو سکے تو کارپوریشن ’’یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا‘‘ کو لکھ سکتی ہے کہ مسلم قوم تمہارے یونٹ میں اس لئے پیسے نہیں روکتی کیونکہ اس میں منافع کی جگہ انٹرسٹ یعنی سود لکھا ہوا ہے، اگر آپ اس لفظ کو بدل کر اس کی جگہ ڈیویڈنڈ لکھ دو تو مسلمان اور مسلم جماعت اس میں اچھی خاصی رقم روک سکتی ہے، لہذا یہ طریقہ شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟ اس کے شرعی حکم سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد، مدرسہ یا دوسرے مذہبی اداروں کے ماہانہ خرچ کے لئے کسی جائز صورت کا انتظام کرنا کار خیر اور ثواب جاریہ کا سبب ہے۔ اور یہ کام کرنا ضروری بھی ہے۔ لیکن اس کے لئے سائل کا بتایا ہوا طریقہ صحیح نہیں ہے۔ شرعی نقطۂ نظر سے اس میں کچھ خرابیاں ہیں، جیسا کہ مسجد کی وقف اشیاء یا مدرسہ کی وقف اشیاء کو ایک دوسرے کے کام میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ دونوں کے مقصد الگ الگ ہیں اور دونوں الگ الگ مستقل علیحدہ علیحدہ وقف ہیں۔ نیز کرایہ کی کمی کی وجہ سے اس تعمیر کو بیچ کر اس سے شیئرز وغیرہ خریدنا یہ بھی جائز نہیں ہے، صرف ان وجوہ سے وقف کی ملکیت بیچی نہیں جا سکتی۔

البتہ دوسری کسی آمدنی یا بقایا یا چندہ کی رقم سے آرڈینری شیئرز خرید کر آمدنی کا ذریعہ بنانا منع بھی نہیں ہے، اور وہ آمدنی بھی حلال ہے۔ ’’یونٹ ٹرسٹ انڈیا‘‘ کو ایسا کہنا کہ انٹرسٹ لفظ کی وجہ سے مسلم قوم پیسے نہیں روکتی اس کی جگہ ڈیویڈنڈ لفظ ہو تو مسلم قوم پیسے روک سکتی ہے، یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔ اصل حرمت اس کے سود اور سودی کاروبار کی وجہ سے ہے، جس سے اللہ و رسول نے بہت سخت الفاظ میں وعید بیان فرمائی ہے۔ اس لئے مذکور یونٹ میں سودی

کاروبار یا لین دین ہوتی ہو تو اس آمدنی کو ڈیویڈنڈ لکھا جائے یا انٹرسٹ کا نام دیا جائے دونوں صورتوں میں وہ ناجائز اور حرام ہے۔

دینی و مذہبی جگہوں کو اپنی مال و جائداد سمجھ کر اس کی حفاظت اور اس کا اچھا انتظام کیا جائے اور اپنی ذاتی دشمنی کو مسجد و مدرسہ یا اجتماعی کام میں داخل نہ کیا جائے اور خوشی و غمی کے موقعوں پر اپنی بڑائی جتانے کے ارادے سے کیئے جانے والے بڑے خرچوں کو کم کر کے مسلم قوم بہت کچھ کر سکتی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۱۸﴾ مسجد و مدرسہ کی چیز کو ضائع ہو جانے کے ڈر سے فروخت کرنا جائز ہے؟

سوال: ہماری سنی جماعت نے مجھے پرانے مدرسہ کے کباڑ خانہ سے کچھ لکڑیاں دی ہیں جس سے ایک گھر بنایا جا سکے بطور ہدیہ دی تھی، زمین سرکار کی طرف سے ملی ہے، باقی خرچ دوسرے گاؤں سے ملا ہے۔تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ پرانے مدرسہ کی کباڑیاں اور لکڑیاں جو مجھے ہدیہ کے طور پر ملی ہیں ان کو استعمال کرنا میرے لئے جائز ہے؟ اگر نہیں ہے تو مجھے کتنی قیمت جمع کروانی پڑے گی؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلما...... مسجد و مدرسہ یا اس کی اشیاء وقف ملکیت شمار کی جاتی ہے، وہ کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، اس لئے متولی یا ذمہ دار کا اس میں سے کوئی چیز بطور ہدیہ دے دینا جائز بھی نہیں ہے۔

اس لئے صورت مسئولہ میں مذکورہ لکڑیوں کو اولاً مسجد و مدرسہ کی ضرورتوں میں ان کو استعمال کیا جائے یا حفاظت سے رکھ دیئے جائیں کہ جب ان کی ضرورت ہو استعمال کیئے جا سکیں، البتہ اس طرح رکھنے میں اس سامان کے گم ہو جانے یا خراب ہو جانے کا

اندیشہ ہو تو انہیں فروخت بھی کر سکتے ہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں متولی اور جماعت کے پاس سے رقم متعین کر کے خرید نا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۱۹﴾ مسجد کی وقف اشیاء غیر مسلم کو بیچنا

سوال: ہمارے یہاں مسجد ہے، جو بہت پرانی اور خستہ حالت میں ہے، اسے شہید کر کے از سر نو بنانے کا ارادہ ہے، اس مسجد کو شہید کرنے پر اس کا کباڑ مثلاً: ستون، تختے، نالے، ڈنڈے، چھپر وغیرہ نکلے گا، اس کا کیا کیا جائے؟ اس کی اب نئی تعمیر ہونے والی مسجد میں کوئی ضرورت نہیں ہے، اگر اسے فروخت کرنا جائز ہو تو اگر اسے کوئی غیر مسلم بھائی خریدے اور اسے بیت الخلاء وغیرہ خراب جگہ میں استعمال کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟
دوسرے کسی غریب گاؤں کی مسجد میں دینا جائز ہے؟ اور بیچنے کی صورت میں قیمت کا مصرف کیا ہے؟ جماعت خانہ کی دیوار اور چھت کا کیا کیا جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پرانی مسجد کی جو اشیاء قابل استفادہ ہوں انہیں نئی مسجد میں استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور اگر حال میں یا مستقبل میں کبھی اس کی ضرورت نہ پڑنے والی ہو، یا تب تک کے لئے اسے حفاظت سے رکھنا دشوار ہو تو اسے بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں استعمال کرنی چاہئے تا کہ وقف کا مقصد مکمل ہو۔

صورت مسئولہ میں بہتر یہ ہے کہ اس کباڑ کو بیچ دیا جائے، اور مسلمان ہی ایسی متبرک اشیاء خریدیں اور ان کے پیسے مسجد میں استعمال کئے جائیں، باقی کسی دوسرے شخص کو یہ چیزیں بیچی جائیں اور وہ بیت الخلاء وغیرہ میں انہیں استعمال کرے تو اس سے بیچنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔ (شامی، فتاویٰ دار العلوم وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۲۰﴾ مسجد کی آمدنی مدرسے کے کام میں خرچ کرنا جائز ہے؟

سوال: مسجد مالدار ہے اور مدرسہ غریب ہے، تو کیا مسجد کی آمدنی مدرسہ میں لے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد کی آمدنی مدرسہ میں خرچ نہیں کر سکتے۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۲۱﴾ ایصال ثواب کے لئے پیسے دینی تعلیم میں دینا بہتر ہے یا مسجد و مدرسہ کے تعمیری کام میں دینا؟

سوال: اپنے ایصال ثواب کے لئے (دائمی وقف) زمین، مکان یا نقد روپئے مدرسہ (دینی تعلیم) کے لئے دینا بہتر ہے یا مسجد کی تعمیر کے لئے یا دوسرے کسی کام کے لئے دینا بہتر ہے؟ افضل کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو وہاں خرچ کرنا چاہئے۔ باقی مسجد و مدرسہ دونوں میں دینے سے ثواب تو ملے گا ہی، کمی بیشی اخلاص اور ضرورت کے مطابق گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۲۲﴾ ٹرسٹ و کمیٹی کا رکن بنانے کی شرط پر چندہ دینا

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد جس کا نام "اسٹیشن مسجد" ہے، جمعہ عیدین اور چھٹی کے موقعوں پر مصلیوں سے بھر جاتی ہے، جگہ کی تنگی ہو جاتی ہے، اس لئے اسے بڑی بنانے کی ضرورت ہے، ایک نیک دل صاحب اس کے لئے ایک سے ڈیڑھ لاکھ تک کا خرچہ دینے کے لئے تیار ہے، لیکن ان کی شرط یہ ہے کہ ٹرسٹ و کمیٹی میں باقاعدہ ان کے تین

ٹرسٹیوں کو لیا جائے، اس طرح مشروط سخاوت کے قبول کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ شخص اہل سنت والجماعت کے عقائد کا حامل ہو، اور صرف اچھا نظم چلانے کے لئے ہی یہ شرائط رکھی ہوں اور مستقبل میں اس کے وقف پر قابض ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے، ان کے پیسوں سے مسجد فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۵۱۴/۲) فقط واللہ اعلم

﴿۱۰۲۳﴾ دینی اداروں میں حلال رقم دینی چاہئے۔

سوال: ایک ٹرسٹ ہے، جس کے شرکاء ہندو اور مسلمان دونوں ہیں، ان شرکاء کا ایک کاروبار پکچر (فلم) دکھانے کا بھی ہے، اور ٹرسٹ کی ایک ذاتی تجارت ہے، اور وہ لوگ پکچر (فلم) سے حاصل ہونے والی رقم اور ذاتی تجارت سے حاصل ہونے والی رقم دونوں کو ساتھ ہی رکھتے ہیں، اور اضافی رقم ٹرسٹ میں جمع کراتے ہیں۔ اس ٹرسٹ کا ایک کام یہ بھی ہے کہ ہر ایک عام تعلیمی ٹرسٹ میں امداد کے طور پر للہ رقم سے مدد کرتے ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ٹرسٹ ہو، تو مذکورہ امداد کی رقم مدرسہ کی عمارت یا دار الاقامہ کی تعمیر میں استعمال میں لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں؟ نیز طلباء کے استعمال میں مثلاً: اساتذہ کی تنخواہوں اور طلباء کی دوا اور کپڑے وغیرہ میں استعمال میں لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بہتر طریقہ تو یہی ہے کہ دینی وتعلیمی اداروں میں بھی حلال رقم ہی استعمال کی جائے۔ اس لئے حتی الامکان ایسے مال اور امداد سے احتراز بہتر ہے، تاہم ضرورۃً اس کے استعمال کی اجازت ہے۔

عالمگیری ص: ۳۴۲ پر لکھا ہوا ہے:

''اگر کسی نے ہدیہ بھیجا یا دعوت کی اور اس کی کمائی کا اکثر حصہ حلال کمائی کا ہو، تو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں مذکورہ ادارہ کی اکثر آمدنی حلال کمائی کی ہو اور اس امداد دینے کی وجہ سے ان کے اس دینی تعلیم میں کچھ دخل اندازی کا بھی خوف نہ ہو تو ان کی امداد قبول کرنے میں حرج نہیں ہے، جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۲۴﴾ جس ادارہ کی اکثر آمدنی حرام کمائی کی ہو، اور وہ کسی غریب شخص کو کچھ رقم ہدیہ دے اور وہ غریب شخص وہ رقم مدرسہ میں دے تو اس رقم کو استعمال میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: مذکورہ بالا رقم کے استعمال کا حکم اگر عدم جواز کا ہو تو اگر مذکورہ ادارہ کے ذمہ دار حضرات کسی غریب شخص کو ہدیہ کے طور پر یہ رقم دیں اور وہ غریب شخص اس رقم کو مدرسہ کی ضرورت کے لئے دے دے تو یہ رقم مدرسہ کی مذکورہ ضرورت میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق عمل کیا جائے تو بلا تردد جائز اور درست ہے۔ (عالمگیری:۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۲۵﴾ مسجد کی رقم سے امام کے ذاتی قرض میں مدد کرنا

سوال: میں مسجد کا امام ہوں، اور مسجد کے متولیوں کی طرف سے امام کو رہنے کے لئے گھر دینا ضروری ہے، اگر مسجد کا امام اپنا ذاتی گھر بنا دے، اور اس کی تعمیر میں مال، سامان مول لینے کی وجہ سے امام پر کچھ قرضہ باقی رہ گیا ہو تو یہ قرض ادا کرنے کے لئے متولیوں سے مسجد کی امانت میں سے کچھ رقم کا مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور متولی حضرات مسجد کی جمع شدہ رقم میں سے امام کے قرض کی ادائے گی میں مدد کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور امام لے

سکتا ہے یا نہیں؟ اور امام کو لینے کا حق ہے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد کی امامت کرنے کے لئے امام کی ضروریات زندگی کی کفالت جماعت کو کرنی چاہیے۔ اس لئے متاخرین فقہاء امامت پر کھانے پہننے اور رہنے کی سہولت کے لئے تنخواہ لینے کو جائز کہتے ہیں۔ اس لئے امام درمیانی درجہ کی ضروریات کی تکمیل کے لئے اتنی رقم کی تنخواہ کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ یہ ضرورت ملازمت پر ہونے کی حالت میں جماعت کے گھر یا کرایہ کے مکان میں رہ کر پوری کی جاسکتی ہے۔ اپنی سہولت یا آزادی کے لئے اپنی ملکیت کا گھر بنانے میں قرض ہو جانے پر جماعت والے ذمہ دار نہیں ہیں۔ البتہ احسان کر کے جماعت والے اپنے امام کا قرض ادا کرنے کے لئے اپنی ذاتی رقم دیں تو یہ جائز ہے، بلکہ افضل ہے۔ اور یہ امام کی قدر دانی کہلائے گی۔ لیکن اس کے لئے مسجد کی آمدنی سے یا مسجد کی جمع شدہ رقم سے امام کے ذاتی قرض کے لئے دینا یا امام کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ وقف کے مقصد کے خلاف ہے۔ (ہدایہ، شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۲۶﴾ مدرسہ کے تعمیری کام کے لئے حاصل ہونے والی رقم مدرسہ کے اخراجات میں استعمال کرسکتے ہیں؟

سوال: نیا مدرسہ تعمیر کرنے کے لئے دوسرے ملک میں رہنے والے اس گاؤں کے ہر شخص کو خطوط لکھے گئے، اور خدا کے فضل سے مدرسہ کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا، اس کے بعد ایک شخص نے کہا کہ میں تن تنہا ہی پورا مدرسہ بنا دیتا ہوں، لیکن اس بھائی نے جب کہا اس وقت چندہ کی خاصی رقم جمع ہو چکی تھی، تو اب اس تعمیر مدرسہ کے لئے آنے والی رقم مدرسہ کے

ماہانہ خرچ میں امداد کے طور پر اسے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ماہانہ خرچ میں یہ رقم استعمال کی جائے تو چندہ دہندگان کے ثواب میں کچھ کمی بیشی ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آسان اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ تعمیر کے لئے چندہ میں آنے والی رقم اولاً تعمیر میں صرف کی جائے، پھر جتنی رقم کی ضرورت باقی رہے وہ مذکورہ شخص سے حاصل کر کے کام ختم کیا جائے، اور پھر ماہانہ آمدنی کے لئے کوئی نئی تعمیر وہ صاحب بنادیں، یہ بہتر ہے، ورنہ صورت مسئولہ میں چندہ دہندگان راضی نہ ہوں تو ان کی رقم انہیں واپس دینا ضروری ہے اور اگر واپس دینا ممکن نہ ہو تو پھر ماہانہ اخراجات کے لئے کسی تعمیر وغیرہ میں اسے خرچ کرنا ضروری ہے اور اس آمدنی کو مدرسہ ہی کے کام میں استعمال کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۲۷﴾ حرام آمدنی کا مسجد ومدرسہ کے لئے استعمال

سوال: ایک شخص ویڈیو کیسیٹ بیچنے کا کاروبار کرتا ہے، (اس کا ایک چھوٹا سنیما ہال ہے) اور فلمی گانوں کی کیسیٹیں بھی بیچتا ہے، وہ شخص مسجد کے چندہ یا مدرسہ میں للہ رقم دینا چاہے تو اس کی رقم لے کر مسجد، مدرسہ کے کام میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا وہ رقم کہاں استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ویڈیو کیسیٹ اور فلمی گانوں کی کیسیٹ کی تجارت معصیت ہے، اس کی آمدنی پاکیزہ نہیں ہے۔ اس لئے جو شخص ایسی رقم سے مسجد ومدرسہ کے لئے چندہ دے تو یہ جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کی کوئی دوسری جائز آمدنی ہو اور وہ اس میں سے چندہ دے یا کسی سے قرض لے کر وہ رقم چندہ میں دے تو اس چندہ کا لینا اور کار خیر میں

صرف کرنا جائز ہے۔(عالمگیری) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۰۲۸﴾ مسجد کے گدّے بیچ کردہ رقم مسجد کے کام میں لینا

سوال: ہمارے گاؤں میں جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے، تو ایک گدا مسجد میں ثواب کی نیت سے دیتے ہیں، اب ہمارے پاس بہت سارے گدّے جمع ہو گئے ہیں، تو ان گدوں کو بیچ کر ان کی قیمت مسجد کے کام میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں یہ گدے مسجد میں وقف کے طور پر وارثین دیتے ہوں اور وہ سب بالغ ہوں تو یہ وقف صحیح ہے، اب ان کا استعمال مسجد میں ہی ہونا چاہئے، لیکن زیادہ جمع ہو جانے کی وجہ سے ان کی حفاظت مشکل ہو یا ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو متولیوں کی اجازت سے ان کو بیچ کر مسجد کی دوسری کوئی ضرورت کی چیزیں ان کے عوض لے لینا درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۰۲۹﴾ مسجد کی وقف زمین پیش امام کو بیچنا اور اس کی قیمت مسجد میں جمع کرنا

سوال: ہمارے گاؤں کے پیش امام بہت سالوں سے مسجد کے پیش امام اور استاذ کے طور پر ملازم ہیں، اور آج ۲۷ سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی بھی برابر خدمت انجام دے رہے ہیں، ان کے پاس رہنے کے لئے اپنا مکان نہیں ہے، اور ملازمت سے مستعفی ہونے کے بعد بچوں کے ساتھ کہاں جائیں گے؟ اس تکلیف میں ہیں، گاؤں میں مسجد کی کچھ زمین وقف ہے، جہاں بارش کے موسم میں گاؤں والے گھانس کی نیلامی کے لئے جمع ہوتے ہیں، امام صاحب کی مدد کے لئے اس زمین کے ایک کونے سے گھر بن سکے اتنی زمین مناسب دام میں دے کر وہ قیمت مسجد کے کام میں صرف کی جائے یا جمع رکھی جائے تو ایسا کر سکتے

ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کی موقوفہ زمین کو بیچنا بلا شدید ضرورت کے جائز نہیں ہے۔ اس لئے صورت مسئولہ میں مکان بنانے کیلئے وہ زمین نہیں بیچی جاسکتی۔ (شامی، کتاب الوقف)

﴿۱۰۳۰﴾ وقف مسجد کے احاطہ میں بنے ہوئے کمرے کرایہ پر دینا

سوال: وقف مسجد کے احاطہ میں جماعت خانہ سے اندازاً پچاس فٹ دور کمرے بنے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک کمرہ ہم نے ایک مسلمان بھائی کو بیڑی، سگریٹ اور دیا سلائی کے گودام کے طور پر کرایہ پر دیا ہے، کرایہ پر لینے والا شخص پانچوں وقت کی نماز کا پابند اور پرہیزگار ہے، اس لئے مسجد کا احتیاط اور ادب کے لحاظ پر کوئی سوال کھڑا نہیں ہوتا، اس کے علاوہ امام ومؤذن کے کمرے بھی ہیں، جو فی الحال خالی ہیں، اور یہ کمرے مسجد کے بانی نے صرف آمدنی کے لئے بنائے ہیں، اور وقف کے کاغذات میں اس کا تذکرہ بھی ہے۔ پہلے وہاں اردو اور گجراتی نسوانی (زنانہ) اسکول چلتی تھی، اور فی الحال وہ خالی ہے، ان کمروں کو کرایہ پر دینے کا مقصد یہ ہے کہ اس سخت گرانی میں آمدنی کی رقم کے کم ہونے کی وجہ سے ہر ماہ ۳۰۰ روپے کی کمی آتی ہے، اور خرچ پورا نہیں ہو پاتا، اس لئے ہم نے وہ کمرہ کرایہ پر دیا ہے، اور یہ شرط بھی رکھی ہے کہ اگر کوئی شرعی عذر پیش آجاوے تو کمرہ خالی کردینا ہوگا اور وہ بھائی خالی کردینے پر تیار ہے۔ تو اس طرح کمرہ کرایہ پر دینا جائز ہے؟ اس میں شرعی نقطۂ نظر سے کچھ خرابی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے احاطہ میں صحن کے مقابل جو کمرے بنائے

جاتے ہیں، وہ مسجد اور مسجد کی ضروریات مثلاً: امام و مؤذن کے رہنے کے لئے، مسجد کا سامان رکھنے کے لئے یا مذہبی تعلیم کے استعمال کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ بحر الرائق کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: کہ جو کمرے مسجد کے لئے بنائے جاتے ہیں جن کا مقصد امام اور مؤذن کے رہنے نیز دینی تعلیم کے لئے ہوں اسے رہنے یا سامان رکھنے کے لئے انہیں کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ۳۰۴:۴) اس لئے صورت مسئولہ میں بیڑی، سگریٹ اور دیا سلائی کے گودام کے لئے وہ کمرہ کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔

﴿۱۰۳۱﴾ پندرہ (۱۵) دن کی امامت پر پورے مہینہ کی تنخواہ لینا دینا

سوال: یہاں ایک مولانا صاحب کو صرف امامت کے لئے دو تین سال کے معاہدہ کے ساتھ رکھا گیا ہے، چار چھ مہینوں کے بعد امام صاحب اور مدرسہ میں پڑھانے والے مدرس متولی کی رضامندی سے ایک ایک ہفتہ کر کے نماز پڑھانے لگے، ان عالم صاحب کو صرف امامت کے لئے رکھا ہے، یہ عالم صاحب مہینہ میں صرف پندرہ (۱۵) دن ہی نماز پڑھاتے ہیں، اور تنخواہ پورے ماہ کی لیتے ہیں، کمیٹی والے بھی پورے ماہ کی تنخواہ دیتے ہیں، بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ متولی یا کمیٹی والوں کو مسجد کے پیسے غلط طریقے سے برباد نہیں کرنے چاہئے، پندرہ دن کی نماز پڑھا کر پورے ماہ کی تنخواہ لینا کیا اس امام کے لئے جائز ہے؟ اور متولی یا کمیٹی والے پندرہ دن کی تنخواہ امامت نہ کرنے کے باوجود امام صاحب کو دیتے ہیں کیا انہیں اس کا جواب نہیں دینا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ صورت میں امام صاحب اپنی کاہلی یا بے توجہی کی وجہ سے پندرہ دن نماز نہیں پڑھاتے ہیں ایسا نہیں ہے، بلکہ متولی کی اجازت سے

انہوں نے دوسرے شخص کو پڑھانے دیا ہے، اس لئے معاہدہ کے مطابق پورے ماہ کی تنخواہ لینا ان کے لئے بلاتردد جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۳۲﴾ مسجد کے پرانے کباڑ کو بیچ کر اس کی رقم سے مسجد کے لئے بیت الخلاء بنوانا

سوال: ہمارے یہاں ابھی مسجد شہید کر کے نئی تعمیر کی گئی ہے، مسجد کے پرانے کباڑ جس میں پتھر اور لکڑیاں وغیرہ ہیں جنہیں بیچ کر اس سے جو رقم حاصل ہو مسجد کے بیت الخلاء وغیرہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کا پرانا کباڑ جس کی اب مسجد کو ضرورت نہ ہو انہیں بیچ کر اس کی رقم مسجد کی ضرورت میں صرف کرنی چاہئے تاکہ واقف کا مقصد پورا ہو۔ ورنہ طریقہ تو یہ ہے کہ بیت الخلاء وغیرہ کے لئے علیحدہ رقم نکالی جائے، اس کے باوجود بیت الخلاء نمازیوں کی سہولت کے لئے بنایا جاتا ہے تو وضو خانہ کی طرح جو ضروریات مسجد میں شمار ہوتا ہے فی زمانا یہ بھی ضرورت میں ہی شمار کیا جائے گا، اس اعتبار سے یہ رقم بیت الخلاء کی تعمیر میں صرف کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۳۳﴾ مسجد کی موقوفہ زمین فروخت کرنا جائز ہے؟

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد میں کچھ سال پہلے دو آدمیوں نے اپنے گھر کی زمین محلہ کی مسجد میں وقف کردی تھی، یہ زمینیں کھلی ہیں، اور اس پر عمارت بالکل نہیں ہے، اب متولی حضرات ان زمینوں کو فروخت کردینا چاہتے ہیں، تو کیا مسجد میں وقف کی گئی زمین کو بیچنا جائز ہے؟ اگر بیچنا جائز ہو تو کس طرح بیچ سکتے ہیں؟ اس کا طریقہ بھی بتلائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وقف زمین کا بیچنا جائز نہیں ہے، لیکن واقف نے وقف

کرتے وقت یہ وضاحت کردی ہو کہ وہ خود یا متولی بعد میں اسے بیچنا چاہے تو بیچ سکتا ہے، تو اس صورت میں وقف زمین کا بیچنا جائز ہے۔ یا موقوفہ زمین سے کوئی آمدنی نہ ہوتی ہو، اور بنجر ہوگئی ہو تو شرعی قاضی کی اجازت سے صحیح قول کے مطابق بیچ سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو، اور اس کی آمدنی کم ہو اور بیچ کر دوسری چیز لینے میں آمدنی کے بڑھ جانے کی امید ہو تو صرف اس وجہ سے اس زمین کو بیچنا صحیح قول کے مطابق جائز نہیں ہے۔

﴿۱۰۳۴﴾ مسجد کی رقم سے تعزیہ بنانا

سوال: ایک متولی صاحب نے اپنی مسجد کا حساب پیش کیا، جس میں اندازاً دو سے تین ہزار کی رقم محرم کے تعزیہ بنانے میں اور محرم میں لائٹ اور زینت اور ڈھول، باجہ اور نیاز وغیرہ میں خرچ کی تھی۔ تو کیا متولی خود یا جماعت کی اجازت سے مسجد کی رقم ان کاموں میں خرچ کرسکتا ہے؟ ایسا شخص متولی بننے کے لائق ہے؟ اور اس خرچ کا ذمہ دار کون ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کی رقم اور اس کی آمدنی مسجد اور مسجد کی ضروریات میں ہی خرچ کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر کاموں میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ جنہوں نے وہ رقم گناہ والے کاموں میں خرچ کی ہے وہ اس کے ضامن ہیں، انہیں وہ رقم مسجد میں جمع کردینی چاہئے، ورنہ خدا کے یہاں سخت جواب دینا پڑے گا۔ مسجد کی رقم خرچ کرنے میں فقہاء نے بہت احتیاط برتنے کا حکم دیا ہے۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۳۵﴾ مسجد کی رقم سے مؤذن کو پینشن دینا

سوال: ایک شخص ایک گاؤں کی مسجد میں ۴۰ سال سے مؤذن کی خدمت کرتا تھا، گاؤں والے اس خدمت کی وجہ سے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہتے ہیں، اور اس کی مدد کرنا

چاہتے ہیں، اس کے لئے انہوں نے دو طریقے تجویز کئے ہیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ مسجد کی آمدنی میں سے انہیں ۵۰۰/روپے مدد کے طور پر دینا چاہتے ہیں، اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ (۲) انہیں ماہانہ پچاس روپے مدد کے طور پر دئے جائیں۔ تو اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کونسی صورت شریعت کے حساب سے صحیح ہے؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد ایک وقف ملکیت ہے، اور اس کی آمدنی واقف کی شرائط یا وقف کے مقاصد کے مطابق ہی خرچ کرنی چاہئے۔ اس لئے اگر وہ شخص مسجد کی خدمت مثلاً: اذان، صفائی وغیرہ کرتے ہوں تو مسجد کی آمدنی میں سے ان کے گھر کی ضرورت کے مطابق انہیں تنخواہ دینا جائز ہے۔ لیکن اگر فی الحال وہ مسجد کے ملازم نہ ہوں اور ان کی گذشتہ خدمت کے صلہ کے طور پر پینشن یا مدد دینا چاہتے ہوں تو اس میں مسجد کی کوئی مصلحت اور بھلائی نہیں ہے، اس لئے یہ جائز نہیں ہے۔ اس کے لئے الگ سے چندہ کر کے کچھ رقم جمع کر کے دے سکتے ہیں، یا انہیں مسجد کی صفائی وغیرہ کے لئے ملازم رکھ کر تنخواہ دے سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۳۶﴾ مسجد کی زمین مدرسہ کو کرایہ پر دینا

سوال: فی الحال ہاتھی خانہ (جگہ کا نام) بڑودہ میں مکتب چل رہا ہے، مکتب میں بچوں کے بیٹھنے کے لئے جگہ کافی نہیں ہے، اور بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے، اس لئے کچھ اور انتظام کرنا ضروری ہے، مکتب کے پاس اپنی ملکیت کی زمین بھی نہیں ہے، جہاں کوئی عمارت بنائی جا سکے، نیز محلہ والوں کی مالی حالت اتنی تو ہے نہیں کہ وہ مدرسین کی تنخواہ بھی پوری ادا کر

سکیں۔ البتہ محلہ کی مسجد کے پاس ایک زمین ہے، تو کیا مدرسہ کو یہ زمین کرایہ پر دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر کرایہ پر لے سکتے ہیں تو مدرسہ اس جگہ پر عمارت بنا کر کچھ حصہ درسگاہ کے طور پر استعمال کرے اور کچھ حصہ کرایہ پر دے سکتا ہے یا نہیں؟ تا کہ مدرسہ کی آمدنی کا مسئلہ بھی حل ہو سکے۔ اور مدرسین کی تنخواہ کا انتظام بھی ہو جائے۔

اگر مسجد کی جگہ میں مدرسہ بنایا جائے تو اسے مدرسہ کے ماتحت چلا سکتے ہیں یا نہیں؟ مدرسہ کی مذکورہ صورت حال دیکھتے ہوئے اس کے لئے جائز شکل کیا ہوگی؟ یہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ جگہ مسجد کی وقف زمین ہو، تو اسے مسجد یا مسجد کے لئے ہی استعمال کرنا چاہئے، اگر وہ زمین غیر مستعمل ہو اور مستقبل میں بھی اس کے کار آمد ہونے کا امکان نہ ہو تو اس زمین پر مسجد کی ملکیت والی عمارت بنوا کر اس میں دینی تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کو بٹھایا جا سکتا ہے، اس لئے ایسا کچھ نظم بنانا چاہئے، یا مدرسہ کو کرایہ پر بھی دے سکتے ہیں۔ مذکورہ زمین مدرسہ کو کرایہ پر دینے کی وجہ سے اور اس زمین پر مدرسہ کی عمارت بنانے سے اس کے وقف کے ختم ہو جانے کا اور مسجد کی ضرورت کے مطابق استعمال کرنے میں دشواریاں پیدا ہونے کا امکان ہے، اس لئے ایسے کاموں سے متولیوں کو بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۳۷﴾ مسجد کی بینک میں رکھی ہوئی جمع رقم کے سود کا مصرف

سوال: مسجد، مدرسہ کے روپئے بینک میں رکھے ہوئے ہیں، اس کا جو سود آتا ہے اسے بیت الخلاء، پیشاب خانہ وغیرہ میں صرف کرنے کے باوجود کچھ رقم بچ گئی ہے، تو اب ان روپیوں کا کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... غریب مسلمانوں کے بچے، بچیوں کو مالک بنا کر دے دی جائے، نیز مدرسہ کے مدرس، مؤذن صاحب وغیرہ ضرورت مند ہوں تو انہیں بھی علاوہ ان کی تنخواہ کے مزید امداد کے طور پر دی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۳۸﴾ مسجد میں رکھی ہوئی چندہ پیٹی کی رقم مکتب، مدرسہ میں استعمال کرنا

سوال: ہمارے گاؤں کا مکتب بہت غربت کی حالت میں ہے، مسجد میں ایک چندہ پیٹی رکھی گئی ہے اور اس کے پیسوں سے مولانا صاحب اور بچوں کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ کیا یہ رقم مدرسہ میں استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کی رقم یا آمدنی یا مسجد کے لئے کئے گئے چندہ سے مدرسہ کی ضرورت پوری نہیں کر سکتے، مدرسہ کی ان ضرورتوں کے لئے الگ سے چندہ کرنا چاہئے، اگر تمہارے یہاں مسجد مدرسہ دونوں کا مشترکہ وقف ہو تو استعمال کر سکتے ہیں۔

﴿۱۰۳۹﴾ مسجد کے لئے جبراً چندہ لینا

سوال: چار شخص شرکت کر کے سوسائٹی کے نام پر زمین خریدتے ہیں، سوسائٹی کی زمین کو سوسائٹی کے نام پر کرنے میں خرچ کم ہوتا ہے، اور اس زمین کے پلاٹ بنا کر دوسرے لوگوں کو نفع لے کر فروخت کیا جارہا ہے، سوسائٹی کے نام سے خریدی گئی زمین کو نفع لے کر بیچنا سرکاری قاعدہ سے گناہ ہے، لہذا سوسائٹی والی زمین کے پلاٹ بنا کر نفع سے اس کو فروخت کرنا شرعی نقطۂ نظر سے صحیح ہے یا نہیں؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

پلاٹ لینے والے شخص سے کہا جاتا ہے کہ مسجد بنانے کے لئے فی پلاٹ مسجد میں ۵۰۰ روپے کا چندہ دینا ضروری ہے، لینے والے کو اختیار نہیں دیا جاتا بلکہ جبراً وصول کئے

جاتے ہیں، تو مجبوری کا فائدہ اٹھا کر پانچ سو روپئے مسجد بنانے کے نام سے لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اسلام میں دھوکہ بازی کی اجازت نہیں ہے، اپنی رضامندی سے اگر کوئی شخص دے تو لے سکتے ہیں، نیز خریدنے پر اتنے روپئے کا چندہ دینا ہوگا ایسی شرط کے ساتھ فروخت کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۴۰﴾ مسجد کی تعمیری کام کے لئے آئی ہوئی رقم بینک میں رکھ چھوڑنا

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد پرانی ہوگئی ہے، اسے کچھ ٹھیک کرانا ہے اور کچھ نئی تعمیر کروانی ہے، اس کے لئے اچھی خاصی رقم اس گاؤں کے قدیم باشندے جو فی الحال برطانیہ میں آباد ہیں، انہوں نے چار پانچ سال قبل چندہ کر کے بھیجی تھی، اور اس مسجد کے متولیان نے وہ رقم بینک میں جمع رکھ چھوڑی ہے، کسی خاص وجہ کے بغیر مسجد کا تعمیری کام جاری نہیں کرتے، اور مسجد کی ان دیواروں کو سہارا دے کر کھڑا رکھا گیا ہے، وہ کبھی بھی گر پڑے اس کا خطرہ ہے، اور اس کا چھت بھی نمازیوں پر گر پڑے ایسی حالت میں ہے، پھر بھی اس طرف توجہ نہیں دی جاتی اور کام شروع نہیں کیا جاتا، لہٰذا آنجناب شرعی لحاظ سے بتائیں کہ

(۱) اس کام کے لئے چندہ کر کے جمع کی گئی رقم غیر متعینہ مدت تک کے لئے بینک میں رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس پر سود ملے اسکا مصرف کیا ہے؟ نیز چندہ جمع کرنے والوں کو اس حرکت پر کیا گناہ ہوگا؟ (۲) جو لوگ ثواب کی نیت سے مسجد مدرسہ کے کام کے لئے پیسے دیتے ہیں تو انہیں جب تک وہ کام نہ ہو جائے ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۳) اگر غلط لوگ کسی کام کے بہانے سے ایسے روپئے نکلوا کر ہضم کر جائیں، تو نیک کام کے لئے روپئے دینے

والوں کو ان روپیوں پر ثواب ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے تعمیری کام کے لئے چندہ لینے والے چندہ دینے والوں کے وکیل ہیں، اس لئے جس کام کے لئے چندہ کیا ہو اسی کام میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ اگر اس کام کے علاوہ کسی اور کام میں خرچ کیا جائے یا بینک میں جمع رکھ چھوڑے تو وہ ضامن ہوں گے۔ اس لئے جس کام کے لئے چندہ کیا ہو اس میں خرچ کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جانا چاہیے، اگر ایسا نہ کیا جائے تو سخت گنہگار ہوں گے۔ اور اس رقم کا جو سود حاصل ہو وہ غریب مسلمان حاجتمندوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ جن لوگوں نے مسجد کے متولی کو یا متولی کی طرف سے منتخب کئے گئے افراد کو مسجد کی ضرورت پوری کرنے کے لئے للہ روپے دے دئے ہیں اور اپنی ملکیت اس پر سے ختم کر دی ہے، تو اسی وقت انہیں ثواب مل جائے گا، اب ان روپیوں میں ذمہ دار وغیرہ خیانت کریں یا کوئی اور غلط طریقہ اپنائیں تو اس کے جواب دہ ذمہ دار ہوں گے۔ (نظام الفتاویٰ، امداد الفتاویٰ:٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۴۱﴾ مسجد میں للہ رقم دینا

سوال: غیر رمضان میں للہ رقم مسجد میں دی جائے، اور رمضان میں للہ دی جائے تو دونوں صورتوں میں کس رقم کا ثواب زیادہ ملے گا؟ یا دونوں کا ثواب یکساں ہی ہے؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کوئی بھی نیک کام جب اخلاص کے ساتھ کیا جاتا ہے تو اس کا ثواب ایک گنا سے دس گنا تک ملتا ہے، اور جس قدر اخلاص زیادہ ہوتا ہے ویسے

ویسے ثواب بڑھتے بڑھتے ۷۰۰ گنا تک ملتا ہے۔ اور مکمل اخلاص ہو تو ۷۰۰ گنا سے بھی زیادہ ثواب ملنے کی امید ہے، اسی لئے صحابہؓ کا ایک مد صدقہ کرنا ہمارے آج کے احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرنے سے بھی زیادہ ثواب رکھتا ہے، اس لئے کہ ان کا خاص اور بروقت مدد پر انہیں یہ درجہ ملا۔ اسی طرح آج بھی ضرورت اور وقت کا تقاضہ ہو تو ثواب زیادہ ملے گا۔
کسی کو پانی پلانے پر بھی ثواب ملتا ہے، لیکن وقت، اخلاص اور خاص محنت کے ساتھ پانی پلانے سے جنت اور مغفرت کے واقعات حدیث کی کتابوں میں مشہور ہیں۔ رمضان میں ایک نفل نیکی کا ثواب ایک فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے اور ایک فرض کا ثواب غیر رمضان کے ستر فرائض کے برابر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس قاعدہ کے مطابق مسجد میں للہ رقم رمضان میں دی جائے تو اس میں زیادہ ثواب ملنے کی امید ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۴۲﴾ مسجد کی گھاس والی زمین کی نیلامی کرنا

سوال: ایک مسجد کی زمین ہے، جس میں بارش کی موسم میں بارش کے پانی سے گھاس اُگ جاتی ہے، بارش کی موسم شروع ہونے سے پہلے اس کی نیلامی کی جاتی ہے، تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بارش کے پانی سے از خود اگی ہوئی گھاس مباح الاصل ہے، یعنی ہر شخص کے لئے بلا عوض اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ کاٹ کر اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے بیچنا یا نیلامی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور سوال میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق اگنے سے پہلے نیلامی کرنا بیع المعدوم ہونے کی وجہ سے بالکل جائز نہیں ہے۔ ایسی نیلامی باطل ہے۔ اور ایسے آئے ہوئے پیسے حرام کہلائیں گے۔ (علی قول شامی و هدایه)

﴿۱۰۴۳﴾ مسجد مدرسہ کے انتظام میں حرام مال سے پرہیز ضروری ہے۔

سوال: (۱) غیر قوم، ناچنے گانے والے، سرکس والے اپنے پیسے سے اگربتی، لوبان لاکر مسجد میں سلگانے کے لئے دیتے ہیں، تو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) غیر قوم کے شراب بنانے والے، جواری مسجد میں روپے یا کوئی اور چیز دے تو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) کوئی شخص سرکاری ساگ کے لکڑے کی چوری کرتا ہو، اس کے پاس سے مسجد کی کھڑکی دروازہ کے لئے لکڑی خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ...... مسجد اللہ کا گھر ہے، اسے پاک اور پاکیزہ رکھنا چاہئے۔ اور اس میں حلال آمدنی خرچ کرنی چاہئے۔ ناپاک یا حرام مال اس میں لگانا یا خرچ کرنا گناہ ہے، مسلمان ہو یا غیر مسلم دونوں کے لئے ایک ہی حکم ہے۔ (شامی، وغیرہ)

﴿۱۰۴۴﴾ مسجد کے بیت الخلاء، راستے اور کمپاؤنڈ کی دیوار بنانے میں سود کے پیسے استعمال کرنا

سوال: نئی تعمیر ہونے والی مسجد میں عمارت کے علاوہ اور بھی دوسرے بہت سے کام کروانے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(۱) مسجد میں آنے والے نمازی بھائیوں کی سہولت کیلئے ۸ بیت الخلاء بنوانے ہیں۔ (۲) مسجد میں عبادت کے لئے یا کسی اور کام کے لئے آنے والے مسلم یا غیر مسلم بھائیوں کی موٹر کار کھڑی رکھنے کے لئے کار پارکنگ اندازاً ۵۰ کار کھڑی رہ سکے اتنا بڑا بنانا سرکاری قانون کے تحت ضروری ہے، اس کا خرچ بھی بڑا ہے۔ (۳) یہاں بارہ مہینہ بارش والا موسم ہوتا ہے، اس لئے راستے اور کار پارکنگ پکے اور تارکول والے بنانے پڑتے ہیں، اس لئے

سرکاری راستہ سے کار پارکنگ تک ایک ہی ساتھ دو کار آ جا سکے اتنا پکا اور چوڑا راستہ بنانا سرکاری قانون کے تحت ضروری ہے۔(۴) عام طور پر ہماری مسجد یا مدرسہ مذہبی عمارتیں مخلوط آبادی میں ہوتی ہیں یا غیر مسلم آبادی میں ہوتی ہے اس لئے ایسی جگہوں کو جہاں عیسائیوں کی آبادی زیادہ ہو، مسجد مدرسہ کی عمارت کی دیواروں پر متعصب اور شر پسند لوگوں کی طرف سے اسلام مخالف جملے لکھے جاتے ہیں، اور کھڑکی دروازہ کے کانچ بھی توڑے جاتے ہیں، ان لوگوں سے عمارت کی حفاظت کے لئے مسجد کے چاروں طرف احاطہ اور کمپاؤنڈ (Fence) کرنی ہے، جگہ بڑی ہے اس لئے خرچ بھی زیادہ ہوگا۔
ان سب ضرورتوں میں سود کے پیسے استعمال کرنے میں شریعت کی طرف سے کیا حکم ہے؟ سود کے پیسے ان کاموں میں صرف کرنے کی گنجائش ہے؟ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود کی رقم واجب التصدق ہے، اور سوال میں مذکور کاموں میں اس کا استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ حیلہ کر کے یا ان کاموں کے لئے الگ سے چندہ کر کے یہ کام کئے جا سکتے ہیں۔ البتہ! مسجد مدرسہ کو شر پسند لوگوں سے بچانے کے لئے کمپاؤنڈ بنانے میں مسجد مدرسہ کے تعمیری کام کے روپے خرچ کر سکتے ہیں۔

﴿۱۰۴۵﴾ سود کی رقم مسجد کے کن کن کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں؟

سوال: سود کی رقم مسجد کی عمارت یا مسجد کی کن کن ضرورتوں میں استعمال کر سکتے ہیں؟ موجودہ بے کاری کے حالات دیکھتے ہوئے اور لوگوں کی مالی حالت دیکھتے ہوئے یہ حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ سود کی رقم مسجد کے کاموں کے لئے لینے کی نوبت آئی ہے، لہذا آپ سے گذارش ہے کہ آپ حضرت اس مسئلہ کا تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں، اللہ

تعالیٰ آپ کو دارین میں بہترین بدلہ عنایت فرمائے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود کی رقم ناپاک اور حرام ہے، اور مسجد اور مسجد سے متعلق تمام چیزیں پاک اور اور رحمت خداوندی کے اترنے کا مرکز ہے، اور اللہ تعالیٰ ناپاک رقم یا اس سے بنائی جانے والی عمارت کو قبول نہیں کرتے، اس لئے ایسی رقم استعمال نہیں کر سکتے، اور اگر استعمال کیا گیا تو اس کا استعمال یا اس سے فائدہ اٹھانا کراہت سے خالی نہیں ہے۔

﴿۱۰۴۶﴾ مسجد مدرسہ کا بیمہ کروانا

سوال: یہاں بیرون ممالک میں مکانات کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے، اس میں خاص کر مسجد مدرسہ کی عمارت قد میں بڑی ہوتی ہے اس لئے اس کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے، تو مسجد مدرسہ کا بیمہ اتروانا جائز ہے؟

(ا) سرکاری قاعدہ، قانون کے تحت مسجد یا مدرسہ میں چلتے پھرتے اگر کسی شخص (چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم) کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جائے اور اسے زخم پہونچے یا کچھ نقصان ہو جائے تو وہ شخص مسجد یا مدرسہ کے متولیوں پر عدالت میں دعویٰ دائر کر سکتا ہے، اور اس کی نقصانی کا دعویٰ کر سکتا ہے، لیکن اگر سامنے والے نے بیمہ اتروایا ہو تو بیمہ کمپنی اس کا نقصان اور تاوان ادا کر دیتی ہے، لیکن اگر بیمہ کروایا نہ ہو تو متولی یا ذمہ دار شخص کو نقصان ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح کے بیمہ کو (Personal Liability) ذاتی ذمہ داری کا بیمہ کہتے ہیں۔

(ب) مسجد یا مدرسہ میں نماز پڑھنے یا بچوں کو تعلیم دینے کے لئے آنے والے مدرسین یا طلبہ کو آگ یا کسی دوسرے حادثہ سے نقصان پہنچے تو اس کے لئے بھی نقصانی ادا کرنی پڑتی

ہے، اور اسے تملیکی ذمہ داری (Employer Libility) کا بیمہ کہتے ہیں۔

(ج) اگر کوئی مرد یا عورت مسجد یا مدرسہ کے راستہ پر سے گزر رہا ہو (اور گزرنے کے وہ حقدار ہیں) اور چھت پر سے قدرتی طور پر یا کسی بھی طرح پترا یا پتھر وغیرہ گرے جس سے راہ چلنے والے کو نقصان پہنچے، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم تو اس کے زخم کا بدلہ قاعدہ کی رو سے دینا ضروری ہوتا ہے، ایسے بیمہ کو عوام کی جوابداری (Public Liability) کا بیمہ کہتے ہیں۔

مذکورہ تینوں قسم کے بیمہ کا بھگتان اور اس سے مستقبل میں ہونے والے حادثہ اور کمزوری کو دیکھ کر دیا جاتا ہے۔ جس کی رقمیں بہت بڑی ہوتی ہیں ہمارے دینی ادارے اس کی ادائے گی پر قادر نہیں ہوتے، اگر اس طرح کے کسی حادثہ میں کسی کا انتقال ہو جائے تو مرنے والے کے وارثین کو بڑی رقم ذمہ داروں کی طرف سے دینی پڑتی ہے۔

ان قواعد و قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے ا، ب، ج، میں بتائے گئے بیمہ کروانے کی شریعت کی طرف سے اجازت ہے؟ اور اس بیمہ کروانے کے لئے بینک کے سود کی رقم استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) دوسری بات یہ پوچھنی ہے کہ شرپسند غیر مسلم بہت سی مرتبہ مسجد، مدرسہ یا مسلمانوں کی عمارتوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور بہت سی مرتبہ ہمیں بھی تجربہ ہوا کہ جس میں مسجد مدرسہ کے کانچ توڑ دیئے گئے، اور پیٹرول بم مسجد کی عمارتوں میں پھینکے گئے، اور اس سے ادارہ کو بہت سی مرتبہ بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے، اس لئے اگر اس کا بیمہ کروایا ہو تو مذکورہ امور سے ہونے والے نقصان کی ادائے گی بیمہ کمپنی کر دیتی ہے، تو کیا ان حالات میں مسجد، مدرسہ کی عمارتوں کا بیمہ اتروانا جائز ہے؟

(۳) خاص کر سردی کی موسم میں بہت سی مرتبہ ہوا سو میل سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے چلتی ہے، اور برف بھی گرتی ہے، عمارتوں کی چھپر والی چھتوں کو بہت نقصان ہوتا ہے، بیمہ کروایا ہو تو ایسے نقصان کی بھرپائی (ادائے گی) بیمہ کمپنی کر دیتی ہے، اور اگر بیمہ نہ کروایا ہو تو عمارت کے مالک یا ادارہ کے متولیوں کو ادارہ کی جمع رقم سے نقصانی کی تلافی کرنی پڑتی ہے، تو کیا ان حالات میں بیمہ کروانا جائز ہے؟

مذکورہ بالا نمبر: ۱، ۲ اور ۳ میں بتائے گئے سوالوں کے تفصیل سے جواب فقہ وسنت کی روشنی میں جلد از جلد عنایت فرمانے کی گزارش ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... فقہ حنفی کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے: الضرورات تبیح المحظورات۔ یعنی: سخت مجبوری کے وقت ممنوع چیز بھی مباح ہو جاتی ہے۔ جس طرح کوئی انسان بھوک کی وجہ سے مر رہا ہو، اور اس کے پاس کھانے کے لئے کوئی حلال چیز نہ ہو تو جان بچانے کے ارادہ سے اگر وہ خنزیر کا گوشت کھالے یا شراب پی لے تو اس سے اس کو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اور ساتھ ہی ایک دوسرا اصول بھی ہے: الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ۔ یعنی ضرورت جتنی ہو اسی کے بقدر رخصت ملتی ہے۔ اس لئے ان دونوں اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے مکان، دکان، جائداد، مسجد، مدرسہ کی حفاظت کے لئے دوسری کوئی جائز صورت نہ ہو اور غیر مسلموں کے فتنہ فساد کی وجہ سے بیمہ کرایا جائے تو اس کی گنجائش ہے، اور ایسا کرنے سے گناہ نہیں ہوگا۔ اور جتنا نقصان ہوا ہو اتنے ہی پیسے لے سکتے ہیں، زیادہ کا کلیم کرنا درست نہیں ہے۔ نظام الفتاویٰ: ص ۳۹ اور ۳۲۵ پر تفصیل موجود ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح کسی جگہ کی ملکی حالت، فتنہ فساد، قومی تنگدلی ایسی ہوگئی ہو کہ بیمہ کرائے بغیر مال، جائداد کی حفاظت دشوار ہو، تو اس مجبوری میں مجبوری کی

حد تک مال، جائداد کے بیمہ کی گنجائش اس شرط کے ساتھ ہے کہ بیمہ میں اپنی جمع کی ہوئی رقم سے زائد جو رقم ملے اس سے بچا جائے۔ (نظام الفتاویٰ)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ رخصت بہت مجبوری اور سخت ضرورت کے وقت ہے، اور نقصانی بھی لی جاسکتی ہے، لہذا اس صورت میں سود کے پیسے اس میں نہیں دے سکتے، اس لئے کہ یہ سود سے فائدہ اٹھانا کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۴۷﴾ مسجد کی رقم ذاتی تجارت، کاروبار کے لئے دینا

سوال: ہمارے یہاں کی مسلم جماعت نے یہاں کی جمعہ مسجد کو شہید کر کے اس کی جگہ نئی مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا ہے، اور اس کے لئے ملک و بیرون ملک بسنے والے مسلم بھائیوں سے چندہ وصول کرنا شروع کیا ہے، اور چندہ جمع کرنے کے لئے یہاں کہ ایک معزز و معتبر شخص کو بیرون ملک بھیجا ہے، اور اس بھائی نے مسجد کے لئے چندہ جمع کر کے اچھی خاصی رقم یہاں کے ایک دو بھائی پر امانت کے طور پر بھیجی، اور ان بھائیوں کو وہ رقم مل گئی، اور ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ اس بھائی نے وہ پوری رقم یہاں کی جماعت کے صدر یا منتظم یا کمیٹی کو پوچھے بغیر یہاں کی ایک چاول کے کارخانہ کو استعمال کے لئے دے دی ہے۔ اور سننے میں آیا ہے کہ اس کے عوض اسے کچھ نفع بھی کارخانہ والوں کی طرف سے ملے گا۔ تو کیا مسجد کا جمع کیا ہوا چندہ اس طرح تجارت یا کاروبار یا کارخانہ وغیرہ میں استعمال کے لئے دے سکتے ہیں؟ اور وہ کارخانہ والے جو نفع دیں اسے مسجد کے کام کاج میں لے سکتے ہیں؟ اور اگر وہ نفع وہ شخص خود استعمال کرلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں چندہ کرنے والے بھائی نے جو رقم

جمع کی ہے، اور ایک دو لوگوں پر امانت کے طور پر وہ رقم بھیجی تو ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس رقم کو الگ حفاظت سے رکھتے، امانت کے طور پر دینے والے کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے وہ رقم انہیں استعمال نہیں کرنی چاہئے تھی۔

اب انہوں نے یہ رقم کچھ مدت کے لئے قرض کے طور پر دی، اور اس کے عوض جو نفع حاصل ہوگا وہ سود کہلائے گا، اس لئے وہ نفع نہ تو مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں اور نہ ہی امانت رکھنے والا خود اسے استعمال کر سکتا ہے۔ (شامی، فتاوی دار العلوم) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۰۴۸﴾ مسجد کی زمین مدرسہ کو کرایہ پر دینا جائز ہے؟

سوال: یہاں ہمارے محلّہ میں ایک مسجد ہے، اسکی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، البتہ مسجد کے پاس ایک جگہ ہے، اگر اس پر عمارت بنا کر مکانات کرایہ پر دئے جائیں تو اچھی آمدنی ہونے کی امید ہے، لیکن مسجد کے پاس اتنے روپئے نہیں ہے کہ وہ اتنی بڑی عمارت بنا سکے۔ آج بہت سالوں سے وہ زمین خالی پڑی ہے آج تک مسجد اس پر کوئی تعمیری کام نہیں کر سکی ہے، وقتاً فوقتاً سرکار ٹرسٹ کی خالی پڑی ہوئی جگہ الائٹ منٹ میں لے کر ضبط کر لیتی ہے، خدا نہ کرے اگر یہ زمین بھی اس طرح اسی حالت پر پڑی رہی تو کب میونسپالٹی اسے الائٹ منٹ میں لے لیگی اور اسے ضبط کر لیگی، یہ کہہ نہیں سکتے؟ اس لئے اب مسجد کے متولیوں نے اس زمین کو کرایہ پر دینے کا ارادہ کیا ہے۔

اب محلّہ ہی میں ایک مدرسہ ہے، مدرسہ کے ٹرسٹ کے پاس پیسے ہیں، اس مدرسہ کے متولی کہتے ہیں کہ یہ مسجد کی جگہ تم ہمیں کرایہ پر دے دو، ہم اس پر عمارت بنا کر مکانات کرایہ پر دیں گے، اور جو بھی آمدنی ہوگی اس کا نصف مسجد کو دیں گے اور نصف حصہ مدرسہ لے گا،

تاکہ دونوں کو فائدہ ہو۔ ماہانہ خرچ دونوں کا نکل جائے گا، اور زمین کے ہاتھ سے نکل جانے کا ڈر نہیں رہے گا۔

لہذا آنجناب فقہ وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا اس طرح مسجد کی جگہ مدرسہ ٹرسٹ کو کرایہ پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

آپ کے جواب آنے کے بعد ہی ہم آگے کوئی کام کریں گے، تو شرعاً اس طرح کرایہ پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کے پاس آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، زمین بے کار پڑی ہوئی ہے، اور زمین کے اسی حالت میں پڑے رہنے سے اس کے ضبط ہو جانے کا ڈر ہے، تو ان مذکورہ حالات میں متولیان اور ذمہ دار حضرات اگر مناسب سمجھتے ہوں تو وہ زمین کرایہ پر دی جا سکتی ہے۔

صرف اس بات کا خاص خیال رہے کہ ان شرائط کے ساتھ کرایہ پر دی جائے کہ آگے جا کر کرایہ دار اس پر مالک ہونے کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔ صورت مسئولہ میں وہ زمین مدرسہ کو کرایہ پر دینے میں حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۲۷۶/۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۴۹﴾ کیا مسجد کی آمدنی سے قبرستان کے کمپاؤنڈ کی دیوار بنا سکتے ہیں؟

سوال: مسجد کی دکانیں وغیرہ سے جو آمدنی ہوتی ہو اس سے قبرستان کی چاروں طرف کمپاؤنڈ کی دیوار بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کی دکانوں کی آمدنی بھی مسجد اور مسجد کے مقاصد میں استعمال کرنا ضروری ہے۔ لہذا ان روپیوں سے قبرستان کا کمپاؤنڈ بنانا صحیح نہیں ہے۔

اس لئے کہ دونوں وقف کے مقاصد جدا جدا ہیں۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۰۵۰﴾ جو جگہ ایک مرتبہ شرعی مسجد ہوگئی وہ تا قیامت مسجد ہی رہے گی۔

سوال: ضلع سورت میں ھــجیرا روڈ پر دو گاؤں آباد تھے، یہ دونوں گاؤں تاپی ندی کے کنارے پر ہونے کی وجہ سے اکثر وہاں سیلاب کا خطرہ رہتا تھا، اس لئے اس گاؤں کو منتقل کر دیا گیا، ان دونوں گاؤں والوں کی گاؤں میں ایک مسجد تھی، آج بھی یہ دونوں گاؤں والے اتنی دور سے بھی اس مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں، اور اس مسجد میں آنے جانے کے لئے راستہ بھی رکھا گیا ہے۔

بھارت سرکار نے اس جگہ پر ''افــکــو'' کے کھاد کا کارخانہ ڈالنا طے کیا ہے، اس لئے منتقل ہو جانے پر خالی جگہ میں یہ کارخانہ ڈالا جائے گا۔ اور یہ پوری جگہ افکو کے پلان میں ہے، اور اس پر افکو کو آباد کرنا ہے، اور ساتھ ہی مسجد والی جگہ کو بھی توڑ کر کچھ بنا کر آباد کرنے کا طے کیا ہے، اور یہ مسجد والی جگہ اور اس کے ساتھ کی جگہ کو بھی آباد کرنے کا سرکار نے طے کیا ہے۔ تو اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ یہ مسجد چھوڑ کر اس کے بدلے دوسری جگہ لے کر وہاں مسجد تعمیر کر لی جائے یعنی تبدیل کیا جائے تو کیا یہ درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شرعی قانون کے مطابق جو جگہ ایک مرتبہ شرعی مسجد کے طور پر وقف ہوگئی وہ اب تا قیامت مسجد ہی رہے گی۔ کسی بھی شخص کو اسے ایکوایر کرنے کا یا کسی دوسری جگہ منتقل کرنے یا کسی دوسرے کام میں لینے کا حق نہیں ہے۔

جب وہ جگہ وقف کے مقصد کے مطابق نماز وغیرہ کے استعمال میں آرہی ہے تو مسلمانوں کو اسے بچانے اور آباد رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ (شامی، فتاویٰ عالمگیری)

﴿۱۰۵۱﴾ مسجد کے باہر سیرت کا بیان رکھنا

سوال: یہاں کی انجمن کے کارکنان بارہویں سال شروع ہونے پر ۱۲ ربیع الاول بعد عشاء، کی نماز کے بعد مسجد کے صحن میں ہمارے نبی ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں جلسہ رکھتے ہیں جس میں ہمارے نبی ﷺ کی حیات مبارکہ پیدائش سے لے کر وفات تک کی بیان کی جائیگی۔ تو ایسی مجلس رکھنے میں شرعی نقطۂ نظر سے کوئی حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حضور ﷺ کی سیرت طیبہ، سوانح حیات کا بیان کرنا بہت ہی بڑی نیکی اور ثواب کا کام ہے، لیکن اس میں ہم نے ہماری کم فہمی اور جہالت کی وجہ سے جو خرابیاں داخل کر دی ہیں وہ نہیں ہونی چاہئے، اور ان ہی خرابیوں کی وجہ سے اس سے منع کیا جاتا ہے۔ اس لئے وقت اور جگہ کی پابندی کے بغیر اور بیان کئے جانے والے واقعات صحیح حدیث سے ثابت بھی ہوں اور فضول روشنی یا آرائش یا ریا وغیرہ کی نمائش نہ ہو اور غلط شور شرابہ یا گانے قوالی کے انداز میں نہ ہو تو ایسی مجلس کرنا منع نہیں ہے۔ لیکن آج کل مولود کے نام پر ڈھونگ ہوتا ہے، جس میں مسجد کی بے حرمتی اور مذکورہ خرابیاں زیادہ ہوتی ہیں، اس لئے منع کیا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۵۲﴾ مسجد کی ٹائلس غسل خانہ میں لگا سکتے ہیں؟

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد میں جماعت خانہ کے حصہ میں ٹائلس لگی ہوئی تھی، یہ ٹائلس سالوں پرانی ہے، اور یہ جماعت خانہ میں لگی ہوئی تھی اس لئے برسوں تک لوگوں نے اس پر نماز پڑھی ہے، اب یہ ٹائلس مسجد کے غسل خانہ کے فرش پر لگائی جائے تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... فتاویٰ دار العلوم: ۲۸۵/۵ پر لکھا ہوا ہے کہ یہ ٹائلس

مسجد ہی میں لگانی چاہئے، لیکن اگر اب وہاں ضرورت نہ ہو تو غسل خانہ میں بھی لگا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۵۳﴾ مسجد کے مکان میں مدرسوں کا مفت میں رہنا کیسا ہے؟

سوال: مسجد کے مکان میں مدرسین کرایہ دئے بغیر مفت میں رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کا مکان بھی ایک طرح مسجد کے لئے ہی وقف ہوتا ہے، تو اس کا استعمال مسجد کے مقاصد کے لئے ہی کرنا چاہئے۔ اور مسجد، مدرسہ دونوں کے مقاصد الگ ہوتے ہیں، اور واقف کی شرط کے بغیر دوسرے مقصد میں استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ اس لئے صورت مسئولہ میں مسجد کے مکان میں کرایہ دئے بغیر مدرس کو رکھنا یا مدرس کا رہنا جائز نہیں ہے، اور اگر وہ مدرس امامت کی ذمہ داری بھی سنبھالتے ہوں تو بغیر کرایہ کے رکھنا جائز ہے۔ (شامی، کتاب الوقف، امداد الفتاویٰ:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۵۴﴾ مسجد کو قفل لگا سکتے ہیں؟

سوال: ہمارے شہر میں ایک شاہی مسجد ہے، وہاں ماضی قریب میں نماز پڑھنے والے لوگ بہت کم آتے تھے، حال میں مسجد کے قریب سبزی بازار، میونسپل آفس، شوپنگ سینٹر وغیرہ بن جانے کی وجہ سے قدرتی طور پر لوگوں کی آمد و رفت بڑھ گئی ہے، اور مسلمان بھائی بھی نماز کے لئے اب زیادہ آتے ہیں، مسجد میں نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔

اس مسجد میں کبھی بھی چوری ہونا سننے میں نہیں آیا، اور نہ ہی اس بارے میں کوئی پولس فریاد پولس رکارڈ میں ہے، اور پہلے مسجد کے جماعت خانہ کو تالا بھی نہیں لگایا جاتا تھا۔ لیکن پچھلے چار مہینوں سے جماعت خانہ کو تالا لگایا جاتا ہے، اور صرف جماعت کے وقت پر ہی مسجد کو

کھولا جاتا ہے، اور جماعت سے نماز ہو جانے کی پندرہ، بیس منٹ بعد پھر جماعت خانہ کو تالا لگا دیا جاتا ہے، اس لئے جماعت سے نماز چھوٹ گئی ہو ان لوگوں کو نماز پڑھنے کے لئے اس بارش کی موسم میں بہت تکلیف پڑتی ہے۔ اس مسجد کی نگرانی کے لئے (مؤذن کے علاوہ) ایک شخص کو تقریباً آخری چھ ماہ سے مقرر کیا ہے، اس لئے چوری ہونے کا امکان بھی نہیں ہے، مسجد کے کمپاؤنڈ میں بیت الخلاء اور غسل خانہ خاص نمازیوں کی سہولت کے لئے پچھلے دو سال سے بنائے گئے ہیں، وہ مذکورہ وقت پر بند کر دئے جاتے ہیں، اس لئے نماز پڑھنے آنے والے بھائیوں کو قضائے حاجت کے لئے جانا ہو تو بڑی تکلیف پڑتی ہے، اور وہ لوگ نماز چھوڑ کر قضائے حاجت کے لئے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔

تو سوال یہ ہے کہ مسجد کے منتظمین اس طرح مسجد کو تالا لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس کے لئے ہماری شریعت کیا کہتی ہے؟

نوٹ: اس طرح جماعت خانہ کو تالا لگانے کی وجہ سے عام مصلی حضرات جو قرآن شریف کی تلاوت کرنا چاہتے ہوں، یا نفل نماز پڑھنا چاہتے ہوں یا اشراق، چاشت وغیرہ نماز یا ذکر خدا کرنا چاہتے ہوں انہیں تکلیف ہوتی ہے، اسے بھی آپ فتویٰ لکھتے وقت خاص خیال میں رکھیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد عبادت کی جگہ ہے، اور اس میں ایسی کوئی چیز نہیں کرنی چاہئے جس سے عبادت کرنے والے کو رکاوٹ پیدا ہو۔

سوال میں لکھنے کے مطابق مسجد اور اس کے سامان کی حفاظت کے لئے ایک شخص مقرر کیا گیا ہے، اور وہ پورا وقت وہی کام کرتا ہے، اور تالا لگانے سے مسلمان نمازیوں کو حرج ہوتا ہے، اس لئے تالا لگانا ناپسند اور مکروہ کہلائے گا۔ علامہ شامیؒ نے ان حالات میں تالا

لگانے کو مکروہ لکھا ہے۔(شامی:۱/۴۴۱،بحر:۲/۳۳،۳۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۵۵﴾ مسجد اور مندر ایک ہی چیز ہے یا الگ الگ؟

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسجد اور مندر ایک ہی ہے، تو دوسری طرف کچھ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں، تو اس بارے میں شرعی موقف واضح فرمائیں، اور یہ بتائیں کہ صحیح کیا ہے

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... مسجد اور مندر دونوں الگ الگ چیز ہے، دونوں میں مشرق ومغرب کا فرق ہے، اس لئے دونوں کو ایک ہی کہنا عقل ونقل دونوں اعتبار سے غلط ہے۔

مسجد میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے، اور مندر میں اللہ کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے اور بتوں کی عبادت ہوتی ہے۔ مسجد سب سے افضل اور اللہ کی پسندیدہ جگہوں میں سے ایک جگہ ہے، اور مندر میں شرک ہونے کی وجہ سے معصیت کا مرکز ہے۔ مسجد میں جانے والے اور اللہ کی عبادت کرنے والے اللہ کے مقبول اور پیارے بندے ہیں اور بت پرستوں کو کالحیوان بلکہ حیوان سے بھی زیادہ گمراہ کہا گیا ہے۔ اس لئے ہر اعتبار سے دونوں میں بہت فرق ہے۔ اور دونوں کو ایک کہنا کسی بھی حالت میں صحیح نہیں ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے سے ایمان جانے کا بھی ڈر ہے۔ اس لئے جو لوگ اس اعتقاد کی مخالفت کرتے ہیں (یعنی دونوں کو الگ الگ کہتے ہیں) وہ صحیح ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۵۶﴾ جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بن جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے

سوال: ہمارے یہاں آج سے تیس سال قبل ایک مسلم بھائی نے اپنی زمین مسلمان کی

آبادی سے تقریباً سات میل دور اس وقت کی مسلم جماعت کو مسجد بنانے کے لئے وقف کی تھی، اور جماعت نے چندہ کر کے وہاں سادی وضع کی مسجد بنائی تھی، اور تقریباً تیس سال تک جمعہ اور عید کی نماز کے لئے اس کا استعمال ہوتا تھا، اور اس کے ایک حصہ میں غیروں میں اسلام کی تبلیغ کی جاتی تھی، آج تقریباً ۷ رسال سے ان کاموں کے لئے بھی اس مسجد کا استعمال نہیں ہو رہا ہے، اس لئے کہ سات سال قبل اس مسجد کے پاس سے ایک سرکاری بڑا روڈ بنایا گیا تھا، تو سرکاری آدمیوں اور کنٹریکٹروں نے راستہ بنانے کا سامان مثلاً: سمینٹ، پائپ، لوہا اور ریت وغیرہ اس میں جمع کر کے گودام کے طور پر اسے استعمال کرنے لگے، اور اس کے لئے مسلم جماعت کی اجازت یا رضامندی نہیں لی تھی، اور اس سے مسجد کی عمارت کو بھی کافی نقصان پہنچا تھا، اس لئے اس کا استعمال بند ہو گیا تھا۔ اور حال میں درست ہو سکے ایسی بھی نہیں ہے، اس لئے کہ اس مسجد کی جماعت کے دو تین ساتھی ہی رہ گئے ہیں اور وہ بھی بہت ہی ضعیف ہیں، اور مسلم آبادی سے بہت دور رہتے ہیں، اور یہ مسلم جماعت نادار ہو چکی ہے، اندازاً آٹھ سال سے یہاں کی مسلم آبادی میں اضافہ ہوا ہے، اور اکثر شہر کے درمیان رہتے ہیں، اور انہوں نے نئی مسلم جماعت بنا کر ایک عبادت خانہ کا انتظام آبادی کے اطراف میں کیا ہے، اس لئے آبادی سے دور اُس مسجد تک کوئی نہیں جاتا۔

مذکورہ بالا پُرانی مسجد کے پڑوس میں سرکاری بنجر زمین ہے، سرکار نے اس زمین میں سرکاری دفاتر بنانے کا پلان کیا ہے، اور اس مسجد کی زمین کا مطالبہ کیا تھا، لیکن مسجد کی جگہ اسلام مذہب میں دوسرے کسی کام کیلئے استعمال نہیں کی جا سکتی، یہ عذر بتانے پر ابھی سرکار نے اس جگہ پر قبضہ نہیں کیا ہے، اور اب اس جگہ کا بہت سے ناجائز کام کے لئے استعمال ہو رہا ہے، اس لئے سرکار نے مسلم کارکنان کو بلا کر اس طرف توجہ دلائی، اور نوٹس دے کر دو مہینہ کا

وقت دیا ہے کہ اتنے وقت میں تم اس جگہ کا استعمال شروع کر دو، لیکن اوپر بتائے گئے اعذار کی وجہ سے ہم اس جگہ کو مسجد کے طور پر استعمال نہیں کر سکتے، لیکن وہ جگہ بڑے روڈ پر واقع پر ہونے کی وجہ سے ہمیں ڈر ہے کہ سرکار دوبارہ اس کا مطالبہ کرے گی، اور بیچنے پر دباؤ ڈالے گی۔ تو سوال یہ ہے کہ ان حالات میں اس جگہ کو فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر فروخت کر سکتے ہیں تو ان روپیوں کو کن کاموں میں صرف کر سکتے ہیں؟ اور اگر نہیں بیچ سکتے تو اس جگہ کا کیا انتظام کرنا چاہئے؟ جس سے اس کا ناجائز استعمال بند ہو جائے۔

یہ کفار کا ملک ہے، مسلمانوں کی تعداد ان کے مقابل کچھ بھی نہیں ہے، اور ہمارے مذہب اور دین کا انہیں کچھ بھی علم نہیں ہے، اور ہمارے دین کے قاعدہ کو سرکار عزت دے ایسا لگتا نہیں ہے، ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اطمینان بخش حل بتانے کی گزارش ہے۔

نوٹ: ہمارے شہر کی آبادی اندازاً ساڑھے چار لاکھ ہے، اس میں مسلمانوں کی تعداد دوسو پچاس (۲۵۰) افراد کی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ہماری شریعت کے قاعدہ کے مطابق جب کوئی جگہ ایک مرتبہ شرعی طریقہ کے مطابق مسجد بن جاتی ہے، تو وہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہی رہتی ہے، اس کو آباد کرنا اور اس کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے، اسے بیچ نہیں سکتے، لیکن اس جگہ کے دور ہونے کی وجہ سے اس کو آباد کرنا اور حفاظت کرنا مشکل ہو اور اس کی کوئی صورت نہ ہو اور سرکار جبراً اپنے قانون کے سہارے وہ جگہ لے لے تو اس میں مسلمان گنہگار نہیں کہلائیں گے۔ اور سرکار جو بھی قیمت عوض کے طور پر دے وہ مسلمانوں کے لئے لینا جائز ہے، اور وہ آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کر سکتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۵۷﴾ مسجد میں عبادت سے روکنے والے پرچے لگانا

سوال: کچھ سالوں قبل جنوبی گجرات کے کچھ دیہاتوں کی مساجد میں کسی درگاہ یا خانقاہ کی ماتحت والی کسی کمیٹی کی طرف سے مذکورہ مضمون والا پرچہ دیکھا گیا تھا۔

''نجدی، وہابی، دیوبندی اور غیر مقلدوں کو یہاں سنت والجماعت کی مسجد میں نماز، عبادت کرنے پر پابندی ہے۔''

اسی عرصہ میں آپ مرضی سے بنے ہوئے پیری مریدی کی دکان چلانے والے کاروباری شخص کا وعظ بند کروانے کے لئے ایک گاؤں والوں نے خط لکھا تھا۔ تو کیا یہ سب کرنے کا کسی کو حق ہے؟ خاص کر جبکہ وہ اپنے آپ کو سید بھی کہلواتے ہوں؟ اگر اس کے لئے کوئی شرعی حکم ہو تو کتاب وسنت کے حوالوں کے ساتھ واضح فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

نوٹ: سوال میں مذکور پرچہ آج بھی ایک شخص کے پاس موجود ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد اللہ کی عبادت اور بندگی کرنے کی جگہ ہے، وہ کسی کی شخصی ملکیت نہیں ہے، اس لئے جو شخص توحید، رسالت اور ایک اللہ پر ایمان لاتا ہو وہ کسی بھی مسجد میں جا کر عبادت کر سکتا ہے، کسی شرعی عذر کے بغیر اسے روکنا یا منع کرنا جائز نہیں ہے، جو لوگ اللہ کے نیک بندوں اور حضور ﷺ کے سچے متبعین کو مسجد میں عبادت کرنے سے منع کرتے ہیں ان سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے۔

قرآن پاک میں سورۂ بقرہ (پ:۱، آیت:۱۴) میں فرمایا گیا ہے: اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجد میں اس کا ذکر کئے جانے سے بندش کرے، اور اس کے ویران ہونے میں کوشش کرے۔ (بیان القرآن: ٦٧)

پرچہ میں مذکور فرقے مسلمان ہیں اور کافر مشرک نہیں ہیں اور حنفی مذہب کے مطابق کافر بھی اگر ادب کے ساتھ مسجد میں آنا چاہیں تو آسکتے ہیں، انہیں منع کرنا بھی درست نہیں ہے، اس لئے ایسے پرچے لگانا جائز نہیں ہے، اور ایسے پرچوں پر عمل کرنا بھی بالکل غلط ہے۔ اسی طرح جو شخص قرآن وحدیث کی صحیح باتیں تقریر میں بتاتا ہو اس کی تقریر سننا چاہئے اور اس پر عمل کرنا چاہئے، اسے بند کرانا غلط اور گمراہی والا کام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۵۸﴾ مسجد بنانے کے کیا شرائط ہیں؟

سوال: مسجد بنانے کے کیا شرائط ہیں؟ کچھ علماء کا کہنا ہے کہ کوئی جگہ مسجد بن جاوے تو وہاں پابندی کے ساتھ پانچ وقت کی اذان ہونا ضروری ہے اور باجماعت نماز ہونی چاہئے اور رمضان میں باقاعدہ اعتکاف ہونا چاہئے ورنہ پورے گاؤں پر وبال آئے گا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟ بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ گاؤں کے ہر شخص کو کہیں شادی وغیرہ کے موقع پر جانا ہوتا ہے، ایسے موقع پر مسجد میں اذان جماعت نہ ہو سکے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ نے جس عالم کا قول نقل کیا ہے کہ مسجد بننے کے بعد وہاں پابندی سے باقاعدہ پانچ وقت کی اذان ہونی چاہئے وغیرہ وغیرہ، تو یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ جہاں عاقل بالغ مسلمان ہوں اور نماز کا وقت ہو جائے تو اذان دے کر جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہوتا ہے، مسجد نہیں ہے تو یہ حکم ختم نہیں ہو جاتا اسی طرح اعتکاف کا بھی یہی حکم ہے۔

خلاصہ یہ کہ آپ کے بتائے گئے اعذار ایسے نہیں ہیں کہ جسے دیکھ کر مسجد تعمیر نہ کرنے کا حکم دیا

جائے، اسی طرح خوشی غمی کے موقع پر اگر کوئی مسلمان موجود نہ ہو اور اس وجہ سے جماعت سے نماز نہ پڑھی گئی اور اذان نہیں ہوئی تو اس میں دوسرے گاؤں جانے والے اور وہ لوگ جن پر جماعت نہیں ہے مثلاً: عورتیں، بچے وغیرہ تو ان پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوتا۔

﴿۱۰۵۹﴾ مسجد کی وضع کیسی ہونی چاہئے؟

سوال: مسجد کی وضع، صورت اور دکھاؤ کیسا ہونا چاہئے؟ اس بارے میں شرعی رہنمائی کریں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کی وضع یا صورت کے لئے کوئی خاص حکم نہیں ہے۔

﴿۱۰۶۰﴾ شرعی مسجد کب کہلائے گی؟

سوال: ایک مسلمان بھائی نے ایک جگہ مسجد جیسا مکان بنایا ہے، لیکن اس میں محراب یا ممبر نہیں ہے، اس میں لوگ جمعہ اور عید کی نماز پڑھتے تھے، اس مکان کی حالت آج بہت بسمار ہے، یہ مکان ابھی بھی بنانے والے کے قبضہ میں ہے، یہ مکان مسلم آبادی سے ڈیڑھ میل دور ہے، اس لئے مسلمان بھائی بستی میں مسجد بنانا چاہتے ہیں، تو مالک کی رضامندی سے یہ مکان بیچ کر اس کے پیسوں سے نئی مسجد تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اولاً یہ بات جان لینا ضروری ہے کہ مذکور شخص نے مکان بنا کر جمعہ وغیرہ نماز پڑھنے کے لئے اپنی ملکیت ختم کر کے یہ مکان مسلمان قوم کو وقف کر دیا تھا یا نہیں؟ اگر اپنا مالکانہ حق ختم کر دیا تھا تو یہ جگہ شرعی مسجد کے حکم میں ہے، چاہے اس میں ممبر ومحراب ہو یا نہ ہو، اس لئے بغیر سخت مجبوری کے اسے بیچنا جائز نہیں ہے۔ (اس کے شرائط اور ضروریات کون سی ہیں؟ بعد میں پوچھ لیں)۔

اور بصورت دیگر مکان نماز پڑھنے کے استعمال کے لئے دیا ہو، وقف نہ کیا ہو تو یہ مکان اصل مالک کی ملکیت ہے۔ اور وہ اپنی مرضی کے مطابق چاہے تو بیچ سکتا ہے، اور اس کی آمدنی بھی اس کی اپنی ملکیت کہلائے گی، اسلئے اس کی رضامندی کے بغیر دوسری مسجد کے تعمیری کام میں نہیں لے سکتے۔ (شامی، وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۶۱﴾ مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہے۔

سوال: تاریخ ۲/۸/۱۷ء کو ہمارے گاؤں کی جماعت جمع ہوئی، وہاں سخت و تیز بحث و مباحثہ ہوا، ایک شخص نے کہا کہ: یہ مسجد چندہ کے پیسوں سے بنائی گئی ہے۔ تو میں نے کہا کہ: یہ مسجد ہمارے خاندان کے پیسوں سے بنائی گئی ہے، چندہ کے پیسوں سے نہیں بنی۔ تو سامنے والے نے کہا کہ: یہ مسجد ان کی ملکیت ہے تو کل سے وہاں کوئی نماز پڑھنے نہ جائے، اس میں تالا لگا دو، یہ ان کی ملکیت ہے۔ تو ایسے الفاظ کہنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا مسجد کسی کی ملکیت ہوتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... یہ مسجد میرے خاندان کے پیسوں سے بنی ہے، ایسا کہنے سے مسجد پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرنے کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔ اور ایسا معنیٰ لینا صحیح نہیں ہے۔ یہ تو چندہ کے پیسوں سے بنی ہے، ایسا جو کہا گیا تھا اس کے رد میں کہا گیا ہے، اس لئے اس میں نماز پڑھنے جانے والوں کو روکنا یا اسے تالا لگانے کے لئے کہنا اچھی بات نہیں ہے۔ مسجد جب ایک مرتبہ وقف ہو جاتی ہے پھر وہ کسی کی ملکیت نہیں رہتی، خود واقف یا بنانے والا بھی اس کے مالک ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ بھی معتبر نہیں ہے، (شامی) اور آپ کے اجداد نے بھی آخرت کی کمائی اور ثواب کے لئے مسجد بنائی ہے، کسی پر احسان کرنے کے

لئے نہیں، اس لئے ہمارے خاندان نے بنائی ہے ایسا کہنا بھی غلط اور کم عقلی کی بات ہے، اس سے بھی بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۶۲﴾ سرکاری زمین پر مسجد بنادینے سے وہ جگہ شرعی مسجد نہیں بنتی؟

سوال: اندازاً پینتیس (۳۵) سال قبل ممبئی میں باندرا ریلوے اسٹیشن کے پاس گھوڑا گاڑی کھڑی رکھنے کی ایک جگہ تھی، وہاں ایک چھوٹی سی پرب (پیاؤ) بھی تھی، ہوٹل کے قریب پانی کے مٹکے بھی رکھے رہتے تھے، آنے جانے والے لوگ اسے استعمال کرتے تھے، نیز ان گھوڑے گاڑی والوں کو نماز کے لئے دور جانا پڑتا تھا، اس لئے ہوٹل کے پاس (بازو) کی جگہ خاص نماز کے لئے الگ کردی گئی تھی، اور وہاں پانچوں وقت کی نماز پابندی کے ساتھ ہوتی تھی۔ پھر گھوڑے گاڑی کا استعمال کم ہوگیا، اور یہ دھندا آہستہ آہستہ بند ہو گیا، اس لئے ہوٹل بھی بند ہوگئی، لیکن وہ جگہ ابھی بھی نماز کے لئے استعمال ہوتی تھی، تھوڑے دنوں بعد وہ جگہ کو ہوٹل والی جگہ میں شامل کردی گئی، اور اسے مسجد کی شکل دے دی گئی۔ جسے آج پینتیس (۳۵) سال ہوگئے ہیں، یہ جگہ سرکاری تھی، اور ریلوے والوں کے قبضہ میں تھی، اس لئے ریلوے افسران نے اس جگہ پر خلاف قانون قبضہ کرنے کا دعویٰ دائر کیا ہے، جسے آج چھ سال ہوگئے ہیں، مسجد والوں کے پاس زمین کی ملکیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ہاں! دو غیر مسلم ہندو بھائیوں نے یہ گواہی دی ہے کہ لمبی مدت سے اس زمین پر نماز ادا کی جارہی ہے، عدالت نے مسجد کے حق میں فیصلہ سنایا، اور ریلوے کا دعویٰ رد کر دیا، اس فیصلہ کو پانچ سال ہوگئے ہیں، اور یہاں پانچ وقت کی نماز، تراویح، جمعہ اور عید کی نماز پورے انتظام کے ساتھ ادا کی جاتی ہے، لیکن یہ مسجد اب چھوٹی پڑتی ہے، اور سب

نمازی اس میں نہیں آسکتے ہیں، اس لئے متولیان نے اسے وسیع کرنے کا ارادہ کیا ہے، اس لئے تعمیر ہونے والی مسجد کا نقشہ افسران کو منظوری کے لئے بھیجا، لیکن انہوں نے نا منظور کر دیا۔

کچھ بارسوخ افراد کی کوششوں کے بعد میونسپل پالیٹی (بلدیہ) نے یہ بات رکھی کہ: یہ جگہ چھوڑ دو، اور باندرا قتل خانہ کے پاس جتنی چاہے اتنی جگہ لے لو۔ مسجد کی جگہ راستہ بڑا کرنے کے لئے بلدیہ کو ضرورت ہے، اور مسجد کی زمین مسجد کے لئے خریدی نہیں گئی ہے۔

بہت سے لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں، دلیل یہ ہے کہ ایک طویل عرصہ سے یہ زمین مسجد کے طور پر استعمال کی جارہی تھی، وہاں نماز ادا ہوتی تھی، اسے چھوڑ دینا یہ شریعت کے خلاف ہے، اس بارے میں شرعی نقطۂ نظر سے واقف فرمائیں؟ اور یہ بتائیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس زمین پر حال میں مسجد ہے، اور برسوں سے مسجد کے طور پر اس کا استعمال ہو رہا ہے، پھر بھی شرعی قاعدہ کے مطابق وہ مسجد شرعی وقف مسجد نہیں ہے، اس لئے کہ اس زمین کے مالک (ریلوے) نے اس زمین کو مسجد کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت بھی نہیں دی تھی، اور اسے کسی نے خرید کر وقف بھی نہیں کی تھی، اس لئے کسی غیر کی زمین اس کی رضامندی کے بغیر سالوں تک بھی مسجد کے طور پر استعمال کرنے کے باوجود وہ مسجد نہیں بنتی۔

اور بلدیہ جو جگہ دینے کو کہتی ہے، اگر وہاں مسلمانوں کی آبادی ہو اور بلدیہ وہ زمین ہدیہ کے طور پر مسجد کو اس کی ملکیت کے حق کے ساتھ دیتی ہو اور اس کیساتھ ساتھ اس چھوٹی وقتی مسجد

کی عمارت کے عوض کوئی رقم دیتی ہو تو اس ریلوے کی زمین کے عوض بالبدل میں زمین لے کر وہاں مسجد بنانا جائز ہے۔ اور وہ باقاعدہ شرعی مسجد کہلائے گی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۰۶۳﴾ کونسی مسجد کو جمعہ مسجد بنائیں؟

سوال: ہمارے یہاں تین مسجد ہے، اس میں سے ایک پُرانی مسجد ہے، جو کنارہ مسجد کے نام سے مشہور ہے، اور اس مسجد میں مصلیوں کی سہولت اتنی زیادہ ہے کہ گاؤں کے سب آدمی مل کر نماز پڑھیں تو بھی کسی طرح کی تنگی پڑنے کا امکان نہیں ہے۔

دوسری مسجد ناوروالی مسجد کے نام سے مشہور ہے، یہ مسجد کنارہ مسجد کے بعد تعمیر ہوئی ہے، اور تیسری چھوٹی مسجد ہے، اس مسجد میں تمام مصلی نہیں آسکتے، تو پوچھنا یہ ہے کہ ہم سب مل کر جمعہ کی نماز ایک جگہ پڑھنا چاہتے ہیں تو کونسی مسجد میں جمعہ پڑھنا افضل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جمعہ مسجد کے لئے بہتر وہی مسجد ہے جو سب سے پُرانی ہو اور مصلیوں کو بھی جب اس میں راحت ہو تو کنارہ مسجد کو جمعہ مسجد بنانا بہتر ہے۔

﴿۱۰۶۴﴾ مسجد کے لئے جگہ وقف کردینے سے وہ جگہ مسجد کہلائے گی یا نہیں؟

سوال: ایک شخص کے گھر میں اوپر، نیچے دو کمرے ہیں، اس میں سے نیچے کا کمرہ مسجد کے لئے (نماز پڑھنے کے لئے) وقف کردے اور اوپر کا کمرہ اپنے رہنے کے لئے رکھے یا دوسرے کو رہنے کیلئے دینا چاہے تو اس طرح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نیچے کا کمرہ مسجد کے طور پر وقف کردے اور اوپر کا کمرہ اپنے قبضہ میں رہنے دے تو اس طرح وقف کرنے سے وقف صحیح نہیں ہوتا۔ (شامی: ۳/۳۷۰، ہدایہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۰۶۵﴾ صحن کو جماعت خانہ میں داخل کرسکتے ہیں؟

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد جب بنائی گئی تو جماعت خانہ برآمدہ تک تھا، مسجد کا برآمدہ جماعت خانہ میں شامل نہیں تھا، سالوں کے بعد گاؤں کے بڑے لوگوں نے گرمی کی موسم میں جماعت خانہ میں گرمی لگتی تھی اس لئے مغرب، عشاء اور فجر کی نماز پڑھنے کے لئے برآمدہ کے حصہ کو جماعت خانہ کی نیت کرکے مسجد میں شامل کردیا، اور وہاں فرض نماز جماعت سے ہونے لگی، پھر کچھ لوگوں نے منع کیا تو وہاں نماز پڑھنا بند کردی، تو پوچھنا یہ ہے کہ ان کچھ لوگوں کا صحن کو جماعت خانہ میں داخل کرنے کی نیت کرنے سے وہ صحن کا حصہ جماعت خانہ کہلائے گا؟ اور ہمیشہ کے لئے وہ مسجد رہے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ...... واقف یا وقف کا انتظام کرنے والے ذمہ دار افراد ایک جگہ کو جماعت خانہ میں شامل کردے تو وہ جگہ قیامت تک مسجد یا جماعت خانہ میں شامل مانی جائے گی۔ اور اس کا ادب کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری:۲/۴۷۴)

﴿۱۰۶۶﴾ عوض میں مدرسہ کے مکان دینا

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد چھوٹی ہے، مسجد کے پڑوس میں قاضیوں کے مکانات ہیں، وہ مکانات مسجد کی تعمیر میں لینے ہیں، اور قاضیوں کو ان کے مکانات کے عوض مدرسہ کے مکانات دیئے جائیں تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں مذکور صورت جائز تو نہیں ہے، لیکن مسجد وسیع کرنا ضروری ہو تو وہ مکانات خرید لینا جائز ہے اور اس کے عوض مدرسہ کے مکانات نہ دیئے جائیں بلکہ دوسری جگہ انتظام کردینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۶۷﴾ مسجد کو مدرسہ میں تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: ہمارے یہاں کوٹ کے پاس کی مسجد سیلاب کی وجہ سے شہید ہوگئی ہے، اور مسجد کی کسی بھی طرح کی کوئی آمدنی نہیں ہے، اس لئے ہمارا ارادہ مسجد کے جماعت خانہ میں مدرسہ بنانے کا ہے، اس لئے کہ مسجد بالکل ویران ہو چکی ہے، اسی طرح اس کے نزدیک دو مسجدیں آباد ہو چکی ہیں، اگر ہم شہید ہو چکی مسجد کو پھر آباد کریں گے تو ان دونوں مسجدوں کے مصلی کٹ جائیں گے، تو اس جگہ مدرسہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر مدرسہ بنائیں گے تو گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:.....حنفی مذہب کی کتابوں کی صراحت کے مطابق کسی جگہ کو مسجد کے طور پر وقف کر دیا اور وہاں نماز بھی پڑھ لی گئی تو اب وہ جگہ تا قیامت مسجد ہی کے حکم میں رہے گی، اس لئے اس کا ویسا ہی ادب کرنا ضروری ہے، چاہے وہاں کوئی عمارت نہ ہو۔ (ہدایہ:۲)

اسی طرح وقف کے بارے میں فقہاء نے صراحت کی ہے کہ ایک وقف کو اس کے مقصد کے خلاف دوسرے کام میں لینا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں مسجد کا مدرسہ کے طور پر استعمال کرنا اور مسجد کے طور پر استعمال بند کر دینا جائز نہیں ہے۔ (شامی:۲/۲۷۳، امداد الفتاوی:۲/۵۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۶۸﴾ مدرسہ کے لئے بنائے گئے مکان میں نماز پڑھنے سے وہ شرعی مسجد نہیں بنے گی؟

سوال: یہاں یوکے میں ایک جگہ کے باشندوں نے (سب نے مل کر تیس تیس پاؤنڈ للہ مدرسہ کی تعمیر کے لئے نکالے) مدرسہ کی تعمیر کے لئے ایک جگہ خریدی، اس کا نام بھی

رکھا گیا، کچھ وقت کے بعد مدرسہ کا تعمیری کام ختم ہوا، تب سے پانچ وقت کی نماز اور جمعہ وغیرہ بھی وہیں پڑھی جانے لگی، اور مدرسہ میں تعلیم بھی اچھی ہورہی ہے، فی الحال سات اساتذہ مدرسہ میں تعلیم دے رہے ہیں، اور نماز میں اچھے مصلی ہوتے ہیں، ابھی محراب نو فٹ لمبا اور نو فٹ چوڑا بنایا گیا ہے، ہمارے بہت سے اراکین کا کہنا ہے کہ جہاں پانچ وقت کی نماز پابندی سے ہوتی ہو اور وہاں محراب بھی ہو وہ جگہ مسجد ہی کہلاتی ہے، کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ایک مفتی صاحب نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

میں یہاں کا ناظم ہوں، حساب کتاب میرے پاس ہے، یہاں صرف ایک ہال ہے، مدرسہ کے لئے اراکین نے پیسے نکال کر زمین خرید کر کے مدرسہ بنایا ہے، یہاں ایک ہی ہوا گرم کرنے والا مشین ہے جو پورے ہال کی ہوا گرم کرتا ہے، بجلی کے ایک میٹر سے سب میں بجلی چلتی ہے، چندہ کی رسید بک پر مدرسہ کا نام لکھا ہوا ہے، اسی رسید بک سے للہ چندہ لیا جاتا ہے، خرچ پورا کرنے کے لئے ہر رکن سے سالانہ ۲۵ پاؤنڈ لئے جاتے ہیں، بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ للہ چندہ کر کے مدرسہ کے لئے زمین خریدی تو وہ زمین وقف ہوگئی، نماز پڑھنے کیلئے اور بچوں کو پڑھانے کے لئے حکومت سے اجازت لی گئی ہے، تو کیا یہ مسجد ہی کہلائے گی

اگر حساب الگ رکھنا ضروری ہو تو کس طرح رکھنا چاہئے؟ نیت کئے بغیر اور سب اراکین کی اجازت لئے بغیر مسجد بن سکتی ہے یا نہیں؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں عین نوازش ہوگی

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......سوال میں ذکر کردہ صورت حال سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کے لئے چندہ کر کے زمین خریدی گئی اور اس پر عمارت بنائی گئی، اور مدرسہ کی تعلیم بھی

شروع کردی، پھر وہاں سہولت ہونے کی وجہ سے نماز پڑھنا بھی شروع کیا، لہذا یہ جگہ شرعی مسجد نہیں بنے گی۔ آپ نے جس مفتی صاحب کا قول نقل کیا ہے وہ بھی صحیح ہے، البتہ اس میں ایک قید رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس جگہ کا مسجد یا نماز پڑھنے کے لئے وقف ہونا ضروری ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں وہ صورت نہیں ہے اس لئے وہ شرعی مسجد نہیں کہلائے گی۔

﴿۱۰۶۹﴾ مدرسہ کے لئے بنائے گئے مکان کو کرایہ پر دینا

سوال: ہمارے یہاں ایک مدرسہ چل رہا ہے، اور جس مکان میں ابھی مدرسہ چل رہا ہے اس کے بالائی منزلہ پر مدرسہ اور تحتانی حصہ میں دکانیں ہیں، اور دکان سے حاصل ہونے والا کرایہ مدرسہ کے خرچ میں لیا جاتا ہے، اور ابھی جس مکان میں مدرسہ جاری ہے وہاں بچوں کی تعداد کے بڑھ جانے کی وجہ سے جگہ تنگ ہورہی ہے، اسی لئے گاؤں والوں نے نیا مدرسہ بنانے کا ارادہ کیا ہے۔

تو اب پُرانے مدرسہ کا مکان جہاں فی الحال مدرسہ چل رہا ہے اور مدرسہ کے نام سے چندہ کرکے ہی بنایا ہے اس کا کیا کیا جائے؟ کیا اسے کرایہ پر دے سکتے ہیں؟ اور کرایہ پر دینے سے چندہ دینے والے بھائیوں کے ثواب میں کچھ فرق آسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: جو مکان مدرسہ کے نام سے چندہ کرکے بنایا گیا ہے، اسے دینی تعلیم کے لئے ہی استعمال کرنا چاہئے۔ اس لئے صورت مسئولہ میں اس مکان کے بالائی اور تحتانی دونوں حصوں کو دینی تعلیم کے لئے استعمال کرنا چاہئے، تاکہ چندہ دینے والوں کا مقصد بھی پورا ہو اور وقف کی شیء کا اس کی مناسب جگہ پر استعمال بھی ہو، اور دوسری خرابیوں سے بھی بچا جاسکے۔

اس کے باوجود نئی تعمیر بنانے سے اس جگہ کا فائدہ نہ رہے تو اسے کرایہ پر دے کر اس کی آمدنی مدرسہ کے خرچ میں استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔لیکن کرایہ دار مالک نہ بن جاویں اس کا خیال رکھا جائے، اور اس سے چندہ دینے والوں کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۷۰﴾ ایک مسجد کی موقوفہ شی، دوسری مسجد میں لے جانا

سوال: ایک مسجد کی موقوفہ شی، دوسری مسجد میں استعمال کرنے کے لئے لے جاسکتے ہیں یا نہیں؟اور اگر اسی جماعت یا کمیٹی کا مدرسہ بھی چلتا ہوتو اپنی جماعت یا کمیٹی کی مسجد کی چٹائی یا گھڑی یا کوئی دوسری چیز مدرسہ میں استعمال کے لئے لے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو شی جس مسجد میں وقف ہو اس شی کا استعمال اسی مسجد میں ہونا ضروری ہے، اگر اس مسجد میں فی الحال ضرورت نہ ہو تو حفاظت سے رکھ دیا جائے، اور جب ضرورت پڑے اسے استعمال کیا جائے۔لیکن اگر کسی جگہ حفاظت سے رکھنا مشکل ہو اور اس شی کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو تو اسے فروخت کر دیا جائے، اور اس کی آمدنی اس مسجد میں استعمال کی جائے، اور اگر اسے فروخت بھی نہ کیا جاسکے یا یہ مسجد اتنی تونگر ہے کہ اسے اس کی ضرورت نہ ہو اور مستقبل میں بھی اس کی ضرورت محسوس نہ ہو تو اس مسجد کے قریب جو دوسری مسجد ہو وہاں استعمال کی گنجائش ہے۔(شامی:۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۷۱﴾ مدرسہ کے مکان کا اسکول کے لئے استعمال

سوال: جماعت مدرسہ کا مکان بنانا چاہتی ہے، فی الحال مدرسہ کا جو مکان ہے وہ مدرسہ کی

ملکیت کا ہے، جس میں گجراتی اسکول اور مدرسہ چلتا ہے، اب اگر نیا مدرسہ اسی جگہ بنایا جائے تو جگہ کم پڑتی ہے اور ساتھ میں اسکول بھی چلانی پڑے۔

جماعت کا ارادہ یہ ہے کہ فی الحال جو مکان مدرسہ کا ہے اسے ہمیشہ کے لئے اسکول کیلئے وقف کردیں، اور نیا مدرسہ دوسری جگہ بناویں، اور مدرسہ کے مناسب جگہ مدرسہ کے پاس ہے، اور وہ زمین ایک غیر مسلم کی ہے اور وہ مول دینے پر تیار نہیں ہے، جماعت کی دوسری کھیتی والی زمین کے بدلے میں مذکورہ زمین بیچنے پر راضی ہے، تو کیا یہ کھیتی والی زمین دے کر وہ غیر مسلم کی جگہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس غیر مسلم کی زمین قیمتی ہے، اور دام یعنی قیمت کے اعتبار سے دونوں زمینیں یکساں ہے، اور جماعت تبدیل کرنے پر رضامند ہے۔ تو اس طرح ایک زمین کے عوض دوسری زمین لے کر اس پر مدرسہ کی تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جلد جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلما: مدرسہ کا مکان وقف ہے، اور دینی تعلیم کے مقصد کے لئے اس کا استعمال جاری ہے، لہٰذا اسے اب صرف اسکول کے لئے کر دینا جائز نہیں ہے، یہ وقف کے مقصد کے خلاف ہے۔ نیا مدرسہ بنانے کے لئے مدرسہ کے پاس جو دوسرے کی زمین ہے وہ زمین مول لی جائے اور مول نہ ملے اور دوسری زمین کے ساتھ تبدیل کرنی پڑے تو مدرسہ کی وہ دوسری زمین وقف ہو تو اس سے تبدیل کر سکتے ہیں۔ (شامی، کتاب الوقف) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۷۲﴾ مدرسہ اور عبادت خانہ کے نام پر چندہ کی گئی رقم سے مسجد تعمیر کرنا

سوال: آج سے تقریباً دس سال قبل ہماری بستی میں بچوں کی دینی تعلیم اور دینی اخلاق کو

مدنظر رکھتے ہوئے مدرسہ اور عبادت خانہ کی نیت سے ایک ادارہ قائم کیا گیا، دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہونے کی وجہ سے پُرانا (قدیم) مکان بیچ دیا اور اس کی رقم میں دوسرا چندہ کر کے دوسری رقم ملائی اور ایک بڑی دکان خرید لی، اس دکان میں کچھ اصلاح کروا کر اوپر نیچے دو ہال تیار کروائے اور وضو خانہ اور بیت الخلاء بنوائے، ادارہ کے شرکاء کی تعداد کم وبیش ہوتی رہی فی الحال یہ تعداد ۴۹ کی ہے، ادارہ کی مالی حالت دیکھتے ہوئے آج تک کوئی دائمی عالم رکھ نہیں سکے۔

الحمدللہ اللہ جل شانہ کے فضل وکرم اور جماعت کی انتھک محنتوں سے (جمعہ اور عید کے علاوہ) پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی شکل وصورت اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی، جس کی امامت کی ذمہ داری ایک متقی و پرہیزگار بھائی فی سبیل اللہ انجام دے رہے ہیں، ان کی عدم موجودگی میں کوئی نہ کوئی یہ ذمہ داری انجام دیتا ہے۔ الحمدللہ نمازیوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے، اور بستی میں رہنے والے مسلمانوں کو یہ جگہ نزدیک ہونے کی وجہ سے سہولت بھی رہتی ہے، رمضان المبارک میں پانچ چھ سالوں سے تراویح میں قرآن شریف بھی ختم ہو رہا ہے۔ سردی کے موسم میں عصر اور مغرب کی نماز مدرسہ کے وقت میں آنے کی وجہ سے نیچے ہال میں پڑھی جاتی ہے، طلباء کی تعداد میں اضافہ ہونے کی وجہ سے اور جگہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو پڑوس کی ایک دکان بھی للہ چندہ کر کے خرید لی، اس کی اصلاح کروا کر دو دکانوں کے نیچے والے حصہ میں ہال کے بیچ دروازہ رکھ کر ایک کر دینے کا ارادہ ہے، اور اس میں ابھی خریدی گئی دکان کے نیچے والے ہال کو جماعت خانہ کے طور پر استعمال کرنے اور بقیہ کمروں کو مدرسہ کے لئے اور دیگر دینی ضروریات کے لئے استعمال کرنے کا ارادہ ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مذکورہ دونوں ارادے پورے ہو رہے ہیں، فی الحال پانچ

اساتذہ شام کو دو گھنٹے پڑھاتے ہیں۔

سیٹی کاؤنسل (بلدیہ) کی طرف سے اولاً مذہبی تعلیم کے لئے مذکورہ مکان کو صبح نو سے رات آٹھ بجے تک استعمال کرنے کی اجازت ملی تھی، رمضان کے آنے سے پہلے رمضان مہینہ میں دیر تک استعمال کرنے کے لئے خاص اجازت لینی پڑتی تھی، اور ہر سال جنرل ریٹ، ووٹر ریٹ وغیرہ بھی بھرنا پڑتا ہے، اس لئے ادارہ کے فائدہ کے لئے سیٹی کاؤنسل (بلدیہ) سے مسجد کے لئے اجازت طلب کی ہے، اس کے ملنے سے مذکورہ وقت کی پابندی بھی ختم ہو جائے گی، اور امید ہے کہ مذکورہ ٹیکس بھی معاف ہو جائیں گے، اور رمضان کے لئے بھی خاص اجازت نہیں لینی پڑے گی۔

کچھ شرکاء کا کہنا ہے کہ چندہ مدرسہ اور عبادت خانہ کی نیت سے ہوا ہے اور کاؤنسل (بلدیہ) سے مسجد کے نام سے اجازت طلب کی ہے تو اس طرح کرنے سے نیت بدل گئی۔ لہذا مذکورہ تفصیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے آنجناب سے یہ گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کا صحیح جواب مرحمت فرمائیں۔

(۱) مدرسہ اور عبادت خانہ کی نیت سے چندہ کر کے کاؤنسل سے ادارہ کے دینی فائدہ کے لئے مسجد کی اجازت طلب کرنے سے کیا نیت میں شرعی کھوٹ (نقص) آئے گی یا نہیں؟ (۲) یہاں یو کے میں زیادہ تر اسی طرح مکان، دکان اور ہال وغیرہ خرید کر عبادت خانہ اور مساجد میں تبدیل کیا جاتا ہے، بنیادی مسجدیں بہت کم ہیں، تو مذکورہ مدارس اور عبادت خانے شرعی مساجد سمجھے جائیں گے؟ بنیادی مسجد اور مذکورہ عبادت خانہ کے مابین کیا فرق ہے؟ (۳) کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسے ادارے جو بنیادی مسجد نہیں ہیں وہاں

رمضان المبارک میں اعتکاف کرنے سے سنت اعتکاف کا ثواب نہیں ملتا، کیا یہ بات صحیح ہے؟ ان حالات میں مذکورہ جگہوں پر اعتکاف کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر کیا جائے تو کس نیت سے؟ عبادت خانہ کو مسجد کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ دونوں کے مابین کیا فرق ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... مدرسہ اور اس کی غرض اور وقف اور مسجد اور اس کی غرض اور اس کا مقصد دونوں جدا جدا ہیں۔ شریعت میں وقف اور اس کے مقصد کو خاص اہمیت دی جاتی ہے، اور اس کی رعایت کرنے پر خاص زور دیا جاتا ہے، واقف ایک مرتبہ کوئی چیز وقف کردے اور اس پر سے اپنا قبضہ ہٹالے پھر وہ بھی اگر اس میں تبدیلی کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا۔ یعنی ایک وقف کے روپئے اس سے عمدہ وافضل دوسرے مخالف مقصد کے وقف میں استعمال نہیں کئے جاسکتے۔

چندہ وصول کرنے والے چندہ دہندگان کے وکیل ہیں، لہذا مدرسہ کے نام سے چندہ کیا ہو تو مدرسہ ہی کے لئے اور مسجد کے نام سے چندہ کیا ہو تو مسجد کے لئے ہی خرچ کرنا ضروری ہے، دوسرے کام میں خرچ کرنے ہوں تو چندہ دہندگان کی اجازت لینی ضروری ہے۔

جو زمین وقف ہو اور نماز پڑھنے کے لئے خاص ہو اور کسی کی زیر ملکیت نہ ہو تو اسے مسجد کہتے ہیں، اور جو جگہ کسی شخص یا کمپنی کی ملکیت ہو، وقف نہ ہو صرف مالک کی طرف سے وہاں نماز پڑھنے کی اجازت ہو تو ایسی جگہ عبادت خانہ کہلاتی ہے، جہاں وقف کے قواعد کی رعایت یا آداب مسجد کا خیال رکھنا ضروری نہیں ہے، ایسی جگہ کی بیع وشراء جائز ہے، حائضہ ونفساء کا وہاں آنا جانا درست ہے، وغیرہ وغیرہ۔

کسی جگہ اگر شرعی مسجد نہ ہو صرف عبادت خانہ ہی ہو اور وہاں جماعت سے نماز ہوتی ہو تو

مجبوراً ایسی جگہوں میں اعتکاف کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۷۳﴾ پگڑی کی رقم سے مدرسہ اور جماعت خانہ بنانا

سوال: ایک ادارہ مدرسہ اور جماعت خانہ بنانا چاہتا ہے، جگہ راستہ پر واقع ہونے کی وجہ سے آگے دکانیں بنانے کا ارادہ ہے، دکان موقع پر ہونے کی وجہ سے پگڑی کی بڑی رقم ملنے کی امید ہے، وہ رقم لے کر کیا مدرسہ اور جماعت خانہ کا تعمیری کام کرواسکتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ پگڑی کا لین دین شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہ ہو تو اس کی جائز صورت کیا ہے؟ کوئی راستہ بتا کر رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پگڑی لینا جائز نہیں ہے، اور ایسی ناجائز رقم سے مسجد یا مدرسہ جیسی پاکیزہ جگہ کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے، لہذا ڈیپوزٹ (امانت) کے طور پر رقم لی جائے اور اسے خرچ کرنے کی اجازت لے کر تعمیر میں صرف کی جائے، پھر جب کرایہ دار جانے لگے تو وہ رقم لوٹادی جائے تو اس میں حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۷۴﴾ مدرسہ کا چندہ کرنے والے سفراء کو کمیشن دینا

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص کو چندہ کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اور ان کے ساتھ یہ بات طے ہوئی ہے کہ جتنے روپے کا چندہ ہوگا اس میں سے سفر خرچ نکالنے کے بعد جو رقم بچے گی اس کا پچیس (۲۵) فی صد یا تیس (۳۰) فی صد سفیر کا ہوگا اور باقی رقم مدرسہ کی ہوگی، لہذا اس طریقہ کا معاملہ شرعی رو سے صحیح ہے؟ کچھ لوگ اسے ناجائز کہتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے کتابوں کے حوالوں کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں جو حضرات اسے ناجائز کہتے ہیں وہ

صحیح اور سچ کہتے ہیں، اور اس کی دو وجہ ہیں جس کی وجہ سے چندہ کا یہ طریقہ ناجائز ہے۔
پہلی وجہ یہ ہے کہ آجر کی اجرت غیر متعین ہے، یہ معلوم نہیں ہے کہ اسے کتنی رقم ملے گی؟ اور جس اجارہ میں آجر کی اجرت مجہول ہو وہ اجارہ فاسد ہے۔ (جوہرہ:۳۱۶)۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ جو چیز آجر کی محنت اور کام کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہو اسے اجرت کے طور پر دینا جائز نہیں ہے۔ اور اس معاملہ میں آجر کی محنت سے حاصل ہونے والی رقم میں سے ہی پچیس (۲۵) فی صد دینا متعین ہوا ہے اس لئے یہ ناجائز ہے۔ (ہدایہ:۳) لہذا سفیر کو تنخواہ پر رکھنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۰۷۵﴾ بینک کے سود کی رقم مدرسین کی تنخواہ میں استعمال کرنا

سوال: ایک شخص نے کچھ رقم بینک میں جمع کروائی ہے، اسے اس رقم پر سود ملتا ہے اس شخص نے یہ نیت کی ہے کہ اس رقم پر جو بھی سود ملے گا ہمیشہ وہ یہ رقم مدرسہ کے مدرس کی تنخواہ کے طور پر استعمال کرے گا، لہذا پوچھنا یہ ہے کہ یہ رقم مدرس کی تنخواہ میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر استعمال کرنا ہو تو اس کی کوئی جائز صورت ہے؟
اسی شخص نے تین کمرے بنوائے ہیں، اس کا جو کرایہ آتا ہے اسے للہ مدرسہ میں دینے کی نیت کی ہے، تو اس سود کی رقم اور کمرے کی آمدنی کی رقم دونوں کو ساتھ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ یا دونوں رقم الگ الگ رکھنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بینک میں سود حاصل کرنے کی نیت سے رقم رکھنا جائز نہیں ہے، اور سود جیسی ناپاک رقم اللہ کی رضامندی کے کام میں خرچ کرنا یا خرچ کرنے کی نیت کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ پاک طیب ہے اور طیب مال ہی قبول کرتے ہیں اس لئے سود

حاصل کرنے کی نیت سے بینک میں رقم رکھنا گناہ ہے، اس سے توبہ کرنا ضروری ہے، البتہ بغرض حفاظت مجبوراً بینک میں رقم رکھ سکتے ہیں، البتہ اس سے حاصل ہونے والے سود کو سود کے وبال سے بچنے کی نیت سے غریب محتاج مسلمان کو مالک بنا کر دے دیا جائے، پھر وہ غریب قبضہ کر کے اپنی رضامندی سے مدرس کی تنخواہ کے لئے وہ رقم دے تو یہ طریقہ جائز ہے۔ براہ راست مدرس کو تنخواہ کے طور پر یہ سود کی رقم دینا جائز نہیں ہے۔

البتہ کمروں کا کرایہ اللہ مدرسہ میں دیا ہو تو اس میں سے بلا حرج مدرس کی تنخواہ دی جا سکتی ہے، دونوں آمدنیوں کا حکم الگ الگ ہے، اس لئے دونوں رقم الگ الگ رکھنی چاہئے۔

﴿۱۰۷۶﴾ مدرسہ، یتیم خانہ وغیرہ کی تعمیری امداد کی رقم مسجد بنانے کے لئے قرض کے طور پر دینا

سوال: شہر کے یتیم خانہ، مدارس وغیرہ اداروں کے تعمیری کاموں کے لئے آئی ہوئی امدادی رقم متعلقہ ادارہ کے ذمہ داروں کے پاس جمع ہوتی ہے یا باقاعدہ بینک میں ڈیپوزٹ کے طور پر لازماً رکھنی پڑتی ہے، اس طرح بینک میں رکھی گئی رقم بینک لوگوں کو سود پر دیتی ہے، اگر کسی وجہ سے ان مذکورہ اداروں کے تعمیری کام آنے والے قریب کے دنوں میں شروع ہونے والے نہ ہوں، تو یہ رقم یا تو کسی کے پاس پڑی رہے گی یا بینک کے سودی کاروبار میں استعمال ہوتی رہے گی۔

اب شہر کے درمیان غیروں کی آبادی میں ایک اہم مسجد کی تعمیر کی اجازت پچھلے پانچ سالوں سے نہیں ملتی تھی، اور اسے ختم کرنے کی بہت سازشیں کی گئیں، ۱۹۵۹ کے قومی فساد میں اسے یکلخت جلا کر ختم کر دیا گیا، پھر خدا کے فضل سے وقتی طور پر اصلاح کروا کر پھر نماز پڑھی

جانے لگی، اس کی تعمیر کے لئے دس سال بعد پھر کوشش کی گئی، جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے اس کی تعمیر کی اجازت مل گئی ہے، لیکن حالات نامناسب ہیں، اگر فوری طور پر اس کی تعمیر نہیں ہوئی تو پھر کوئی سازش ہونے کا امکان ہے، یہی نہیں کبھی بھی اس کا وجود خطرہ میں پڑسکتا ہے، ان حالات میں فوری تعمیر کے لئے دوسرے اداروں کی رقمیں جو کسی کے پاس پڑی ہوئی ہوں یا بینک میں ڈیپوزٹ کے طور پر رکھی ہوئی ہو ان سے حاصل کر کے اس مسجد کے تعمیری کام میں وقتی طور پر ادھار لے سکتے ہیں یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ یہ رقم اس مسجد کے تعمیری کام میں لگانے کی وجہ سے سلامت رہے گی، اور سودی کام میں لین دین سے بھی بچ جائے گی، یہی نہیں بلکہ فوری طور پر اتنی رقم کا چندہ ہونا مشکل ہونے کی وجہ سے شہر کی مذکورہ اہم مسجد کا وجود خطرہ میں ہے، یہ خطرہ بھی ٹل جائے گا۔ مذکورہ تفصیلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے تفصیل سے جواب دینے کی گزارش ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً.....صورت مسئولہ میں مذکورہ مسجد کو آباد کرنا اور غیروں کے تسلط سے اسے بچانا اہم اور ضروری اور ثواب کا کام ہے، اس کے لئے ہر ایک کو اپنے سے بنتی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ اسے کوئی ایک شخص تعمیر نہ کرسکتا ہو تو چندہ کر کے یا دوسروں سے امداد کا مطالبہ کر کے رقم جمع کرنی چاہئے، دوسرے اداروں سے رقم قرض لے کر یہ کام نہیں کرنا چاہئے، اس میں دونوں طرف شرعی خرابیاں ہیں۔ یتیم خانہ اور مدارس وغیرہ اداروں کے تعمیری کام کے لئے حاصل ہونے والی رقم جس مقصد کے لئے لی گئی ہو اسی مقصد میں خرچ کرنا لازم اور ضروری ہے، دوسری جگہ خرچ کرنا یا شرعی اجازت کے بغیر قرض دینا جائز نہیں ہے، قرض دینے والے ضامن ہوں گے۔

البتہ تعمیر مسجد کے لئے مطلوبہ رقم نہ ہو اور تعمیر ضروری ہو تو فقہاء بامر القاضی یعنی کمیٹی اور متولی کی اجازت سے نجی (ذاتی) قرض لے کر تعمیر کرنا جائز کہتے ہیں، یعنی کسی شخص سے نجی (ذاتی) قرض لے کر تعمیر کر سکتے ہیں۔ (شامی:۴/۴۲۱، عالمگیری:۲/۴۶۴)

﴿۱۰۷۷﴾ دینی علم کو فروغ دینے والے اداروں میں زکوۃ وسود کی رقم استعمال کرنا

سوال: دینی علم کو فروغ دینے والا ادارہ کہ جہاں ناظرہ قرآن شریف کی تعلیم دی جاتی ہو، یہ ادارہ اپنے قرب وجوار کے دیہاتوں سے سات سے دس سال کے نابالغ بچوں کو داخل کر کے ان کے رہنے اور کھانے پینے کے اخراجات اور کتابوں کا انتظام کرتا ہے، اس خرچ کو پورا کرنے کے لئے اس ادارہ کے ناظم صاحب زکوۃ لیتے ہیں، تو اس ادارہ میں زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اگر اس طرح زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ادا نہ ہوتی ہو تو ادارہ کو کونسا راستہ اختیار کرنا چاہئے؟ جس سے ادارہ کا کام بھی ہو جائے اور زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ بھی ادا ہو جائے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ ادارہ میں پڑھنے والے طلباء بالغ ہوں اور ان کے پاس نصاب کے بقدر مال نہ ہو، اور جو نابالغ ہوں ان کے باپ کے پاس نصاب کے برابر مال نہ ہو تو شرعی اعتبار سے یہ لوگ زکوۃ کے حقدار ہیں، لہذا ادارہ میں جو زکوۃ کی رقم آئے اس رقم سے ناظم صاحب کتابیں، قرآن شریف یا کپڑے خرید کر ایسے بچوں کو مالک بنا کر دے دیں تو اس سے زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور کھانا، پینا اور غلہ وغیرہ دینے یا پکا کر کھلانے کا بھی یہی حکم ہے، اس طرح زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور دینی تعلیم میں مددگار بننے کا ثواب مزید ملے گا۔

دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ ادارہ زکوۃ میں وصول ہونے والی رقم کسی محتاج غریب مسلمان

مستحق کو، مدرسہ کو دے دیں، یہ تملیک کرنے سے زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہوگئی، اب یہ زکوۃ لینے والے پیسے سے ممبر بنے ہوئے کسی بھی شرط کے بغیر خود کی مرضی سے کسی زور، دباؤ کے بغیر مدرسہ چلانے کے لئے یہ رقم دے دیں تو اس رقم سے مدرسہ کا ہر کام کر سکتے ہیں، مدرسہ کو بھی اور ان کو اس کا ثواب بھی ملے گا۔ (شامی، امداد الفتاویٰ وغیرہ)

﴿۱۰۷۸﴾ مدرسہ کو وقف دیا ہوا گھر پوتے کا واپس مانگنا

سوال: اپنی تندرستی کی حالت میں ایک بیوہ عورت نے اپنا گھر مسجد میں دے دیا تھا، اب اس کی پوتی پوتا (پوتے) وہ گھر واپس مانگتی ہے، تو کیا انہیں وہ گھر واپس کر دینا چاہئے؟ ان کی پوتا پوتی میں سے ایک تو کہہ رہا ہے کہ وہ گھر تو مسجد میں دے دیا ہے، اور اس میں رہنے والا مسجد کو کرایہ دے رہا ہے، لیکن دوسرا بھائی گھر کا قبضہ مانگتا ہے، تو شریعت اس بارے میں کیا کہتی ہے؟ اس کا مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ بیوہ نے اپنی ملکیت کا گھر مسجد میں اپنی حیات میں اور تندرستی کی حالت میں وقف دے دیا تھا، تو یہ وقف صحیح ہو گیا، اب اس کے بعد واقف یا اس کے وارثین کا اس میں کوئی حق نہیں رہتا، لہٰذا ان کا مطالبہ صحیح نہیں ہے۔ متولی کا دینا بھی درست نہیں ہے۔ (شامی، ہدایہ:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۷۹﴾ مدرسہ کی عمارت میں درزی کلاس چلانا کیسا ہے؟

سوال: ہمارے یہاں کے مدرسہ کے ہال میں پچھلے سات آٹھ سال سے ایک درزی کلاس چلتا ہے، یہ درزی کلاس ایک دوسرا ادارہ دوپہر کے وقت چلاتا ہے، محلے کے بچوں کے لئے مدرسہ دو وقت صبح اور دوپہر کو چلتا ہے، صبح بچے مدرسہ ہال میں پڑھتے ہیں اور دوپہر کو مسجد

کے تخت پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں اس لئے کہ مدرسہ ہال میں درزی کلاس چلتا ہے، اس درزی کلاس کا ہم کوئی کرایہ نہیں لیتے۔

سؤال یہ امر یہ ہے کہ اس طرح بغیر کرایہ کے درزی کلاس چلانے دینا کیسا ہے؟ ہم بالکل کرایہ لینا نہیں چاہتے، اور مدرسہ مسجد کے تخت پر چلے اور مدرسہ ہال میں نہ چلے، کیا یہ جائز ہے؟ لڑکیوں کا درزی کلاس چلانے والا یہ ادارہ درزی کلاس عوام کی خدمت کے ارادے سے ہی چلاتے ہیں، کوئی تجارت یا دھندے کی نیت سے نہیں چلاتے۔

اگر دوپہر کو مدرسہ کے ہال میں بچوں کو مدرسہ پڑھانے دیا جائے، تو اس کے علاوہ دوسرے وقت میں درزی کلاس چلانے کیلئے یہ ہال دے سکتے ہیں؟ اس کے لئے مسجد، مدرسہ کے متولیان گنہگار تو نہیں ہوں گے؟ فی الحال ہم مدرسہ ہال میں مدرسہ چلانا چاہتے ہیں، مسجد کے حوض کی وجہ سے کچھ سرپرست اپنے بچوں کو مدرسہ بھیجنے سے ہچکچاتے ہیں۔ لہذا اس تفصیل کا معقول حل بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مدرسہ کی عمارت کی بنیاد مسلم بچے، بچیوں کے دینی تعلیم وتربیت کی نیت سے رکھی گئی ہے۔ لہذا اس میں دینی تعلیمی کلاس بھی جائز ہے اور درزی کلاس چلا کر درزی کی تعلیم دینا بھی جائز ہے۔ جماعت خانہ کے باہر مسجد کے حوض کے تخت پر یا صحن میں دینی تعلیم کے لئے بچوں کو بٹھایا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

﴿۱۰۸۰﴾ سود کی رقم حیلہ کر کے مدرسین کی تنخواہ میں لینا

سوال: مدرسہ کی کچھ رقم بینک میں جمع رہتی ہے، اس رقم سے جو سود حاصل ہو اس سود کی رقم کو حیلہ کر کے مدرسہ کے مدرسین کو وہ رقم تنخواہ کے طور پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ کا

تفصیلی جواب عنایت فرمائیں، اور بصورت عدم جواز اگر کوئی جائز شکل ہو تو اس سے مطلع فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بینک میں رکھی ہوئی رقم سے حاصل ہونے والے سود کو کسی غریب مسلمان کو مالک بنا کر دے دیا جائے پھر وہ شخص قبضہ کرنے کے بعد اپنی خوش دلی سے مدرسہ کو للہ یا بخشش کے طور پر دے دے اور پھر وہ رقم تنخواہ میں دی جائے تو یہ جائز ہے، اس لئے کہ اس غریب کو مالک بنا کر دے دینے سے اس رقم پر سے سود والی بات ختم ہو گئی، اور اب وہ اس کی ملکیت کے روپے ہو گئے، پھر وہ اپنی خوش دلی سے مسجد و مدرسہ کو دے دے تو یہ جائز کہلائے گا، اور اس رقم میں سود کا اثر نہیں رہے گا۔ اس لئے مدرس کی تنخواہ میں دینا یا مدرسہ کی دیگر ضروریات میں خرچ کرنا جائز ہے۔ (شامی، ہدایہ وغیرہ)

﴿۱۰۸۱﴾ ادارہ کے اخراجات میں مہمان کا خرچ محسوب کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ دار العلوم میں کسی بزرگ یا عالم کو دعوت دی جاتی ہے ان کے ساتھ ان کے خدام اور ان سے فیضیاب ہونے کے لئے عوام بھی دار العلوم میں آتے ہیں۔

(۱) تو ان لوگوں پر دار العلوم میں آئی ہوئی رقم سے خرچ کرنا شرعی رو سے کیسا ہے؟ بزرگ یا عالم پر خرچ کر سکتے ہیں؟ دار العلوم کے روپیوں سے عوام کو کھلا سکتے ہیں؟ (۲) دار العلوم میں آئی ہوئی عوام پر دار العلوم کے روپیوں سے خرچہ کیا جائے تو کیا یہ جائز ہے۔ (۳) دار العلوم کے بہی خواہوں اور وقت پر کام آنے والے افراد کو دار العلوم کے فائدہ کے لئے مہمان کے طور پر بلایا جائے تو اس میں شرعی رو سے کچھ حرج ہے؟

نوٹ: دار العلوم کا خرچ چندہ پر چلتا ہے، اس کی اپنی کوئی وقف ملکیت نہیں ہے، جس کی

آمدنی پر اس کا گذارہ ہو سکے۔ واللہ اعلم

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... دارالعلوم یا دیگر مدارس جن کا گذارہ چندہ پر ہوتا ہے، وہاں کے مہتمم صاحب چندہ دہندگان کے نائب اور وکیل ہیں، لہذا چندہ دہندگان نے جس طرح خرچ کرنے کا مکلف بنایا ہو اسی طرح خرچ کر سکتے ہیں۔ حضرت اقدس تھانویؒ امداد الفتاوی: ۳/۲۸۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

''سو اصل یہ ہے کہ ایسے اموال میں کسی تصرف کا جواز وعدم جواز معطیین اموال کی اذن و رضا پر موقوف ہے، اور مہتمم مدرسہ ان معطیین کا وکیل ہوتا ہے، پس وکیل کو جس تصرف کا اختیار دیا گیا ہے وہ تصرف اس وکیل کو جائز ہے''۔

یا معطیین نے کوئی وضاحت نہ کی ہو تو مدرسہ کے مقاصد میں جن چیزوں میں خرچ کرنا بتایا گیا ہو اس میں خرچ کر سکتے ہیں، اور مقاصد میں بھی کوئی وضاحت نہ ہو تو عرف کے مطابق دیگر مدارس میں یہ رقم جس طرح خرچ کی جاتی ہے اس طرح خرچ کر سکتے ہیں، بہتر طریقہ یہی ہے کہ للہ آنے والی رقم میں ایک مد اسی نام کا رکھا جائے کہ مدرسہ میں آنے والے علماء یا خواص کا خرچ اسی میں سے کیا جائے، اور اس کے لئے الگ سے چندہ کر کے رقم جمع کی جائے۔ نظام الفتاوی ص: ۹۱ پر ''مدارس دینیہ کے مالی سرمایہ کے متعلق ایک فقیہانہ گفتگو'' دس صفحات میں تفصیل سے لکھی گئی ہے، اسے دیکھ لینا مفید رہے گا۔

جس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ ''مدرسہ کے مہتمم چندہ دینے والے کے بالکلیہ وکیل یا نائب نہیں ہوتے، اسی طرح چندہ دیتے وقت مدرسہ میں جتنے لڑکے لڑکیاں تعلیم حاصل کر رہے ہوں ان کے بھی پورے طور پر وکیل یا نائب نہیں کہہ سکتے، بلکہ کچھ فرق کے ساتھ ایسا کہہ سکتے ہیں کہ بیت المال جیسا حکم ہے، لیکن چندہ میں آنے والی ہر رقم کا حکم الگ الگ ہے۔

(۱) اللہ: جو رقم کوئی خاص کام متعین کر کے اس کے لئے دی جائے (یا لی جائے) مثلاً: کسی کمرہ کی تعمیر، یا کتابیں خریدنے کے لئے یا تنخواہ کے طور پر دینے کے لئے وغیرہ وغیرہ تو ان کاموں میں مہتمم چندہ دہندگان کے وکیل ہیں اسے اسی معطیین کی ہدایت کے مطابق ہی خرچ کرنا ضروری ہے، دوسرا کام چاہے کتنا ہی اہم کیوں نہ ہوں بغیر اذن معطیین کے اس میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اور جب تک وہ رقم اس کام میں خرچ نہ کی جائے دینے والے کی ملکیت اس پر سے ختم نہیں ہوگی، اسلئے جب تک اس کام میں خرچ نہ کی جائے معطیین کو واپس لے لینے کا بھی اختیار ہے، خلاصہ یہ کہ اس رقم میں معطیین کی ملکیت اور خرچ کرنے والے پر وکالت کا ہر حکم باقی رہے گا۔

(۲) وہ رقوم جن میں غرباء کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے، مثلاً: زکوۃ، فطرہ، نذر، کفارہ اور سود وغیرہ، تو ان میں مہتمم ایک درجہ معطیین کے وکیل اور کچھ حد تک غرباء کے بھی وکیل ہیں۔ لہذا ان رقوم کا حکم یہ ہے کہ زکوۃ وغیرہ کی نیت سے یہ رقم دی جائے تو صرف چندہ لینے والے کے ہاتھ میں آنے سے زکوۃ ادا نہیں ہو جائے گی۔ بلکہ مستحق طلباء کو مالک بنا کر وہ رقم ہاتھ میں دے دینا، ادائیگی زکوۃ کے لئے ضروری ہے، اور غرباء کے نائب کی حیثیت بھی ہے، لہذا رسید پھاڑ دینے سے چندہ دینے والا وہ رقم واپس نہیں لے سکتا، اس لئے کہ یہ رقم اب اس کی ملکیت نہیں رہی، جیسا کہ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ لکھتے ہیں کہ: میرے نزدیک مدرسہ کے روپئے وقف نہیں ہیں، مدرسہ کے منتظمین بیت المال کے منتظمین کی طرح چندہ دینے والے اور لینے والے دونوں کی طرف سے وکیل ہیں، لہذا اس رقم میں دوبارہ زکوۃ واجب نہیں ہوگی، اور دینے والا واپس نہیں لے سکتا۔

(امداد الفتاویٰ)

(۳) وہ رقوم جن میں مالک بنا کر دینا ضروری نہیں ہے، مثلاً: للہ رقوم، نفلی صدقات کی رقوم وغیرہ، اس میں اگر مہتمم اور کمیٹی ہو تو وہ معطیین کے وکیل تو کہلائیں گے لیکن خرچ کرنے کے لئے شریعت کی حد میں جو مد مدرسہ میں ہوں اسی میں خرچ کر سکتے ہیں، مہتمم یا کمیٹی اپنی مرضی سے خرچ نہیں کر سکتے، اگر اس کے لئے مدرسہ میں کوئی ہدایت یا ضوابط نہ ہوں تو اس جیسے دوسرے مدرسہ کے عرف کے مطابق خرچ کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۸۲﴾ طالب علم کے قصور پر کھانہ بند کر دینا جائز ہے؟

سوال: کسی طالب علم کے قصور پر کچھ وقت تک کے لئے اس کا کھانا مدرسہ سے بند کر دینا شرعی رو سے کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: ......کوئی طالب علم قصور کرے، اور سمجھانے پر بھی اپنی اصلاح نہ کرے اور اس کی اصلاح کے لئے اس کے استاذ یا مہتمم کوئی سزا تجویز کریں اور اس کے لئے کچھ وقت تک مدرسہ کی طرف سے دیا جانے والا کھانا اس پر بند کر دیا جائے، تو اس میں حرج نہیں ہے، البتہ وہ فیس بھر کر کھانا کھاتا ہو تو اتنے دنوں کے روپئے وصول نہیں کر سکتے۔ (شامی: ۳ رفصل فی التعذیر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۸۳﴾ مدرسہ کے فنڈ سے انعامی جلسہ کا خرچ لے سکتے ہیں؟

سوال: انعام اور جلسہ کے خرچ کے لئے کوئی رقم آئی نہ ہو تو مدرسہ کے فنڈ سے انعام اور جلسہ کا خرچ کرنا جائز ہے؟

(۲) ختم بخاری شریف کے جلسہ میں عوام کو دعوت دے کر مدرسہ کے فنڈ سے ان کے لئے کھانے کا خرچ کرنا شرعی نقطۂ نظر سے صحیح ہے؟ کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......۱، ۲۔ انعام اور جلسہ کے لئے الگ سے خرچ کی رقم نہ ہوتو دوسرے فنڈ میں سے اس مد میں خرچ کرنے کے لئے چندہ دہندگان کی اور مدرسہ کی جمع رقم میں سے خرچ کرنے کی صورت میں اراکین مدرسہ کی اجازت لینی ضروری ہے، اس کے بغیر خرچ کرنا جائز نہیں ہے، طلباء کو انعام دینا تو انہیں کھانا دینے کے بجائے تحفہ کہلائے گا، سالانہ جلسہ یا ختم بخاری کے جلسہ کے لئے الگ مد رکھ کر الگ سے چندہ کر کے خرچ کیا جائے یا مذکورالصدر تفصیل کے مطابق اجازت لے کر خرچ کر سکتے ہیں۔

﴿۱۰۸۴﴾ مدرسۃ البنات کا قیام جائز ہے؟

سوال: مسلمان لڑکیوں کی مکتب کی تعلیم سے زیادہ کی تعلیم کے لئے مدرسۃ البنات کی بنیاد رکھ کر اس میں پانچ سات سال تک دارالاقامہ میں قیام کے ساتھ پڑھائی کا انتظام کرنا شرعی رو سے جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مردوں کے لئے جس طرح زندگی میں آنے والی حالتوں کے لئے شرعی احکام کا سیکھنا ضروری ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی دینی احکام کا سیکھنا اور جاننا ضروری ہے، مکتب کی تعلیم سے یہ غرض کامل طور پر پوری نہیں ہوتی، اس لئے جیسے جیسے ضرورت پڑے، ویسے ویسے ضروری عقائد، مسائل اور تدبیر منزل تربیت اولاد اور اپنی ضرورت کے لئے کچھ درزی کا کام وغیرہ بھی سیکھنا چاہئے، اور اس کا انتظام کرنا منع نہیں ہے، لیکن عورتوں کے لئے پردہ اور پاکدامنی کا خاص انتظام کرنا شرعاً ضروری ہے، اور خراب ماحول کا اثر وہ بہت جلد قبول کرتی ہیں، اور اب ان کی عمر بھی مراہق یا بلوغت کی ہوتی ہے، اس لئے پردہ کا مکمل نظم اور نصاب تعلیم ایسا ہونا ضروری ہے کہ جس

سے ان کے قلب پر غلط اثر نہ پڑے اور وہ ماحول کے غلط اثر سے اپنے کو دور کر سکیں، اور خود کو محسنات وصالحات میں سے بنا سکیں۔

پرانے زمانہ میں گھروں میں اور اپنے محرموں سے تعلیم حاصل کی جاتی تھی، جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ، علامہ ابن سعطی بعلبکیؒ کی لڑکی اور علامہ کاسائیؒ کی عورت فاطمہ فقیہہ اور صاحب مجمع الانہر کی لڑکی فقہ کی ماہر عالمہ تھی، اور علامہ ابن تیمیہؒ کی جدۂ بزرگوار بڑی واعظہ تھیں، امام طحاویؒ کی لڑکی حدیث وفقہ کی ماہر فن تھی، اور تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی صاحبزادی تصوف کے اعلیٰ مراتب کی حامل تھی۔ وغیرہ وغیرہ

اب آج گھروں کا یہ ماحول نہیں رہا، اور اگر کسی جگہ ہو بھی تو باہر کا ماحول اتنا مسموم ہو چکا ہے کہ کوئی پڑھ نہیں سکتا۔ اس لئے مؤمنات کے لئے الگ سے انتظام کیا جائے، اور مذکورہ بالا تفصیل کا خاص خیال رکھا جائے تو اس میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے، بلکہ بہتر اور اچھا ہے۔

بخاری شریف میں ایک باب ہے کہ عورتوں کی تعلیم کے لئے کوئی خاص دن مقرر کر سکتے ہیں یا نہیں، اور اس باب میں وہ حدیث لائے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعلیم کے لئے تعلیم دینے والے معلم اور تعلیم حاصل کرنے والوں یعنی بنات کے فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی خاص انتظام کرنا درست ہے۔ (مکمل تفصیل کیلئے دیکھیں ۱/۲۱، عینی شرح بخاری:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۸۵﴾ نس بندی کا آپریشن کرانے والا مسجد کا متولی بننے کے لائق ہے؟

سوال: جس مرد نے نس بندی کا آپریشن کروایا ہو یا وہ مرد خصی ہو گیا ہو یا اس کی عورت نے

حمل نہ ٹھہرنے کا آپریشن کروایا ہو ایسے شخص کو مسجد کا منتظم یا متولی بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کبھی پیش امام موجود نہ ہو تو ایسا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور ممبر پر یا ممبر کے قریب کھڑے رہ کر تقریر کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ایسا شخص فاسق اور گنہگار ہے، اسے سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے، لیکن اس وجہ سے وہ شخص عہدۂ تولیت کے لئے غیر لائق نہیں قرار دیا جائے گا، اس لئے کہ اس کے لئے ضروری اوصاف میں سے من جملہ امین یعنی امانتدار ہونا اور وقف کا صحیح نظم کرنے کی صلاحیت کا ہونا ہے۔

اب اگر نیک، دیندار، عالم، امانتدار شخص مل جائے تو اسے ہی متولی بنانا چاہئے (شامی: ۳/۳۸۵) اسی طرح نس بندی کا آپریشن کرانے والا شخص سچے دل سے توبہ کر لینے کے بعد امامت یا تقریر وغیرہ بھی کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۸۶﴾ عہدۂ تولیت کی شرعی حیثیت

سوال: اوقاف کا انتظام اور حساب وکتاب کی صفائی بہت سی مرتبہ بحث ومباحثہ کا موضوع بنتی رہتی ہے، جس سے آپ واقف ہوں گے، اس بارے میں کچھ شرعی تفصیل متولیان اور جماعت کے اراکین کے لئے مہمیز کا کام کرے گی، نزاع کم ہوں گے اور وقف کا انتظام درست ہوگا، ایسی امید ہے، اس لئے اس بارے میں مندرجہ ذیل کچھ سوالات آپ کے سامنے پیش کر کے ان کے جوابات کا متمنی ہوں۔

(۱) متولی کا انتخاب کون کر سکتا ہے؟ جو شخص خلاف قاعدہ اپنے زور پر متولی بن بیٹھا ہو تو لوگ یا جماعت اسے اس کے عہدہ پر سے ہٹا سکتے ہیں یا نہیں؟ جس متولی کا حساب، کتاب

صاف نہ ہو، وقف کے انتظام میں من مانی کرتا ہو، ایسے متولی کو دور کرنے کا شرعی راستہ کیا ہے؟ جس متولی یا منتظم پر سے جماعت کا اعتماد ختم ہو چکا ہو اسے دور کرنے کا کیا راستہ ہے؟ متولی وقف کی جمع رقم اپنے نجی کاروبار میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟ (خاص کر ایسا متولی جسکی مالی حالت اچھی نہ ہو)۔

(۲) وقف کا حساب دیکھنے کا حق متولی کا انتخاب کرنے والی جماعت کے اراکین کو ہے یا نہیں؟ متولی سے حساب مانگنے کا حق جماعت یا عام مسلمانوں کو ہے یا نہیں؟ جہاں حساب، کتاب میں شک ہو وہاں اس کے بارے میں پوچھنے کا حق ہے یا نہیں؟ حساب کتاب کی صفائی متولی کی ذمہ داری ہے، اور وہیں سے اس کی دیانت داری کا پتہ چلتا ہے، پھر بھی حساب کتاب کا خلاصہ مانگنے پر متولی کا اپنی آبروریزی کا بہانہ نکال کر ٹال مٹول کرنا کیسا ہے؟ لہذا قوم کی جائداد اور وقف کے صحیح انتظام اور حفاظت اور متولی کی ذمہ داری پر کچھ تفصیلی کلام کی خاص ضرورت ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال کا جواب دینے سے قبل موضوع عما نحن فیها سے متعلق کچھ تمہیدی بات بتانا اور سمجھنا ضروری ہے، اسے پیش کیا جاتا ہے، تاکہ جواب سمجھنے میں سہولت اور آسانی ہو۔

سب سے پہلی بات متولی کی شرعی حیثیت اور قابلیت کے بارے میں ہے، متولی بننے کے لائق وہ شخص ہے جو خود یا اپنے منتخب کئے ہوئے کسی شخص سے امور مفوضہ کا اچھا انتظام کروا سکے، ان کی نگرانی کر سکے، اور وہ امین یعنی امانتدار ہو کہ وقف کی آمدنی میں خیانت نہ کرے، اسے اپنے نجی کام یا دوست برادر یا رشتہ دار یا کسی کو بھی اپنی نجی ضرورت کے لئے نہ دے، اسے صرف وقف کی ترقی اور اچھے انتظام میں خرچ کرے۔ (شامی:۳)۔

جوشخص اپنی کسی جائداد کو وقف کرے اور خود اس کا متولی بنے تو اسے اس کا حق ہے، یا اپنی زندگی میں یا اپنے انتقال کے بعد کسی اور کو اس کا متولی نامزد کرے تو اس کا بھی اسے حق ہے۔اس کے بعد واقف نے جسے وصی، متولی یا مسجد کا اختیار دیا ہوا سے کسی کو متولی بنانے کا حق ہے۔لیکن واقف خود یا متولی وقف امانت میں خیانت کرے تو قاضی یا قاضی کی عدم موجودگی میں مسلمانوں کی جماعت کو یہ حق ہے کہ ایسے خائن واقف کو اس مرتبہ سے برخاست کردیں۔(شامی، درمختار)۔

اس کے بعد نئے متولی کو نامزد کرنے کا اختیار قاضی کو ہے لیکن موجودہ زمانہ میں قاضی نہیں ہے اس لئے قاضی کی جگہ گاؤں یا بستی یا محلہ یا جماعت کے متعلقہ مسلمان یہ کام کر سکتے ہیں، اس بارے میں مناسب کاروائی کرنے کا اختیار انہیں ہے۔مذکورہ بالا میں سے کسی کی اجازت، رضامندی کے بغیر کوئی متولی نہیں بن سکتا۔اس لئے کہ فقہاء لکھتے ہیں کہ جوشخص از خود متولی کی درخواست کرے اسے متولی نہیں بنانا چاہئے۔

نیز فقہاء لکھتے ہیں کہ جب تک واقف کی اولاد میں کوئی نیک دین دار امانت دار شخص متولی بننے کا حقدار ہو وہاں تک کسی دوسرے کو متولی نہیں بنانا چاہئے، لیکن اولاد میں سے کسی کو متولی بنانے کے بعد وہ خیانت کرے تو اسے برخاست کر دینا چاہئے، دوسری کوئی اولاد یا رشتہ داروں میں امین اور اچھی صلاحیت والا ہو چاہے وہ تنخواہ لے کر کام کرنے پر راضی ہو اور دوسرا غیر رشتہ دار ایسی ہی صلاحیت والا بغیر معاوضہ کے کام کرنے پر تیار ہو تو قاضی یا متعلقہ جماعت کو اختیار ہے کہ ایسی حالت میں وقف کے لئے جو زیادہ انفع ہو اسے اختیار کرے۔

اس تفصیل کو سمجھ لینے کے بعد اب جاننا چاہئے کہ......

(۱) متولی کا انتخاب واقف کرے، اور وہ نہ ہو تو وصی کرے اور وہ بھی نہ ہو تو مسلمان

جماعت کرے۔ (۲) جو شخص خلاف قاعدہ اپنی مرضی سے متولی بن بیٹھا ہو اور اس میں متولی کے لئے ضروری اوصاف، صلاحیت نہ ہو تو جنہیں اسے دور کرنے کا حق ہے وہ اسے اس ذمہ داری سے ہٹا سکتے ہیں، اس میں بیشک جماعت بھی داخل ہے۔ (۳) جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ متولی کا امین ہونا ضروری ہے، تو جس کا حساب وکتاب صاف نہ ہو، اور جو وقف کے انتظام میں من مانی کرتا ہو، اسے عہدۂ تولیت سے دست بردار کر دینا چاہئے۔ چاہے ایسا متولی خود واقف ہی کیوں نہ ہو، بلکہ اسے دست بردار نہ کرنے والے گنہگار ہوں گے، جماعت کو یہ کام کرنا چاہئے، اور ایسا کرنے میں قانونی کاروائی بھی کرنی پڑے تو قانوناً اسے علیحدہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(۴) جب کہ امین کا مطلب وقف کی رقوم کی حفاظت کرنا اور ان کو وقف کے مقاصد کے علاوہ دوسرے کسی کام میں استعمال نہ کرنے کا ہے، تو جو متولی اپنے انتظام کے تحت آنے والی وقف رقم خود کے نجی کام میں استعمال کرے یا اپنی تجارت میں لگائے وہ خائن کہلائے گا، اور ایسے خائن کو فوراً دور کرنا چاہئے، اگر دور نہیں کیا گیا تو اس کا گناہ جماعت پر آئے گا۔

(۵) جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ متولی کا امین ہونا ضروری ہے، لہذا جماعت نے اگر کسی شخص کو نامزد کر دیا جس کے بارے میں پہلے سے جماعت کو ایسا گمان ہو کہ اس کا حساب وکتاب صحیح نہیں ہے، تو جماعت اس کا حساب وکتاب جانچ کر اطمینان کر سکتی ہے، ایسا کرنے سے روکنے کا متولی کو کوئی اختیار نہیں ہے، اس لئے کہ ان باتوں میں آج قاضی کی جگہ جماعت نے لے لی ہے۔ ہاں! غلط وہم کر کے اور شکوک پیدا کر کے متولی کو پریشان کرنا یا ستانا یا حسد وبغض کی وجہ سے یا خود کو متولی بننے کے لئے وقت بے وقت حساب جانچنے وغیرہ کا مطالبہ کرنا نامناسب بلکہ ناجائز ہے۔

(۶) فارسی میں مقولہ ہے کہ "آراں کہ حساب او پاک است اوراازمحاسبہ چہ باک" (جس کا حساب صاف ہوان کو حساب لینے والے سے کیا ڈر؟) اس حساب سے اگر متولی کا حساب صاف ہے اور ارباب حل وعقد کو اس کے حساب اور انتظام کے بارے میں شکوک وشبہات ہوں اس وجہ سے جماعت اسے جانچنا چاہے تو متولی ٹال مٹول کیوں کرتا ہے؟ وہ دفاتر لاکر ان کے سامنے رکھ دیں، تاکہ جانچ پڑتال کرکے اطمینان کرلیں، ایسے مطالبہ کو آبروریزی سمجھنا غلط ہے، متولی کو ایسا نہیں سوچنا چاہئے۔

حضرات سلف صالحین میں خود حضرت عمرؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپؓ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ "سنو اور اطاعت کرو، تو فوراً ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ "سننے اور اطاعت کرنے کی بات بعد میں" اول یہ بتایئے کہ آپ نے جو لباس زیب تن کیا ہے وہ اس ایک چادر میں سے تو بن نہیں سکتا جو سب کو یکساں طور پر تقسیم کی گئی تھی، اس لئے کہ آپ کا جسم بڑا ہے اور چادر چھوٹی تھی، اور آپ کا حصہ ہمارے برابر تھا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے اپنے فرزند عبداللہ سے کہا: اٹھ، کھڑا ہو، اور ان کی بات کا جواب دے۔ حضرت عبداللہؓ نے وضاحت فرمائی کہ "میں نے میرے حصہ میں آئی ہوئی چادر میرے والد کو ہدیہ کے طور پر دی تھی، خلیفہ کا کرتہ میری اور ان کی چادر کو ملا کر بنایا گیا ہے۔" اس شخص کو اس جواب سے اطمینان ہوگیا اور اس نے کہا: ہاں! کہو، اب ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔

لہذا موجودہ زمانہ کے متولیان یا ادارہ کے منتظمین کی کیا حیثیت! کہ اسے اپنی آبروریزی سمجھیں؟ اس احتیاط سے صفائی تو ہوجاتی ہے بلکہ مطالبہ سے تو معاملہ کی صفائی ہوجاتی ہے،

اور متولی کی امانتداری اور زیادہ واضح ہوجاتی ہے، جیسے خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کی مذکورہ واقعہ سے بجائے توہین کے مزید عزت بڑھی۔

﴿۱۰۸۷﴾ فی سبیل اللہ دینی خدمت گزاروں کو کچھ لوگوں کا پریشان کرنا

سوال: کچھ لوگ کافی مدت سے فی سبیل اللہ دینی خدمت انجام دے رہے ہیں، مثلاً: تدریس، امامت، نکاح خوانی اور تولیت وغیرہ۔ لیکن کچھ لوگ انہیں پریشان کرتے ہیں، اور ذلیل کرنا چاہتے ہیں، تاکہ وہ لوگ اپنی ذمہ داری چھوڑ دیں، اور وہ لوگ ان کی جگہ پر آجائیں، ان کی یہ حرکت ایک مدت سے جاری ہے، تو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؟ کیا ان کے لئے بددعا کرسکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......دین کے مخلص اور للہ خدمت گذاروں کو سب سے پہلے اپنے عمل اور نیت کے متعلق دومنٹ سر جھکا کر سوچنا چاہئے کہ اس میں کوئی کمی یا کوتاہی تو نہیں ہورہی، جس کی وجہ سے وہ ناپسند ٹھہرائے جارہے ہیں، اگر ایسی کوئی بات نہیں ہے تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، جو شخص دین کا خادم ہوتا ہے تو دنیادار اور مفاد پرست اتنے ہی اس کے دشمن اور مخالف ہوتے ہیں، اور اسے پریشان کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

حدیث شریف کے ارشاد کے مطابق اشد البلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے، اور احسن الی من اساء الیک (جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ بھی بھلائی کرو) پر عمل کرنا سنت نبوی کے عین مطابق اور دین، دنیا کی بھلائی کا سبب ہے۔

حضور ﷺ نے اپنی ذات پر حملہ کرنے والوں کے لئے کبھی بددعا نہیں کی، بلکہ اللهم

اھد قومی فانھم لا یعلمون فرماتے رہے، اس سنت اور طریقہ کو اپنانا چاہئے، اللہ کے یہاں ہر ظالم کو اپنے ظلم کا حساب دینا ہے، یہ یاد رکھنا چاہئے، جیسا عمل ہوگا ویسا بدلہ ملے گا، من یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ۔ اس لئے اس اٹل قانون سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

﴿۱۰۸۸﴾ عیدگاہ میں تقریبات کا کھانا کھلانا جائز ہے؟

سوال: ہمارے یہاں گاؤں کے باہر میرے گھر کے پیچھے عیدگاہ بنی ہوئی ہے، جہاں سال میں دو مرتبہ عید کی نماز ہوتی ہے، عیدگاہ کی چاروں طرف دیوار کا احاطہ کیا ہوا ہے، عیدگاہ میں داخل ہونے کے دروازہ کے دونوں طرف کمرے بنا کر کرایہ پر دیئے گئے ہیں، وہاں ایک جگہ جانوروں کے باندھنے کے لئے بھی ہے، جو کرایہ پر دی گئی ہے،، اس سے عیدگاہ کی آمدنی ہوتی ہے، اور اندر کی طرف عیدگاہ ہے۔

اب میرے یہاں شادی کا موقعہ ہے، شادی میں آنے والے مہمانوں کے کھلانے کے لئے ہمارے یہاں کوئی بڑی جگہ نہیں ہے، اور عیدگاہ میرے گھر کے پاس ہے، عیدگاہ کی خالی جگہ مہمانوں کے کھلانے کے لئے مناسب ہے، دوسری جگہ میسر نہیں ہے، تو ایک طرف کھانا بنا کر عیدگاہ میں شادی میں آنے والے مہمانوں کو کھانا کھلایا جائے تو شرعی قاعدہ سے اس میں کوئی خرابی ہے؟

عامۃً وہاں فقراء کا اڈا ہوتا ہے، اور وہاں جوا وغیرہ ناجائز امور وہ لوگ کرتے ہیں، لہذا شریعت کی طرف سے اگر رخصت ہو تو عیدگاہ میں کھانے پینے کا انتظام کرنا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عیدگاہ عید کی نماز پڑھنے کے لئے بنائی گئی ایک وقف جگہ ہے، اس لئے اس کا اسی مقصد کے لئے استعمال ہونا اور کرنا چاہئے، فقراء کا جوے کا اڈا

بنانا یا پڑوسی کا مہمانوں کو کھلانے کے لئے اس جگہ کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (شامی، کتاب الوقف) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۰۸۹﴾ عیدگاہ کی آمدنی سے قبرستان کے کام کرنا جائز ہے؟

سوال: عیدگاہ کے روپیوں سے قبرستان کا کوئی کام کرنا جائز ہے؟ یا قبرستان سے متعلق کوئی اور کام کرنا جائز ہے؟ مثلاً: قبرستان کے اندر راستہ بنانا، سامان، اوزار رکھنے کے لئے کمرہ بنانا وغیرہ۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عیدگاہ کے روپیوں سے قبرستان کا کوئی کام کرنا واقف کی کسی وضاحت کے بغیر جائز نہیں ہے، اس لئے کہ دونوں الگ الگ وقف ہیں، اور دونوں کے مقاصد بھی جدا ہیں۔

﴿۱۰۹۰﴾ عیدگاہ کو چھپر لگا سکتے ہیں؟

سوال: عیدگاہ میں دھوپ لگتی ہو، تو سایہ دار کرنے کے لئے ناریل کے پتوں یا پترے کا چھپر ڈال سکتے ہیں؟ کیا عیدگاہ کا اوپر سے کھلا ہوا ہونا ضروری ہے؟ دھوپ، بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے عیدگاہ میں چھاتہ کھول کر اس کے سایہ میں بیٹھنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عیدگاہ کا اوپر سے کھلا ہوا ہونا ضروری نہیں ہے، سایہ دار، چھپر والی بنا سکتے ہیں، چھاتہ سے سایہ کرنا بھی درست ہے اور ناریل کے پتوں یا کسی اور چیز کا چھپر بنانا بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۰۹۱﴾ عیدگاہ میں فرش پر پتھر بچھانا جائز ہے؟

سوال: ہمارے یہاں عیدگاہ میں نیچے صرف ریت بچھائی ہوئی ہے، عید کے دن مسجد یا

مدرسہ کی صفیں بچھائی جاتی ہیں، تو یہ جائز ہے یا ناجائز؟ افضل اور بہتر طریقہ کیا ہے؟ اس کی جگہ پتھر بچھا کر پکا بنا دیا جائے شرعاً کچھ حرج ہے؟ تفصیل سے جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عیدگاہ میں مسجد اور مدرسہ کی وقف صفیں بچھانا جائز نہیں ہے، (امداد الفتاویٰ: ۲، فتاویٰ دار العلوم: ۲۹۰) اس لئے اس طریقے کو بند کرنا چاہئے، یا پھر اس کے لئے الگ صفوں کا انتظام کرنا چاہئے، نماز کے لئے افضل تو یہی ہے کہ کچھ بھی بچھائے بغیر پاک زمین پر نماز پڑھی جائے، اس لئے کہ اس میں مکمل خشوع، خضوع ظاہر ہوتا ہے، اس کے بعد افضل یہ ہے کہ زمین سے اگی ہوئی چیزوں میں سے کوئی چیز بچھا کر مثلاً: چٹائی، صف وغیرہ بچھا کر اس پر نماز پڑھی جائے۔ (طحطاوی شرح مراقی: ۱۶۰) اور مصلیوں کی سہولت کے لئے یا تکلیف ہوتی ہو تو اسے دور کرنے کے لئے پتھر بچھا کر فرش پکا بنا کر اس پر نماز پڑھنا بھی بلا تردد جائز ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم جدید) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الوقف

﴿۱۰۹۲﴾ یہ وقف نامہ ہے یا وصیت نامہ؟

سوال: ایک بیوہ نے اپنا مکان اور زمین شہر کی مسجد کو دے دی ہے، یہ بیوہ فی الحال حیات ہے اور تندرست ہے، مسجد میں اپنی ملکیت دینے کے لئے حسب ذیل قرار نامہ تیار کیا گیا ہے، اور سرکاری دفتر میں درج کر دیا گیا ہے۔ قرار نامہ یہ ہے:

قرار نامہ

میں فلاں بنت فلاں اس قرار نامہ یعنی وصیت نامہ سے اقرار کرتی ہوں کہ میں نے اپنی رضامندی اور خوشدلی سے پورے ہوش و حواس کے ساتھ بغیر کسی زور زبردستی کے اور تندرستی کی حالت میں میری تمام ملکیت جس میں میرا مکان اور میری کھیتی کی زمین ہے جو یہ یہ............ ہے، میری حیات کے بعد شہر کی ہاجرہ محلہ کی مسجد کے نام کرتی ہوں، میری پوری ملکیت کی آمدنی میری حیات میں میری ہی رہے گی، اور میرے انتقال کے بعد ملکیت کا انتظام مسجد کے متولی کریں گے اور اس کی آمدنی مسجد میں خرچ کریں گے، اس وصیت نامہ اور اقرار نامہ کو رد کرنے کا اختیار میری حیات میں صرف مجھے ہی رہے گا۔

دستخط............................

اب پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ طریقہ سے کیا گیا وقف صحیح ہوا یا نہیں؟

(۲) اگر یہ وقف صحیح ہے تو اب بیوہ کو اپنی حیات میں یہ وقف رد و باطل کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ شرعی قواعد کی نظر سے صحیح کیا ہے؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً.... سوال میں مذکور اقرار نامہ کے مطابق عورت نے وصیت کی ہے، اس لئے اس کے انتقال کے بعد اگر وارثین کو کوئی اعتراض نہ ہو تو اس عورت کی

جائداد کی مالک مسجد بنے گی، اور اگر وارثین کو اعتراض ہو تو صرف تہائی مال میں وصیت نافذ ہوگی، یعنی اس کی جائداد کے تہائی حصہ کی مسجد مالک بنے گی۔ اور چونکہ یہ اقرار نامہ وصیت ہے اس لئے انتقال سے قبل موصی کو اس میں رد و بدل کا اختیار ہے، آپ کے لکھنے کے مطابق یہ اقرار نامہ وقف نامہ نہیں ہے، یہ وصیت نامہ ہے۔

﴿۱۰۹۳﴾ یہ وقف ہے یا وصیت؟

سوال: میں میرے خاندان کے جھگڑے کا حال مختصر طور پر آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں، مہربانی فرما کر شریعت کے مطابق اس کا فیصلہ فرمائیں۔

میرے ماموں ...... گاؤں میں رہتے تھے، ان کا ایک گھر تھا، میں بھی اسی گاؤں میں رہتا ہوں، وہ گھر انہیں میراث میں ملا تھا، ان کا ایک اسماعیل نام کا لڑکا تھا، وہ بچپن میں اللہ کو پیارا ہوگیا، ماموں اس وقت حیات تھے، ان کی لڑکی رحمت آپا بھی بہت سال ہوئے انتقال کرگئی، اس کے دو لڑکے اور ایک لڑکی تھی، ماموں کی حیاتی میں رحمت آپا کا انتقال ہو چکا تھا۔

ماموں کا انتقال ۱۹۷۱ میں ہوا، ان کے اس گھر میں ان کی دوسری لڑکی خدیجہ رہتی تھی، خدیجہ کی شادی ...... گاؤں میں ہوئی تھی، لیکن وہاں سے طلاق ہوگئی پھر وہ یہاں ماموں کے گھر تنہا رہتی تھی، طلاق دینے والے شوہر سے اسے ایک حمیدہ نام کی لڑکی ہے، اس لڑکی کی شادی اس کے ماں باپ نے ...... گاؤں میں کرادی، اور وہیں رہتی ہے، ماموں کے انتقال کے بعد بھی خدیجہ وہاں تنہا ہی رہتی تھی۔

خدیجہ آپا کا انتقال بھی ۱۹۷۴ میں ہوگیا، ماموں کے وارثین میں خدیجہ کی لڑکی اور ہم تین بھائی بہن ہیں، اور ہم ان کے حقیقی بھتیجے اور بھتیجیاں ہوتے ہیں۔

ہمارے خاندان میں شروع سے جھگڑے چلے آرہے ہیں، اور اس سے غلط فائدہ دوسروں

نے اُٹھایا ہے، اس طرح کے جھگڑوں سے ہمارے خاندان کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اس جھگڑے کے پس منظر میں بتانا یہ ہے کہ ۱۹۷۶ میں خدیجہ آپا کا جب انتقال ہوا، تب ان کی وفات سے دو تین دن قبل کچھ افراد کے کہنے پر چار، پانچ لوگوں کی موجودگی میں رات گیارہ بجے قولاً اس نے یہ وصیت کی کہ میرے والد کا گھر میں...... مسجد کو دیتی ہوں، وصیت کے وقت خدیجہ کی طبیعت بہت خراب تھی، ڈاکٹر نے ناامیدی ظاہر کردی تھی، اور خدیجہ آپا برابر بول بھی نہیں سکتی تھی۔

ماموں کے گھر میں وارثین کو ملنے والے حق سے ہمیں محروم کرنے کے لئے یہ کاروائی کی گئی ہے، اور رات کی اس وصیت کے وقت مجھے یا میرے بھائیوں یا میری بہن کو نہیں بلایا گیا تھا، وصیت کے دو تین دن بعد خدیجہ کا انتقال ہوگیا، اس کے انتقال کے تھوڑے ہی دنوں بعد گھانچی کی جماعت کی ایک کمیٹی نے ماموں کے گھر کے بارے میں ایک تحریری قرارنامہ پیش کیا کہ "فلاں فلاں (جو میرے ماموں ہے) ان کا گھر جماعت کو وقف ہوگیا ہے۔ اور ان کے وارثین سے درخواست لے کر پنچایت میں وہ بھائی کا نام کم کرواکر جماعت کے نام پر وہ مکان کردیا گیا ہے، لیکن اس قرارنامہ کو میں نے قبول نہیں کیا، اس لئے کہ ماموں کی لڑکی خدیجہ نے مرض الموت کی حالت میں قولاً یہ وصیت کی تھی، اور وہ اکیلی اس گھر کی مالک نہیں تھی، شریعت کے مطابق اسے اس گھر میں کچھ حصہ مل سکتا تھا، اور اس گھر میں ہمارا حق تلف کرنے کا مقصد ثابت ہو چکا تھا، میں پیشہ ور وکیل ہوں اور لوگوں کے سرکاری کام بھی کروادیتا ہوں، میں نے کہا: کہ اسلامی شریعت کے قانون کے مطابق عدالت ہی اس وصیت کے بارے میں فیصلہ کرسکتی ہے، اور میں عدالت کے فیصلہ ہی کو مانوں گا، پھر میں نے گھر کا قبضہ لے لیا، اور ایسا کیا کہ ہر ماہ کے پندرہ روپے اس بھائی کے ایصال ثواب

کے لئے مسجد ٹرسٹ کو دیتا رہا، یہ کرایہ نہیں تھا، اس لئے کہ پنچایت کے دفتر میں جماعت کے نام پر مکان نہیں تھا، اس لئے جماعت با قاعدہ اس کا کرایہ وصول نہیں کر سکتی۔

میں نے چونکہ خدیجہ آپا کی وصیت کو قبول نہیں کیا، اس لئے اس سے وصیت کرانے والے نے یہ کہنا شروع کر دیا: کہ اس گھر کے بارے میں وصیت ماموں نے کی تھی، ہمارے لئے یہ بالکل نئی بات تھی، پھر بھی ان کے دو آدمیوں نے بتاریخ ۲۴/۳/۱۹۷۷ء کو مجھ سے وہ مکان زبردستی خالی کروایا، اور جماعت کے لئے اس کا قبضہ لے لیا، اور ۱/۴/۷۷ سے ایک شخص کو ۳۵/ روپے وہ مکان کرایہ پر دے دیا، اور وہ ۳۵ روپے مسجد، مدرسہ کے کام میں خرچ ہوتے ہیں۔ خدیجہ کے پاس وصیت کرانے والے بعد میں ایسا کہنے لگے: کہ اس گھر کے لئے تو ماموں نے پہلے سے وصیت کی تھی، اس بارے میں مجھے پوچھنا یہ ہے کہ......

(۱) مرحوم ماموں نے گھر جماعت کو وقف کرنے کا ارادہ کبھی بھی اپنے وارثین کے سامنے ظاہر نہیں کیا۔ (۲) ہمارے گاؤں میں چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کے حل کے لئے بھی ہمیشہ پوری جماعت بیٹھتی ہے، یعنی محلّہ کے تمام افراد جمع ہو کر اس مسئلہ کا حل نکالتے ہیں، گھر جماعت کو دینے کے لئے ماموں کبھی بھی اپنی حیاتی میں جماعت کو میں نہیں کہا (۳) ماموں نے اپنی بیماری میں پانچ آدمیوں کو بھی جمع کر کے وقف نہیں کیا تھا، انہوں نے پانچ آدمیوں کو جمع کیا ہوتا، تو سب نے ہم ورثاء کو بلایا ہوتا، ہم میں سے ایک بھائی جماعت کا متولی ہے، میں وکیل ہوں اور تیسرا بھائی کسٹم افسر ہے، ہمارے رتبہ کو دیکھتے ہوئے اگر ماموں نے پانچ آدمیوں کو جمع کیا ہوتا تو ہمیں بھی ضرور بلایا ہوتا۔

فرض کرو کہ ہم تین بھائیوں کی غیر حاضری میں ماموں نے وصیت کی تھی تو بھی دوسرے دن تو ہمیں اس کی خبر ہو جاتی، یا جمع ہونے والے آدمیوں نے ہمیں اس کی اطلاع دی

ہوتی، یہی نہیں بلکہ ہم سرکاری قاعدہ کے مطابق ان کی وصیت کو نافذ کر کے پنچایت میں جمع کرواتے، اس لئے ہماری غیر حاضری میں بھی انہوں نے وصیت نہیں کی تھی۔

(۵) ماموں نے جماعت نہیں بلائی، پانچ آدمیوں کو جمع بھی نہیں کیا، اس لئے جو ایسا دعویٰ کرتے ہیں کہ ماموں نے ان کے روبرو وصیت کی تھی، اس میں تین شخص کہتے ہیں: کہ ماموں نے تنہائی میں ان کے سامنے وصیت کی تھی، کوئی کہتا ہے: کہ ماموں نے ان کے گھر آکر وصیت کی تھی، اور کوئی کہتا ہے: کہ ماموں نے ان کو ایسی وصیت کی تھی، یہاں یہ بات خاص یاد رکھیں کہ ماموں نے وصیت کی تھی ایسا کہنے والے یہی لوگ پہلے کہتے تھے: کہ خدیجہ نے ہمارے سامنے وصیت کی تھی، یا ہم اس وقت حاضر تھے۔(۶) ماموں نے وصیت کی ہے، ایسا تین چار آدمیوں نے آج کہا، لیکن انہوں نے ماموں کی حیات میں ایسا نہیں کہا تھا، ۱۹۷۱ میں جب ماموں کا انتقال ہوا تب سے لے کر ۱۹۷۴ میں جب بہن کا انتقال ہوا تب تک بھی کسی نے ایسا نہیں کہا کہ ماموں نے گھر کو وقف کرنے کی وصیت کی ہے، یہ بات انہوں نے ۱۹۷۷/۴/۱۳ کے دن جب پنچایت نام بدلی کے لئے بیٹھی تب انہوں نے کہی۔ یعنی ماموں کے انتقال کے چھ سال بعد یہ تین چار گواہ ظاہر ہوئے ہیں۔(۷) اگر ماموں نے انہیں وصیت کی ہوتی تو انہوں نے جماعت بٹھائی ہوتی کہ انہوں نے وصیت کی ہے اس کے لئے کیا کرنا چاہئے، اس پر آگے کیا کرنا ہے اس کا جواب جماعت سے لیا ہوتا۔(۸) ماموں نے وصیت کی ہوتی تو ان تین چار آدمیوں یا جماعت نے ماموں کی حیاتی ہی میں ان کے پاس سے گھر کا قبضہ لے لیا ہوتا۔(۹) اگر ماموں نے وصیت کی تھی تو خدیجہ سے دوبارہ وصیت کروانے کی ضرورت نہیں تھی، ایک گھر کے لئے باپ کی اور پھر بیٹی کی الگ الگ وصیت لی جائے تو یہ بیوقوفی ہے۔(۱۰) ماموں کے انتقال

کے بعد ان کی تجہیز و تکفین اور زیارت اور کھانے پینے کا خرچ ہم ورثاء نے کیا تھا، اگر انہوں نے وصیت کی ہوتی تو جماعت کے ذمہ دار ہمیں ایسا خرچہ نہ کرنے دیتے، اور جماعت خود یہ خرچہ کرتی۔

لہذا معزز مفتی صاحب! ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ شریعت کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں، ایک بات اور بتا دوں کہ ویسے تو اس گھر میں سے مجھے ملنے والی رقم ۵۰۰ یا ۶۰۰ روپئے ہے، اور اتنی معمولی رقم کے لئے میں اتنا بڑا جھگڑا ہرگز مول نہ لوں، لیکن میں ایک غلط بات کو روکنے کے لئے کر رہا ہوں، میرا ارادہ جماعت کو بدنام کرنے کا نہیں ہے، لہذا مجھے پوچھنا یہ ہے:

(۱) کیا خدیجہ کی وصیت کے مطابق یہ گھر جماعت کو وقف ہو گیا؟ (۲) مذکورہ امور کو مد نظر رکھتے ہوئے بتایئے کہ ماموں کی وصیت ثابت ہوتی ہے؟ (۳) حقداروں کا حق نہ دے کر کتنے مال کی وصیت اسلام میں معتبر ہے؟ (۴) قولی وصیت معتبر ہے؟ قولی وصیت کے معتبر ہونے کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ (۵) اگر بالفرض ماموں کی وصیت ثابت ہوتی ہے تو کیا وہ گھر جماعت کو وقف ہو گیا۔ (۶) اگر اس گھر کی وصیت ثابت نہ ہو، یا گھر وقف نہ ہوا ہو تو جماعت نے زبردستی جو مجھ سے گھر لے لیا، اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ (۷) وصیت ثابت نہ ہوتی ہو یا گھر وقف نہ ہوا ہو تو اس گھر سے حاصل ہونے والا کرایہ مسجد اور مدرسہ کے کام میں خرچ کر سکتے ہیں؟ اس بارے میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟ (۸) اگر ماموں کی وصیت ثابت نہ ہو یا گھر وقف نہ ہوا ہو تو اس سوال میں مذکورہ ورثاء میں سے ہر ایک کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً: سوال میں مذکور تفصیل اگر صحیح ہو تو اس کا جواب مندرجہ ذیل

ہے۔

(۱) خدیجہ بی بی کا ایسا کہنا کہ میرے ماں باپ کا یہ گھر میں فلاں مسجد کو دیتی ہوں، معتبر نہیں ہے، اس لئے نہ تو وصیت صحیح کہلائے گی اور نہ ہی وقف صحیح کہلائے گا۔ اس لئے کہ اس گھر میں ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ دوسرے ورثاء کا بھی حق وحصہ تھا، اور میراث تقسیم نہیں ہوئی تھی، اور جو مال مشترک ہو اس کا تقسیم سے قبل وقف صحیح نہیں ہے۔ (شامی، درمختار: ۳/۳۶۴)۔ (۲) مذکورہ بھائی نے گھر وقف کیا یا وصیت کی، اس کے لئے الفاظ کیا کہے؟ کس نے سنے؟ وہ کیسے لوگ ہیں؟ یہ سب پہلے دیکھنا، جاننا ضروری ہے، جماعت کو اپنے دعوے پر مضبوط دلائل پیش کرنے ہوں گے، اگر بالفرض شرعی طریقہ کے مطابق وصیت ثابت بھی ہوتی ہے تب بھی ایک تہائی حصہ میں ہی وصیت نافذ ہوگی۔ (۳) ورثاء کا حق دبانے کی وصیت شریعت میں معتبر نہیں ہے۔ اور شکوک والی وصیت قاضی گواہوں کو جانچ کر رد کر سکتا ہے۔ (۴) قولی (زبانی کی گئی) وصیت صحیح ہے، لیکن اختلاف کے وقت شرعی شہادت کا پیش کرنا ضروری ہے۔ (۵) مذکورہ بھائی کی وصیت ثابت نہ ہو اور قاعدہ کے مطابق وصیت یا وقف ثابت ہو جائے تو وہ گھر جماعت کو وقف سمجھا جائے گا۔ (۶) اور (۷) سخت معصیت اور ظلم سمجھا جائے گا۔ اور اس کا استعمال یا آمدنی جائز نہیں ہے۔ (۸) مذکور بھائی کے ورثاء میں صرف ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا حصہ اور بقیہ آدھے حصہ میں تینوں بھائی برابر کے حقدار ہوں گے، بھتیجوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ آپ نے جن امور کو سوال میں پیش کیا ہے اس میں سے:

(۱) مورث اپنی حیات اور تندرستی میں اپنی ملکیت کی چیزوں میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے، اس وقت ورثاء کا ان چیزوں میں کوئی حق وحصہ نہیں ہے، اس لئے ورثاء کی

اجازت لینا یا ورثاء کو اطلاع دینا ضروری نہیں ہے، بھائی نے کبھی ایسا ارادہ ظاہر نہ کیا ہو تو بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (۲) یہ بھی ضروری نہیں ہیں، اس لئے کہ وصیت یا وقف کے لئے یہ ضروری نہیں ہیں۔ (۳) پنچایت کو جمع کرنا یا ورثاء کو بلانا وقف یا وصیت کے صحیح ہونے کے لئے ضروری نہیں ہے، البتہ اوقف یا وصیت کے ثبوت کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ (۴) اگر گواہوں نے اس وقت شاہد بننے سے انکار کیا ہو، یا شہادت کی ضرورت پڑی ہو اور انہوں نے کتمان شہادت کیا ہو، یا ان کی شہادت پنچایت نے رد کر دی ہو، تو اب ان کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی۔ (۵) وصیت کا نفاذ انتقال کے بعد ہوتا ہے، اس لئے حیات میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔ (۶) تجہیز و تکفین کا خرچ اولاً میت کے مال سے اور اگر میت نے مال نہ چھوڑا ہو تو ورثاء میں سے جو حقدار ٹھہرتے ہوں ان پر آتا ہے، مسجد یا جماعت پر وہ خرچ نہیں آتا، اور جماعت کے لئے ایسا خرچ کرنا جائز بھی نہیں ہے۔

﴿۱۰۹۴﴾ موقوفہ کولر کا مرمت خرچ کس کے ذمہ ہے؟

سوال: ایک شخص نے اس نیت سے مسجد میں کولر دیا کہ ہر قوم کا شخص اس کا ٹھنڈا پانی پی سکے، اس کے اخراجات اور درستگی کے خرچ کا اس بھائی نے کچھ انتظام نہیں کیا ہے، ابھی فی الحال اس کے خرچ کی ذمہ داری ایک صاحب خیر نے لی ہے، لیکن اس کا مرمت کا خرچ جو ایک بڑی رقم ہے اس کا انتظام ابھی تک نہیں ہوا ہے، لوگ کہتے ہیں: کہ مسجد کے روپیوں سے مرمت کا خرچ نکالو، لیکن مسجد اتنی تونگر نہیں ہے کہ اس کی درستگی کا خرچ برداشت کر سکے، نیز مسجد کے پاس اتنی رقم جمع بھی نہیں ہے کہ وہ اس خرچ کو نبھا سکے، تو پوچھنا یہ ہے کہ مسجد کے روپئے کولر کی درستگی میں استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اول تو یہ جاننا ضروری ہے کہ مذکورہ کولر مسجد کو وقف کیا تھا یا نہیں؟ اگر وہ کولر مسجد کو وقف کر دیا تھا تا کہ مسجد میں نماز پڑھنے والے مصلیوں کو راحت ہو اور ٹھنڈا پانی پینے کو ملے، تو مسجد کی دیگر چیزوں کی طرح اس کی حفاظت اور دیکھ بھال اور خرچ بھی مسجد ہی کے ذمہ رہے گا، اور مسجد کے روپیوں میں سے اس کا خرچ نکال سکتے ہیں۔

اور اگر مسجد کو وقف نہ کیا ہو، مستقل الگ وقف کیا ہو کہ جس سے نمازی اور غیر نمازی سب مستفید ہو سکیں، صرف محفوظ جگہ سمجھ کر مسجد میں رکھا ہو تو اس صورت میں اس کی حفاظت اور درستگی وغیرہ کا خرچ مسجد کے روپیوں سے دینا جائز نہیں ہے۔ اس کے لئے الگ انتظام کیا جائے۔ (شامی، درمختار وغیرہ)

﴿۱۰۹۵﴾ ایسا غریب جو زکوۃ کی رقم نہ لیتا ہو اسے اس وقف کے روپے دے سکتے ہیں جو غرباء پر خرچ کرنے کے لئے ہوں؟

سوال: ایک شخص نے اپنی جائداد (بلڈنگ) کی آمدنی وقف کر دی ہے، یعنی اس جائداد سے جو بھی کرایہ حاصل ہو وہ غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیتا ہے، اب وہ رقم کسی ایسے غریب کو دے سکتے ہیں جو زکوۃ نہیں لیتا، لیکن وہ غریب ہے، کیا اسے دینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ...... یہ شخص ایک نصاب کا مالک نہ ہو، تو یہ شخص شرعاً غریب ہے، اس لئے ایسے شخص کو اس وقف کے مقصد کے مطابق رقم دے سکتے ہیں۔

﴿۱۰۹۶﴾ مسجد کی گھڑی مدرسہ میں رکھ سکتے ہیں؟

سوال: ہماری مسجد میں بہت پہلے ایک شخص نے وقت دیکھنے کے لئے گھڑی دی تھی، فی الحال وہ شخص موجود نہیں ہے، ابھی مسجد میں نئی گھڑی کے ساتھ تین گھڑیاں ہیں، تو ہمارا ارادہ

یہ ہے کہ یہ پرانی گھڑی مدرسہ میں رکھ دینی ہے، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اگر مدرسہ کمیٹی والے اس گھڑی کی قیمت مسجد کو دیں تو مذکورہ گھڑی مدرسہ میں رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کا تفصیلی جواب جلد دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ گھڑی مسجد کے لئے وقف ہے، اور واقف نے اس لئے وقف کیا ہے تاکہ مسجد میں وقت دیکھنے کی سہولت رہے، اس لئے جب تک اس گھڑی سے یہ مقصد حاصل ہے تب تک اسے اسی کام میں لینا ضروری ہے، لیکن دوسری گھڑیاں بھی ہیں اس لئے یہ گھڑی زائد از ضرورت کے شمار میں آنے کی وجہ سے اس کی خاص اہمیت یا ضررت باقی نہیں رہتی، اس لئے اسے بیچنے کی گنجائش ہے، لہٰذا گھڑی مدرسہ کو بیچ کر اس کی قیمت مسجد کے کام میں خرچ کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ حامدیہ: ۱۱۷)

﴿۱۰۹۷﴾ کفن کے لئے آئے ہوئے روپے مسجد کے کام میں خرچ کر سکتے ہیں؟

سوال: بعد سلام مسنون! مرحوم ...... نے اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ.... گاؤں کی مسجد میں غرباء کے کفن کے لئے سالانہ چھ سو روپے دیئے جائیں، گاؤں میں چھ سو روپے کا کفن ایک سال میں استعمال نہیں ہوتا، اس کفن کے لئے جو روپے آتے ہیں وہ للہ ہیں، کوئی بھی لے سکتا ہے، لیکن اتنا زیادہ کفن استعمال میں نہیں آتا ہے، لہٰذا سال کے ختم پر جو رقم بچ جائے وہ مسجد کے دوسرے کام میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر جواب عدم جواز ہے تو کیا اس رقم سے دوسرے گاؤں کے غرباء کو کفن دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کا تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں اولاً اسی گاؤں کے غرباء میں وہ رقم

کفن کے لئے خرچ (استعمال) کی جائے، پھر جو رقم بچے اسے دوسرے گاؤں کے غرباء کے کفن کے لئے خرچ کر سکتے ہیں، وہ رقم مسجد کے کام میں خرچ نہیں کر سکتے۔ (شامی: ۴۲۶/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۰۹۸﴾ متولی مسجد کی رقم اپنے نجی کام میں خرچ نہیں کر سکتا؟

سوال: میں پانچ (۵) سال سے متولی کی ذمہ داری نبھار ہا ہوں، اور مسجد کا انتظام سنبھالتا ہوں، میرے پاس مسجد کی جمع رقم کل چالیس ہزار تھی، اس میں سے کل ۱۲ ہزار روپے مسجد کے کام میں خرچ کئے، باقی ۲۸ ہزار میرے پاس بچے، وہ ۲۸/ ہزار میں نے اپنے گھر خرچ اور قرض میں خرچ کر دئے، اس طرح پوری رقم خرچ ہو گئی، لیکن لوگ میرے ڈر سے، کچھ رواداری سے، کچھ خوشامد کی خاطر مجھے کچھ کہتے نہیں ہیں، لیکن لوگ مجھ سے ناراض ہیں یہ یقینی بات ہے، اب مجھے مسجد کی رقم واپس دینی ہے، تو میں نیچے تفصیل درج کر رہا ہوں مجھے اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

میرے پاس دو گھر ہیں، ایک کی اندازاً قیمت ۳۰/ (تیس) ہزار ہے اور ۵۰ (پچاس) ایکڑ زمین ہے، ایک ایکڑ کی اندازاً قیمت ۱۲۰۰ (بارہ سو) روپئے ہے، یعنی زمین کی کل قیمت ۶۰،۰۰۰ (ساٹھ) ہزار ہوتی ہے، اور مجموعی دونوں کی قیمت ۹۰،۰۰۰ (نوے) ہزار ہوتی ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے: کہ

(۱) مسجد کی اس رقم کے عوض مسجد میری زمین گروی (رہن) رکھ سکتی ہے؟ یا مسجد بیچنے کے لئے لے سکتی ہے؟ (۲) دونوں میں جو طریقہ صحیح ہو وہ بتائیں؟ (۳) ابھی قحط سالی ہے اس لئے کوئی گاؤں والا زمین رکھنے کو راضی نہیں ہے، اس لئے رہن کے طور پر دیا جائے یا بیچنے کے لئے دیا جائے۔ جلد جواب سے نوازیں تا کہ بندہ اس گناہ سے نجات پا سکے۔

نوٹ: فی الحال مسجد کے پاس کچھ رقم جمع ہے، جس سے مسجد و مدرسہ کا کام چل رہا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... متولی کا اپنی نجی اور ذاتی ضرورت میں مسجد کی رقم استعمال کرنا جائز نہیں ہے، ایسا کرنا معصیت ہونے کے ساتھ متولی کے لئے وہ رقم ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس لئے جتنا ہو سکے اتنی جلدی سے وہ رقم ادا کرنے کی فکر کرنی چاہئے، اور جو صورت مسجد کے لئے فائدہ مند ہو وہ دیکھ کر اس پر عمل کرنا چاہئے۔

﴿۱۰۹۹﴾ جماعت کے سرمایہ سے کسی کی دل بستگی کے لئے چندہ دینا

سوال: مندرجہ ذیل مسئلہ میں شرعی طور پر صحیح جواب عنایت فرمائیں۔

۵/۳/۱۹۷۲ء کے دن ...... میں کرفیو کے درمیان ایس آر پی نے یہاں کے گھروں کے دروازے توڑ کر گھر میں گھس کر لوگوں پر سخت ظلم کیا تھا۔ اس لئے اس کی مخالفت کرنے کے لئے اس محلّہ کے اور آس پاس کے دوسرے محلے کے ہر قوم کے ہندو، مسلمان بھائی گھر کے باہر نکل گئے تھے، اور اس محلّہ کے باشندوں اور...... شہر کی بلدیہ کے افسر کی صدارت میں ایس آر پی کے کئے ہوئے ظلم کے خلاف متعلقہ افسران کے روبرو فریاد لے کر جا رہے تھے، تب ایس آر پی نے ان پر گولی باری کی اور اس میں جناب...... اور ایک ہندو بھائی ...... کا انتقال ہو گیا۔ یہ دونوں شخص کی مالی حالت کمزور ہے، اور ان کے چھوٹے بچے بھی ہیں۔ اس لئے ان کے پس ماندگان کی مالی امداد کے لئے فنڈ جمع کرنے کے لئے ہندو مسلم بھائیوں کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے، جس میں...... کی ہر چھوٹے بڑے ادارہ سے مالی امداد کے لئے اپیل کی گئی ہے، تو پوچھنا یہ ہے: کہ اس کمیٹی میں ہماری جماعت کی جمع شدہ رقم میں سے امداد دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

اس چندہ میں جمع ہونے والی رقم ہندو مسلمان دونوں کے گھر والوں کے بیچ نصف

نصف (آدھی آدھی) تقسیم کردی جائے گی، اور کچھ رقم سے ان کی یاد میں سمارک بنایا جائے گا، ہماری جماعت کے مقاصد، اغراض، کام اور مالی آمدنی کی تفصیلات حسب ذیل ہے، اور قرار نامہ میں اس کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مدرسہ فرقانیہ کا نظام سنبھالنا، اور وہاں بچوں کو دینی تعلیم دینے کا انتظام کرنا۔ (۲) جماعت کے قبرستان کا نظام سنبھالنا۔ (۳) جماعت کی ملکیت کے کنویں کی دیکھ بھال، اور خرچ نکالنا۔ (۴) اس جماعت کی آمدنی کے ذرائع مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) للہ (ب) قبرستان کے آم کے درخت اور گھاس سے حاصل ہونے والی رقم (ج) جماعت کے مکان کا کرایہ (د) جماعت کے برتن کرایہ پر دینے سے آنے والے کرایہ کی رقم (ھ) جماعت کے اراکین کے یہاں شادی بیاہ کے موقعہ پر مقرر کی ہوئی رقم لی جاتی ہے، جو ہدیہ وغیرہ ہوتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جماعت کا سرمایہ وقف کہلاتا ہے، جس کے کچھ مقاصد اور خرچ کرنے کے حدود شریعت کی طرف سے مقرر ہیں، اس لئے اس کی آمدنی سے کسی کی دل بستگی کے لئے چندہ دینا جائز نہیں ہے۔ اس کے لئے الگ سے للہ رقم کا چندہ کر کے ہندو، مسلمان محتاجوں کو دے سکتے ہیں، اور اس میں ثواب بھی ملے گا۔ اس لئے یہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۰۰﴾ وقف کی آمدنی کا مصرف

سوال: ایک شخص کا انتقال ہوگیا، اس نے ایک وقف کیا ہے، اس کے شیئرز اور دوسری آمدنی ہے، اور وقف نامہ میں واقف کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ایک سدس حصہ محفوظ رکھنا (۲) دو سدس حصے وھورا قوم کے غرباء میں تقسیم کرنا (۳)

ایک سدس دوسری مسلم قوم کو دینا (۴) ایک سدس حصہ مکہ کے غرباء میں تقسیم کرنا (۵) ایک سدس مدینہ کے غرباء میں تقسیم کرنا۔

نمبر: چار اور پانچ (۴ اور ۵) والی رقم سرکاری پابندی کی وجہ سے اس کے مصرف میں خرچ نہیں ہو پا رہی ہے، اور واقف کی قوم کے ضرورت مند فی الحال زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ رقم کیا نمبر: دو (۲) کے مقصد میں خرچ کی جاسکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وقف کی آمدنی واقف کے مقاصد اور شرائط کے مطابق خرچ کرنا ضروری ہے، لیکن سرکاری قانون کی وجہ سے مکہ شریف اور مدینہ شریف کے غرباء میں تقسیم نہ کیا جاسکے تو نمبر: ۲ میں بتائے گئے غرباء میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (عالمگیری: ۲/ ۴۲۷)۔ اس لئے کہ واقف کے مقاصد کے مطابق اصل حقدار محتاج غرباء ہیں، اور اس صورت میں اس مقصد کے پیش نظر خرچ کیا جارہا ہے، اس لئے یہ جائز ہے۔

﴿۱۱۰﴾ مسجد کی زائد زمین کو بیچ کر مسجد کے کام میں رقم استعمال کرنا کیسا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین کہ ہمارے یہاں باٹلی میں ۱۹۵۶ء سے مسلمانوں کی آبادی شروع ہوئی، اس وقت مسجد ومدرسہ کا کوئی انتظام نہیں تھا، بعض لوگ اپنے مکانوں میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ پھر مسلمانوں کی ایک تنظیم بنی جنہوں نے مسجد ومدرسہ وغیرہ دوسرے کاموں کے لئے فکر کرنا شروع کی اور اس نے چندہ کر کے رقم جمع کی اور اس چندہ سے ایک مکان ۱۹۶۴ء میں خریدا کیا گیا تاکہ نماز، مدرسہ، جنازہ کی نماز اور کمیونٹی کے دیگر مختلف ضروریات کی ادائیگی میں آسانی ہو۔

یہ مکان تنظیم کی ملک تھا جس میں نماز اور تعلیم وتدریس وغیرہ سارے امور انجام دیئے جاتے تھے۔ بعد میں تنظیم کے شرکاء کے مشورہ سے ایک حصہ کو جو پانچ صف کی مقدار تھا

مسجد شرعی قرار دیا گیا اور باقی دوسرا حصہ جو سوسائیٹی کی ملک میں رکھا گیا تھا۔ وہ نہ مسجد پر وقف کیا گیا تھا نہ مسجد کی ملک بنایا گیا بلکہ سوسائیٹی کی ملک تھا جس میں دوسرے امور انجام دیئے جاتے رہیں۔

مذکورہ مسجد کے اطراف میں ایک کمپنی جس کا نام ریڈ بڑیک مینل ہے یہ ایک ترقیاتی کمپنی ہے اور اس کے ڈائیریکٹرز اس کو چلا رہے ہیں جن میں کچھ مسلمان ڈائیریکٹرز بھی ہیں یہ ادارہ مسجد کے اردگرد ایشین شوپینگ سنٹر بنا رہا ہے۔

ریڈ میل کے ڈائیرکٹروں نے، مسجد کے اردگرد جو ان کی زمین ہے اس میں شوپینگ کمپلیکس بنانے کے پلان کے ماتحت کمیٹی کے ذمہ داروں سے ملاقات کی۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ اس پوری عمارت کو شہید کر کے جو حصہ جماعت خانہ یا مسجد شرعی کا ہے وہ مسجد ہی کے لئے رہے گا، اس پر مسجد ہی تعمیر کریں گے اور بقیہ زمین لیکر اس کے عوض اس جماعت خانہ کے داہنی یا بائیں طرف کچھ زمین میں تعمیر کر کے سوسائٹی کو دیں گے جس میں سوسائٹی مدرسہ یا دیگر امور انجام دے سکے گی۔

نیز ریڈ میل کے ڈائیرکٹروں نے اس بات کو بھی منظور رکھا ہے کہ جو بھی تعمیرات مسجد کے ارد گرد ہوگی اس میں نہ تو شراب خانہ ہوگا اور نہ تو اس میں ڈیسکو، کلب یا ویڈیوں کی دکان اور جوا وغیرہ ہوگا۔

اب سوال ہے یہ کہ مذکورہ جگہ میں سے شرعی مسجد کے حصہ کو چھوڑ کر باقی جگہ کو دوسری زمین اور تعمیر جدید کے عوض بیچنا یا بدلنا جائز ہے یا نہیں؟ فجزاکم اللہ احسن الجزا۔ فقط والسلام

الجواب: صورت مسئولہ میں مذکورہ مکان مسلمانوں سے چندہ کر کے خریدا گیا اور اس وقت اس کو وقف نہیں کیا گیا اور نماز مدرسہ وغیرہ کے امور اس میں حسب ضرورت انجام

دیتے رہیں بعد میں ضرورت پڑنے پر اس میں سے ایک حصہ کو کمیٹی کے مشورہ سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے اور مسجد کے لئے خاص کر کے وقف کیا گیا تو اب یہ جگہ وقف ہو کر مسجد ہوگئی اور قیامت تک مسجد ہی رہیگی اور اسی مقصد کے لئے استعمال کرنا پڑیگا۔

اس کے علاوہ وہ حصہ جو کمیٹی کی ملک تھا اور دوسرے امور اس میں انجام دیئے جاتے تھے وہ حصہ مسجد کی ملک بھی نہیں تھا اور مسجد پر وقف بھی نہیں تھا بلکہ کمیٹی کی ملک تھا، اس جگہ کو مقامی حالات اور مصلحت کو مدنظر رکھ کر مذکورہ سوسائٹی اس کو ریڈ بزیک سیل والوں سے تبادلہ یا بیچنا چاہتی ہے تو مذکورہ مسجد میں تغیر و تبدل کرنے سے جو وقف کی غرض وغایت ہے اس میں کسی قسم کا نقصان یا کمی نہیں ہوگی اور ان غیر مسلم یا اس کی تنظیم کا کوئی دخل یا اقتدار بھی نہیں ہوگا اور مسجد کی ہیئت اور انتظام میں بھی کوئی فرق نہیں آیگا، مسجد میں ہر ایک مصلی کو آنے جانے کی بھی پوری آزادی ہوگی، آمد و رفت کا راستہ بھی ملے گا تو نئی تعمیر کی پوری تفصیل اور تصریح مثلاً پلان وغیرہ کے ساتھ تعیین کر کے بیچنا یا تبادلہ کرنیکی شرعاً گنجائش ہے۔

(۱) امداد الفتاوی جلد۲ (۲) فتاوی محمودیہ جلد۱۰ صفحہ ۴۳۱ (۳) رسالہ القول البدیع فی احکام التوزیع، احسن الفتاوی جلد اول۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم

﴿۱۱۰۲﴾ وقف کے لئے جو صورت زیادہ انفع ہو وہ اختیار کرنی چاہئے۔

سوال: ہمارے یہاں ہر سال مسجد، مدرسہ کی وقف زمینیں نیلامی سے کرایہ پر کسانوں کو دی جاتی ہیں، قاعدہ کے مطابق گذشتہ سال بھی دی تھیں، اس سال بھی انہی کسانوں کو جنہیں گذشتہ سال کرایہ پر دی تھیں اس سال چالیس فی صد کم کرایہ پر دے دی ہیں، تو کیا مسجد ومدرسہ کے ذمہ داروں کا ایسا کرنا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں ہے تو اب کیا کیا جا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وقف کی زمینوں میں جو صورت وقف کی زمینوں کی

حفاظت اور زیادہ آمدنی والی ہو ذمہ داروں کو وہی اختیار کرنا چاہئے۔ لہذا صورت مسئولہ میں وقف کی زمینیں چالیس فی صدکم کرایہ سے دی گئی ہیں اس میں وقف کے مفاد کو نظر انداز کیا گیا ہے، بلکہ کرایہ پر لینے والوں کا فائدہ دیکھ کر ۴۰ فی صد کم کرایہ متعین کیا گیا ہے اس لئے یہ طریقہ جائز نہیں ہے، جو فسخ کرنے کے قابل ہے، لیکن متولیان کی رائے یہ ہو کہ دوسروں کو دینے سے ان کے قبضہ کر لینے کا ڈر ہو تو اس صورت میں جواب بدل جائے گا، اور دینا درست کہلائے گا۔ (درمختار، شامی: ۴/۳۹۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۰۳﴾ ادارہ کے لئے آمدنی کا ذریعہ کرنا

سوال: ہم اہالیان ادارہ کی طرف سے مندرجہ ذیل مسئلہ میں رہبری کی گزارش ہے، مذکورہ سوال کا جواب فقہ وسنت کی روشنی میں جلد دے کر ممنون فرمائیں۔

ہمارے گاؤں اسٹویو. (طلبہ تنظیم: Student Union) کے نام پر پچھلے ۲۷ سال سے ایک ٹرسٹ رجسٹرڈ ہے، مذکورہ ادارہ میں فی الحال جو رقم جمع ہے، وہ زکوۃ، للہ، فطرہ، صدقہ اور ہدیہ کی ہے، اس رقم کو ادارہ کے ذمہ داروں کے ہاتھ میں آتے ہی ہم اس کا حیلہ کر کے اسے بینک میں جمع کروا کر مندرجہ ذیل مقاصد میں استعمال کرتے ہیں۔

(۱) دینی، دنیوی تعلیم لینے والے طلباء کو کتابیں اور فیس وغیرہ کے لئے سکالرشپ (وظیفہ) فراہم کرنا۔ (۲) مقامی کتب خانہ میں ہدیہ کی رقم سے اخبار اور رسائل رکھے جاتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ آج کچھ عرصہ سے ٹرسٹ کے روپیوں پر سخت کاروائی عمل میں آنے کا امکان ہے، ہمارے پاس جو کچھ رقم فی الحال جمع ہے، اس سے ہم کچھ زمین ومکان کی جائداد بنا کر اس کی آمدنی مندرجہ بالا مقاصد میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا ہم اس رقم سے زمین اور مکان خرید سکتے ہیں یا بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کا تفصیلی جواب مرحمت فرما کر ممنون

فرمائیں۔آپ کے پاس اس مسئلہ کا اور کوئی حل ہو جس سے ان روپیوں سے یہ مقاصد اور اچھی طرح پورے ہو سکتے ہوں تو اس سے بھی ضرور مطلع فرمائیں۔

نوٹ: مذکورہ جمع شدہ رقم مقاصد میں خرچ کرنے کے بعد کی بچی ہوئی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زکوۃ، فطرہ یا ایسی ہی کوئی رقم غریب محتاج مسلمان کو مالک بنا کر دے دی جائے تو اس سے زکوۃ وغیرہ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہو گئی، اب وہ رقم لینے والا اپنی خوشدلی سے مذکورہ ادارہ میں دینا چاہے تو دے سکتا ہے، اور وہ رقم اب زکوۃ، صدقہ کی نہیں رہے گی۔ اب سوال میں لکھے گئے مقاصد میں خرچ کرنے کے بعد رقم بچ جائے اور اس سے ادارہ کی آمدنی کے لئے کوئی ذریعہ بنایا جائے اور آمدنی ادارہ کے اسی مقاصد میں خرچ کی جائے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۱۰۴﴾ وقف کے مقاصد میں تبدیلی جائز ہے؟

سوال: ایک شخص نے ایک جائداد اپنی قوم کے غریب ضرورت مندوں کے لئے وقف کر دی، اور اس جائداد کا متولی اپنے بیٹوں کو بنایا، جب جائداد وقف کی تب ان کی قوم میں غرباء ضرورت مند تھے، لیکن آج قوم میں ضرورت مند نہیں رہے، تو کیا اس جائداد کو کسی دوسرے دینی کام میں یا دوسرے غریب مسلمانوں میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس وقف کے شرائط بدل کر، الگ وقف نامہ تیار کر کے دوسرے مسلمانوں کے لئے اسے کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں اپنی قوم کے غرباء کے لئے وقف کیا ہو، اور بعد میں غرباء نہ رہیں تو اس وقف کی آمدنی اپنی قوم کے علاوہ دوسرے غریب، محتاج مسلمانوں میں خرچ کی جائے، وقف کے شرائط بدلنا اور دوسرا وقف نامہ تیار کرنا

صورت مسئولہ میں جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری: ۴۶۴/۲، شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۰۵﴾ مسجد، مدرسہ کا وقف الگ الگ ہو تو دونوں کا نظام بھی الگ الگ چلانا چاہئے۔

سوال: ہمارے محلہ میں ایک مسجد اور ایک مدرسہ ہے، اور مدرسہ مدرسہ کی عمارت میں چلتا ہے، مذکورہ مدرسہ کی عمارت میں مدرسہ کے لئے ایک بڑا ہال ہے، اور ۱۵ کمرے اور دکانیں ہیں، جس کے آنے والے کرایہ سے مدرسہ کا خرچ نکلتا ہے۔ اور یہ مدرسہ کی بلڈنگ جس زمین پر بنائی گئی ہے وہ زمین مسجد کی ہے، اور مسجد ٹرسٹ نے ۹۹ سال کے لئے مدرسہ کو دی ہے، جسے آج ۲۰ سال ہوئے ہیں۔ مدرسہ کی بلڈنگ مدرسہ کے نام سے کئے گئے چندہ سے بنائی گئی ہے، اور مدرسہ ٹرسٹ نے بنائی ہے۔ لیکن اس کے بعد آج تک کچھ مزید کام نہیں ہو سکا، اور مسجد، مدرسہ دونوں کا حساب کتاب ساتھ ہی میں چلتا ہے، مسجد کی بھی دکانیں اور کمرے ہیں، جس سے کرایہ کی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

پوچھنا یہ ہے: کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کیا مسجد کی زمین کا کچھ کرایہ طے کر کے مدرسہ کے حساب میں سے اتنی رقم مسجد کے حساب میں جمع کر دینی چاہئے؟ یا مدرسہ کے کرایہ کی جو آمدنی ہے اس کا کچھ فی صد مدرسہ کے لئے متعین کر دینا چاہئے؟ اور بقیہ آمدنی مدرسہ کے لئے رہے گی۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ مدرسہ کی بلڈنگ کا چندہ مدرسہ کے نام سے کیا گیا ہے، اور انہیں روپیوں سے تعمیر کی گئی ہے، اور ۹۹ سال والا معاملہ اب باقی رہ سکے ایسی حالت میں نہیں ہے، اس لئے کہ دونوں چیزیں ایک ہی ٹرسٹ میں درج کی گئی ہیں، صرف ہم مسجد، مدرسہ کا الگ الگ حساب کتاب رکھنا چاہتے ہیں، لہٰذا اس معاملہ میں شرعی مسئلہ کیا ہے اس سے

واقف فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد ٹرسٹ اور اس کا مقصد اور مدرسہ ٹرسٹ اور اس کا مقصد الگ الگ چیزیں ہیں، اس لئے جو چیز جس مقصد کے لئے وقف کی گئی ہو، اسی مقصد میں اسے استعمال کرنا اور اس کی رعایت کرنا لازم اور ضروری ہے۔ متولی کے لئے بلکہ خود واقف کے لئے بھی اس میں ترمیم کرنا (ایک مرتبہ وقف ہو جانے کے بعد) جائز نہیں ہے۔ اسی لئے فقہاء ایک وقف کو دوسرے وقف میں استعمال کرنے کو ناجائز بتلاتے ہیں، اس لئے مسجد ٹرسٹ کی زمینوں کا استعمال مسجد کے وقف کے مقاصد اور مفاد کے لئے ہونا چاہئے۔

لہذا صورت مسئولہ میں مدرسہ کی بلڈنگ کی تعمیر مسجد ٹرسٹ کی زمین پر کی گئی ہے جو اصول شرع کے خلاف اور ناجائز ہے۔ متولیان اور ذمہ داران جماعت کو ایسا غیر ذمہ دارانہ کام نہیں کرنا چاہئے تھا۔ وقف زمین کو ایسی طویل مدت کے لئے کرایہ پر دینا کہ جس سے وقف پر قبضہ ہو جانے کا ڈر ہو جائز نہیں ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں مسجد کی زمین ۹۹ سال کے لئے کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے، اگر مسجد اور مصلیوں کو اس کی ضرورت نہ ہو تو دو تین سال کے لئے کرایہ پر دی جا سکتی ہے، اور اس مدت کے ختم ہونے کے بعد پھر دوبارہ اجارہ کا معاملہ طے کر سکتے ہیں، اس طرح ہر مدت کے ختم پر دوبارہ معاملہ کر کے کام چلا سکتے ہیں۔

مسجد کی زمین پر مدرسہ کی عمارت ہے، اس لئے مدرسہ سے قاعدہ کے مطابق جو کرایہ ہوتا ہو وہ لے کر مسجد کے کام میں خرچ کریں۔ سرکاری دفاتر میں اگرچہ دونوں وقف ایک ہی ٹرسٹ کے نام پر ہوں، لیکن دونوں وقف شرعی اعتبار سے الگ الگ وقف ہیں، ان کی

آمدنی، اخراجات کا حساب کتاب الگ الگ رکھنا چاہئے، اس لئے شروع سے ہی دونوں ٹرسٹ کو ایک نہیں سمجھا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۰۶﴾ وقف کا انتظام کون کرے؟

سوال: ایک مرحوم نے غرباء کے لئے ایک کھیت وقف کیا تھا، اور اس کی آمدنی غرباء میں خرچ کرنے کے لئے کہا تھا، لیکن کچھ سالوں سے اس کھیت کی آمدنی مرحوم کی دو بہنیں اور مرحوم کی دوسری عورت اپنے اوپر خرچ کرتی تھیں، تو اس کھیت کی ملکیت شرعی طور پر کس کی ہے؟ اور آج کے بعد ان تینوں میں سے اس کھیت کا انتظام کون سنبھالے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... وقف شدہ چیز کا کوئی مالک نہیں ہوتا، وہ تو اللہ کی ملکیت میں چلا جاتا ہے، لہذا وقف چیز کا رہن رکھنا یا بیچنا وغیرہ جائز نہیں ہے۔

وقف کرتے وقت مرحوم نے اس وقف کی آمدنی کو جہاں خرچ کرنے کے لئے بتایا تھا وہیں خرچ کرنا ضروری ہے، وارثوں کا اپنے طور پر قبضہ کر لینا صحیح نہیں ہے، لہذا اس کی آمدنی غرباء میں تقسیم کرنی چاہئے۔ واقف نے وقف کے انتظام سنبھالنے کے لئے جسے ذمہ دار ٹھہرایا ہو وہ اس کا ناظم بنے گا، اور اگر کسی کو ذمہ دار نہ بنایا ہو تو آپس میں رضامندی سے کسی کو مقرر کر دیں یا محلہ کی جماعت کے متولی کو اس کا انتظام سونپ دیں۔ (شامی: ۵۶۶/۳)

﴿۱۱۰۷﴾ میراث کو تقسیم سے پہلے وقف نہیں کر سکتے۔

سوال: بعد سلام مسنون! میرا نام ...... بنت ...... ہے، میرے فتویٰ پوچھنے کی وجہ مندرجہ ذیل ہے:

میرے والد کے انتقال کے بعد ترکہ کا سب ساز وسامان میرے بھائیوں نے مجھے پوچھے

بغیر آپس میں تقسیم کرلیا، اور ایک بڑا لکڑے کا صندوق اور لکڑے کا کباٹ میری رضامندی کے بغیر مسجد میں وقف کر دیا ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ مسجد کے لئے یہ کیا گیا وقف صحیح ہوا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ کے والد کے انتقال کے بعد ان کے متروکہ مال سے ہر وارث کو شریعت کا مقرر کیا ہوا حصہ ملے گا، یعنی متروکہ مال میں ہر وارث کے لئے شریعت کا مقرر کیا ہوا حصہ متعین ہو چکا تھا۔ اس لئے شرعی طریقہ کے مطابق جب تک تقسیم نہ ہو جائے اس سے قبل اسے وقف کرنا صحیح نہیں ہے، اور اس طرح تقسیم سے قبل کیا گیا وقف صحیح نہیں کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۰۸﴾ الوقف لا یباع ولا یوھب

سوال: ایک وقف ہے، اس سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ نہ ملنے کے برابر ہے، تو کیا اس وقف کی جائداد کو بیچ کر اس کے عوض دوسری ایسی جائداد خرید سکتے ہیں جس سے زیادہ آمدنی حاصل ہو۔ جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: کہ

ہمارے گاؤں میں ایک عورت نے اپنے حین حیات میں ایک کچا مکان مدرسہ کو وقف کر دیا تھا، اور یہ شرط مقرر کی تھی کہ میرے لڑکے کی بہو جو بیوہ ہے وہ جب تک زندہ ہے اسی مکان میں رہے گی، اور اس کے انتقال کے بعد وہ مکان مدرسہ کے قبضہ میں آ جائے گا۔ مکان کچا ہے، اور اس کی حالت اچھی نہیں ہے، اگر اسے بیچ کر کھیتی کی زمین یا کسی اچھی کمپنی کے شیئرز خریدے جائیں تو مدرسہ کو دو فائدے ہوں گے ایسی امید ہے:

(۱) کھیتی کی زمین کے پرانے ہو جانے یا خراب ہو جانے کا ڈر نہیں ہے۔ (۲) مکان کے کرایہ کے مقابلہ کھیتی کی آمدنی زیادہ آئے گی، اسی طرح شیئرز کی آمدنی بھی اس سے زیادہ

آئے گی۔

اور مذکورہ مکان ایک بھائی مناسب دام میں خریدنے کو تیار ہیں، اور اس مکان میں جو بیوہ رہتی ہے ان کے دوسری جگہ رہنے کا انتظام کرنے کی بھی ذمہ داری لیتے ہیں، تو ان حالات میں مذکورہ مکان بیچ کر دوسری جائداد خریدنے کی شرعاً گنجائش ہے؟ کتابوں کے حوالوں کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... درمختار اور شامی میں لکھا ہے: شرط الواقف کنص الشارع یعنی واقف کی شرائط کی پابندی کرنا شریعت کے قطعی حکم کی پابندی کرنے کی طرح ضروری ہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں واقف نے شرط مقرر کی ہے کہ یہ بیوہ جب تک زندہ رہے گی اسی مکان میں رہے گی، اور یہ شرط خلاف شرع نہ ہونے کی وجہ سے اس کی پابندی کرنا اشد ضروری ہے، وہ مکان ان کے انتقال کے بعد مدرسہ کے قبضہ میں آئے گا، تب تک اسے بیچنا یا بیوہ کو نکالنا بالکل جائز نہیں ہے۔ نیز مذکورہ جائداد کو بیچنے کے متعلق فقہاء کا فرمان اس طرح ہے: واقف نے یہ مکان بیچ کر اس کی جگہ دوسری جائداد کر کے اس سے آمدنی حاصل کرنے کی اجازت دی ہو تو اسے بیچ کر زیادہ آمدنی والی جائداد خرید سکتے ہیں، اس صورت میں نئی خریدی گئی چیز بھی اصل کی طرح ہی وقف کہلائے گی۔ اور اگر وقف نامہ میں اس کی وضاحت نہ کی ہو یعنی اس کی اجازت نہ دی ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) ایک تو یہ کہ مذکورہ وقف کی بالکل ہی آمدنی نہ ہو، اور اس کا فائدہ باقی نہ رہا ہو، تو قاضی کی اجازت سے (اور فی زمانا جماعت کے ٹرسٹ کی اجازت سے) بیچ سکتے ہیں۔

(۲) اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس کا کچھ فائدہ ہو، لیکن یہ فائدہ بہت کم ہو، لیکن اسے بیچ کر دوسرا ذریعہ کرنے میں آمدنی کے بڑھ جانے کی امید ہو اور زیادہ فائدہ کی امید ہو تو اس

صورت میں اس وقف کو بیچنا یا اس کے عوض دوسری کوئی چیز لینا جائز نہیں ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں اس وقف مکان کو بیچنا جائز نہیں ہے۔ (شامی: ۳؍۳۸۷، فتح القدیر وغیرہ)

﴿۱۱۰۹﴾ وقف زمین میں سے راستہ کے لئے جگہ دینا جائز ہے؟

سوال: مسجد کا ایک موقوفہ باغ ہے، اس باغ کے پڑوس میں دوسرے ایک بھائی کی ملکیت کا باغ ہے، وہ باغ والا وقف باغ میں سے اپنے باغ میں آمد و رفت رکھتا تھا، اور اب ہم نے وہ راستہ بالکل بند کر دیا ہے، اس لئے کہ پڑوس کے باغ میں جانے کے لئے دوسرا ایک بہت بڑا راستہ ہے، اور آج بھی ہم نے اس باغ والے کو وہی راستہ اختیار کرنے کے لئے کہا ہے، لیکن وہ پڑوسی اس پر مصر ہے کہ مجھے یہیں سے راستہ چاہئے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ اس پڑوسی کو اس وقف باغ میں سے راستہ دینا کیسا ہے؟ آیا جائز ہے یا نہیں، جب کہ اس کے باغ میں جانے کے لئے دوسرا راستہ موجود ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب کہ پڑوسی کے پاس اپنے باغ میں جانے کے لئے دوسرا بڑا راستہ ہے، تو آپ اسے اپنے موقوفہ باغ میں آنے جانے کے لئے منع کر سکتے ہیں، اور اپنے باغ میں جانے کے لئے وقف زمین سے راستہ مانگنے کا اسے حق باقی نہیں رہتا۔ (عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۱۰﴾ موقوفہ زمین کی بیع درست نہیں

سوال: ۱۹۷۰ء میں حکومت نے ایک قاعدہ نافذ کیا، جس کے تحت ایسی زمین جو مندر، مسجد وغیرہ کے لئے وقف ہو، اور مزارع کے قبضہ میں ہو، اس زمین کا مالک خود مزارع ہو جاتا ہے، اور مالک زمین کے لئے ضروری ہے کہ وہ زمین مزارع کو اس دام پر بیچ دے جو

حکومت متعین کرے، اور مزارع وہ رقم قسط وار ادا کرے گا۔

ہمارے یہاں مسجد کی کچھ زمینیں کرایہ پر کھیتی کے لئے دی ہوئی ہیں، وہ زمینیں بھی اس قاعدہ میں شامل ہونے کی وجہ سے اور حکومت کے مقرر کئے ہوئے دام بہت ہی کم ہونے کی وجہ سے ہم ٹرسٹیان کا ارادہ یہ ہے کہ ہم مزارع سے اس زمین کی بیع وشراء کیلئے بات چیت کریں، اور آپس میں بیٹھ کر بات چیت سے بازاری قیمت متعین کریں، اور اس قیمت پر ان مزارعوں کو بیچیں، بازار کی قیمت حکومت کی مقرر کی ہوئی قیمت سے ۱۰ گنا زیادہ ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ مسجد کی موقوفہ زمین اس طرح بیچی جائے تو کیا یہ درست ہے؟ دونوں فریقوں کی خوشدلی سے یہ معاملہ طے ہوتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وقف زمین کو بیچنا درست نہیں ہے، لیکن حکومت کے کسی قانون کی وجہ سے مجبوراً سے بیچنا پڑے تو اس سے حاصل ہونے والی قیمت سے ایسی کوئی چیز خرید لی جائے جو اسی وقف کے مقصد میں مفید اور کارآمد ہو، تو اس طرح بیچنا درست ہے، چونکہ مزارع سے بات چیت کرکے آپس کی رضامندی سے قیمت طے کرنے میں مسجد ہی کو فائدہ ہے اور یہ معاملہ فریقین کی خوشدلی سے ہوتا ہے، اس لئے جائز ہے۔

﴿۱۱۱۱﴾ وقف زمین تبدیل ہوسکتی ہے؟

سوال: آج کل حکومت گجرات نے ایک قاعدہ نافذ کیا ہے، جس کے تحت حکومت ایک شخص کی متفرق جگہوں پر موجودہ زمینوں کو ایک جگہ پر کر دیتی ہے، یعنی ایک شخص کی متفرق جگہوں پر علیحدہ علیحدہ زمینیں ہوں تو حکومت اس کی کسی ایک جگہ کی زمین کے عوض دوسری جگہ جو اس کی زمین کے ساتھ ہو وہ دے دیتی ہے، اب اگر موقوفہ زمین قیمت میں بڑھی

ہوئی ہے، تو زائد رقم ادا کرنی ہوتی ہے، اور اگر قیمت میں دونوں برابر ہیں تو کچھ ادا کرنا نہیں پڑتا، اور اس طرح ایک نام پر زمین تبدیل کر کے اس کی اطلاع زمین کے مالک کو کر دی جاتی ہے؟ سوال یہ ہے کہ اس طرح زمین کے لین دین پر بہت سی مرتبہ بائع مشتری راضی نہیں ہوتے تو

(۱) اس طرح ہیرا پھیری سے زمین لینا جائز ہے؟ اور کیا وہ زمین جبکہ دونوں رضامند نہ ہوں ایک دوسرے کی ہوسکتی ہے؟ اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

(۲) اس قاعدہ کے تحت مسجد کی موقوفہ زمین کو بھی تبدیل کرنے کا حکم آیا ہے، تو کیا وقف زمین بھی تبدیل ہوسکتی ہے؟ متولی اس کی اجازت دے تو ماخوذ ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... (۱) زمین مالک اپنی خوشدلی سے تبدیل کرنے پر راضی ہوں تو ایک زمین کے بدلے دوسری زمین لینا درست ہے، اور اس طرح بدلے میں آئی ہوئی زمین یا روپیوں کے مالک بن جائیں گے، اور اگر فریقین رضامند نہ ہوں یا ایک راضی ہو اور دوسرا راضی نہ ہو تو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے، اور اس طرح آئی ہوئی زمین کا مالک نہیں بنے گا، اور حکومت کے قانون کا سہارا لے کر اگر کوئی شخص زمین لے گا تو غاصب کہلائے گا، اور سخت گنہگار ہوگا۔ (درمختار مع الشامی: ۴/۱۴، ۲۴، بیع تعاطی)

(۲) وقف زمین کا بھی یہی حکم ہے، اور اس میں واقف کی رضامندی کے بغیر متولی تبدیل نہیں کرسکتا۔ (شامی: ۴) یا وہ زمین بنجر ہو جائے تو بدل سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۱۲﴾ وقف زمین کی نیلامی درست ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں مسجد و مدرسہ کی وقف زمینیں ہیں، جسے کرایہ پر دیا جاتا ہے، تو

سوال یہ ہے کہ کرایہ پر دینے کے لئے نیلامی کرنی چاہئے؟ یا آپس میں بیٹھ کر اور طے کر کے بھی کرایہ پر دیا جا سکتا ہے؟ نیلامی سے دینے میں کرایہ زیادہ آنے کی امید ہے، اور آپس میں طے کر کے کر دینے میں کرایہ نیلامی کے مقابل کم آئے گا، تو اگر ذمہ دار حضرات نیلامی نہ کریں اور آپس میں مل بیٹھ کر اور طے کر کے کرایہ پر دے دیں تو ذمہ دار حضرات ماخوذ ہوں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد ومدرسہ کے منتظمین کے لئے ضروری ہے کہ جو طریقہ وقف کے لئے زیادہ فائدہ مند ہو اسے اختیار کریں۔

اب آپس میں مل جل کر کرایہ متعین کرنے میں کرایہ کتنا متعین کیا ہے؟ یہ دیکھنا چاہئے، آیا اس طرح کی دوسری زمینوں کا کرایہ بھی اتنا ہی ہوتا ہے تو اس طرح کرایہ پر دینا درست ہے، اور نیلامی نہ کرنے میں ذمہ دار ماخوذ نہ ہوں گے۔

لیکن اس جیسی دوسری زمینوں کا کرایہ اس سے زیادہ آتا ہے، اور ذمہ داروں نے اپنے قبضہ کا غلط فائدہ اٹھایا ہے، تو یہ صحیح نہیں ہے، اور اس صورت میں متولی خائن شمار ہوگا، اور کرایہ پر دی ہوئی چیز کا اجارہ صحیح نہیں کہلائے گا۔ (شامی: ۳/۴۰۰، فتاویٰ حمیدیہ: ۱/۱۷۴) اور اس صورت میں نیلامی کر کے کرایہ پر دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۱۳﴾ وقف زمین رہن پر رکھنا جائز ہے؟

سوال: ایک گاؤں میں مسجد، مدرسہ ہے، وہاں دو مدرس خدمت انجام دے رہے ہیں، اور اس مسجد ومدرسہ کی کچھ زمینیں ہیں، لیکن بستی والوں کی لاپرواہی کی وجہ سے وہ زمینیں ایسی ہوگئی ہیں کہ اس سے کوئی آمدنی حاصل نہیں ہوتی، اور یہ دونوں مدرس کی کئی مہینوں کی تنخواہیں باقی

ہیں، گاؤں والے یہ خرچہ برداشت نہیں کرسکتے، اور کہتے ہیں: کہ ہم مدرسوں کی تنخواہوں کا انتظام نہیں کرسکتے؟ لہٰذا مسؤل بہ امر یہ ہے کہ اس مسجد اور مدرسہ کی جو زمینیں ہیں وہ بینک میں رہن رکھ کر کچھ رقم بینک سے قرض کے طور پر حاصل کرسکتے ہیں؟ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... مسجد، مدرسہ کی زمینیں وقف کہلاتی ہیں، اور وقف زمین کو رہن رکھنا جائز نہیں ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں ان زمینوں کو رہن رکھنا اور قرض لے کر اپنی تنخواہ میں محسوب کرنا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ اس کے لئے مناسب طریقہ اختیار کرنا چاہئے، نیز متولی یا ٹرسٹی بھی وقف زمین رہن کے طور پر نہیں رکھ سکتے۔ (درمختار)

﴿۱۱۱۴﴾ وقف زمین کو غصب سے بچانے کا طریقہ

سوال: مسجد و مدرسہ کی وقف زمینیں جو حکومت نے اداروں کو ان کے اخراجات پورا کرنے کے لئے دی تھیں، جو انعامی زمین کہلاتی ہیں، ایسی زمینوں کا اب حکومت کسانوں کو مالک بنا دیتی ہے، اور مسجد و مدرسہ کو بے دخل کر دیتی ہے، اگر کسان مالک بننے سے انکار کرے تو حکومت خود اس کا قبضہ لے کر اسے کسی ہریجن وغیرہ کو دے دیتی ہے، تو ان حالات میں کوئی مسلمان شخص حکومت کی مقرر کی ہوئی رقم مسجد، مدرسہ کو دے کر وہ زمین خرید لے تو کیا یہ جائز ہے؟ اگر کوئی وہ زمین خریدنے کے لئے تیار ہو تو گاؤں کی جماعت آج کے دن کی قیمت وصول کرسکتی ہے یا نہیں؟ حکومت کے قوانین کا فائدہ اٹھا کر اوقاف کو نقصان پہنچانے والے کے ساتھ تعلق رکھنا اور اس کا ساتھ دینا گناہ ہے یا نہیں؟ وقف زمین کو غصب کرنا جائز ہے؟ ایسے مذہبی اداروں کی زمینوں کو غصب سے بچانے کی ذمہ

داری صرف اداروں کے ذمہ دار اور متولی کی ہے یا پورے گاؤں کی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد، مدرسہ کو کوئی زمین کسی کی طرف سے وقف کے طور پر ملی ہو، تو ایسی وقف زمینوں کے انتظام کا مکمل حق متولیان اور ٹرسٹیان کو ہوتا ہے، اور وہ حضرات وہ چیز جس مقصد کے لئے وقف کی گئی ہے اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے جو طریقہ زیادہ فائدہ مند ہو اس طریقہ سے اسے وقف کے کاموں میں استعمال کر سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ وقف کے صحیح ہو جانے کے بعد خود واقف کو بھی اسے بیچنے کا حق باقی نہیں رہتا، نیز متولی حضرات بھی وہ زمین بیچ نہیں سکتے۔ (شامی، درمختار:۳/۳۶۷) نیز متولیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ زمینیں ان لوگوں کو کھیتی کے لئے کرایہ پر دیں جو اس پر قبضہ نہ کرلیں، درمختار اور شامی میں لکھا ہے کہ اتنی مدت کے لئے کرایہ پر دیا جائے کہ مزارع مالک نہ بن بیٹھے۔

لہذا بصورت مسئولہ میں ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ وہ ایسا کہہ سکیں کہ مسجد مدرسہ ہی اس کی کھیتی کرواتا ہے، تاکہ حکومت قبضہ نہ کر سکے، اور وقف اپنی حالت پر باقی رہے اور مسجد اور مدرسہ کو نقصان نہ ہو، اور واقف کا مقصد پورا ہوتا رہے۔ (شامی:۳۹۷)

حکومت کے لئے اس طرح زبردستی کر کے وقف زمین لے لینا اور اس کا مالک بنا دینا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ یا جبراً بیچ کروانا جائز نہیں ہے، لہذا ایسے ناجائز کام میں مدد کرنا، خرید کر مدد کرنا بھی گناہ سے خالی نہیں ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ "جس نے کسی کی ایک بالشت زمین غصب کر لی، تو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گردن میں ڈال دیا جائے گا" (بخاری، مسلم، مشکوۃ:۲۵۴) لہذا خاص کر مسلمانوں کو تو اس سے ضرور بچنا چاہئے۔

حکومتی قانون کی وجہ سے اگر وہ زمینیں ہاتھ سے نکلنے ہی والی ہوں تو بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ زمینیں حکومتی دفاتر میں مسلمان خرید لے، اور پھر دوبارہ مسجد و مدرسہ کو وقف کر دے، اور ایسا کرنے میں اسے ثواب بھی ملے گا، اور مسجد مدرسہ کو نقصان بھی نہیں ہوگا۔ مسجد و مدرسہ کی جائداد کو غصب سے بچانے کی ذمہ داری اولاً متولی اور ٹرسٹی کی ہے، اس کے بعد جماعت کے ہر مسلمان فرد پر بھی اس کی پوری ذمہ داری آتی ہے۔

﴿۱۱۱۵﴾ موہوبہ مکان کا وقف صحیح نہیں ہے۔

سوال: میرے پاس ایک مکان ہے، اور میرے ورثاء میں ایک لڑکی اور میری اہلیہ ہے، دوسرا کوئی وارث نہیں ہے، اور میرے سوال کی تفصیل اس طرح ہے کہ:

میں نے اپنی خوش دلی کے ساتھ میرا اپنا مکان اپنی لڑکی کو ہبہ نہیں کیا، لیکن میری تجارت میں نقصان ہونے کی وجہ سے میرے مرحوم والد کے کہنے پر کہ 'تو اگر تیری لڑکی کو یہ مکان ہبہ کر دے تو میں تجھے ۱۵۰ روپے تجارت کے لئے دوں گا' تو میں نے یہ شرط قبول کر کے اپنی لڑکی کے نام وہ گھر کر دیا تھا، اور دستاویز بنوایا تھا، جس میں لکھا تھا: کہ میں یہ گھر اسے ہبہ کرتا ہوں، اور اس کے بیچنے، کرایہ پر دینے رہن دینے وغیرہ مکمل حق اسی کو ہے، جب یہ دستاویز تیار ہوا تھا تب اس کی عمر پانچ مہینہ کی تھی، پھر ۱۹۵۲ء کی جنوری کی پہلی تاریخ کو میری عورت لڑکی کو لے کر اس کے والد کے گھر چلی گئی، اور میری عورت اور لڑکی میرے علاتی بھائی کے یہاں آمد و رفت رکھتے ہیں، لیکن وہ میرے یہاں کبھی بھی نہیں آتے، تو اب میرا ارادہ یہ گھر مسجد کو وقف کر دینے کا ہے، تو میں یہ گھر مسجد میں وقف کر سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ کے والد کی شرط کے مطابق ۱۵۰ روپے لیکر آپ

نے اپنا گھر اپنی لڑکی کے نام کر دیا، اسے شرعی اصطلاح میں ہبہ بالعوض کہتے ہیں، اس کی وجہ سے آپ کی لڑکی اس گھر کی مالک بن گئی۔ لہذا آپ اس گھر کو مسجد میں وقف نہیں کر سکتے، آپ نے خوش دلی سے یہ معاملہ نہیں کیا تھا اس کا ثبوت کیا ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۱۶﴾ تھالی وقف کرنا صحیح ہے؟

سوال: ہمارے دادا کے انتقال کی برسی کے موقع پر میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اپنے گاؤں کی جماعت میں تھالیاں وقف کر دوں، اس لئے کہ جماعت کو اس کی ضرورت ہے، اس سے پہلے کوئی جماعت کی چالیس تھالیاں چرا لے گیا، اس لئے گاؤں والوں کو تھالیاں لینے دوسرے گاؤں اندازاً ۴، ۵ میل دور لینے اور دینے جانا پڑتا ہے، تو گاؤں والوں کی یہ تکلیف دور ہو جائے، اور گاؤں کی ایک ضرورت پوری ہو جائے، اس لئے تھالیاں وقف کرنے کا ارادہ کیا ہے، لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے: کہ اس میں ثواب بالکل نہیں ملے گا، اس لئے کہ جماعت تھالیوں پر پانچ پیسہ یا ۱۰ پیسہ کرایہ لیتی ہے، لیکن میرے اندازے کے مطابق یہ معمولی کرایہ تجارت کی غرض سے نہیں لیا جاتا، بلکہ تھالیوں پر سالانہ خرچ، قلعی اور حفاظت خرچ وغیرہ کے لئے لیا جاتا ہے۔ لہذا آنجناب سے پوچھنا یہ ہے کہ میرے اس طرح تھالیاں وقف کرنے سے میرے دادا کو ان کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ گاؤں والوں کا مزاج ہی ایسا ہے کہ خود تو کوئی اچھا کام کرتے نہیں اور کوئی کر رہا ہو تو اس میں نقص، اعتراض نکال کر اسے کام سے روک دیتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے جماعت میں تھالیاں وقف کرنا صحیح ہے، اور عوام کو اس سے فائدہ ہوگا، اس لئے اس کام سے ثواب بھی

ملے گا، اور جو کرایہ لیا جاتا ہے وہ اس چیز کے خرچ اور حفاظت وغیرہ کے لئے ہوتا ہے، اس لئے اس میں حرج نہیں ہے، پھر بھی بہتر یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر آپ خود قلعی وغیرہ کروا دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۱۷﴾ وقف عیدگاہ کو اپنی ملکیت بتانا کیسا ہے؟

سوال: ایک گاؤں میں اندازاً ۱۷۵ سال پرانی عیدگاہ ہے، جسے ایک بھائی نے تعمیر کر کے .... مسلمان بھائیوں کے لئے وقف کی تھی، وہاں سالوں سے مسلمان بھائی عید کی نماز ادا کرتے ہیں، اس کے بعد بریلوی فرقہ والے نماز میں تاخیر سے آتے تھے اس لئے انہیں جلدی آنے پر سمجھایا گیا، اس بارے میں جھگڑا ہونے کی وجہ سے ایک محلہ کی جماعت ...... کو الگ کر دیا گیا، تو انہوں نے اپنی ایک الگ عیدگاہ بنا کر عید کی نماز ادا کرنا شروع کر دیا، اندازاً چار پانچ سال قبل حال کے بریلوی فرقہ والوں کے امام صاحب نے بریلی سے فتویٰ منگوا کر دیوبندیوں کو کافر ظاہر کیا، جس کی وجہ سے اور ایک جماعت .... نے مسجد میں عید کی نماز پڑھنی شروع کر دی، اس سال .... جماعت کے بریلویوں نے .... جماعت کے بریلویوں کو بھی پرانی عیدگاہ پر نماز پڑھنے کے لئے کہا، اس کے جواب میں بازار کے اکثریت والوں نے کہا کہ عیدگاہ پر ہمیشہ آپ کے امام نماز پڑھاتے ہیں، اس کے بجائے اگر آپ کو منظور ہو کہ دونوں امام یکے بعد دیگرے نماز پڑھائیں، تو ہم وہاں آنے کے لئے تیار ہیں۔

اس کے جواب میں .... بریلویوں نے ڈپوٹی (نائب) کمشنر کو یہ لکھ کر منظوری لی کہ یہ عیدگاہ ہماری ہے، ہم اس کے مالک ہیں، اور ہمارا ہی امام وہاں نماز پڑھائے گا، اس لئے

بازار والوں نے اپنی مسجد میں نماز عید ادا کی۔

تو مذکورہ عیدگاہ جو وقف ہے، اور..........وہ اس عیدگاہ کو اپنی ملکیت بتاتے ہیں، تو عیدگاہ عیدگاہ باقی رہتی ہے یا نہیں؟ جب اس پر ملکیت ظاہر کی جارہی ہے تو وہاں نماز ادا ہوگی؟ اس کا تفصیلی جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......مذکورہ عیدگاہ جبکہ وقف ہے، لہذا وہاں نماز پڑھنے کا ہر سنی مسلمان کو پورا پورا اختیار ہے، کسی ایک جماعت والوں کا اس پر اپنا دعویٰ کرنا درست نہیں، اس کے باوجود وہ اپنی نجی اور ذاتی ملکیت کا دعویٰ نہیں کر رہے ہیں، بلکہ ایک جماعت کی ملکیت ثابت کر رہے ہیں، (جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے) لہذا وہاں نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۱۸﴾ وقف جائداد کی آمدنی دوسری جگہ استعمال کر سکتے ہیں؟

سوال: ایک گاؤں میں سیلاب آیا تھا جس سے کچھ گھر بہہ گئے، حکومت نے انہیں گاؤں سے تین فرلانگ دور نئے گھر بنا کر دیئے، اور یہ ایک بستی بن گئی، ان بستی والوں کو نماز کے لئے اور بچوں کو مکتب میں تعلیم کے لئے اس پرانے گاؤں تک آنا جانا پڑتا ہے، اور بارش، ٹھنڈی، گرمی میں تکلیف ہوتی ہے، اس لئے نئی بستی والوں نے ایک مدرس مقرر کر کے نماز، اذان اور مدرسہ کا انتظام کرنے کا ارادہ کیا ہے،

تو سوال یہ ہے کہ پرانے گاؤں کی وقف جائداد کی آمدنی سے پرانے گاؤں کی مسجد و مدرسہ پر خرچ کرنے کے بعد اخیر سال میں جو رقم بچ جائے اس سے اس نئی بستی کے مدرس کو تنخواہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ یا مسجد کے امام کو تنخواہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں گاؤں والے سب ایک ہی ہیں، لیکن جگہ الگ الگ اور وقف بھی الگ ہے، اور فقہ کے قاعدہ کے مطابق ایک وقف کا مال دوسرے وقف میں کچھ شرائط کے بغیر نہیں دیا جا سکتا۔ اور وہ شرائط صورت مسئولہ میں موجود نہیں ہیں، مثلاً: اس مسجد کی آمدنی اتنی زیادہ ہو اس کی جملہ ضروریات کی تکمیل کے بعد بھی رقم بچ جائے اور مستقبل میں بھی اس رقم کی اسے ضرورت نہ ہو یا غصب ہو جانے یا تلف ہو جانے کا ڈر ہو تو قریب کی دوسری مسجد میں وہ رقم خرچ کی جا سکتی ہے، اور یہ صورت آپ کے یہاں نہیں ہے، اور پرانے گاؤں میں وقف کے مقصد کے مطابق وہ رقم خرچ ہو رہی ہے اس لئے نئی بستی کے لئے وہ رقم خرچ نہیں کی جا سکتی، اس کے لئے نئے وقف کا انتظام کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۱۹﴾ مسجد کی موقوفہ زمین فروخت نہیں کی جا سکتی؟

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد میں بہت سال قبل دو شخصوں نے اپنے اپنے گھر کی زمین محلہ کی مسجد میں وقف کر دی تھی، زمینیں کھلی ہیں، اس پر بالکل عمارت نہیں ہے، اب متولیان اس زمین کو فروخت کر دینا چاہتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ مسجد میں وقف کی ہوئی زمین کو فروخت کرنا درست ہے؟ اگر جائز ہے تو کن شرائط کے ساتھ؟ فروخت کا طریقہ بھی بتلا دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وقف زمین کو بیچنا جائز نہیں ہے، البتہ واقف نے وقف نامہ میں یہ شرط لگائی ہو کہ وہ خود یا متولی اسے بیچنا چاہے تو بیچ سکتا ہے تو اس صورت میں اس وقف زمین کو بیچ سکتے ہیں، یا وقف زمین سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا ہو، اور بالکل

بنجر ہوگئی ہو تو شرعی قاضی کی اجازت سے صحیح قول کے مطابق اسے بیچنا جائز ہے۔
اگر ایسا نہیں ہے، آمدنی آتی ہے لیکن کم آتی ہے، اور اسے بیچ کر دوسری چیز خریدنے سے آمدنی کے بڑھنے کا امکان ہے، تو اس سبب سے بیچنا صحیح قول کے مطابق جائز نہیں ہے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۲۰﴾ درخت کا وقف صحیح ہے؟

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے گاؤں کے ایک باشندہ نے اپنے دولڑکے بنام ابراہیم واحمد کے درمیان اپنی زمین تقسیم کردی تھی، مذکورہ زمین پر آم کے درخت تھے، جو انہیں میراث میں ملے تھے، وہ درخت مرحوم نے قــــولاً مسجد میں وقف کردئے تھے، اور ہر سال ان درختوں کے آموں کو نیلام کر کے ان کی رقم متولی صاحب مسجد کے کام میں لیتے تھے، فی الحال مرحوم کے بیٹوں کا کہنا ایسا ہے: کہ مرحوم کے وقف کئے ہوئے درخت جو ہماری زمین پر ہیں ہمارے لئے دشواری پیدا کرتے ہیں، تو وہ درخت کاٹ کر ان کی لکڑیوں کی قیمت مسجد میں دے دیں۔ اور انہوں نے ان درختوں کو کاٹ لینے کے لئے متولی صاحب کو کہا، لیکن درخت پھلدار ہونے کی وجہ سے اور وقف ہونے کی وجہ سے متولی صاحب نے کاٹنے سے منع کیا، لہذا دونوں بھائیوں نے کم داموں میں وہ درخت بیچ کر کٹوانے شروع کر دئے، تو متولی صاحب نے انہیں ایسا کرنے سے روکا۔
متولی صاحب کا کہنا ایسا ہے کہ اگر درخت کو مجمع عام میں نیلام کیا جائے تو اچھے دام ملنے کی امید ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ
(۱) یہ وقف کے درختوں کو کاٹنا درست ہے؟ (۲) متولی صاحب آم کے درختوں کو نیلام کر

سکتے ہیں یا نہیں؟ (۳) شرعاً اگر ان درختوں کو کاٹنا درست ہو تو ان سے حاصل ہونے والی رقم کا مصرف کیا ہے؟ اس رقم سے کوئی آمدنی کا ذریعہ کیا جائے، یا مسجد کے تعمیری کام میں استعمال کر سکتے ہیں؟

نوٹ: آم کے درختوں کو نیلام کرنے سے حاصل ہونے والی آمدنی کی رقم ۲۰۰ سے ۳۰۰ روپے ہے، درخت کاٹنے سے یہ آمدنی مسجد کی بند ہو جائے گی۔

ان درختوں میں سے تین درخت کھیتی کی زمین پر ہیں اور ایک بنجر زمین پر ہے، ورثاء کے کہنے کے مطابق ان کی کھیتی پر ان درختوں کا سایہ پڑتا ہے، جو ان کی کھیتی کے لئے مضر ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صرف درخت وقف کئے ہوں ساتھ میں زمین وقف نہ کی ہو، پھر بھی صحیح قول کے مطابق وہ درخت وقف ہو گئے ہیں، اس لئے جب تک ان درختوں پر پھل لگتے رہیں تب تک ان درختوں کو کاٹنا یا کاٹنے کی اجازت دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ زمین کے مالک نے بغیر اجازت کاٹ ڈالے ہوں تو زندہ درختوں کی جو قیمت ہوتی ہے وہ ادا کرنی ضروری ہے، اور لکڑیاں وہ خود لے لیں گے۔ یا کٹی ہوئی لکڑیاں اور پھلدار درختوں کی قیمت میں جو فرق ہو اتنی رقم اور لکڑیاں دونوں جماعت کو دینا ضروری ہے۔ (فتاوی حامدیہ: ۲۰۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۲۱﴾ حکومتی قاعدہ کی مدد سے وقف زمین پر قبضہ کرنا

سوال: ہمارے مدرسہ کے اخراجات کے لئے ایک صاحب خیر نے ثواب جاریہ کے لئے آم کا باغ مدرسہ کو وقف کر دیا تھا، اور اس باغ کے آم کی قیمت اور زمین کے گھاس کی قیمت مدرسہ کے ٹرسٹ میں جمع ہوتی تھی، لیکن اندازاً چالیس سال قبل آم کے باغ کی دیکھ بھال

رہے اس نیت سے اور حکومت کا کوئی قاعدہ نافذ ہو تو اس سے تحفظ کی نیت سے ایک مسلمان بھائی کو وہ باغ گھاس کاٹنے کے لئے کرایہ پر دے دیا تھا، لیکن 'جو کھیتی کرے اس کی وہ زمین' کا حکومت کا قاعدہ آنے کی وجہ سے اس بھائی نے متولیوں کو بے خبر (انجان) رکھ کر اپنا نام اس زمین کے دعوے دار (مدعی) کے طور پر لکھوا دیا، اور متولیوں کو یہ اطمینان دلایا کہ مدرسہ کی زمین ہے اس لئے ہمیں وہ زمین نہیں لینی ہے، اور ایسا لکھ کر بھی گاؤں کے سرپنچ (گاؤں کے صدر) کو دیا، لیکن حکومت کے افسران نے سرپنچ کی بات غیر معتبر مان کر مقدمہ دائر کر دیا اور من جملہ مالک کے اس بھائی کا نام اور اس کے ورثاء کا نام شامل کر دیا، آج حالت یہ ہے کہ وہ درخت پرانے ہو چکے ہیں ہم ٹرسٹی حضرات وہاں نئے درخت لگانا چاہتے ہیں لیکن وہ لوگ ہمیں ایسا کرنے سے روکتے ہیں، مرحوم کے داماد نمازی، سنت کے پابند، عوام میں دین کی دعوت دینے والے، لیکن جو لوگ اس زمین پر ناجائز قبضہ کر بیٹھے ہیں اس کی طرف وہ توجہ نہیں کرتے۔

مدرسہ کی حالت ایسی ہے کہ مدرسہ میں تین مدرس ہیں جن کا ماہانہ خرچ ۸۰۰ روپے ہے جو مدرسہ کو اٹھانا پڑتا ہے، اور یہ آمدنی کے بند ہو جانے کی وجہ سے خرچ اٹھانا بھاری پڑتا ہے، لہذا آنجناب قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ شریعت اس مسئلہ میں کیا کہتی ہے؟ اور اس کا حل کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد ومدرسہ یا ایسی ہی کوئی وقف زمین یا کوئی اور وقف چیز کا کوئی مالک نہیں ہوتا، اس کے ظاہری اور باطنی مالک اللہ جل شانہ ہیں، اسی لئے ہدایہ کتاب الوقف میں لکھا ہے کہ صاحبین کے قول کے مطابق جس چیز کی ملکیت اللہ

کی ہو اس کا مالک خود واقف بھی نہیں رہتا، اور اس وقف کو بیچنا یا اس میں حق میراث جاری نہیں ہوتا۔ (۱/۷۱۶)

لہذا مذکورہ زمین پر حکومت کے قانون کی مدد سے اپنی ملکیت کا حق یا دعویٰ کرنا ناجائز اور حرام اور غصب کے گناہ میں داخل ہے، اور حدیث شریف کے فرمان کے مطابق غاصب کے گلے میں قیامت کے دن وہ زمین طوق بنا کر پہنا دی جائے گی، اور اس کی وجہ سے وہ جہنم میں اس کے ساتھ جائے گا، لہذا ایسے ناجائز قبضہ کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔

﴿۱۱۲۲﴾ وقف عمارت کتنی مدت کیلئے کرایہ پر دی جاسکتی ہے؟

سوال: وقف عمارت جو عوام کے افادہ کے لئے ہو، مثلاً: مکان، ہوٹل وغیرہ کو کتنے سالوں کے لئے کرایہ پر دے سکتے ہیں؟ اس لئے کہ بہت سی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ پانچ سال کے لئے کرایہ پر دیتے ہیں اور تین سال کے بعد اس مکان کی قیمت، کرایہ بازاری نرخ کے اعتبار سے بڑھ جاتا ہے، جس سے وقف کو نقصان ہوتا ہے، مثلاً: شرعاً اکثر مدت تین سال ہو اور اس ادارہ کے مہتمم شرعی مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے پانچ سال یا نو سال کے لئے کرایہ پر دے دیں اور تین سال کے بعد کرایہ بہت زیادہ بڑھ جائے یا پرانا کرایہ سے زیادہ کرایہ کی پیش کش آئے تو شرعی قاعدہ کے مطابق اس ادارہ کے مہتمم یا صدر صاحب تین سال کی مدت ختم ہونے کے بعد مکان یا ہوٹل خالی کروا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... واقف نے وقف کرتے وقت کرایہ پر دینے کے لئے کوئی مدت متعین کر دی ہو تو اس کے خلاف کرنا درست نہیں ہے، اور اگر مدت متعین نہ کی ہو تو وقف اور وقف کے مقاصد کے فائدہ کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اور زیادہ مدت کے

لئے وقف دینے سے وقف کو خاص کوئی فائدہ نہ ہوتا ہو بلکہ وقف کے باطل ہوجانے کا ڈر ہوتو ایسا نہیں کرنا چاہئے، فقہاء گھر کے لئے ایک سال اور زمین کے لئے زیادہ سے زیادہ تین سال کی مدت بتلاتے ہیں، لیکن موقع اور حالات کے اعتبار سے وقف کے فائدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے زیادہ مدت کے لئے بھی کرایہ پر دیا جا سکتا ہے، اب اگر مدت کے بیچ کرایہ کی رقم دوگنا ہوجائے یا اس سے بھی زیادہ بڑھ جائے تو قرار ختم کرکے ازسر نو نئے کرایہ سے دینا متولی کے لئے ضروری ہوجاتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: امداد الفتاویٰ، شامی، ہدایہ، بحر: ۲۹۹/۷)

﴿۱۱۲۳﴾ وقف رقم پر لگنے والے حکومتی ٹیکس کی ادائے گی سود سے کرنا جائز ہے؟

سوال: مسجد اور مدرسہ کے جو ٹرسٹ ہوتے ہیں، ان کو وقف کی آمدنی میں سے دو فی صد رقم حکومت کو ادا کرنی پڑتی ہیں، اور یہ حضرات وقف کی آمدنی کو بینک میں جمع کرتے ہیں اور اس جمع شدہ رقم پر جو سود آتا ہے وہ اس رقم میں سے حکومت کو دیتے تھے، اس کے بعد مسلمانوں نے یہ درخواست کی کہ ہم یہ رقم وقف بورڈ کو چکائیں گے، تو حکومت نے یہ کام وقف بورڈ کے سپرد کر دیا اب وقف بورڈ بجائے کم لینے کے اور زیادہ لے رہی ہے، مثلاً: حکومت دو فی صد لیتی تھی تو یہ چھ فی صد وصول کرتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے: کہ اس وقف بورڈ کو اس سود کی آئی ہوئی رقم میں سے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... مسجد ومدرسہ اور دوسرے اوقاف حقیقۃً اللہ کی ملکیت ہے، ٹرسٹی صرف منتظم ہیں، اس لئے ان کی آمدنی کو حسب شرائط وقف میں خرچ کرنا لازم اور ضروری ہے، اب حکومت جو وقف کی آمدنی میں ٹیکس لے رہی ہے، شرعاً اسکا لینا جائز

نہیں، لیکن حکومت کے قوانین کے سامنے ہم اس پر مخالفت بھی نہیں کر سکتے، اس لئے بینک میں جو رقم وقف کی جمع ہے، اس پر جو سود ملے گا اس کو لے کر حکومت کے غیر واجبی ٹیکس میں ادا کر دینا درست ہے، گویا کہ حکومت سے سود لے کر اس کو واپس کر دیا۔ کذا فی فتاویٰ محمودیہ۔ وقف بورڈ بھی حکومت کا قائم کیا ہوا ذیلی ادارہ ہے، اس لئے دونوں کا حکم یکساں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۲۴﴾ استراحت کے لئے جماعت خانہ میں سونا جائز ہے؟

سوال: ہمارے یہاں ایک مرکز والی مسجد ہے، جو چار پانچ سال سے بنی ہوئی ہے، اور اس میں جمعہ دو سال سے ہو رہا ہے، جمعہ کے روز کثیر تعداد میں لوگ آتے ہیں، عام دنوں میں بھی دو تین صف ہوتی ہے، ظہر کی نماز کے انتظار میں ایک گھنٹہ، آدھا گھنٹہ پہلے لوگ آ جاتے ہیں، اور مسجد میں سوتے ہیں، بعد ظہر سب چلے جاتے ہیں، ان میں کوئی بھی بے نمازی نہیں ہوتا، اور جماعت کا کام بھی اچھا ہوتا ہے، تو اس طرح مسجد میں سونا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... جو لوگ مسجد میں دور سے جلدی آتے ہیں، اچھا تو یہ ہے کہ ان کے لئے تعلیم یا فضائل کی کتابی تعلیم کا کچھ انتظام ہو جائے، تا کہ ان کا انتظار صلوۃ کا وقت اچھے کام میں گزرے، لیکن نماز کے انتظار میں مسجد کے آداب کا خیال کرتے ہوئے استراحت کے لئے اگر کوئی جماعت خانہ میں سوتا ہے تو اس کی گنجائش ہے، ناجائز اور حرام نہیں ہے کہ اس پر زیادہ تشدد کیا جائے (عالمگیری)۔ ان کو بھی چاہئے کہ جماعت خانہ سے باہر آرام کریں، اور جماعت خانہ میں ہی آرام کرنا ہو تو نفل اعتکاف کی نیت کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۲۵﴾ بینک میں جمع وقف رقم پر ملنے والے سود کا مصرف

سوال: (۱) مسجد، مدرسہ کی رقم پر بینک سے سود ملتا ہے، اسے کیا کرنا چاہئے؟ بیت الخلاء کی تعمیر، مرمت پر خرچ کر سکتے ہیں؟ (۲) خدام غریب ہوں تو ان کو دینا کیسا ہے؟ (۳) خدام کے علاوہ اور کسی جگہ خرچ کرنا یا کسی غریب کو دینا کیسا ہے؟ (۴) سود کی رقم سے اسکول، مدرسہ کے طلباء کو کمبل، چادر کوئی ضرورت کی چیز دینا کیسا ہے؟ (۵) اگر کسی طالب علم کو سود کی رقم دیں (اس کو سمجھا دیں کہ ادارہ میں کمپیوٹر یا اور کسی سامان کی ضرورت ہے) اور وہ مالک بن کر واپس مدرسہ کو دیدیں تو اس سے اسکول اور مدرسہ میں مذکورہ چیزیں خریدنا اور اس سے سب کا فائدہ اٹھانا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد اور مدرسہ کی رقم بینک میں جمع ہو، اور اس پر جو سود ملتا ہے وہ لے لیا جائے اور لینے کے بعد جو گناہ ہوتا ہے اس سے بچنے کے لئے اس رقم کو مستحقین کو مالک بنا کر (تملیکاً) دیدیں تو گناہ سے بچا جا سکتا ہے، حضرت اقدس مفتی شفیع صاحبؒ اور دیگر مفتیان کرام کی تصریح کے مطابق اس رقم کو رفاہ عام کے کام میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے اس رقم کو لے کر غریب مسلم مستحق کو بلا معاوضہ دے کر مالک بنا دیا جائے، پھر وہ اس رقم سے اپنے لئے جو کرنا چاہے یا اپنی رضا ورغبت سے مدرسہ میں جمع کرا دے تو اہل مدرسہ اس کو جس چیز میں ضرورت ہو صرف کر سکتے ہیں۔

﴿۱۱۲۶﴾ جس مدرسہ میں ۷۰ فی صد سے زیادہ بچے کھانے والے ہوں اسی مدرسہ کو چندہ دینے کا اعلان کرنا

سوال: بعد سلام مسنون! عرض یہ ہے کہ مدرسہ ہذا چاندہ پورہ میں ۱۹۸۸ء سے قبل دین

کی تعلیم اور مسجد وغیرہ کا کچھ انتظام نہیں تھا، نوجوان دوستوں کے ساتھ وہاں جانا ہوا اور اللہ، رسول کی باتیں سنائی، جس کا اثر ہوا اور بار بار جانے سے رغبت پیدا ہوئی لیکن گاؤں کے بڑے احباب نے درد بھرے الفاظ میں کہا: کہ مولوی صاحب کچھ بچوں کے لئے کرو، گاؤں مسلمانوں کا ہے، لیکن نہ مسجد ہے نہ مدرسہ۔ اگر بچے کچھ سکھ لیں گے تو آگے فائدہ ہوگا، بہر حال ایک ذمہ داری میں نے لی، اور ۱۹۸۸ جنوری کی ۲۰ تاریخ کو سنگ بنیاد ڈالی اور پورے گجرات میں چل پھر کر چندہ کیا اور وہاں مدرسہ اور مسجد بنائی، اور الحمد للہ! آج گاؤں میں سینکڑوں بچے بچیاں دینیات سے فائدہ اٹھا چکے ہیں اور اٹھا رہے ہیں، لیکن حضرت فی الحال سالانہ خرچ ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ کا ہے، اور میں نے زیادہ تر احمد آباد، بڑودہ اور سورت کو ہی محنت کا میدان بنایا تھا، لیکن ابھی احمد آباد میں کچھ کمیٹی بنا کر یہ طے کیا: کہ جس مدرسہ میں ۷۰ سے زیادہ بچے کھانے والے ہوں ان کو ہی تصدیق دیں گے بقیہ کو اعلان کی بھی ممانعت کردی ہے، تو اب ایسی بچیاں اور بچے جو دین کی تعلیم سے محروم تھے، ان کا اب کیا کریں، ایسے گاؤں میں بڑی مشکلوں سے انتظام ہوا تو کیا پھر بند کردیں، یا ان کمیٹی والوں کو ایسی بستیوں کا سوچنے کا حق بنتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ...... چاندہ پورہ میں جہالت تھی، مجاہدہ کر کے حالات درست کئے گئے، مسجد ومدرسہ کی تعمیر کی گئی، اس کے لئے چندہ کیا گیا، اللہ جل شانہ شرف قبولیت سے نوازے، اخلاص کے ساتھ کام کیا جاتا ہے تو اللہ جل شانہ قبول فرماتے ہیں، اور اس کے ثمرات اور برکات بھی ظاہر ہوتے ہیں جنہوں نے چندہ صحیح جگہ پر صرف ہو اور صحیح حقدار کو ملے اس کے لئے کچھ انتظام کیا تو یہ بھی صحیح ہے، غلطی نہیں ہے آپ حقدار ہیں

،یہ بھی صحیح ہے، اللہ جل شانہ سے مدد طلب کریں دوسرے علاقہ میں چندہ کریں،ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۲۷﴾ مسلم بینک ٹرسٹ کے نقصان کی تلافی کے لئے صدقہ وزکوۃ اور فطرہ کی رقم استعمال کرنا

سوال: بعد سلام مسنون! مفتی صاحب، آپ کے علم میں یہ بات تو ہوگی ہی کہ ہمارے شہر میں مسلم بینک کے نام سے ایک ٹرسٹ شروع کیا گیا تھا، جو شہر کے مسلمانوں کو سود کی خرابی سے بچانے کے لئے اپنی آمدنی کا کچھ حصہ بچانے کی ترغیب کیلئے ۱۹۹۴ء میں ''مسلم بینک'' کے نام سے جس کا قیام عمل میں آیا، مقصد یہ تھا کہ مسلمان خود کفیل بن جائیں۔

مسلم بینک (ٹرسٹ) میں کوئی بھی شخص جو ہمارے اس شہر کی حد میں سکونت پذیر ہو، بھلے کسی بھی سماج سے تعلق رکھتا ہو، وہ اپنا بچت کھاتہ مسلم بینک میں کھلا سکتا تھا، شیڈیول بینک کی طرح اس میں بھی کھاتہ دار کو فارم پر کرنا ہوتا تھا، اور کھاتہ دار اس میں روپیہ جمع کرا سکتا تھا اور جب چاہے اس وقت اپنے روپیہ واپس لے سکتا تھا۔

کھاتہ دار کی جمع شدہ رقم پر مسلم بینک کھاتہ دار کو کوئی فائدہ یا لالچ یا کوئی اسکیم پیش نہیں کرتا تھا، روپیہ جمع کرنے کے لئے مسلم بینک (ٹرسٹ) کھاتہ دار کے لئے تنخواہ دار کارکنان کا انتظام کرتا تھا، روزانہ کلیکشن کرنے والے یہ کارکنان کھاتہ دار اور مسلم بینک کے لئے درمیانی کڑی کی طرح تھے۔ کھاتہ دار اپنی مرضی سے رضاکارانہ طور پر ۱۰ ر روپیہ سروس چارج مسلم بینک کو بطور للہ دے سکتا تھا، (یہ دس روپیہ بھی کھاتہ دار سے لازماً وصول نہیں کئے جاتے تھے، بلکہ اس کی رضامندی سے لئے جاتے تھے)۔

مسلم بینک (ٹرسٹ) سورت کا دوسرا کام یہ تھا کہ سونے چاندی کے زیورات پر اپنے کھاتے داروں کو بغیر سودی قرض دینا، قرض لینے اور دینے کے لئے بھی ادارے نے کچھ قواعد بنائے تھے، جن کا لحاظ کرنا کھاتہ دار پر ضروری تھا، الحمدللہ مسلم بینک (ٹرسٹ) آخری پندرہ سالوں سے اپنے کام میں مصروف تھا، اس عرصہ میں مسلم بینک (ٹرسٹ) نے شہر کے مسلمانوں کے تمام طبقات کے لئے بہترین کام انجام دئے، اور متعدد لوگوں نے 'مسلم بینک' (ٹرسٹ) سورت سے فیض حاصل کیا، اس کی روئیداد آپ حضرات جب چاہو تب آپ کو ہم ارسال کر سکتے ہیں، اس عرصہ میں ادارے نے کسی بھی قسم کا چندہ امداد کے طور پر نہیں لیا۔ اس طرح مسلم بینک (ٹرسٹ) کی آمدنی کے صرف دو ذریعہ تھے، ایک کھاتہ دار کی مرضی پر مختصر دس روپیہ جتنا معمولی سروس چارج یا پھر سونے چاندی کے زیورات پر قرض لینے والے کے پاس سے وصول کی جانے والی معمولی سی رقم، اس آمدنی میں سے ادارہ اپنے کارکنان کی تنخواہ اور آفس کے تمام اخراجات مثلاً: لائٹ بل، ٹیلیفون بل اور لاکر کا کرایہ وغیرہ ادا کرتا تھا، یا کہو کہ پورے کرتا تھا۔

اس طرح آج کے تجارتی اور نفع زنی کے دور میں شہر کے مالی اعتبار سے کمزور غریب، پسماندہ مسلمانوں کی ترقی اور خوشحالی کے آخری پندرہ سالوں سے کام کرنے والا مسلم بینک (ٹرسٹ) آمدنی اور خرچ کے درمیان توازن قائم نہ رکھ سکا، ناکام ہو گیا، اس ناکامی کی وجہ سے بالآخر ۱۵/ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو ادارے کو مجبوراً بند ہونا پڑا۔

ادارے کو تالا لگانے سے پہلے مسلم بینک (ٹرسٹ) کے موجودہ متولیان اور کارکنان (اسٹاف) نے حتی الامکان کوشش اس بات کی کی کہ ادارہ کسی طرح سے بچ جائے، جاری و ساری رہے، ان کوششوں میں سے ایک یہ تھی کہ شہر کی سر برآوردہ شخصیات سے اس ٹرسٹ

کو بچانے کی عاجزانہ درخواست کی گئی، لیکن سب بے سود، بلکہ اس کے برعکس کچھ شرارتی عناصروں نے متولیان وکارکنان کے خلاف اشتعال انگیز کاروائی کر کے انہیں بدنام کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، آخر وہی ہوا جو ہونا تھا، مسلم سماج کے ہمدرد کہلانے والے لوگوں نے ہی ادارے کو اخبارات وٹی وی پر چڑھادیا۔

اس ناکامی اور بدنامی کے باوجود اللہ پر بھروسہ رکھ کر متولیان اور کارکنان نے اپنی کوشش آج تک جاری رکھی ہے، کہ اللہ پاک کوئی اسباب بنادیوے کہ یہ ٹرسٹ پھر سے معمول کے مطابق شروع ہو جائے، اور غریب، بیوہ، بے سہارا لوگوں کا کام پھر سے شروع ہو جائے اور فی الحال جن لوگوں کے روپیہ ٹرسٹ میں جمع ہیں ان کے روپے واپس مل جائیں۔

جب ادارہ بحران کا شکار ہوا، تب شروع میں مسلم بینک (ٹرسٹ) کے عہدہ داران نے جو بہت مالدار نہ ہونے کے باوجود اپنی جائداد کا کچھ حصہ مسلم بینک میں جمع کروایا، جس سے یہ ٹرسٹ معمول کے مطابق جاری رہے، اس سے عام حضرات بھی واقف ہیں، لیکن فی الحال اب عہدہ داران بھی ادارہ کو مالی تعاون دینے کی حالت میں نہیں ہیں۔

حضرت مفتی صاحب! مسلم بینک (ٹرسٹ) پھر سے معمول کے مطابق اپنا کام شروع کر سکے اور لوگوں کی جمع شدہ رقم واپس مل سکے، اس کے لئے کیا مسلم بینک (ٹرسٹ) زکوۃ، صدقۂ فطر یا سود کی رقم لے سکتا ہے؟ اگر ایسی رقم نہ لے سکتے ہوں تو پھر اس حالت میں اپنے برادران وطن غیر مسلم حضرات کے مذہبی اور غیر مذہبی اداروں اور پیشواؤں کے پاس بطور چندہ رقم لے سکتے ہیں؟ اور اگر یہ دونوں صورت حال جائز نہ ہوں تو سماج کے غریب طبقہ کے روپیہ واپس ملے، اس کے لئے شریعت کی روشنی میں جو ممکن شکل ہو اس کی طرف

رہنمائی کرنے کی مہربانی کریں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... مسلم بینک میں جنہوں نے امانت رکھی ان کو اپنا حق ملنا چاہئے، مسلم بینک میں خسارہ کیوں ہوا، کس کی غلطی تھی وہ اس وقت ہمارے سامنے نہیں ہے، منتظمین اور ذمہ داروں پر یہ لازم ہے کہ لوگوں کی امانتوں کو واپس کریں، لیکن اس کے لئے ٹرسٹ زکوۃ، فطرہ سود وغیرہ کی رقم لینا چاہے تو نہیں لے سکتا، اگر اس رقم سے آئندہ کاروائی کریں گے تو زکوۃ اور فطرہ والوں کا زکوۃ اور فطرہ بھی ادا نہیں ہوگا، صرف عطیات اور للہ کی رقم یا اصحاب خیر سے تعاون حاصل کر کے یا جن کی غلطی تھی ان سے وصول کر لیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۲۸﴾ متحدہ وقف میں ایک وقف کی زمین دوسرے وقف کے کام میں استعمال کرنا

سوال: مدرسہ اسلامیہ اور آنند مسجد ٹرسٹ دونوں متحدہ ٹرسٹ کے طور پر چلتے ہیں، اور ان کے سالانہ حسابات مدرسہ کے اور مسجد کے الگ الگ رجسٹر میں درج ہوتے ہیں۔

فی الحال آنند محلہ کی پرانی مسجد مدرسہ اسلامیہ کی وقف زمین میں قائم ہے، اس کے اوپر بنے ہوئے کمرے بہت ہی خراب حالت میں ہیں، (کبھی بھی ٹوٹ کر گر سکتے ہیں) اور نیچے کے کمرہ میں جہاں فی الحال عبادت ہوتی ہے وہ بھی مین روڈ سے نیچے کی سطح پر ہونے کی وجہ سے بارش کے موسم میں جماعت خانہ میں پانی دیواروں سے نکلتا ہے، مسجد مین روڈ پر ہونے کی وجہ سے سواری کی آمد ورفت سے دھول بھی بہت آتی ہے، گرمی میں بہت گرمی لگتی ہے، اور جمعہ اور رمضان میں مصلیوں کی کثرت کے وقت سب مصلی اس میں سما نہیں سکتے، اور اوپر کی منزلہ پر چھت کا حصہ وقتاً فوقتاً ٹوٹنے کی وجہ سے احتیاطاً وہاں نماز ادا نہیں کی جاتی، اوپر کی اور نیچے کی منزل کو مرمت کر کے صحیح نہیں کیا جا سکتا، اور اگر مرمت کی جائے تو

خرچ بڑھ جائے گا اور جیسا فائدہ ہونا چاہئے ویسا نہیں ہوگا۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ

(۱) ان حالات میں مسجد کو شہید کر کے از سرِ نو اس کی تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نئی مسجد بنانے کے لئے محلّہ والے اور مدرسہ، مسجد ٹرسٹ بھی راضی ہے۔ فی الحال مسجد جس جگہ ہے اس کی دائیں بائیں جانب مدرسہ کی وقف زمین ہے جو محلّہ والوں کو کرایہ پر دی ہوئی ہے، وہ بھی مسجد میں شامل کر لی جائے تو مسجد اور وسیع ہو جائے اور ہر سہولت (مثلاً: مسجد میں سے نکلنے کے لئے دو تین راستے، وضو خانہ، پیشاب خانہ، بیت الخلاء، جوتے چپل رکھنے کی جگہ وغیرہ) کے ساتھ تیار ہو سکے۔

(۲) اگر مسجد شہید کر کے از سرِ نو تعمیر کر سکتے ہیں تو مسجد کی دائیں بائیں جانب کی جگہ جو مدرسہ کی وقف زمین ہے اسے مسجد کے اندر شامل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

نوٹ: آنند محلّہ میں بہت سی زمینیں مدرسہ میں وقف ہیں، جو محلّہ والوں کو ماہانہ کرایہ پر دی ہوئی ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں مذکورہ تفصیل متضاد ہے اور واضح نہیں ہے، ایک جگہ ہے کہ مدرسہ اور مسجد ٹرسٹ متحدہ ٹرسٹ کے طور پر چلتا ہے، اور آگے لکھتے ہو کہ مدرسہ اور مسجد کے حساب کے رجسٹر الگ الگ ہیں۔

ہر وقف اور اس کے مقاصد الگ الگ ہوتے ہیں، مثلاً: مسجد کہ اس کے مقاصد، نماز، ذکر، تلاوت وغیرہ ہے اور مدرسہ کے مقاصد تعلیم وغیرہ ہیں، فقہاء ہر وقف کو واقف کی شرط کے مطابق ہی استعمال کرنے اور واقف کی شرائط کے خلاف استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں۔ اب کسی جگہ واقف نے مسجد اور مدرسہ دونوں کے لئے ایک وقف کیا ہو اور وقف کے مقاصد میں دونوں کو یکساں رکھا ہو، تو اس طرح متحد بھی کر سکتے ہیں، اب آپ کے سوال میں یہ بات

سمجھ میں نہیں آتی کہ دونوں وقف جدا جدا ہیں یا دونوں متحدہ وقف ہیں، اگر دونوں جدا جدا وقف ہیں تو ایک وقف کی چیز دوسرے وقف کے کام میں نہیں لے سکتے، مسجد کی زمین اور آمدنی مسجد کے لئے اور مدرسہ کی زمین اور آمدنی مدرسہ کے لئے استعمال کرنا ضروری ہے۔

اتحد الوقف و الجهة الی قوله و ان اختلف احدهما او رجل مسجدا و مدرسة و وقف علیها اوقافا لا یجوز له ذلك (در مختار: ۶/۵۵۱)۔

مسجد کے پرانے اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے گر جانے کا ڈر ہے، اور مرمت کرنے سے کما حقہ فائدہ نہیں ہوگا، اور از سر نو تعمیر میں ہر طرح سے فائدہ ہے، اور متولیان اور نمازی نئی تعمیر کے لئے رضامند ہیں تو اس صورت میں مذکورہ تعمیر کو شہید کر کے نئی تعمیر بنا سکتے ہیں۔

مسجد کی دائیں اور بائیں جانب زمین ہے، جو مدرسہ کی وقف زمین ہو تو اسے مسجد میں شامل نہیں کر سکتے، اور اگر دونوں متحدہ وقف ہوں تو شامل کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۱۲۹﴾ باری سسٹم سے چندہ دینا

سوال: ہمارے شہر میں مٹن مارکیٹ میں ۲۸ دکانیں ہیں، ان دکانداروں میں مسجد، مدرسہ، قبرستان بنانے کے لئے کوئی ضرورت مند آتا ہے، تو اس کے لئے ۲۸ دکانداروں میں سے ۴، ۵ دکاندار چندہ کے لئے باری بیچتے ہیں، لیکن اس باری کے لئے بعض لوگ راضی ہوتے ہیں اور کچھ لوگ ناراض رہتے ہیں، لیکن مجبوری میں ناراض ہونے والے لوگوں کو بھی ہاں کہنا پڑتا ہے، اس لئے کہ جس دن باری بیچی جاتی ہے، اس دن ناراض لوگوں کو اپنا دھندا بند رکھنا پڑتا ہے، کیونکہ اس دن ایک ہی آدمی باری کا دھندا کرتا ہے، اور باری کے جتنے روپئے طے ہوتے ہیں وہ اس شخص کو دینے پڑتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ وہ رقم مسجد میں دے سکتے ہیں؟ یہ باری سسٹم جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس کی رقم مسجد میں دے سکتے ہیں، یا

نہیں؟ اس کا جواب حدیث وقرآن کی روشنی میں پیش کرنے کی گزارش ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اللہ کے راستہ میں مال دینا اور خرچ کرنا بہت ہی فضیلت اور ثواب کا کام ہے، مسجد، مدرسہ بنانے کے لئے للہ رقم دینا، اس کے لئے چندہ کرنا جائز اور درست ہے۔ اخلاص کے ساتھ رضائے الٰہی کی غرض سے ایسے کام کرنا یا ایسے کام میں معین بننا خوش نصیبی اور صدقۂ جاریہ کہلاتا ہے، اس لئے ہر مسلمان کو زیادہ سے زیادہ اس میں حصہ لینا چاہئے۔ حدیث شریف میں اس کی بہت فضیلتیں وارد ہیں۔

لیکن ایسے پاک کام میں ناجائز طریقہ سے حاصل کئے گئے روپے لگانا یا کسی مسلمان سے زور وزبردستی کرکے اس کی ناراضگی کے باوجود روپے لینا جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ: کسی بھی مسلمان کا مال اس کی خوش دلی اور رضامندی کے بغیر لینا جائز نہیں ہے، اس لئے چندہ کرتے وقت بھی اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے، اور راضی نہ ہو تو شرما شرمی سے یا زبردستی سے رقم نہیں لینی چاہئے، ایسی آمدنی اور اس کا چندہ مسجد، مدرسہ جیسی پاکیزہ جگہوں پر نہیں لگا سکتے۔ سوال میں جو 'باری بیچتے ہیں' لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ یہ بھی جاننا ضروری ہے۔ کسی مسجد، مدرسہ یا کسی دوسری وجہ سے چندہ کی ضرورت ہوئی تو چندہ لینے والا قریشی برادری کے پاس چندہ کے لئے آتا ہے، برادری کے لوگ بھی چندہ دینے کے لئے تیار ہیں، اور زیادہ چندہ ہو، اچھی رقم ملے اس کے لئے ایک طریقہ اپناتے ہیں، پوری مارکیٹ والے جمع ہو کر کہتے ہیں: کہ ہم سب مل کر ایک بڑی رقم دیں گے، اور اس کے لئے متعین کرتے ہیں کہ فلاں تاریخ کو روزانہ جتنی تعداد میں جانور کٹتے ہیں اس دن کسی ایک ہی شخص کے اتنے جانور کٹیں گے اور ہر دکاندار وہی جانور کو روزانہ کی طرح فروخت کرے گا، اس بیچنے کے اخیر میں جو آمدنی ہوگی اس میں سے جانوروں کی

قیمت منہا کر کے بقیہ قیمت جو کہ نفع ہے چندہ میں دیا جائے گا۔

اگر اتفاق اور سب کی اجازت وخوشدلی سے یہ کام کیا جائے تو یہ طریقہ بہتر اور جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی خرابی نہیں، چندہ دینے والوں کو ان کی محنت کا بدلہ ملے گا، ثواب پورا پورا ملے گا۔ جانور والے کو گھاٹے کا ڈر یا خوف نہیں رہے گا۔ سب کا اتفاق بھی کہلائے گا۔ اور چندہ لینے والے کو سب کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑے گا۔ اور ایک جگہ سے اچھی خاصی رقم بھی مل جائے گی۔ اس لئے یہ طریقہ جاری رکھنے میں کوئی خرابی نہیں ہے، صرف ایک ہی تکلیف ہے جس کا حل ضروری ہے یا اس کی اصلاح ہونی چاہئے اور وہ یہ کہ ہر شخص کو اس دن کے لئے اپنا مال بیچنے سے روکنا پڑے گا، اور اتفاق کے سایہ تلے اگر وہ اسے ناپسند بھی کرے تو بھی اسے شریک ہونا ضروری ہوگا۔

اس لئے اولاً اس شخص کو اس میں کیوں شریک نہیں ہونا ہے؟ اس کی مجبوری کیا ہے؟ وہ جان کر اس کی مجبوری اور تکلیف کو دور کرنا چاہئے، یا اسے اس کام میں شریک نہ ہونا ہو تو اسے اس کی اجازت دے دینی چاہئے، اور اسے اس کا جانور بیچنے دینا چاہئے، اور چندہ کیلئے اس کی خوش دلی سے وہ جو رقم دینا چاہے قبول کر لینا چاہئے، اس طریقہ میں شرعاً کوئی کراہت نہیں ہے۔

اگر اسے مجبور کر کے ساتھ میں رکھا گیا، اور اسے جبراً دوسرے کا مال بیچنا پڑا تو کمیٹی یا یہ کام کرنے والوں کو بے گاری کرانے (یعنی بغیر معاوضہ کے کام کرانے) کا گناہ ہوگا۔ لیکن بیچے ہوئے مال میں یا روپیوں میں کوئی فساد یا خرابی نہیں آئے گی۔ اس لئے بیچنے والے کو وہ روپے لینے یا چندہ دینے میں کوئی گناہ یا خرابی نہیں آئے گی۔

اب چندہ دینے کے لئے شروع سے وعدہ کر کے ایک رقم متعین کی ہو، مثلاً: پچاس ہزار

روپے دیں گے، اب مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق پورا مال فروخت کرنے کے بعد نفع کی رقم کم زیادہ ہو تو اب وعدہ کی ہوئی رقم کے مطابق باری والا شخص جس کے جانور بکے ہیں وہ باقی کی رقم خوش دلی سے اپنے پاس سے دے دے تو یہ جائز ہے، لیکن اسے بقیہ رقم ادا کرنے کے لئے مجبور کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح نفع کی رقم وعدہ کی رقم سے بڑھ جائے، تو وعدہ کی رقم ادا کرنے کے بعد جو نفع بچ جائے وہ اسے اپنے پاس بھی رکھ سکتا ہے، اس میں کسی طرح کی کراہت یا حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۳۰﴾ گھر وقف کرنے سے گھر کے اندر کی اشیاء بھی وقف سمجھی جائے گی یا نہیں؟

سوال: خدیجہ بی بی جو احمد حسین منصور کی لڑکی ہے، اس نے اپنا گھر اپنی حیاتی (زندگی) میں شہر کی جامع مسجد کو بخشش دے دیا تھا، اس وقت مسجد کے متولیان نے خود جا کر مذکورہ مکان کا قبضہ دو شاہدوں کے روبرو کر لیا تھا، اور بخشش دینے والی صاحبہ خدیجہ بی بی کو ان کی موت تک رہنے کے لئے دیا تھا، اس گھر کا ہر خرچ، میونسپل ٹیکس وغیرہ مسجد برداشت کرتی تھی۔

فی الحال تاریخ ۱/۳/۲۰۰۹ء کے دن خدیجہ بی بی کا انتقال ہو گیا، مسجد والوں نے ان کی تدفین کا جائز خرچ اٹھایا، اور مرحومہ خدیجہ بی بی کے اس مکان کو تالا لگا دیا، مرحومہ خدیجہ بی بی وقتاً فوقتاً لوگوں کو کہا کرتی تھی: کہ ”میں نے میرا اپنا مکان اور اس کے اندر کی تمام اشیاء، اندر کی دھول تک مسجد کے نام کر دی ہے“ اس تفصیل کے ذیل میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات درکار ہیں:

(۱) مرحومہ کے مکان میں سے بینک آف بروڈہ کی پاس بک ملی ہے، جس میں ۱،۷۶،۶۷۵ (ایک لاکھ چھہتر ہزار چھ سو پچھتر) روپے جمع ہیں، جو اکاؤنٹ ان کے اپنے ہی نام پر ہے، یہ رقم مسجد کی گنی جائے گی یا ورثاء کی؟

(۲) گھر میں سے نقد روپے ۵۰:۳۳،۸۳۹ ملے ہیں، نیز گھریلو ساز وسامان، کپڑے وغیرہ کل ملا کر ۶۳۰۰ (چھ ہزار تین سو) کی قیمت کا سامان ہے، یہ رقم مسجد کی سمجھی جائے گی یا ورثاء کی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلما......خدیجہ بی بی نے اپنی ملکیت کا مکان مسجد کو بخشش دے کر قبضہ بھی دے دیا تھا، اس لئے یہ بخشش شرعاً درست کہلائے گی، خدیجہ بی بی کے انتقال کے بعد ان کے ورثاء میں تقسیم نہیں ہوگا۔ بخشش ہو جانے کے بعد متولیوں نے انہیں زندگی بھر رہنے دیا یہ بھی درست ہے، انہیں دوران زندگی رہنے کا حق ملا، ان کا انتقال ہو جانے کے بعد متولیوں نے اپنے قبضہ میں لے کر تالا لگا دیا، یہ بھی مناسب کاروائی ہے۔

کسی بھی شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کی تدفین کا درمیانی خرچ اس کے ترکہ سے کیا جاتا ہے، سوال میں لکھنے کے مطابق متولیوں نے اگر اپنے روپیوں سے یہ خرچ کیا ہے، تب تو کوئی اعتراض نہیں، لیکن ادارہ کے روپے خرچ کئے ہوں تو انہیں اس کا حق نہیں تھا، عورت کے ترکہ سے تدفین کا خرچ نکالنا چاہئے۔

بخشش کے دستاویز میں زمین اور اس پر تعمیر شدہ مکان ہی بخشش کیا ہے، اپنی نجی چیزیں، کپڑے یا گھریلو سامان بخشش نہیں کیا ہے، اس لئے ان کے انتقال کے بعد ان کی نجی رقم یا کپڑے، چیزیں وغیرہ ہیں وہ ان کے ورثاء کی سمجھی جائیں گی، اس میں سے مرحوم کا درمیانی کفن ودفن کا خرچ لیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۳۱﴾ ایک وقف کا سامان دوسرے وقف میں دینا

سوال: ہمارے یہاں ایک مسلم جماعت ہے، جو تقریباً ۱۰۰ سال پرانی ہے، اس کی ملکیت

میں تقریباً ۸۰،۰۰۰ روپے کی مالیت کے برتن ہیں، جو ہم شادی بیاہ وغیرہ میں کرایہ پر دے کر کچھ آمدنی حاصل کر لیتے ہیں، جماعت کے برتن جماعت کے ممبر کو پورے پورے کرایہ پر دیتے ہیں، اسی طرح جماعت کی تین دکانیں ہیں، جو کرایہ پر دے رکھی ہیں، اس طرح ماہانہ کل آمدنی تقریباً ۳،۵۰۰ روپے ہوتی ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ جماعت کے کچھ برادران اس سو سالہ جماعت کو منتشر کرنا چاہتے ہیں، اور اس کی تمام ملکیت کو ہمارے محلہ کے ایک مدرسہ کو جو ’’مدرسہ تعلیم الاسلام‘‘ کے نام سے چل رہا ہے، اس میں وقف کر دینا چاہتے ہیں، اور اس میں شرط یہ رکھنا چاہتے ہیں کہ اگر ہماری جماعت کے کسی فرد کو بوقت ضرورت شادی، بیاہ وغیرہ موقع پر برتن وغیرہ صرف آدھے کرایہ پر دینا ہوں گے، جب کہ زیادہ تر لوگ جماعت توڑنا نہیں چاہتے، اور ۱۰۰ سال پہلے جب جماعت قائم ہوئی تھی اس وقت ایسی کوئی شرط و قاعدہ و قانون بنا ہوا یا ہم میں کسی بڑی عمر والوں کو بھی یاد نہیں ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح اختلاف کے باوجود جماعت کی ساری ملکیت مدرسہ کو وقف کر دینا جائز ہے؟ اور اس کے بعد اس طرح اس مدرسہ سے آدھے کرایہ پر برتن وغیرہ لینا ہمارے لئے جائز ہوگا یا نہیں؟ کیا تمام برادران کے صلح و مشورہ سے جماعت کی آمدنی سے بچی ہوئی رقم ہم مسجد، مدرسہ یا غریب بچوں کی پڑھائی لکھائی میں امداد کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً ...... صورت مسئولہ میں آپ کے یہاں مسلم جماعت کے نام سے ایک جماعت ہے، جس کے پاس ۸۰،۰۰۰ کی مالیت کے برتن ہیں، جو کرایہ پر دئے جاتے ہیں، نیز جماعت کی تین دکانیں بھی کرایہ پر دی ہوئی ہیں، ماہانہ ۳،۵۰۰ کی

آمدنی ہے، اب اسے پرانے قرار کے مطابق جاری رکھا جاسکے اس حالت میں ہے یا نہیں؟ اگر پرانے قرار کے مطابق اسے جاری رکھا جاسکتا ہوتو مدرسہ میں نہیں دینا چاہئے، بلکہ قرار کے مطابق اس جماعت کی جو آمدنی ہوتی ہے اس سے مسجد، مدرسہ اور جماعت کے لڑکے لڑکیوں کی دینی تعلیم میں خرچ کرنا چاہئے، یہ زیادہ بہتر اور قوم کے لئے فائدہ مند کہلائے گا۔ جماعت کے بانیین کو اور ممبران کو بھی ثواب ملے گا۔

اگر قدیم دستور موجود نہ ہو تو موجودہ اراکین کسی ماہر عالم دین کو ساتھ میں رکھ کر نیا قرار اور قاعدہ قانون بنا کر ممبران سے منظوری لے کر اتفاق کے ساتھ عمل کریں، اس صورت میں آمدنی جماعت کے کاموں میں مشورہ سے مسجد یا مدرسہ میں اور دینی و دنیوی تعلیم حاصل کرنے والے بچے بچیوں کے لئے بھی خرچ کی جاسکتی ہے۔

مسجد یا مدرسہ میں وقف کر دینے سے صرف ان کے مقاصد میں ہی استعمال کر سکتے ہیں، دوسرے کاموں میں خرچ کرنا جائز نہیں کہلائے گا۔ مدرسہ میں وقف کرتے وقت ممبران کو آدھی قیمت میں کرایہ پر دینے کی شرط کے ساتھ وقف کیا جائے تو ایسا بھی کر سکتے ہیں۔

﴿۱۱۳۲﴾ مسجد کی رقم کے سود سے مسجد کے بیت الخلاء بنوانا یا مرمت کرنا جائز ہے؟

سوال: (۱) ہمارے یہاں مدرسہ کی رقم جو بینک میں جمع رہتی ہے، اس پر سود ملتا ہے، تو مدرسہ کی سود کی رقم سے مدرسہ کے بیت الخلاء بنانا چاہیں تو بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ میں شریعت کیا کہتی ہے؟ مفصل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

(۲) نئے بیت الخلاء بنا سکتے ہیں؟ اگر نیا نہ بنائیں تو جو پرانے بیت الخلاء ہیں ان کی مرمت کا کام سود کے روپیوں سے کر سکتے ہیں؟

نوٹ: فتاویٰ رحیمیہ جلد: ۱۹۲/۲ پر سود کی رقم کے متعلق لکھا ہے کہ مسجد کے بیت الخلاء کی مرمت میں سود کی رقم استعمال کر سکتے ہیں، لہذا آنجناب تفصیل سے اس مسئلہ پر کلام فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، آیت قرآن میں اس کا حرام ہونا واضح طور پر بتلایا گیا ہے، لیکن مجبوراً اپنی حلال کمائی بینک میں حفاظت کی غرض سے رکھی جاتی ہے، اور ضرورتاً یہ جائز بھی ہے، لیکن بینک کے قوانین کی رو سے اس رکھی ہوئی رقم پر سود تو ملے گا ہی، جسے لینے سے سود لینے کا گناہ بھی ہوگا، اور نہ لینے میں بھی گناہ اور نقصان ہے، اس لئے فقہاءؒ کہتے ہیں: کہ اسے لے لیا جائے اور غرباء پر اسے تقسیم کر دیا جائے۔ مسجد و مدرسہ کے روپیوں کا حساب کتاب بھی رکھنا قانونی نقطہ نظر سے ضروری ہے، اس لئے اس پر ملنے والے سود کی رقم کا لینا بھی ضروری ہو جاتا ہے، اب لینے سے سود لینے کا گناہ ہوا، لیکن وہ رقم لے کر غریب محتاج مسلمان کو گناہ سے بچنے کی نیت سے مالک بنا کر دے دی جائے تو دونوں گناہ سے بچ جائیں گے۔ ہم سود لینے کے گناہ سے بچ جائیں گے، اور لینے والا محتاج ہونے کی وجہ سے اس کے لئے استعمال کرنا بھی درست کہلائے گا۔

فقہاء کرام ایسے مال کو رفاہ عامہ کے کاموں میں استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں، مثلاً: حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس موضوع پر فتاویٰ دارالعلوم میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، نیز ہمارے یہاں علمائے دیوبند و سہارنپور بھی اس مسئلہ میں متفق ہیں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں سود کی رقم سے مسجد و مدرسہ کے بیت الخلاء، نئے ہوں یا پرانے، نہ بنائے جائیں، بلکہ زکوۃ کی رقم کی طرح اسے کسی غریب مسلمان کو مالک بنا کر دیا جائے، پھر وہ شخص اپنی خوش دلی سے وہ رقم مسجد اور مدرسہ یا رفاہ عامہ کے کام میں دے تو لے سکتے ہیں،

پھر سود کی نحوست اس رقم پر عائد نہیں ہوگی، اس لئے اس طریقہ کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔
حضرت اقدس مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ نے اس مسئلہ کا واضح حکم بتایا ہے، جو فتاویٰ محمودیہ ۱۶؍ ۳۸۱ پر موجود ہے، اسے دیکھ لینا بھی مفید رہے گا، جس کا عنوان ہے 'سودی پیسے کا مصرف'۔

﴿۱۱۳۳﴾ مسجد کا نام بدلنے کی شرط پر چندہ دینا

سوال: میں ایک مسجد کا متولی ہوں، اور اس مسجد کا فی الحال تعمیری کام جاری ہے، یہ مسجد اندازاً ۲۰۰ سے ۲۵۰ سال پرانی ہے، نئی تعمیر میں ۳۰ فی صد کام دس بارہ سال قبل ہو چکا تھا، بقیہ حصہ کا تعمیری کام اب شروع ہوا ہے، اس میں سے بھی اندازاً ۸۰ فی صد کام ہو چکا ہے، ۲۰ فی صد کام باقی ہے، ایک شخص نے جو یو.کے. سے آیا تھا، کہا: کہ آپ کی مسجد میں میں ۱۰ لاکھ روپئے امداد کے طور پر دیتا ہوں، اگر مسجد کا ابھی کا نام بدل کر میری والدہ کے نام سے 'مسجد فاطمہ' نام رکھو۔ اور کہا: کہ اس محلّہ والوں کی سب کی میں نے منظوری لے لی ہے، یہ بات جب ہوئی تب مسجد کا ۵۰ فی صد کام باقی تھا، ان کی بات فوراً مان لینے کے بجائے ایک دن کے بعد انہیں ہاں کہا، ایسا سمجھ کر کہ انہوں نے پورے محلّہ کی اجازت لے لی ہے، اور انہوں نے پوچھا کہ تعمیری کام کتنے وقت تک جاری رہے گا؟ تو ہم نے کہا ۶ مہینہ میں مکمل ہو جائے گا۔

انہوں نے یو کے جانے کے بعد اندازاً ڈھائی مہینہ کے بعد کچھ روپئے بھیجے، اندازاً ایک لاکھ روپئے ان کے بھتیجے پر بھیجے جو یہاں انڈیا میں رہتا ہے، وہ روپئے ہمارے امام صاحب کے ہاتھ میں آ گئے۔ لیکن اس درمیان دوسرے لوگوں کے روپئے آئے اور مسجد کا ۸۰ فی صد کام ختم ہو گیا، اس لئے ان سے کہا: کہ اب ہمیں ۱۰ لاکھ کی نہیں بلکہ صرف تین لاکھ کی

ضرورت ہے، اور دوسرے لوگوں کے روپیوں سے اتنا سب کام ہوگیا، اس لئے ہمیں مسجد کے اوپر آپ کی والدہ کا نام لکھنا منظور نہیں ہے۔ نیز آپ نے جو کہا: کہ آپ نے پورے محلّہ کی اجازت لے لی ہے وہ بات بھی صحیح نہیں ہے، محلّہ میں سے بہت سے لوگ اس بات سے ناراض ہیں، کہ روپیوں کے لئے مسجد کا پرانہ نام بدل دیا جائے، مستقبل میں کوئی ۱۱ر لاکھ دے کر دوبارہ بدلنے کے لئے کہے گا، تو کیا پھر نام بدل دیں گے؟ کیا مسجد کے نام کی تجارت کرتے ہو؟ ابھی تک جن لوگوں نے روپئے دے کر اتنا کام کروایا، ان لوگوں کا کیا؟ ان میں سے بھی کچھ کو اعتراض ہے۔

دوسری بات یہ کہ وہ یو. کے. والے بھائی یوں کہتے ہیں: کہ مسجد فاطمہ نام میں فاطمہ کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی لگنا نہیں چاہئے، اس لئے کہ وہ حضور ﷺ کی بیٹی کا نام ہے، اور میری والدہ کے نام کی مسجد بنی ہے، ایسا لگے گا نہیں۔ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد بنانا یا مسجد کے تعمیری کام میں مدد کرنا بہت ہی ثواب اور فضیلت کا کام ہے، قرآن پاک اور حدیث شریف میں اس کی خاص فضیلتیں بتائی گئی ہیں، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اخلاص کے ساتھ اس کام میں خوب مدد کریں۔

جو شخص مسجد میں چندہ دینے کے لئے تیار ہوا، اور ساتھ میں اپنی والدہ کا نام لکھوانے یا رکھنے کی شرط رکھی اور محلّہ والوں کی اجازت لے لی ہے، ایسے جھوٹے الفاظ کہے، جس کی بنیاد پر کمیٹی والوں نے منظوری دے دی، اور اب نام رکھنے کو تیار نہیں ہیں، تو جتنے روپئے اس نام رکھوانے والے بھائی نے چندہ میں دئے تھے، اتنے روپئے واپس دے دینا چاہئے۔

﴿۱۱۳۴﴾ اصل کرایہ دار مسجد کا مکان دوسرے کسی کو کرایہ پر دے سکتا ہے؟

سوال: مسجد کی ملکیت کا مکان ہے، اس مکان میں گراؤنڈ فلور اور اس پر پہلی منزل ہے، وہ مکان مسجد نے ایک شخص کو کرایہ پر دیا ہے، تو کرایہ دار دوسرے کسی کو وہی مکان کرایہ پر دے سکتا ہے؟ کرایہ دار کو گراؤنڈ فلور کی ضرورت نہیں ہے تو مسجد کو واپس دے دینا چاہئے یا نہیں؟ مسجد کے اصل کرایہ دار مسجد کو کم کرایہ دیتے ہیں اور دوسرے کو کرایہ پر دے کر اس سے زیادہ کرایہ وصول کرتے ہیں، ایسا کرنا جائز ہے؟ اس طرح اصل کرایہ دار مسجد کے مکان دوسرے کسی کو کرایہ پر دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کا مکان کرایہ پر لیا ہو اور اب کرایہ دار کو اس کی ضرورت نہ ہو تو مسجد کو واپس کر دینا چاہئے، پرانے کرایہ دار کے قانون کا سہارا لے کر مکان اپنے قبضہ میں رہنے دینا اور پرانہ کرایہ دیتے رہنا اور دوسرے کسی کو زیادہ کرایہ پر دے دینا اچھا نہیں ہے، اگر اس کرایہ دار نے اس جائداد میں کچھ اضافہ کیا ہے تو زیادہ کرایہ لینا جائز ہے، اور اگر کچھ اضافہ نہ کیا ہو تو زیادہ کرایہ لینا مناسب اور پاکیزہ آمدنی میں شمار نہ ہوگا، فقہاء ایسی آمدنی کے صدقہ کرنے کا حکم دیتے ہیں، اگر مسجد کے مکان کو نقصان نہ ہوتا ہو تو اصل کرایہ دار دوسرے کسی شخص کو کرایہ پر دے سکتا ہے۔ (درمختار: ۹/۳۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۳۵﴾ مسجد کی حفاظت دشوار ہو تو کیا کیا جائے؟

سوال: جناب مفتی صاحب! میں گاؤں موش تلاؤ (جھگڑیا، ضلع: بھروچ) کا ساکن ہوں، پچھلے چھ، سات سال سے گاؤں میں میں اکیلا ہی مسلمان رہتا ہوں، اور اب میں بھی گاؤں چھوڑ دینے والا ہوں، گاؤں میں ایک مسجد ہے، اس مسجد کی کوئی سلامتی نہیں ہے، میں بہت

الجھن میں ہوں، دوسری قوم سے مسجد کی عمارت کو نقصان بھی ہو رہا ہے، اور چھیڑ چھاڑ بھی جاری ہے، میں تنہا ہوں، اس لئے مڈبھیڑ (لڑائی جھگڑا) کرنا نہیں چاہتا، میں پریشانی اور مصیبت میں ہوں، آس پڑوس کی پوری آبادی غیر مسلم کی ہے، اور مسلمانوں کے نزدیک میں دو گاؤں ہیں، مجھے ان کا بالکل بھی ساتھ نہیں ہے، بلکہ خبر تک نہیں پوچھتے، اور اگر میں مسجد چھوڑ کر چلا جاؤں، تو مسجد میں بت تک رکھ سکتے ہیں، یا دوسری کوئی خرابی بھی ہو سکتی ہے، اور میرے لئے اس گاؤں میں رہنا دشوار ہے، میں آپ کے جواب کا ہی انتظار کر رہا ہوں، لیکن مسجد کا میں کیا کروں؟ یہ ایک سوال ہے، کہ مسجد کو بند کر کے جاؤں؟ یا شہید کر کے؟ بس مجھے اسی کا جواب چاہئے؟ باقی میرے لئے ناممکن ہے کہ میں مسجد آباد رکھنے کے لئے یہاں رہ سکوں، تو میرے لئے کیا حکم ہے؟ جلد جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... مسجد اللہ کی عبادت کی جگہ ہے، اور مسجد وقف ہوتی ہے، اس لئے اس کا مالک ظاہری اور باطنی طور پر صرف اللہ ہے، ہمیں چاہئے کہ اسے آباد رکھیں اور اس میں نماز، اذان وغیرہ ہوتی رہے اس کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اس کے آباد ہونے میں ہماری اور بستی والوں کی آبادی ہے، آپ اللہ پر بھروسہ رکھ کر ہمت کر کے آباد کریں، اللہ آپ کی مدد کرے گا۔

اور اگر آپ تنہا ہو گئے ہوں، اور اسلام دشمن زیادہ ہوں، آپ کے جان و مال کی حفاظت کسی بھی طرح نہ ہو سکتی ہو تو آپ وہاں سے جا سکتے ہو، البتہ جانے سے پہلے اس جگہ کو تالا لگا کر اسے سرکاری دفتر میں مسجد کے نام سے درج کروا کر جا سکتے ہو، آس پاس کے مسلمانوں کا بھی مذہبی اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ آپ کی مدد کریں، مسجد کو شہید کر کے جانا جائز نہیں ہے، ورنہ آپ گنہگار ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فصل فی المقابر و فی المسائل التی تعود الی الاشجار التی فی المقبرة و انتظامها و غیر ذلک

﴿۱۱۳۶﴾ قبروں کو زمین دوز کر کے اس پر مدرسہ کی کلاس بنانا جائز ہے؟

سوال: ہمارے شہر میں جمعہ مسجد کے پڑوس میں معصوم قبرستان واقع ہے، اس قبرستان میں بالکل چھوٹے بچوں کو سالوں سے دفن کیا جاتا ہے، قبرستان میں پرانی پکی قبریں ہیں، قبرستان کے پڑوس میں مدرسہ کی کلاس واقع ہے، اب مدرسہ کی نئی تعمیر پلاننگ سے کرنا طے ہوا ہے، مدرسہ کا نیا نقشہ بن گیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ نئے نقشہ میں قبرستان کے قبروں والے حصہ میں مدرسہ کی نئی کلاس بنانا طے ہوا ہے، کچھ قبروں میں دو تین مہینہ قبل لڑکوں کو دفن بھی کیا گیا تھا، اس قبرستان میں قبروں کو زمین دوز کر کے ان پر کلاسیں بنیں گی، تو سوال یہ ہے کہ اس طرح قبرستان کی زمین میں قبروں کو نابود کر کے مدرسہ کی نئی تعمیر کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ہمارے یہاں قبرستان وقف ہوتا ہے، اور مردوں کو دفن کرنے کے لئے ہی وقف ہوتا ہے، آپ کے لکھنے کے مطابق فی الحال وہاں مردوں کو دفن بھی کیا جاتا ہے، یعنی یہ وقف اس کے مقصد کے مطابق کام کر رہا ہے، اس لئے ایسے وقف قبرستان کی زمین کسی دوسرے کام میں لینا جائز نہیں ہے۔ اس لئے نئے نقشہ کے مطابق وہاں مدرسہ کی عمارت بنانا جائز نہیں ہے، اور اس کے لئے نئی اور پرانی قبروں کو نابود کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۱۳۷﴾ وقف قبرستان کی زمین دوسرے وقف کے کام میں کب استعمال کر سکتے ہیں؟

سوال: موقوفہ قبرستان کی زمین میں قبروں کو نابود کر کے وہ زمین کسی دوسرے کام میں

استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ قبرستان میں راستہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر قبرستان بھر گیا ہو، اس میں مردوں کی تدفین بند ہو گئی ہو، تدفین کے لئے دوسری جگہ متعین کی گئی ہو، اور مردوں کی تدفین کے بعد اتنا وقت ہو گیا ہو کہ نعش مٹی بن چکی ہوگی، اور وہ قبرستان فی الحال کسی کام میں نہ آتا ہو، اور اس کے غلط استعمال ہونے کا خوف ہو، تو اس صورت میں اس زمین کو دوسرے وقف کے کاموں میں استعمال کر سکتے ہیں۔ (فتاوی محمودیہ: ۱۵/۳۲۱)

﴿۱۱۳۸﴾ وقف کے کمرے مجبوراً بیچنے پر ورثاء کا اس کی قیمت میں حصہ مانگنا

سوال: سورت میں 'وسرام نگر' میں 'انوار محمدی' کے نام سے پہلے منزلہ پر مسجد ہے، اور اس کے نیچے مکتب چلتا ہے، جس کا شروع سے ہم انتظام سنبھالتے ہیں۔

۱۹۹۲ء میں قومی فساد ہوئے پھر ۲۰۰۲ء میں قومی تنگ دلی کے بعد تقریباً سب مسلمان یہاں سے ہجرت کر گئے، اب یہاں نام نہاد مسلمان رہ گئے ہیں۔

۱۹۹۴ء میں سید محمد حسین نام کے ایک شخص نے ان کی ملکیت کے دو کمرے جن کا کرایہ ۱۶۰۰=۲×۸۰۰ روپئے آتا تھا، انوار محمدی کے نام وقف کر دیا، جس کا باقاعدہ لکھا ہوا قرار ہمارے پاس موجود ہے۔

کرایہ آج تک انوار محمدی کے خرچ میں استعمال ہوتا تھا، لیکن حالات بدل گئے، اور دو کمرے والی پوری جائداد اور آس پاس کی تمام جائداد غیروں (دوسروں) نے خرید لی، اور وہ ان کمروں کو اور آس پاس کی دوسری جائداد کو توڑ کر بڑا اپارٹمنٹ بنانا چاہتے ہیں، جس کی وجہ سے ہم الجھن میں آ گئے ہیں، مجبوراً مجھے وہ دو کمرے بیچنے پڑے جس کی قیمت چار لاکھ

روپے آئی، جو ہمارے پاس جمع ہے۔ ہمارا یہ اقدام شرعی نقطہ نظر سے صحیح ہے یا غلط ہے؟ مذکورہ کمروں کے بیچنے کی اطلاع محمد حسین اور اس کے متعلقین کو ہوئی تو وہ ہمیں دھمکی دے رہے تھے اور وہ رقم واپس مانگ رہے تھے، لیکن ہم نے ان سے مفتیان کرام کا مشورہ لینے کے لئے کہا، تو وہ ان کے مفتیان کے پاس گئے، جہاں ان کے خلاف فیصلہ ہوا، تو وہ تھوڑے نرم ہوئے۔

(۱) کیا ان کا اس طرح زور وزبردستی کرنا صحیح ہے؟ (۲) کیا مسجد میں دی ہوئی بخشش وہ واپس لے سکتے ہیں؟ (۳) کیا ہمیں انہیں واپس دے دینی چاہیے؟ (۴) کمروں کی جو قیمت (۴ لاکھ روپے) آئی ہے، اس سے ہم انوار محمدی کے فائدہ کے لئے زمین یا مکان وغیرہ خرید سکتے ہیں؟ (۵) یا روپیوں کو نقد حالت میں جمع رکھنا ضروری ہے؟ از روئے شرع اس مسئلہ کا حل جلد بتا کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سید محمد حسین نے اپنی ملکیت کے کمرے مسجد انوار محمدی کو وقف کر دئے، تو ان کا یہ وقف کرنا صحیح ہو گیا، اب وہ کمرے وقف ہو جانے کی وجہ سے محمد حسین کی ملکیت سے خارج ہو گئے اور ظاہراً و باطناً اللہ کی ملک میں داخل ہو گئے۔

اب اس جگہ کے حالات بدل جانے کی وجہ سے کمیٹی والوں کو مجبوراً وہ کمرے بیچنے پڑے، تو ان کی جو قیمت آئی ہے اس سے کوئی دوسری جگہ یا چیز خرید لینی چاہئے، اور اس سے جو آمدنی حاصل ہو وہ وقف کے مقاصد میں خرچ کرنی چاہئے، تا کہ وقف کا مقصد پورا ہو، اور واقف کو ثواب ملتا رہے، وقف کے صحیح ہو جانے کے بعد ان کے ورثاء کا حصہ مانگنا یا حصہ میراث کا مطالبہ کرنا صحیح نہیں ہے، اور کمیٹی والوں کا ان کے زور میں دب کر دے دینا بھی جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۳۹﴾ مسجد کا مکان جو کرایہ پر دیا ہے اس کا کرایہ کم ہے، تو اسے بیچ سکتے ہیں؟

سوال: ایک شخص مسجد کے مکان یا دکان میں کرایہ سے رہتا ہے، اور کرایہ کم ہے، اور قاعدہ کی وجہ سے کرایہ بڑھا نہیں سکتے، یا بڑھا بھی سکتے ہیں، لیکن مسجد کا فائدہ اس میں ہے کہ وہ دکاندار یا مکان میں رہنے والا کرایہ دار خود اس مکان یا دکان کو مسجد سے خرید لے، تو اس طرح مسجد کے فائدہ کے لئے وہ مکان یا دکان خریدنا درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسجد کی دکان یا مکان مسجد کے لئے وقف ہے، اور وقف کی چیز بیچنا جائز نہیں ہے، لہٰذا صورت مسئلہ میں دکان یا مکان کا بیچنا صحیح نہیں ہے، البتہ کرایہ بڑھا سکتے ہیں۔

﴿۱۱۴۰﴾ مدرسین کی تنخواہ کے اضافہ کے لئے نوجوانوں کا چندہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک مدرسہ ہے، اس کا نام فیض عام مدرسہ ہے، یہ مدرسہ محفل اسلام ٹرسٹ کی نگرانی میں چلتا ہے، اس میں ۴۰۰ سے ۴۲۵ طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اس مدرسہ میں ۱۰/ استاذ ہیں، اور چار آپا خدمت انجام دیتی ہیں، اس مدرسہ میں استاذ اور آپا کی تنخواہ کا معیار بہت کم ہے، گاؤں کے دو استاذ کے علاوہ ۸/ مولانا کو ادارہ نے رہنے کے لئے گھر دیا ہے، ان کا کرایہ ان سے نہیں لیا جاتا، لائٹ بل استاذ بھرتے ہیں، گاؤں کی مسجد بھی یہی ادارہ چلاتا ہے۔

ادارہ مسجد کے اخراجات پورا کرنے کے لئے جمعہ کی نماز کے بعد تھیلی پھیرا کر چندہ کرتا تھا، لیکن فی الحال مسجد کی زمین بکنے پر مسجد کی آمدنی بہت اچھی ہوگئی ہے، اس لئے جمعہ کے بعد تھیلی پھیرانا بند کر دیا ہے۔

موجودہ حالات (گرانی) دیکھتے ہوئے گاؤں کے نوجوان مدرسین کی تنخواہ کے اضافہ کے لئے جمعہ کی نماز کے بعد تھیلی پھیرانا چاہتے ہیں، (جس میں صرف للہ روپے لئے جائیں گے) تاکہ مدرسین کی تنخواہ میں اضافہ ہو سکے، اگر متولیان تھیلی پھیرا سکیں تو ادارہ کی ماتحتی میں تھیلی پھیرائیں گے، اور اگر متولیان نہ پھیرائیں تو ہم نوجوان یہ کام کرنے کے لئے تیار ہیں، تاکہ مدرسین کو راحت ملے۔ لہذا یہ طریقہ از روئے شرع کیسا ہے؟ اس میں کوئی خرابی تو نہیں؟ یہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد، مدرسہ میں خدمت دینے والوں کی مالی معاونت کرنا، اور ان کا اور ان پر جن کا گذر بسر ہو رہا ہے ان کا خرچ نکل سکے اتنی رقم تنخواہ میں دینا متعلقہ وقف یا مسجد، مدرسہ سے فائدہ اٹھانے والوں پر لازم ہے۔ لہذا متولیان یا کمیٹی کے اراکین کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے، اگر کمیٹی کے اراکین اس بات کی طرف توجہ نہ دیں اور دل چسپی نہ لیتے ہوں تو دوسرے لوگ ان کے مشورہ سے یا انہیں خبر کر کے چندہ کے دوسرے طریقے اختیار کر سکتے ہیں۔ اختلاف کر کے یا ان سے آگے بڑھ کر کوئی کام کرنے میں فتنہ ہونے کا اندیشہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۴۱﴾ چرم قربانی کی رقم سے مکاتب کی تعمیر

سوال: بعد سلام مسنون! اولپاڑ میں جھونپڑی دپٹی (کچے گھاس کے مکانات) میں رہ کر زندگی گزارنے والے غریب مسلمانوں کی دو بستیاں ہیں، ان دونوں بستیوں میں محفل اسلام، اولپاڑ ٹرسٹ کی جانب سے دو مکاتب کا انتظام غریب بچوں کو دینی تعلیم دینے کے سبب کیا گیا ہے، اور ان مکاتب میں دینی تعلیم دینے والے دو استاذ رکھے ہیں، جو بچوں کو

دینی تعلیم دینے کے مقررہ وقت میں دینی تعلیم دیتے ہیں اور نماز کے وقت نماز پڑھاتے ہیں۔ ان ذمہ داریوں کے لئے ہمارے ٹرسٹ کی جانب سے ان کو ہم ماہانہ تنخواہ اور کمرے کا کرایہ دیتے ہیں، یہ اخراجات ٹرسٹ کو ملنے والی رقم جو زکوۃ، صدقہ، للہ وغیرہ ہوتی ہے اس میں سے دیتے ہیں۔

اب ہم قربانی کے چمڑوں کی رقم سے بھی یہ خرچ کرنا چاہتے ہیں، تو آپ شریعت کی روشنی میں رہبری کریں کہ آیا ہم اس طرح سے خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور زکوۃ، صدقہ للہ رقموں سے جو خرچ کر رہے ہیں وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور ان چمڑوں کی رقم کو غریب بستیوں کے مکاتب کی تعمیر میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... محفل اسلام ٹرسٹ کی طرف سے مسجد مدرسہ کا انتظام سنبھالتے ہو، یہ بہت ہی اچھا کام ہے، ایسے کاموں کی خاص ضرورت ہے، مسجد، مدرسہ کا انتظام کر کے وہاں عالموں کو بچوں کی تعلیم وغیرہ کے لئے رکھنا اور انہیں تنخواہ اور کرایہ دینا وغیرہ امور کارِ خیر اور باعث برکت ہے، اور دین کی خدمت ہے، لیکن اس کے لئے زکوۃ، فطرہ اور چرم قربانی کی رقم استعمال کرنا صحیح اور جائز نہیں ہے۔ زکوۃ، فطرہ اور چرم قربانی کی رقم قرآن میں بتائے گئے مصرف میں ہی خرچ کرنا چاہئے، اس کے حقدار غریب محتاج مسلمان ہیں، انہیں مالک بنا کر بغیر کسی عوض کے دینا زکوۃ وغیرہ کے صحیح ادا ہونے کے لئے شرط ہے۔

آپ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اس سے زکوۃ دہندگان کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، مسجد، مدرسہ کے مکان کے کرایہ کے لئے یا اساتذہ کی تنخواہ کے لئے للہ رقم کا چندہ کرنا چاہئے، اور اس میں

سے خرچ کرنا چاہئے۔ اگر للہ رقم نہ ملے اور زکوۃ، صدقہ اور چرم قربانی کی رقم ہی ہو تو اولاً وہ رقم مستحق زکوۃ غریب مسلمان کو مالک بنا کر دے دی جائے، اس شخص کے ہاتھ میں رقم آتے ہی زکوۃ دہندگان کی زکوۃ ادا ہو گئی، پھر اس سے درخواست کی جائے کہ مسجد اور مدرسہ کے خرچ کے لئے وہ رقم للہ اپنی خوش دلی سے دیدے، پھر وہ رقم مدرسہ کے تعمیری کام میں یا کرایہ یا تنخواہ میں استعمال کر سکتے ہیں۔ (شامی: جلد:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۴۲﴾ مسجد میں نیا تعمیری کام کب کرنا جائز ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں بہت قدیم یعنی ۱۲۵ سال پرانی مسجد ہے، اس میں جماعت خانہ کے علاوہ کا حصہ یعنی وضوخانہ اور فنائے مسجد وغیرہ بنانے کے لئے ۱۹۹۵ میں یو.کے. میں چندہ کیا تھا، اور گاؤں کے حضرات نے بھی مدد کی تھی، اور اس رقم سے آر سی سی کا پکا تعمیری کام کیا گیا، جس میں وضوخانہ، غسل خانہ، بیت الخلاء اور کھلی صحن بنائی گئی تھی۔

اب جماعت خانہ اور صحن مسجد بنانے کی ضرورت ہے، اس کام کے لئے سالوں قبل بیرون میں سکونت پذیر اسی گاؤں کی ایک فیملی نے اپنی کھیتی کی زمین مسجد کو دے دی تھی، جب انہوں نے زمین دی تب ہی زمین بیچ کر مسجد بنانے کی اجازت لے لی تھی، اس کے بعد قبضہ وغیرہ تکالیف اور قاعدے وغیرہ سے گزرنے میں سالوں بیت گئے، فی الحال وہ زمین بکی، اور اچھی خاصی رقم اللہ کے فضل وکرم سے ملی۔

اس لئے مسجد شہید کر کے نئی بنا رہے ہیں، نیز زمین کی قیمت اچھی آئی ہے اس لئے فنائے مسجد اور وہ صحن جو ۱۹۹۵ میں بنایا تھا اس پر اور ایک منزلہ بنانے کا ارادہ ہے، تاکہ بارش میں افطاری کے وقت اور عیدین میں کام آسکے، بیت الخلاء کے اوپر ایک کمرہ بنانا ہے، اس میں

مسجد کا زیادہ سامان اور جماعت ٹھہر سکے۔
پوچھنا یہ ہے کہ یہ زمین مسجد کو وقف کی گئی تھی، اس لئے اس کی جو قیمت آئی ہے وہ مسجد کا فنڈ کہلائے گا یا نہیں؟ مسجد کے فنڈ میں سے مذکورہ کام مسجد کا صحن اور فنا بنا سکتے ہیں یا نہیں؟
نیز تبلیغی جماعت کے افراد کے لئے رہنے دھونے کے لئے کمرہ بنانا اور اس کے ساتھ مذکورہ فنڈ میں سے بیت الخلاء اور غسل خانہ وغیرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ تا کہ رات میں نیچے آنا نہ پڑے اور غسل خانہ بھی تمام سہولتوں والا کہ گرم، ٹھنڈے پانی کی سہولت ہو وغیرہ ان روپیوں سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز ان کاموں کے بعد جو رقم بچ جائے اس سے مسجد کی آمدنی کے لئے مکان وغیرہ بنا سکتے ہیں، تا کہ ماہانہ کرایہ پر دے کر اس سے کچھ آمدنی حاصل ہو سکے؟ ہمارے لئے اور مسجد کا تعمیری کام خیر و عافیت سے ختم ہو اس کے لئے دعا کی گزارش ہے۔

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ شخص نے زمین وقف کی تھی، اور اسے بیچ کر مسجد کی تعمیر میں لگانے کا ارادہ تھا، اب آپ کے یہاں مسجد اور مسجد سے متعلق چیزیں مثلاً وضوخانہ، غسل خانہ وغیرہ اچھی حالت میں ہوں، ضرورت پوری ہو ایسے ہوں تو ان کو توڑنا جائز نہیں ہے، اور مسمار ہو گئے ہوں یا مصلیوں کے لئے ناکافی ہوں تو بنانا جائز ہے۔
اور ہمارے یہاں مسجد یعنی صرف جماعت خانہ مراد نہیں ہوتا، بلکہ مسجد کے ساتھ دوسری سہولت کی چیزیں بھی شامل ہو گئی ہیں، مثلاً: مینارہ، وضوخانہ، غسل خانہ، جماعت کے قیام کا کمرہ وغیرہ، اس لئے اس رقم سے مذکورہ امور ضرورت کے مطابق درمیانی خرچ کے ساتھ پورے کرنا جائز ہے۔ واقف کے مقصد کے خلاف نہیں کہلائے گا۔ بچی ہوئی رقم سے مسجد کے اخراجات پورے کرنے کے لئے مکان وغیرہ بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۴۳﴾ مسجد کے متولی مکان کا کرایہ بڑھانے کا مطالبہ کرتے ہیں، میں کیا کروں؟

سوال: بعد سلام مسنون! میں شاہپور مسجد کے مکان میں لمبے وقت سے کرایہ پر رہ رہا ہوں، مسجد کے متولی جگہ کی ضرورت کی وجہ سے مجھ سے جگہ کا مطالبہ کر رہے ہیں، یا کرایہ بڑھانے کی درخواست کرتے ہیں، میں بہت غریب ہوں، فی الحال مسجد کے مکان میں رہتا ہوں، میرے پاس دوسرا کوئی انتظام نہیں ہے، مسجد کے متولی مکان کا مطالبہ کر رہے ہیں، مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ اگر مسجد کی جگہ نہ چھوڑوں تو شریعت اس بارے میں کیا کہتی ہے؟ کیا میں گنہگار رہوں گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد اور مسجد کی زمین اور مکان سب وقف ہوتا ہے اور وقف کا مالک ظاہراً و باطناً صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس پر کسی اور کی ملکیت نہیں ہوتی، متولی صرف اس کا انتظام کرنے والا ہے، صحیح نظام کرے گا تو ثواب ملے گا اور خیانت کرے گا تو اللہ کے سامنے جواب دینا پڑے گا۔

متولی مسجد کو ضرورت ہونے کی وجہ سے آپ سے جگہ اور مکان کا مطالبہ کر رہے ہیں، تو آپ کو مکان خالی کر دینا چاہئے، یا اس وقت کی مہنگائی کے اعتبار سے مزید کرایہ کا مطالبہ کریں تو اس کے مطابق کرایہ دینا چاہئے۔ سرکاری قانون کا سہارا لے کر یا پرانے کرایہ دار ہونے کی وجہ سے قبضہ نہ دینا یا مناسب کرایہ نہ دینا سخت گناہ اور غصب کہلائے گا۔ جس سے حدیث شریف اور شریعت میں سخت وعید بتا کر ڈرایا گیا ہے۔

اگر آپ کے پاس فی الحال انتظام نہ ہو تو دو تین مہینہ کی مدت مانگ لینی چاہئے، اور اس مدت میں اپنے رہنے کا انتظام کر لینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۴۴﴾ ایک سے زائد متولی رکھنا

سوال: عرض خدمت یہ ہے کہ، ہدایت مسجد کے اطراف میں مسجد کی وقف زمین پر تقریباً ۴۰، ۵۰ کرایہ دار رہتے ہیں، مسجد اور مسجد کے ٹرسٹ کا نظام اتفاق، اخلاص، میل ومحبت اور امانت داری کے ساتھ چلتا رہے اس کے لئے ۴، ۵ ٹرسٹی کا ہونا مناسب ہے، اور اس نظام کے لئے ۲، ۳ ٹرسٹی عام نمازیوں میں سے لے لئے جائیں اور ۲، ۳ ٹرسٹی مسجد کی وقف زمین کے بیچ وقتہ نمازی کرایہ داروں میں سے لے لئے جائیں تو شریعت کی رو سے یہ نظام جائز ہے یا ناجائز؟ آپ کی مہر کے ساتھ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد یا ٹرسٹ میں واقف نے شروع سے جنہیں متولی نامزد کیے ہوں انہیں ہی متولی رہنے دینا چاہئے۔ اور اگر ضرورت محسوس ہونے پر متولی بڑھانے کی ضرورت ہو تو مسلمان جماعت زیادہ متولی بھی مقرر کر سکتی ہے، لیکن متولی متقی، پرہیزگار اور وقف کے مسائل سے واقف کار، امانت دار اور دیانت دار ہونا اور ہر حکم اور انتظام اسلامی اصولوں کے مطابق کرنے والا ہونا ضروری ہے۔ (شامی، کتاب الوقف)۔ اس لئے متولی کی ضرورت ہو اور مذکورہ صلاحیت والے اشخاص ہوں تو مسلم جماعت زیادہ متولی بنا سکتی ہے، متولی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے، اور اللہ کے مال میں خیانت کرنے سے اللہ کے یہاں سخت حساب دینا پڑے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۴۵﴾ مسجد کے صحن میں مکتب چلانا جائز ہے؟

سوال: راندیر میں ایک مکتب ۱۹۹۱ء سے جاری ہے، جو حضرت مولانا شیخ اجمیریؒ اور حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ کی دعاؤں سے شروع کیا گیا تھا، شروع میں پانچ سے ۱۰ طلبہ کی تعداد تھی اس مدرسہ میں فی الحال ۳۰۰ سے زائد طلبہ تعلیم حاصل کر رہے

ہیں، یہ مکتب ایک مکان میں شروع کیا گیا تھا، آہستہ آہستہ مکتب کی مقبولیت کی وجہ سے طلبہ کی تعداد بڑھتی گئی اور اسے انجمن اسلام راندیر کی بلڈنگ میں منتقل کرنا پڑا۔ داخلے اور بڑھ رہے تھے، اور یہ جگہ بھی ناکافی تھی اور نئی جگہ لینے کے لئے روپے نہیں تھے، اس لئے قریب میں واقع بڑی مسجد کے متولیوں سے بات کی گئی کہ مدرسہ میں جاری حفظ کلاس مسجد میں منتقل کر دی جائے تو نئے داخلے ممکن ہوں۔ متولی صاحبان نے محلّہ کے بااثر لوگوں سے بات کر کے اجازت دے دی۔ یہ کلاس مسجد کے شمالی حصہ میں چلتا ہے وہاں صبح میں دھوپ آتی ہے تو کچھ بچے مسجد کے صحن میں قرآن یاد کرنے بیٹھتے ہیں، پڑھائی سے نمازیوں کو کوئی خلل نہیں ہوتی، لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے: کہ مسجد میں مدرسہ پڑھانے کی اجازت نہیں ہے، اس لئے مسجد میں مدرسہ نہیں ہونا چاہئے۔ لہذا آنجناب بتائیں کہ اس نوعیت سے مدرسہ پڑھانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

موجودہ دور میں جہاں ہمارے ایمان وعقائد خراب کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے، وہاں معصوم ذہنوں کے لئے مناسب مکتب کی تعلیم ایک حفاظتی قلعہ ہے، لیکن فی زماننا مدرسہ کے لئے علیحدہ زمین یا مکان خریدنا ایک خطیر رقم کا مطالبہ رکھتا ہے، جو بہت ہی مشکل ہے، ایسے وقت مسجد میں مدرسہ کی اجازت دے کر ہم کم قیمت میں زیادہ کام لے سکتے ہیں، لہذا شرعی رو سے ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: ...... حضرت اقدس سید مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ اور حضرت اقدس مولانا احمد رضا اجمیریؒ کی دعاؤں، مشوروں اور توجہ سے یہ مکتب شروع کیا گیا اور انہی کی دعاؤں و برکتوں کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت کم وقت میں مکتب کو خوب ترقی اور مقبولیت سے نوازا۔

آپ کا لکھنا بالکل صحیح ہے، مسلمان لڑکے، لڑکیوں کو اسلامی و مذہبی اور بنیادی تعلیم دینا بہت ضروری ہے، اور اس تعلیم کے لئے سہولت والی جگہ اور بلڈنگ کی بھی ضرورت ہوتی ہے، لیکن آج کے گرانی کے زمانہ میں دینی تعلیم کے لئے چندہ کرنا بہت ہی مشکل کام ہے، اسکول کی تعلیم کے لئے لوگ ڈانیشن (Donetion:ہدیہ) کے نام سے بڑی رقم دے دیتے ہیں لیکن دینی تعلیم پر خرچ کرنے کے لئے ان کے پاس روپے (ہدیہ: Donetion) نہیں ہیں، ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مسجد کے صحن یا کمرے میں تعلیمی کلاس چلائی جائے اور مندرجہ ذیل شرائط کا لحاظ رکھا جائے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔

مسجد کا ادب واحترام کا لحاظ رکھا جائے، شور شرابہ اور کھیل کود نہ ہو، نماز پڑھنے والوں کو خلل نہ ہو، دس سال سے بڑی عمر کے بچوں کو ہی پڑھایا جائے تو جائز ہے۔ واما معلم الذی یعلم الصبیان باجر اذا جلس فی المسجد یعلم الصبیان لضرورۃ القرآن وغیرہ لا یکرہ۔ (فتاویٰ عالمگیری: ۱۱۰، فتاویٰ دارالعلوم جدید: ۱۴/۲۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۴۶﴾ وقف کی جائداد کا بازار کے نرخ سے کرایہ دینا ضروری ہے۔

سوال: ہمارے علاقہ میں ایک ٹرسٹ کے کرایہ دار ایسے ہیں کہ جن کے پاس خود کے مکان ہیں، جن کو آج کی بازار قیمت (کرایہ) کے حساب سے اونچے کرایہ پر دے رکھا ہے، اور دوسری طرف ٹرسٹ کی عمارت کو معمولی کرایہ پر استعمال کرتے ہیں، ان کا یہ عمل اور حاصل ہونے والا کرایہ شریعت کی روشنی میں کیسا ہے؟ واضح فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اپنی جائداد کو موجودہ کرایہ پر دے کر وقف کی جائداد کو کم کرایہ یا معمولی کرایہ سے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، ان پر حالیہ نرخ سے جو کرایہ ہوتا ہو وہ کرایہ دینا واجب ہے، لیکن کسی مجبوری یا وقف کے فوائد کے تحت کم قیمت پر کرایہ پر دے

رکھا ہو تو معذور سمجھے جائیں گے۔

﴿۱۱۴۷﴾ کیا تین سال بعد متولی بدل دینا چاہئے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ شریعت کے قانون کے مطابق کیا یہ ضروری ہے کہ کسی بھی ٹرسٹی کو تین سال سے زیادہ نہ رکھا جائے، جب کہ وہ ٹرسٹ کے فائدہ کا ہمیشہ خیال رکھتے ہوں، ایک آدمی کتنے سال تک کے لئے ٹرسٹی بن سکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب باصواب سے نوازیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ...... ٹرسٹی یا متولی کے لئے وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے، متولی ادارہ کے فائدہ کو پیش نظر رکھنے والا ہو، امانت دار ہو، نیک اور متقی ہو، اور ادارہ کو نقصان پہنچانے والا نہ ہو، تو ایسے شخص کو متولی رکھنا چاہئے، اسے عہدۂ تولیت سے (بلا ضرورت ومصلحت) فارغ کرنا درست نہیں ہے۔

﴿۱۱۴۸﴾ مسجد کے متولی مسجد کے کام میں لاپرواہی برتیں تو......

سوال: زید نے اپنی مرحومہ والدہ کے ایصال ثواب کے لئے ایک مسجد میں روپئے دئے، اور مسجد کے متولی اور گاؤں والوں سے مشورہ کیا کہ مسجد میں وضو کرنے کے لئے پانی کی چھوٹی ٹنکی بنائی جائے، اور مسجد کی کھڑکی اور دروازوں میں کانچ ڈلوانے کے لئے روپئے دئے۔ اس بات کو چھ مہینے ہوگئے لیکن متولی نے ابھی تک یہ کام کئے نہیں ہیں، جب زید کو معلوم ہوا تو اسنے متولی کو خط لکھا کہ یہ کام کیوں نہیں ہوئے ہیں؟ تو متولی صاحب نے جواب دیا کہ سیمنٹ کی تنگی کی وجہ سے اور ایک دوسری جگہ سے رقم آنے والی ہے، اس کے آنے کے بعد ایک ساتھ کام شروع کر دیا جائے گا، لیکن جب زید نے رقم دی تھی تب

دوسری رقم کے آنے کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی، اور فی الحال بھی جوٹنکی بنانی ہے اس کے لئے سیمنٹ بلیک سے لینے کی بات ہوئی تھی اور بلیک میں سیمنٹ مل جاتی ہے، اس کے باوجود انہوں نے وہ دونوں کام نہیں کئے ہیں، اور کہتے ہیں: کہ روپئے بینک میں جمع ہیں، تو اب روپئے دینے والے زید کی نیت کے مطابق متولی اور گاؤں والوں نے خرچ نہیں کئے تو شرعی طور پر یہ لوگ گنہگار ہوں گے؟ نیز زید کی والدہ کو اس رقم کا ثواب ملا؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: متولی مسجد کا انتظام کرنے والا ہے، مسجد کی بہتری اور بھلائی کے لئے اسے کوشش اور محنت کرنی چاہئے، اگر وہ اس میں سستی کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ لہذا صورت مسئولہ میں اگر ان کی سستی اور کاہلی کی وجہ سے کام نہ ہوسکا ہو تو وہ لوگ گنہگار ہوں گے، لیکن اگر یہ بات نہ ہو کسی وجہ سے تاخیر ہوئی ہو تو گنہگار نہیں ہوں گے۔

آپ نے جو رقم والدہ کے ثواب جاریہ کی نیت سے جدا کر کے منتظم کو خرچ کرنے کی نوعیت بتا کر دیدی، تو اب ثواب ضرور مل گیا، البتہ اس کے استعمال ہو جانے کے بعد صدقہ جاریہ کا جو ثواب ہے وہ ملے گا، اس لئے فی الحال وہ ثواب والدہ کو نہیں ملا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۴۹﴾ وقف چیز متولی ہدیہ میں دے سکتا ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں کی سنی جماعت نے مجھے مدرسہ کے کباڑ سے پرانے لکڑیاں دی جس سے ایک گھر تعمیر ہوسکے اتنی لکڑیاں بخشش میں دی ہیں، زمین حکومت کی طرف سے ملی ہے، دوسرا خرچ باہر گاؤں سے ملا ہے، تو مجھے پوچھنا یہ ہے کہ مدرسہ کے کباڑ کی پرانی لکڑیاں استعمال کرنا میرے لئے جائز ہے؟ اگر نا جائز ہو تو مجھے قیمت دینی پڑے گی؟ جواب بتا

کرممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد، مدرسہ اور اس کی چیزیں وقف شمار ہوتی ہیں، وہ کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، لہٰذا متولی یا مہتمم اس کی کوئی چیز بخشش کے طور پر نہیں دے سکتا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں پرانی لکڑیاں جس وقف کی ہیں اسی وقف کے کام میں استعمال کرنی چاہئے، یا محفوظ رکھی جائیں کہ جب ضرورت ہو تب کام میں لی جاسکیں، البتہ اس طرح محفوظ رکھنے میں ان کے ضائع ہوجانے کا ڈر ہو یا گم ہوجانے کا ڈر ہو تو ان کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جماعت یا متولی سے ان کی رقم متعین کر کے خرید لینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۵۰﴾ مسجد کے احاطہ میں اُگے ہوئے درخت کا مالک کون ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک مسجد ہے، مسجد کے احاطہ میں ایک شخص نے درخت اگایا ہے، اس شخص کا انتقال ہوگیا، اور اس کے ورثاء ہیں، تو اس درخت کا مالک کون ہے؟ اس اگانے والے شخص کے ورثاء، یا مسجد میں وقف شمار ہوگا؟ تفصیل سے جواب بتا کرممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: سب سے پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ اس احاطہ میں درخت اگانے والے نے وہ درخت اپنے لئے اُگایا تھا یا مسجد کے فائدہ کے لئے؟ اگر وہ درخت اپنے لئے اگایا تھا تو اب اس کے مالک اس کے ورثاء ہیں، اور اگر مسجد کے فائدہ کے لئے اگایا تھا تو وہ درخت وقف شمار ہوگا، اور متولی اس میں حسب منشاء وقف تصرف کر سکتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۵۳۲/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۵۱﴾ جنازہ کی جگہ کے لئے قبرستان کے روپے استعمال کرنا

سوال: ہمارے گاؤں میں جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ قبرستان کے پاس ہے، اور وہ کھلی جگہ ہے، ہم اس جگہ پر چھپر وغیرہ بنا کر اس جگہ کو محیط کر لینا چاہتے ہیں، تو قبرستان کے روپے اس کام میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ جبکہ قبرستان کے پاس ہی ہے، اور جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے انتظام کرنا قبرستان کے مقاصد میں سے ہی ہے، اس لئے ان روپیوں سے کمپاؤنڈ (احاطہ) بنانا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۵۲﴾ قبرستان کے درخت کب کاٹ سکتے ہیں؟

سوال: ہمارے یہاں دوسری قوم کے لوگ شراب، تاڑی وغیرہ قبرستان کی جھاڑیوں میں چھپاتے ہیں، اور وہاں صبح قضائے حاجت کے لئے بھی آتے ہیں، اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ غلط کام کے لئے غیر قوم کے لوگ اجنبی اور پرائی عورت کو لے کر وہاں آئے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ قبرستان کی جھاڑیوں میں انہیں تنہائی ملتی ہے اور آڑ ہو جاتی ہے۔ تو ان حالات میں قبرستان کے وہ درخت کاٹ ڈالنا کیسا ہے تاکہ مذکورہ گناہوں کو روکا جا سکے، اور قبرستان کی آڑ نہ ملے، کیا اس سبب سے درختوں کو کاٹا جا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس طرح قبرستان وقف ہے اسی طرح اس میں اُگے ہوئے درخت بھی وقف ہیں، متولی اور ٹرسٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ وقف کی دیکھ بھال رکھیں، اس کی حفاظت اور اس سے زیادہ فائدہ ہو ایسا کام کریں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں قبرستان کی بے حرمتی روکنے کے لئے ایسے درخت، جھاڑی وغیرہ کا

کاٹنا درست ہے، لیکن اس سے حاصل ہونے والی رقم قبرستان کے کاموں میں ہی خرچ کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری: ۲/۱۴۰)

نوٹ: پھل دار درخت ہوں تو اگر جھکی ہوئی شاخوں کو کاٹ دینے سے کام چل جاتا ہو تو جڑ سے نہ کاٹا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۵۳﴾ قبرستان کے پیڑ، پودوں کو شرعی عذر کی بنا پر کاٹنا درست ہے۔

سوال: قبرستان کے ہرے پیڑ، پودے جو از خود اگے ہوں ان پیڑ، پودوں، بیلوں کو بیچنے کا کیا طریقہ ہے؟ بغیر کاٹے بیچ سکتے ہیں؟ یا کاٹ کر بیچنا ضروری ہے؟ اس کے علاوہ کوئی شرعی طریقہ ہو تو وہ بھی ضرور بتلا دیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبرستان یا وقف زمین میں جو درخت از خود اُگے ہوں ان کا حکم بھی متعلقہ وقف زمین کی طرح ہی ہے، اور وہ درخت بھی وقف ہی کہلائیں گے، اس لئے کسی شرعی عذر کی وجہ سے کاٹنا پڑے تو کاٹنا یا بیچنا جائز ہے، اور اس سے جو آمدنی حاصل ہو اسے اسی وقف کے کام میں لینا ضروری ہے۔

قبر پر اُگے ہوئے ہرے پیڑوں کی تسبیح سے مردوں کو راحت ملتی ہے، اس لئے بغیر سخت مجبوری کے ان کو نہیں کاٹنا چاہئے۔ (امداد الفتاویٰ: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۵۴﴾ قبرستان کے گھاس کو نیلام کرنا کیسا ہے؟

سوال: ہمارے یہاں ایک قبرستان ہے اس کی جگہ حکومت کی ہے لیکن اس کا انتظام گاؤں کی کمیٹی کرتی ہے، اس قبرستان کی زمین پر جو گھاس اگتی ہے اس کے خشک ہو جانے سے پہلے اس کو نیلام کیا جاتا ہے، جو زیادہ قیمت دے اسے اس گھاس کا مالک بنا دیا جاتا ہے،

اس سے قبرستان کو ۱۵۰۰ سے ۱۷۰۰ روپے کی آمدنی ہوتی ہے، کمیٹی اس رقم سے قبرستان کی حفاظت، صفائی اور گڑھے بھرنا وغیرہ کا خرچ نکالتی ہے۔

تو پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح گھاس کو نیلام کرنا جائز ہے؟ اگر اس میں کوئی ناجائز بات ہو تو اس سے مطلع فرمائیں، اور جو جائز صورت ہو اس سے مطلع فرمائیں، تاکہ قبرستان کو جو آمدنی حاصل ہو اس سے قبروں کی حفاظت وغیرہ کا خرچ نکل سکے، بہت سالوں سے اسی طریقہ سے نیلام ہو رہا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبر پر اگی ہوئی ہری گھاس کو جب تک وہ خشک نہ ہو جائے نہیں کاٹنا چاہئے، اس لئے کہ وہ گھاس جب تک ہری رہتی ہے، اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے، جس سے مردوں کو راحت ملتی ہے، نیز خودرو گھاس مباح الاصل ہوتی ہے، یعنی کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، اس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے، اس لئے ہرے گھاس کو نیلام کرنے کو درمختار میں حرام بتایا گیا ہے۔ (جلد:۵)۔

اس لئے سوال میں مذکورہ صورت جو بہت سالوں سے جاری ہے ناجائز اور حرام ہے، اسے جلد از جلد بند کر دینا چاہئے، اور اس کی جگہ دوسری کوئی جائز صورت اپنانی چاہئے، مثلاً: اس گھاس کے خشک ہو جانے کے بعد متولی یا اور کوئی ذمہ دار مزدوری دے کر کٹوا لے اور اپنے قبضہ میں لے لے پھر اسے فروخت کر دے اور پھر اس رقم میں سے اپنی مزدوری منہا کر کے باقی رقم قبرستان میں جمع کرا دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۵۵﴾ قبرستان میں دفن کے لئے فیس لینا

سوال: ہمارے قبرستان میں باہر کے لوگوں کو یعنی اس محلہ کے علاوہ کے لوگوں کو بھی دفن

کرنے دیا جاتا ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسے باہر سے آنے والوں کے پاس کچھ فیس لے لینی چاہئے، الحمد للہ ہمارے محلّہ کی آمدنی اچھی ہے، ہمیں روپیوں کی ضرورت نہیں پڑتی، اب تک میت کے دفن کے لئے ہم روپے نہیں لیتے تھے، اب آپ تفصیل بتادیں کہ روپے لینے مناسب ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہاں عامۃً قبرستان کی زمین وقف ہوتی ہے، اور وقف زمین کسی خاص طبقہ کے لوگوں کے لئے وقف نہیں ہوتی بلکہ ہر مسلمان کو اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہوتا ہے، اس لئے مسلمانوں سے وہاں تدفین کے لئے فیس لینا جائز نہیں ہے۔ (امداد الفتاوی: ۲/ ۵۰۱)

﴿۱۱۵۶﴾ قبرستان کے کمپاؤنڈ کی دیوار بنانے کے لئے سود اور زکوۃ کے رقم استعمال کرنا

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک کھلا قبرستان ہے، اس کے چاروں طرف پانی کی نہر ہے، اس کا پانی قبرستان میں آتا رہتا ہے، جس سے قبرستان ڈھل جاتا ہے، اور قبریں کھل جاتی ہیں، اس لئے ہم نے قبرستان کے چاروں طرف دیوار کا کمپاؤنڈ کرنے کا ارادہ کیا ہے، جس میں ایک لاکھ چار ہزار روپیوں کا خرچ ہوگا، اتنی رقم نکالنے کی گاؤں والوں کی وسعت نہیں ہے، تو اس کام کے لئے للہ رقم کے علاوہ سود اور زکوۃ کے پیسے بھی استعمال کئے جائیں تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبرستان کے چاروں طرف دیوار بنانے کے لئے للہ رقم ہی خرچ کرنی چاہئے، زکوۃ یا سود کی رقم مستحق کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے، اس لئے ایسی رقم بغیر تملیک کے ان کاموں میں خرچ نہیں کی جا سکتی۔ (شامی: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۵۷﴾ عام مسلمانوں کے لئے وقف قبرستان پر کسی خاص قوم کا ناجائز قبضہ کرنا اور اس میں مسجد اور دکانیں بنانا

سوال: ہمارے قصبہ میں سپاہی، سید، شیخ، سندھی، سیدی، میر، فقیر، پٹھان، قاضی اور گھانچی سب سنی مسلمانوں کا ایک عام قبرستان ہے، جو خستہ حالت میں ہے، جس میں بارہ قوم کے لوگ دفن ہوتے ہیں، اور ان بارہ قوم کے لوگوں کو دفن کرنے کے لئے قصبہ میں دوسرا کوئی قبرستان نہیں ہے، ایسا عام قبرستان جو سرکاری دفتر میں عیدگاہ قبرستان کے نام سے درج ہے، اور خاص مقصد کے لئے وقف کا ذکر ہے، اور ظاہری بات ہے کہ قبرستان کا مقصد صرف مردوں کو دفن کرنا ہی ہے۔

ایسے قبرستان کی اپنی مرضی سے دیکھ بھال کرنے کے لئے ایک جماعت (گھانچی) نے قبرستان پر قبضہ کرنے کے غلط ارادہ سے ۱۹۶۵ میں حرکت کی تھی، چیریٹی کمشنر کی کچہری میں قبرستان اپنی قوم کے نام رجسٹر کرانے کی کوشش کی تھی، لیکن سب جماعت نے اس کے خلاف آواز اٹھائی، رجسٹرار صاحب کو درخواست دی، جس کی وجہ سے وہ قبرستان گھانچی جماعت کے نام رجسٹر نہ ہوسکا۔

آج سولہ سال کے بعد دوبارہ اسی گھانچی جماعت کے کچھ لوگوں نے اپنی زورو زبردستی سے قبرستان کے کچھ حصوں کی قبریں اکھاڑ کر اپنی قوم کی مسجد بنانے کی کوشش کی، (اپنی قوم کی مسجد لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم گھانچی کے علاوہ کسی اور سے چندہ نہیں لیا تھا) جہاں تک مسجد کا سوال ہے تو اس بارے میں لوگ خاموش رہے، لیکن اس خاموشی کو انہوں نے اپنی فتح سمجھ کر مسجد کی آڑ میں دکانیں بھی بنانے لگے، جس کی وجہ سے حقدار جماعتوں کو ان کے خلاف کورٹ میں مقدمہ داخل کرنے کی نوبت آئی۔

اور کمزور جماعتوں کو دبا کر کھلے عام داداگیری بتا کر از خود قبرستان میں بغیر اجازت داخل نہ ہونے کے بورڈ لگا دئے، اور دروازے بند کر دئے، اتنا ہی نہیں بلکہ ایک معصوم بچہ کو دفن کرنے گئی جماعت کو وہاں سے نکال دیا، جس کی وجہ سے اسے ایک ویران جگہ پر دفن کرنا پڑا، پھر سب جماعتوں نے قبرستان کھلوانے کیلئے کورٹ میں دوسرا مقدمہ داخل کیا، جس کی وجہ سے مقدمہ چلنے کی مدت تک کسی بھی شخص کو دفن سے نہ روکنے کا فرمان کورٹ نے دے دیا، لیکن کورٹ کے فرمان کی بھی پرواہ کئے بغیر ایک مسلمان عورت کی تدفین میں رخنہ ڈالا، جسے پولس کی حاضری میں پولیس کی مدد سے دفن کیا گیا۔

ڈسٹرکٹ کورٹ میں جو کیس چل رہا ہے، اس میں گھانچی جماعت کے وکیل نے اتنے اچھے انداز میں دلائل پیش کئے اور کورٹ کو غلط فہمی میں ڈالا کہ ہمارے اصیل اس میں دراصل مسجد بنانا چاہتے ہیں، جو مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے، اور دکانیں تو مسجد کے اخراجات نکالنے کے لئے ہیں، اور مسجد مؤمن کی عبادت گاہ ہے، جسے پورا کرنے کی اجازت کورٹ کو دینی پڑے گی۔ مذہبی امور کی ایسی دلیل سے کورٹ نے تعمیر ختم کرنے کی کچھ شرائط کے ساتھ اجازت دیدی، تو ان لوگوں نے اور جوش میں آکر عمارت اور مسجد کا کام ختم کرنے کے لئے ہزاروں روپئے کی پگھڑی لی اور غیر قوموں کو وہ دکانیں پگھڑی پر دی، جس سے غیر قوم کا دکانوں کے ذریعہ دخل اندازی کا اندیشہ اور بڑھ گیا، اور زندگی بھر کا جھگڑا فساد کرانے کی چال شروع ہو گئی، جس کی وجہ سے آپس میں صلح ومشورہ کر کے احمد آباد ہائی کورٹ میں مقدمہ داخل کر دیا۔

اور اللہ کے فضل وکرم سے ہائی کورٹ نے کام روکنے کا آرڈر دے دیا ہے، اور مقدمہ کا فیصلہ ہماری طرف میں آدے تو ہمیشہ کیلئے ان کا کام رک جائے گا۔ اب ہمیں شرعی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلم پرسنل لاء کے مطابق مقدمہ کو چلانا ضروری ہو گیا ہے، اس لئے

ڈسٹرکٹ کورٹ صرف مسجد بنانے کی وجہ سے اجازت دے بیٹھی ہے، تو ہمیں کورٹ میں یہ ثابت کر دینا ہے کہ اس طرح قبرستان کی قبروں کو اکھاڑ کر حقداروں کا حق مار کر وقف زمین پر جو قبرستان کے لئے وقف ہے اور جہاں مردے دفن ہو رہے ہیں اس پر دکانیں اور مسجد بنانا اور ایسی بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا اور نماز کا قبول ہونا شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟

قبرستان کی قبروں کے ساتھ من چاہا برتاؤ کر کے صرف ایک قوم کے ذاتی فائدہ کے لئے قبرستان پر بنائی گئی عمارتوں اور مسجدوں کو اسلامی شریعت جائز قرار دیتی ہے؟

سرکار نے بنجر زمین کو عام قوم کی تدفین کے لئے دیا ہے، اور سالہا سال سے جماعت کے لوگ اس میں دفن ہو رہے ہیں، ایسی تمام قوموں کے حصوں والی زمین کے حقدار جب تک پوری اجازت نہ دیں وہاں تک اس میں بنی ہوئی مسجد میں نماز ہو سکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً.....صورت مسئولہ میں مذکورہ زمین ایک طویل عرصے سے اسلامی طریقہ کے مطابق مسلمان مردوں کے دفن کرنے کے لئے مستعمل ہے، اور سرکاری دفاتر میں بھی عیدگاہ، قبرستان کے نام سے رجسٹرڈ ہے، کسی خاص شخص کے نام پر نہیں ہے، اس لئے وہ جگہ شروع سے تمام مسلمانوں کی میت کی تدفین کے لئے ہی وقف ہوگی۔ اب کوئی قوم یا جماعت اپنے قبیلہ کے لئے اسے خاص کر لے اور دوسروں کو محروم رکھے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے، خود واقف بھی ایک مرتبہ وقف کر لینے کے بعد اس میں کچھ تبدیلی کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا، تو دوسرے اور بعد کے لوگ اس میں کس طرح تحریف کر سکتے ہیں؟

اور جو وقف اس کے مقصد کے مطابق استعمال میں ہو، اسے دوسرے کسی کام میں جو اس کے مقصد کے خلاف ہو استعمال میں لینا جائز نہیں ہے، لہذا قبرستان کی زمین میں صورت مسئولہ میں مسجد بنانا جائز نہیں ہے، اور بنانے کی اجازت دینا بھی جائز نہیں ہے، لہذا

مذکورہ مسجد شرعی مسجد نہیں کہلائے گی، اور اس میں نماز پڑھنے سے نماز ادا تو ہو جائے گی لیکن مسجد میں نماز پڑھنے کا جو ثواب ہے وہ ثواب نہیں ملے گا۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں: کہ "جو زمین کہ قبرستان کے لئے واقف نے وقف کی ہو اس کو دفن کے کام میں ہی لینا چاہئے، اس پر نماز پڑھ لینا تو جائز ہے مگر مسجد بنانا جائز نہیں ہے، جو مسجد بنائی تو اس میں نماز تو ہو جاتی ہے مگر اس میں مسجد کا ثواب نہیں ملتا، کیوں کہ وہ باقاعدہ شرعی مسجد نہیں ہوئی۔ (کفایت المفتی: ۱۳۹/۷)۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ زمین عام مسلمان میت کی تدفین کے لئے ہے، اس میں ہر قوم، قبیلہ، خاندان کے مسلمانوں کو دفن کرنے کا حق ہے، صرف ایک خاندان یا قوم کے لئے اسے خاص کر لینا درست نہیں ہے، جیسا کہ فقہ کی تمام مطول کتابوں میں ایسا ہی لکھا گیا ہے۔

﴿۱۱۵۸﴾ قبرستان کی ہری گھاس کاٹنا اور بیچنا

سوال: ہمارے گاؤں میں آج سے دو تین سال قبل قبرستان کی ہری گھانس کی نیلامی کی جاتی تھی، لیکن مسئلہ کے اعتبار سے ہری گھانس کاٹنے کی ممانعت ہے، مردوں کو اسکی تسبیح سے فائدہ پہنچتا ہے، اس لئے اسے کاٹنا بند کر دیا، لیکن نہ کاٹنے کی وجہ سے گھانس بہت بڑی ہو جاتی ہے، اور گر کر خراب ہو جاتی ہے، اور گھانس کے بڑے ہونے کی وجہ سے قبرستان ایصال ثواب کے لئے آنے جانے والوں کو تکلیف پڑتی ہے، اور کسی جانور وغیرہ کے ہونے کا ڈر لگتا ہے، اور قبرستان کے ارد گرد کافروں کی بڑی آبادی ہے، جو قبرستان کے گھانس کے اندر گو کے ڈبے اور شراب کی بوتلیں وغیرہ چھپاتے ہیں، اور جب گھانس خشک ہو جاتی ہے، تو اسے کوئی لینے تیار نہیں ہوتا۔ اور ہری گھانس سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ

قبرستان کے کمپاؤنڈ کی دیوار اور مرمت کام میں صرف کی جاتی ہے، یہ فائدہ بھی نہیں ہوتا، اور قبرستان کی حفاظت نہیں رہتی، ان حالات کے پیش نظر بارش کے موسم میں ہری گھانس کی نیلامی کرنا کیسا ہے؟ اور ہری گھانس کاٹ لی جائے تو قبرستان صاف رہے گا، اور رہی بات مردوں کے فائدہ کی، تو گھانس جڑ سے نہیں کاٹی جاتی، اس لئے دو تین دن میں دوبارہ گھانس اگ جاتی ہے، اس لئے مردوں کو گھانس کی تسبیح سے فائدہ تو ہوتا ہی ہے، اس لئے اس تفصیل کی روشنی میں آپ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں ہری گھانس نہ کاٹنے کی وجہ سے جو مشکلات ذکر کی ہیں اسے دیکھتے ہوئے کاٹنے کی گنجائش تو معلوم ہوتی ہے، لیکن گھانس (جو بارش کے پانی سے خود اگے) مباح الاصل ہے، یعنی وہ کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، کوئی بھی شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اسلئے کاٹنے سے پہلے اسے بیچنا یا نیلامی کرنا جائز نہیں ہے، اور اس طرح کی بیع سے حاصل ہونے والی رقم حلال نہیں ہوتی۔ اس لئے متولی کسی کے پاس کٹوا کر اپنے قبضہ میں لے کر اس گھانس کی نیلامی کر کے بیچ دے تو یہ جائز ہے، اور اس سے ملنے والی رقم بھی حلال کہلائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۵۹﴾ قبرستان کے گھانس کی نیلامی سے حاصل ہونے والی رقم سے امام اور مؤذن کی تنخواہ دینا

سوال: ایک گاؤں میں ہر سال قبرستان کی گھاس کو نیلام ہوتا ہے، اور اس سے جو رقم آتی ہے، وہ امام صاحب اور مؤذن صاحب کی تنخواہ میں دی جاتی ہے، تو اس بارے میں شریعت مطہرہ کیا کہتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبرستان کی گھاس کاٹنے سے پہلے اس کو نیلام کرنا اور اسے بیچنا جائز نہیں ہے، وہ گھاس کچھ مزدوروں کے پاس کٹوا کر مزدوروں کو مزدوری دے کر گھاس کو اپنے قبضہ میں لے لیا جائے، پھر اس کو نیلام کر کے اسے فروخت کیا جائے تو یہ جائز ہے، قبروں پر سے ہری گھاس نہیں کاٹنی چاہئے، قبروں کے علاوہ کی گھاس اوپر کے طریقہ کے مطابق کٹوا کر قبضہ کر کے فروخت کی جا سکتی ہے، اور وہ گھاس کے روپئے قبرستان کے کام میں ہی استعمال کرنے چاہئے، البتہ اگر اس وقف میں یہ لکھا ہو کہ اس کے روپئے دوسرے کسی دینی کام میں بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں تو اس سے مدرس، مؤذن کی تنخواہ بھی دی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۶۰﴾ قبرستان کی زمین کو تدفین کے علاوہ کسی اور کام میں لینا

سوال: ہمارے گاؤں کی سرکاری بنجر زمین ہے، جو سالوں سے قبرستان کے لئے دی ہوئی ہے، جس کے پونے حصے میں میت کو دفنایا گیا ہے، تو اس زمین کے خالی حصہ میں سے راستہ کے لئے جگہ دی جاسکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ زمین حکومت کی طرف سے مسلمانوں کے مردوں کی تدفین کے لئے موصولہ زمین ہے، اور سالوں سے آج تک برابر مردوں کی تدفین ہورہی ہے، تو یہ زمین قبرستان کے طور پر وقف کہلائے گی، اب اس زمین کو مردوں کی تدفین کے علاوہ کسی اور کام میں لینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ دار العلوم وغیرہ)۔
اس لئے متولی یا جماعت کے لئے مذکورہ مقصد کے علاوہ کسی اور کام میں لینے کی اجازت دینا بھی جائز نہیں ہے، لیکن اگر ظلماً راستہ کے لئے جگہ لے لی جائے تو وہ جگہ جہاں مردے دفن نہیں ہیں راستہ کے لئے دے دینی چاہئے، اور اس صورت میں متولی یا جماعت

گنہگار نہیں کہلائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۶۱﴾ قبرستان کے درخت کب کاٹے جاسکتے ہیں؟

سوال: ہمارے یہاں دوسری قوم کے لوگ شراب، تاڑی وغیرہ قبرستان کی جھاڑیوں میں چھپاتے ہیں، اور وہاں صبح قضائے حاجت کے لئے بھی آتے ہیں، اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ غلط کام کے لئے غیر قوم کے لوگ پرائی عورت کو لے کر وہاں آئے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ قبرستان کی جھاڑیوں میں انہیں تنہائی ملتی ہے اور آڑ ہو جاتی ہے۔ تو ان حالات میں قبرستان کے وہ درخت کاٹ ڈالنا کیسا ہے تاکہ مذکورہ گناہوں کو روکا جاسکے، اور قبرستان کی آڑ نہ ملے، کیا اس سبب سے درختوں کو کاٹا جاسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس طرح قبرستان وقف ہے اسی طرح اس میں اُگے ہوئے درخت بھی وقف ہیں، متولی اور ٹرسٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ وقف کی دیکھ بھال رکھیں، اس کی حفاظت اور اس سے زیادہ فائدہ ہو ایسا کام کریں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں قبرستان کی بے حرمتی روکنے کے لئے ایسے درخت، جھاڑی وغیرہ کا کاٹنا درست ہے، لیکن اس سے حاصل ہونے والی رقم قبرستان کے کاموں میں ہی خرچ کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری: ۲/۱۴۰)

نوٹ: پھل دار درخت ہوں تو اگر جھکی ہوئی شاخوں کو کاٹ دینے سے کام چل جاتا ہو تو جڑ سے نہ کاٹا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۶۲﴾ روپئے لے کر قبرستان میں پکی قبر بنانے دینا

سوال: بعد سلام مسنون، ہمارے گاؤں کی جماعت نے یہ طے کیا کہ اگر کوئی جماعتی بھائی

قبرستان میں پکی قبر بنانا چاہتا ہے تو وہ بھائی ایک ہزار روپے جمع کرواکر پکی قبر بنا سکتا ہے،
۱......قبرستان میں پکی قبر بنا سکتے ہیں؟ اور ایک ہزار روپے آویں تو اسکو استعمال کر سکتے ہیں یانہیں؟ اور ٹرسٹی اور کمیٹی اسے بنانے کی منظوری دیں تو وہ گنہگار ہونگے یانہیں؟ ۲...... پکی قبر بنانے کے لئے ایک ہزار روپے لینا جائز ہے؟ ۳......اس طرح کی جو رقم جمع ہو اس سے نیا قبرستان خرید سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پکی قبر بنانا ناجائز ہے، اور وقف قبرستان میں پکی قبر بنانا اس جگہ کو اپنے لئے روک لینے کے مترادف ہے، اس لئے پکی قبر نہیں بنانا چاہئے۔
جماعت کا قاعدہ ایک ہزار روپے لینے کا بھی مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ وقف زمین بیچی نہیں جاسکتی، اور مالی تاوان جائز نہیں ہے، اس لئے پکی قبر نہ بنانے کا اجتماعی قرار کرکے اس پر پابندی سے عمل کیا جائے، اور جو اعتراض کرے یا مخالفت کرے اس کی قبر کو توڑ کر دوبارہ کچی بنادی جائے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۱۶۳﴾ جنازہ کی جگہ کے لئے قبرستان کے روپے استعمال کرنا

سوال: ہمارے گاؤں میں جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ قبرستان کے پاس ہے، اور وہ کھلی جگہ ہے، ہم اس جگہ پر چھپر وغیرہ بنا کر اس جگہ کو محیط کر لینا چاہتے ہیں، تو قبرستان کے روپے اس کام میں خرچ کر سکتے ہیں یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ جبکہ قبرستان کے پاس ہی ہے، اور جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے انتظام کرنا قبرستان کے مقاصد میں سے ہی ہے، اس لئے ان روپیوں سے کمپاؤنڈ بنانا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الجنائز

﴿۱۱۶۴﴾ کلمہ والی موت نصیب ہونا

سوال: دنیا میں گمراہی والی زندگی بسر کی، اور آخری وقت میں کلمہ نصیب ہو جاوے تو کیا وہ شخص جنتی ہو گیا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... دنیا میں گمراہی والی زندگی بسر کی، لیکن مرتے وقت کلمہ اور اس کے یقین کے ساتھ موت آئی تو اپنے اخیر میں بھی اسے جنت نصیب ہوگی، کافر و مشرک کی طرح ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، اس کی بخشش ہو جائے گی، یا اپنے اعمال کی سزا بھگت کر جنت میں جائے گا۔

﴿۱۱۶۵﴾ سکرات کا وقت نہ ہو تو کیا پڑھنا چاہیے؟

سوال: بہت سی مرتبہ سکرات کا وقت بالکل نہیں ہوتا، تو ایسے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اگر سکرات کا وقت نہ ہو تو نیچے بتائی گئی دعا پڑھنا بہتر ہے: استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم و اتوب الیه۔ تاکہ توحید کا اقرار بھی ہو جائے، اور توبہ بھی ہو جائے، اور اس شخص اور اس کے اقرباء کو تکلیف اور افسوس بھی نہ ہو۔ (شامی: ۵۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۶۶﴾ سکرات کی علامات

سوال: ایک مسلمان کی روح قبض کی جارہی ہے، ایسا کس طرح معلوم ہوسکتا ہے؟ روح کے قبض ہونے کی کیا کیا علامتیں ہیں؟ اگر یہ بات معلوم ہو جائے تو کلمہ شہادت کی تلقین

میں آسانی ہوسکتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... روح قبض ہورہی ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دونوں پیر ڈھیلے ہوجاتے ہیں، کہ وہ سیدھا کھڑا نہیں رہ سکتا، ناک کا سرا تھوڑا ٹیڑھا ہوجاتا ہے، گردن جھک جاتی ہے، سانس اکھڑ جاتی ہے، جب یہ علامتیں ظاہر ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس شخص کی روح نکل رہی ہے۔ (بحر: ۱۷۱)

﴿۱۱۶۷﴾ سکرات کے وقت کیا پڑھنا چاہئے؟

سوال: جب کسی مسلمان شخص کے انتقال کا وقت قریب ہو، اور وہ سکرات کی حالت میں ہو تو اس کے پاس کیا پڑھنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ابوداؤد شریف میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس شخص کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ نیز مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جب کسی مسلمان شخص کی موت کا وقت قریب آجائے تو اسے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ (مشکوۃ: ۱۴۰)

اس لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ: جب کسی شخص پر نزع طاری ہو، مثلاً: اس کے پیر ڈھیلے ہوجائیں، ناک کی ڈنڈی ٹیڑھی ہوجائے، اخیری سانسیں چلنے لگے، تو اسے سیدھا یا دائیں کروٹ پر سلادیں، اور حاضرین اس کے پاس اول کلمہ پڑھیں تاکہ وہ بھی اسے سن کر پڑھ لے، اور اس کا اخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہو۔ نیز اس وقت سورۂ یٰسٓ اور سورۂ رعد پڑھنا بھی مستحب ہے۔ (درمختار، شامی: ۱/۵۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۶۸﴾ میت کی تدفین کے بعد سرہانے الٓمّٓ سے مفلحون اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں جہراً پڑھی جائیں یا سراً؟

سوال: فتاویٰ دارالعلوم جلد: ۴۰۵/۵ پر سوال ہے، سوال (۳۰۶۷): بعد تدفین میت قبر کے سرہانے سورۂ بقرہ پڑھنا جو مسنون ہے، جہراً پڑھا جائے یا بلا جہر؟ جواب: بلا جہر پڑھا جائے۔ اسی طرح فتاویٰ محمودیہ جدید: ۱۰۷/۹ پر سوال ہے، سوال (۴۲۳۵): بعد تدفین میت قبر کے سرہانے الٓمّٓ تا مفلحون اور پاؤں کی طرف آمن الرسول جہراً آواز سے پڑھا جائے یا خفیہ آواز سے؟ جواب: خفیہ آواز سے۔

فتاویٰ رحیمیہ میں بھی لکھا ہوا ہے: بعد تدفین میت سورۂ بقرہ اول، اخیر آہستہ پڑھا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۹۸/۳) اور امداد الفتاویٰ زکریا: ۷۲۵/۱ میں بھی حضرت مفتی سعید صاحب دامت برکاتہم نے لکھا ہے کہ بعد تدفین میت بلا جہر پڑھا جائے، اور دیوبند، سہارنپور، شاہی مرادآباد کے فتاویٰ میں بھی لکھا ہے کہ بعد تدفین میت سراً پڑھا جائے۔ اور علمائے دیوبند، ہردوئی سہارنپور، ذر پالنپور بھی سراً ہی پڑھتے ہیں اور حضرت مفتی سعید صاحب پالنپوری دامت برکاتہم نے فرمایا: کہ دفن کے بعد سراً پڑھا جائے اور اکابر کا عمل بھی سراً پڑھنے ہی کا ہے، کیا تدفین کے بعد کسی مسائل کی کتاب میں اول اخیر سورۂ بقرہ جہراً پڑھنا لکھا ہے؟

نوٹ: اس بات کا خاص خیال رہے کہ سوال تدفین کے بعد پڑھی جانے والی سورۂ بقرہ کے اول اخیر کی آیتوں کے بارے میں ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کی تدفین کے بعد میت کے سرہانے "الٓمّٓ" سے

"مفلحون" تک اور پیروں کی جانب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، (مشکوۃ شریف:۱۴۹)

اور ہمارے اکابر مفتیان کرام نے فتاوی میں صاف لکھا ہے کہ اسے سرّاً پڑھا جائے، حوالہ کے لئے دیکھیں: فتاوی دار العلوم جدید:۵/۴۰۵، فتاوی محمودیہ جدید:۹/۱۰۷، فتاوی رحیمیہ قدیم:۳/۹۸۔

کتبہ: مفتی آدم صاحب بھلونی (مدرسہ نذیریہ، کاکوسی)

حضرت مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ اس جواب کی تصدیق فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ جواب صحیح ہے، البتہ اس کے ساتھ یہ تفصیل بھی ذہن نشین رہے کہ میت کی تدفین کے بعد میت کے سرہانے سورۂ بقرہ کی شروع کی آیتیں اور پاؤں کی طرف آمن الرسول سے اخیر تک کی آیتیں پڑھنا مستحب ہے، حدیث شریف اور صحابۂ کرام کے عمل سے یہ ثابت ہے لہذا یہ آیتیں یا اس کے علاوہ دوسری آیتیں یا سورتوں کی تلاوت کرنا یا تسبیحات وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔

فقہ کی یا حدیث کی کتابوں میں جہراً پڑھا جائے یا سرّاً پڑھا جائے، اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے، اس لئے ضرورت کے مطابق دونوں طریقوں میں سے جس پر بھی عمل کیا جائے جائز کہلائے گا۔ کسی ایک طریقہ پر اصرار کرنا یا کرانا اور دوسرا طریقہ جس سے فقہاء نے منع نہیں کیا اسے ممنوع سمجھنا اور فتنہ کے درجہ تک پہنچانا تشدد اور زیادتی ہے، جو ناجائز اور ناپسندیدہ ہے، آپ نے جن اکابرین مفتی صاحبان کے فتاویٰ کا ذکر کیا ہے اس میں سراً پڑھنے کے

لئے بتایا گیا ہے، لیکن اسے لازم یا واجب نہیں کہا گیا ہے، ایک طریقہ کو لازم یا ضروری اور دوسرے کو ناجائز یا مکروہ وغیرہ نہیں لکھا ہے، دونوں طریقوں پر ضرورت کے مطابق عمل کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۶۹﴾ دو پیروں کے بیچ کی مٹی ڈالنا منع ہے؟

سوال: محترم جناب مفتی صاحب! ایک سوال کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔
میت کی قبر کھودتے وقت قبر کی مٹی دو پیروں کے بیچ سے کھودی جاتی ہے، لیکن میت کو دفن کرتے وقت دونوں پیروں کے بیچ کی مٹی ڈالنے سے بدعتی فرقہ منع کرتا ہے۔ تو اس مسئلہ کی کیا حقیقت ہے؟ فی الحال بہت سے گاؤں میں جہاں جماعتی ماحول ہے وہاں بھی یہ حرکت دیکھنے میں آئی ہے، بدعتی حضرات ایسی حرکت کرنے پر مجبور کرتے ہیں، تو آنجناب شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ صحیح مسئلہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: میت کی قبر کھودتے وقت دو پیروں کے بیچ سے کھودنا اور دفن کرتے وقت تین لپ بھر کر مٹی سر کی طرف سے یہ کہتے ہوئے ڈالیں: مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ، دوسری مرتبہ میں وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ، اور تیسری مرتبہ میں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرىٰ۔ یہ عمل سنت کے مطابق ہے۔ اور حدیث وفقہ کی کتابوں سے ثابت ہے۔ (شامی: ۱۴۳/۳)
اور دفن کرتے وقت کون کونسی باتیں مکروہ ہیں وہ سب فقہاء نے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر مفصل بیان کر دی ہیں، اور ان میں دو پیروں کے بیچ کی مٹی ڈالنے کا مکروہ ہونا کہیں بیان نہیں کیا گیا۔ نیز معاشرتی معاملات میں بھی اسے غلط نہیں سمجھا جاتا، لہذا اس طریقہ کو مکروہ سمجھنا یا اس کے لئے کسی کو مجبور کرنا شریعت میں اپنی طرف سے زیادتی ہے، جو منع ہے، اس

لئے ایسے غلط عقائد پیدا کرنے سے بچنا چاہئے۔

﴿۱۱۷۰﴾ میت کی تدفین کے بعد اس کی قبر پر قبلہ رخ ہوکر اذان دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ میت دفن کرنے کے بعد قبرستان میں قبر کے پاس قبلہ رخ کھڑے ہوکر کچھ لوگ اذان دیتے ہیں، اور کچھ لوگ اس بات کی مخالفت کرتے ہیں، تو کیا قبر کے پاس قبلہ رخ کھڑے ہوکر اذان دینا درست ہے؟

حضور ﷺ کے زمانہ میں کسی بھی صحابی کے انتقال کے بعد قبرستان میں حضور ﷺ نے یا پھر کسی بھی صحابی نے اذان کہی تھی؟ حضور ﷺ کے بعد صحابۂ کرامؓ کے زمانہ میں کسی نے کسی کے انتقال کے بعد قبرستان میں میت دفن کرنے کے بعد کسی نے اذان کہی تھی؟ تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ میں کسی بھی میت کو دفن کرنے کے بعد کسی نے اذان کہی تھی؟ اولیاء کرام کے زمانہ میں کسی بھی میت کو دفن کرنے کے بعد کسی نے اذان کہی تھی؟ اگر اذان دینا چاہیں تو کون سے وقت کی اذان دینا چاہئے؟ فجر کی یا کسی اور وقت کی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... حضور اکرم ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ تشریف لائے، اور اذان کی ابتداء ہوئی، تو حضور ﷺ نے اذان کے مواقع ومحل حدیث شریف میں بتادئے، جن کو مدار بنا کر فقہاء نے اذان کے مواقع تفصیل سے بیان کئے ہیں، لیکن کسی بھی حدیث یا فقہ کی معتبر کتاب میں میت کی تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا سنت یا مستحب ہونا بیان نہیں کیا گیا، نیز کسی بھی صحابی یا تابعی سے بھی یہ عمل ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے کسی میت کی تدفین کے بعد اس کی قبر پر اذان دی ہو، اس لئے یہ طریقہ

مسنون نہیں ہے، اس لئے کسی جگہ یہ عمل مروج ہو تو اسے بند کر دینا چاہئے۔
فتاویٰ کی مشہور کتاب شامی: ۱۴۱/۳۰ پر لکھا ہے کہ میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان دینا سنت نہیں ہے، نیز حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ قبر پر اذان دینا بدعت ہے۔
شاہ محمد اسحاق صاحب دہلویؒ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میت کو دفن کرتے وقت قبر پر اذان دینا سنت نہیں ہے، بلکہ مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۲۷/۲، فتاویٰ محمودیہ)۔
لہذا ذمہ دار متولیان پر لازم ہے کہ سنت طریقہ پر عمل کریں اور کرائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۷۱﴾ قبرستان میں دعا مانگتے وقت ہاتھ اٹھانا چاہئے یا نہیں؟

سوال: قبرستان میں میت پر فاتحہ پڑھنے کے بعد دعا مانگتے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہئے یا بغیر ہاتھ اٹھائے مانگنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبرستان میں ایصال ثواب کرتے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ سکتے ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور قبر کی طرف پشت رکھ کر ہاتھ اٹھائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۷۲﴾ قبرستان میں بیت الخلاء اور غسل خانہ بنا سکتے ہیں؟ پرانی قبروں کو ہموار کر سکتے ہیں؟

سوال: بعد سلام عرض یہ ہے کہ
(۱) ہمارے یہاں (تانپورا مارکیٹ) پر ایک غیر موقوفہ قبرستان ہے، جو چند سال سے خستہ حالت پر تھا، ابھی زیر تعمیر ہے، کافی حد تک کام ہو گیا ہے، اور عنقریب رجسٹر ہو جائے گا، اب سوال یہ ہے کہ قبرستان کے دروازہ کے قریب قبرستان کی نگرانی کے لئے ایک کمرہ پہلے

سے تھا جو بہت خراب تھا اسے واپس بنایا گیا تو اب اس کمرہ میں بیت الخلاء اور غسل خانہ بنا سکتے ہیں؟

(۲) اسی طرح جو قبر پرانی اور بوسیدہ ہوگئی ہو، اس کو زمین کے برابر ہموار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تا کہ قبروں کو ایک لائن (سیدھ، ایک خط) میں کھودنا آسان ہو جائے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... (۱) قبرستان ہمیشہ ہر جگہ ہمارے یہاں وقف ہی ہوتا ہے، قبرستان کی حفاظت اور نگرانی کے لئے ایک پرانہ کمرہ تھا، اب اس کمرہ کو نئے سرے سے درست اور تعمیر کیا جارہا ہے، تو اس میں بیت الخلاء اور غسل خانہ بنا سکتے ہیں۔

(۲) قبرستان میں میت کے تدفین کے بعد اتنا عرصہ ہوگیا ہو کہ جس سے نعش گل کر مٹی ہوگئی ہو تو اس صورت میں اس جگہ کو ہموار کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۷۴﴾ قبروں پر نام کی تختیاں لگانا

سوال: قبرستان میں قبروں پر جو نام کی تختیاں لگائی جاتی ہیں، وہ ان کے رشتہ داروں کو پوچھے بغیر وہ تختیاں قبروں پر سے نکال کر دور کر سکتے ہیں؟ اس میں گناہ تو نہیں ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبر سادی اور سنت طریقہ کے مطابق ہونی چاہئے، اس پر تعمیر کرنا یا اسے پکی بنانا ناجائز اور منع ہے، صرف علامت کے لئے اور دوسری قبروں سے ممتاز کرنے کے لئے سرہانے پتھر رکھنا یا مرنے والے کے نام کی تختی لگانے کی گنجائش ہے۔

اب مرحومین کے ورثاء کی طرف سے یا دوسرے لوگوں کی طرف سے پتھر کی تختی وغیرہ لگائی گئی ہو، تو ان چیزوں پر لگانے والے کی ملکیت باقی رہتی ہے، اس لئے ان کو توڑنا یا توڑ کر

دوسرے کام میں لینا جائز نہیں ہے، نیز ان تختیوں کے توڑنے میں فتنہ وفساد کا بھی خوف ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے، اگر مرحومین کے ورثاء قبرستان میں ناجائز یا خلاف شرع کام کرتے ہوں تو جائز اور صحیح تعلیم جو قرآن وسنت میں بیان کی گئی ہے وہ انہیں نرمی سے سمجھانی چاہئے۔

و اما البناء عليه فلم ار من اختار جوازه...... وعن ابی حنيفة يكره ان يبنی عليه بناء من بيت او قبة او نحو ذلك لما روی عن جابر۔ (شامی: ۱۴۴/۳)۔لا باس بالكتابة ان احتيج اليها حتی لا يذهب الاثر و لا يمتهن (شامی: ۱۴۴/۳)۔لا يجوز لاحد ان يتصرف فی ملك الغير بغير اذنه۔ (قواعد الفقه: ۱۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۷۴﴾ سکرات کے وقت رونا کیسا ہے؟

سوال: کسی شخص پر نزع کی حالت طاری ہوتی ہے، تو اس کے متعلقین اس کی یہ حالت دیکھ نہیں پاتے اور گھر کے ایک کونہ میں بیٹھ کر روتے ہیں، تو مرنے والے سے دور بیٹھنا اور رونا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......سکرات کے وقت اس کے متعلقین اس کے قریب نہ بیٹھیں اور دور بیٹھیں اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، اور اپنے تعلق کی وجہ سے رونا آئے جس سے آنسو نکلیں تو یہ بھی منع نہیں ہے، بلکہ قریبی رشتہ دار کی موت کے رنج سے آنکھوں میں آنسو آجانا انسان کی طبیعت کا تقاضا ہے، اور یہ حدیث وسیرت سے ثابت بھی ہے۔

﴿۱۱۷۵﴾ جس پر نزع کی حالت طاری ہو اس کے پاس جنبی کا جانا

سوال: (۱) جس پر نزع طاری ہو اس کے پاس جنبی یا حائضہ، نفساء جا سکتی ہیں یا نہیں؟ اور

اس کی کیا وجہ ہے؟(۲) جنبی اس حالت میں تیمم کر لے، تو چل سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... فتاوی قاضی خان اور عالمگیری میں لکھا ہے کہ سکرات کے وقت حیض، نفاس والی عورت وہاں موجود ہو تو بھی کچھ حرج نہیں ہے، (ص:۸۱) اور نور الایضاح میں لکھا ہے کہ: اس مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف ہے، کچھ فقہاء فرماتے ہیں: کہ حائضہ، نفساء اور جنبی کا وہاں سے ہٹ جانا بہتر ہے، اس لئے کہ ان کی ناپاکی کی وجہ سے کچھ فرشتے وہاں نہیں آتے۔

ان دونوں میں تطبیق کی یہ شکل ہے کہ اگر مرنے والے کے پاس ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہ ہو، اور ان کی وہاں ضرورت ہو، یا اس شخص کے رہنے سے مرنے والے کو اس سے تسلی ہوتی ہو تو ان کا وہاں ٹھہرنا بھی جائز ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو ان کا وہاں نہ ٹھہرنا ہی بہتر ہے۔ (شامی، مراقی الفلاح:۳۴۰)

(۲) پانی موجود ہو اور جنبی غسل کرنے پر قادر ہو تو اس حالت میں جنبی پاک ہونے کے لئے تیمم کرے گا تو معتبر نہیں ہوگا، پانی سے غسل کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۷۶﴾ رمضان المبارک میں موت کی فضیلت

سوال: ماہ رمضان میں بدعتی، دیندار یا کوئی گنہگار شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کے لئے بھی مغفرت کا وعدہ ہے؟ عام طور پر رمضان میں مرنے والا بخشا جاتا ہے، یہ بات مشہور ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... جو شخص سچا مسلمان ہو، اس کے لئے یہ فضیلت ہے، چاہے وہ گنہگار ہو یا دیندار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۷۷﴾ مردہ عورت کی نعش ملے اور معلوم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا کافر تو کیا کیا جائے؟ مسلمان ہونے کی علامتیں کیا ہیں؟

سوال: ایک عورت کی نعش جنگل میں سے ملی، اس پر کوئی نشانی نہیں ہے، جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ مسلمان ہے یا غیر مسلم، اور کپڑے بھی نہیں ہیں۔
مسلمان کہتے ہیں: کہ یہ مسلمان عورت ہے، اس لئے ہم اسے دفن کریں گے، اور ہندو کہتے ہیں کہ یہ ہندو عورت ہے، اس لئے ہم اسے جلائیں گے، دونوں کے یہ دعوے ہیں، اگر کسی ایک فرقہ کی بات مانتے ہیں تو لڑائی کا امکان ہے، تو اس مسئلہ کا کیا حل ہے؟
اور مرد یا عورت مسلمان ہے یا نہیں اس کے پہچاننے کی کیا کیا علامتیں ہیں؟ تفصیل سے بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اول تو گذارش یہ ہے کہ یہ محض ایک فرضی سوال ہے، اور ایسے مسئلہ کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی ہے، اور واقعی میں یہ واقعہ نہیں بنا ہے تو پوچھنے سے فائدہ کیا؟ نیز اس نعش پر کوئی علامت نہیں ہے، تو مسلمان اسے مسلمان بتا کر اس کی تجہیز و تکفین پر اتنے آمادہ کیوں تھے؟ کہ لڑائی جھگڑے تک کے لئے تیار تھے، اس لئے سوال بے معنیٰ ہے۔
خیر! اس کے باوجود فقہاء ہر ممکن شکل کا جواب اپنی کتابوں میں بیان کرتے آئے ہیں، اس لئے اس شکل کا بھی فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں جواب لکھا ہے، مثلاً: بدائع اور در مختار او رشامی میں لکھا ہے، جسکا خلاصہ یہ ہے کہ:
اگر کسی جگہ نعش ملے، اور معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان کی ہے یا غیر مسلم کی؟ تو غالب گمان جس

بات کا ہو اس پر عمل کیا جائے گا، مثلاً: ختنہ، داڑھی، لباس، خضاب اور عورتوں میں مہندی وغیرہ وغیرہ، اور اگر اس پر غیر مسلم کی علامت ہو، مثلاً: سر پر ٹیکہ، سندور، منگل ستر، خاص مقام کے بالوں کو صاف نہ کرنا وغیرہ وغیرہ، تو اسے غیر مسلموں کے حوالے کر دیا جائے گا۔
بعض فقہاء نے دار الاسلام اور دار الحرب کا فرق بھی بیان کیا ہے، مطلب یہ ہے کہ نعش پر علامتیں دیکھ کر غالب گمان جس بات کا ہو اس پر عمل کیا جائے گا۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں: شامی: ۵۷۷، بدائع: ۳۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۷۸﴾ بیوہ اپنے مرحوم شوہر کا منہ دیکھ سکتی ہے؟

سوال: ایک مسلمان بھائی کا انتقال ہو گیا، تو گاؤں کے با مختار لوگوں نے مرنے والے کی عورت کو اسکے شوہر کا منہ نہیں دیکھنے دیا، تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسلمان مرد کے انتقال کے بعد اس کی بیوہ اسکا منہ بلا کراہت دیکھ سکتی ہے، اس لئے جو لوگ اس سے منع کرتے ہیں، انہوں نے صحیح نہیں کیا، مذکورہ عورت کا تعلق مرنے والے سے بالکلیہ ختم نہیں ہوا، اسی لئے اسے ابھی عدت وفات بھی گزارنی ہے، فقہاء کے قول کے مطابق اگر ضرورت ہو تو بیوہ اپنے شوہر کو غسل بھی دے سکتی ہے اور کفن بھی پہنا سکتی ہے۔ (شامی: ۱/ ۵۷۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۷۹﴾ تلقین کا کیا معنی ہے؟

سوال: تلقین کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مقصد مرنے والے کو سنانا ہوتا ہے یا کوئی دوسرا مقصد ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... مرنے والے کے قریب تین چیزیں پڑھنا وارد ہے۔
(۱) کلمہ (۲) یٰس شریف (۳) سورۂ رعد۔
کلمہ اس لئے پڑھا جاتا ہے تاکہ مرنے والا سن کر پڑھ لے، تاکہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو، اور سورۂ یٰس اور سورۂ رعد اس لئے پڑھی جاتی ہیں تاکہ روح آسانی سے نکل جائے، اس لئے کہ ان صورتوں میں مابعد الموت کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ (شامی: ۱/۵۷۱) فقط و اللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۸۰﴾ تلقین کب کی جائے؟ اور کب تک کی جائے؟

سوال: سکرات زیادہ ہوں تو تلقین کرنی چاہئے یا کم ہوں تو بھی تلقین کرنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب سکرات کا وقت شروع ہو جائے تب پڑھنا چاہئے، اور مرنے والا جب ایک مرتبہ پڑھ لے تو پھر بند کر دینا چاہئے، پھر اگر وہ کوئی دنیوی بات کرے تو پھر سے تلقین کرنا چاہئے، یہاں تک کہ وہ سن کر پڑھ لے۔ (شامی: ۱/۵۷۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۸۱﴾ تلقین کس جگہ بیٹھ کر کرے؟

سوال: سکرات کی حالت والے کے پاس کہاں بیٹھ کر تلقین کرنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اس کے لئے کوئی خاص جگہ متعین نہیں، صرف اتنا خیال رکھیں کہ مرنے والا پڑھنے والے کو دیکھ کر یا سن کر کلمہ پڑھ لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۸۲﴾ ایک شخص تلقین کراوے تو؟

سوال: مرنے والے کے پاس کھڑے ہوئے سب لوگ کلمہ پڑھتے ہیں، تو ایک آدمی کلمہ

پڑھ لے تو چلے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ایک شخص تلقین کرے یا موجود سب لوگ تلقین کریں دونوں طریقے درست ہیں، لیکن اتنا خیال رکھیں کہ مرنے والا سمجھ کر پڑھ لے۔ ہمارے یہاں جہالت کی وجہ سے اس طرح کلمہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں کہ کچھ سنائی نہیں دیتا، اور سمجھ میں نہیں آتا، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۸۳﴾ تلقین کے وقت اِنّی لفظ کا استعمال

سوال: جب کسی پر نزع طاری ہوتی ہے اسے تلقین کرتے وقت بعض لوگ لفظ اِنّـی بڑھا کر اِنّیْ اَشْھَدُ...... وَرَسُوْلُہٗ پڑھتے ہیں، تو اس طرح پڑھنا کیسا ہے؟ کیا تلقین کے وقت اسی طرح پڑھنا چاہئے؟ اِنّـــی پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ صحیح طریقہ کیا ہے؟ تلقین کا طریقہ کیا ہے؟ مفصل جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بستر مرگ پر لیٹا ہوا شخص کلمہ پڑھ لے، اور اس کا آخری کلمہ لا الـٰه الا اللّٰه ہو اس نیت سے مرنے والے کے پاس کلمہ پڑھا جاتا ہے، اس لئے لفظ اِنّـــی بڑھا کر کلمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف اول کلمہ یا دوسرا کلمہ اتنی آواز سے پڑھنا چاہئے کہ مرنے والا اسے سن کر خود پڑھ لے۔ (ہدایہ، شامی)

﴿۱۱۸۴﴾ عورت کو تلقین کون کرے؟

سوال: عورت سکرات کی حالت میں ہو، تو اسے تلقین کون کرے؟ اس کے محرم مرد پڑھیں یا کوئی بھی پڑھ سکتا ہے؟ یا کسی عورت کو ہی پڑھنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس پر نزع طاری ہو، اس کے دوست، احباب، پڑوسی،

اقرباء وغیرہ کا تلقین کرنا مستحب ہے، اس لئے کہ دوسروں کے بجائے ان کا زیادہ حق ہے۔ (مراقی الفلاح:۳۳۹)۔

بستر مرگ پر شرعی احکام ختم نہیں ہو جاتے، اس لئے اس وقت بھی غیر محرم نہیں ہونے چاہئے، عورت کی تلقین محرم مرد یا عورتیں کریں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۱۸۵﴾ نامحرم کب تلقین کرسکتا ہے؟

سوال: بیمار عورت ہسپتال میں ہو، اور اتفاق سے وہاں اس کے محرم مرد موجود نہ ہوں، اور کوئی پرایہ مرد وہاں حاضر ہو، اور وہ سکرات کی حالت میں آجائے تو یہ پرایہ مرد اسے کلمہ تلقین کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......عورت کی تلقین محرم مرد ہی کرے، اور وہ نہ ہو تو دوسری مسلم عورت یہ خدمت ادا کرے، اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوسکیں اور یقین ہو کہ تلقین نہ کی جائے گی تو کلمہ پڑھے بغیر انتقال ہو جائے گا تو مجبوراً دوسرا مرد پردہ کی رعایت کر کے پردہ کے پیچھے سے تلقین کرسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۱۸۶﴾ عورت کمزوری کی وجہ سے تلقین نہ کرے تو......؟

سوال: کچھ عورتیں کمزور دل کی ہوتی ہیں، مرنے والے کے پاس کھڑے رہ کر کلمہ نہیں پڑھ سکتیں؟ تو وہ تلقین نہ کرے تو چل سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ایسے وقت عورت کو اپنی کمزوری چھوڑ دینی چاہئے، اور مرنے والی عورت کو کلمہ تلقین کرنا چاہئے تاکہ مرتے وقت مرنے والا بغیر کلمہ کے نہ گزر جائے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۱۸۷﴾ گونگے شخص کوتلقین کس طرح کی جائے؟

سوال: گونگا شخص سکرات کی حالت میں ہو، تو اسے تلقین کس طرح کرنی چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... تلقین کا مطلب یہ ہے کہ مرتے وقت اللہ کی یاددلانا، اس لئے کوئی شخص گونگا یا بہرا ہوتو اسے اشارہ وغیرہ سے یا جو طریقہ مناسب ہو اس سے اللہ کی یاددلانی چاہئے، تا کہ اس کی موت ایمان پر ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۸۸﴾ مرنے والے کو کس طرح لٹانا چاہئے؟

سوال: مرنے والے کو شریعت کے بتائے ہوئے سنت طریقہ کے مطابق نہ لٹائیں تو کیا اس میں گناہ ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بحر الرائق (۲/۱۷۰) پر ہے کہ مرنے والے کولٹانے کی کیفیت جگہ اور وقت کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے، اس لئے جس طرح بھی سہولت ہو اسے لٹانا جائز ہے، اس میں گناہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۸۹﴾ مرنے والے کا منہ قبلہ کی طرف کرنا سنت ہے؟

سوال: روح نکلتے وقت مرنے والے کا سر اونچا کرنا چاہئے یا نہیں؟ تا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... روح نکلتے وقت اگر سہولت ہوتو مرنے والے کے سر کے نیچے تکیہ وغیرہ کوئی چیز رکھ دینی چاہئے تا کہ چہرہ آسمان کی طرف نہیں بلکہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔ (شامی) فقط واللہ اعلم

﴿۱۱۹۰﴾ مرنے والے کے پیر قبلہ کی طرف ہوں تو......

سوال: بعض علماء کا کہنا ہے کہ مرنے والے کا چہرہ اور پیر قبلہ کی طرف کر دینے میں پیر قبلہ کی طرف ہو جائیں گے، تو قبلہ کی طرف پیر کرنا بے ادبی نہیں کہلائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس طرح بیمار شخص سوتے سوتے نماز پڑھتا ہے، تو اپنا چہرہ اور پیر قبلہ کی طرف کر دیتا ہے، اور بیمار کے اس طرح قبلہ کی طرف پیر کرنے میں بے ادبی نہیں ہے اسی طرح مرنے والے کا بھی اس نیت سے کہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے پیر قبلہ کی طرف کرنا بے ادبی نہیں کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۹۱﴾ میت کے اعلان کا طریقہ کیا ہے؟

سوال: میت کا اعلان کس طرح کیا جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اس کے لئے کوئی خاص الفاظ یا طریقہ منقول نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۹۲﴾ میت پر آواز سے رونا سینہ پر ہاتھ مار کر رونا

سوال: کسی کے مرنے پر اس کے گھر والے یا متعلقین آواز لگا لگا کر روتے ہیں، تو اس طرح رونا کیسا ہے؟ اور اگر کوئی روتا ہے تو اس کا گناہ میت کو ہوگا؟ اگر کوئی دل میں روئے تو اس کی گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کسی اہل یا رشتہ دار کے مرنے پر دلی صدمہ اور رنج ہوتا ہے، جس کی بنا پر آنکھوں میں سے آنسو نکل آتے ہیں، یہ منع نہیں ہے، یہ انسانی فطرت ہے۔ لیکن مرحوم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے آواز سے رونا اور جزع

فزع کرتے ہوئے رونا منع ہے، اس سے میت کو بھی تکلیف ہوتی ہے، اور رونے والے کو بھی گناہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۹۳﴾ رونے سے کیا نقصان ہوگا؟

سوال: مرنے والے کو سکرات کی حالت میں دیکھ کر رونا آجائے، یا کسی کے انتقال پر رونا آئے تو اس سے کیا نقصان ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کسی کی سکرات کی حالت دیکھ کر یا کسی کے انتقال پر جو رویا جاتا ہے اسکی دو صورتیں ہیں:

ایک صورت تو یہ ہے کہ انسان کو بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں، یہ انسان کی فطرت ہے جو جائز ہے، بلکہ سنت ہے۔ (۲) اور دوسری صورت جو ہمارے یہاں دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ آواز کے ساتھ، مرنے والے کے اوصاف بیان کرتے ہوئے، جزع فزع کرتے ہوئے رویا جاتا ہے یہ ناجائز ہے، اس لئے کہ اس میں بے صبری کا اظہار اور اللہ کے فعل پر اعتراض ہوتا ہے، اور زمانہ جاہلیت کا عمل ہونے کی وجہ سے حدیث شریف میں اس طرح رونے سے منع کیا گیا ہے۔ اور اس طرح رونے سے کبھی مرنے والے کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فصل مایتعلق بغسل المیت

﴿۱۱۹۴﴾ میت کے ناخون اور بال تراش سکتے ہیں؟

سوال: کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کے بال خاص کر زیر ناف کے بال لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح ختنہ باقی ہو تو ختنہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ناخون کاٹ سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب باصواب سے نوازیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کسی شخص کے انتقال کے بعد اس کے کسی بھی جگہ کے بال کاٹنا، بالوں میں کنگی کرنا، تیل لگانا، سرمہ لگانا، ناخون وغیرہ کاٹنا سب مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے کہ یہ امور زینت اور صفائی کے لئے کئے جاتے ہیں، اور میت کو ان کی ضرورت نہیں ہے۔ (شامی، امداد الفتاویٰ) فقط واللہ اعلم

﴿۱۱۹۵﴾ میت کو غسل دینے کا حکم

سوال: میت کو غسل دینا واجب ہے یا فرض؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عالمگیری میں لکھا ہے کہ ''مسلمانوں پر مردہ کو غسل دینا واجب علی الکفایہ ہے''۔ یعنی کوئی بھی شخص غسل دے گا تو سب کی طرف سے واجب ادا ہو جائے گا۔ ہر عضو کو غسل میں تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔ (عالمگیری: ۱/۸۱)

اور طحطاوی علی مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ: میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے، اس لئے اگر ایک شخص بھی یہ فرض ادا نہیں کرے گا تو سب گنہگار ہوں گے۔ (۳۴۲)۔

خلاصہ یہ کہ یہ اختلاف ایک لفظی اختلاف ہے، معنوی طور پر کوئی اختلاف نہیں، عالمگیری میں واجب بول کر فرض مراد لیا گیا ہے، اس لئے دونوں کے معنی ایک ہیں۔ (بحر الرائق:

۱۷۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱۹۶﴾ مردہ عورت کے ناخنوں سے نیل پالش اتارنا چاہئے یا نہیں؟

سوال: کسی عورت کا انتقال ہو جائے اور اس کے ناخنوں پر نیل پالش لگی ہوئی ہو تو اسے صاف کرنا چاہئے یا نہیں؟ یہاں یہ بات یاد رہے کہ ایسی دوائیں بھی ملتی ہیں جن سے سہولت اور آسانی سے نیل پالش اتر (صاف ہو) جاتی ہے، اور اگر بالوں میں رنگ لگایا ہو تو بالوں کو کاٹنا پڑے گا؟ تاکہ غسل صحیح ہو سکے؟ یا بالوں کو ایسے ہی رہنے دیا جائے؟ اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا نیل پالش لگانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ناخنوں پر جو رنگ لگایا جاتا ہے، جسے نیل پالش کہتے ہیں، اس سے ناخنوں پر رنگ کی پرت جم جاتی ہے، جس کے نیچے پانی نہیں پہنچتا، اور ایسی جگہ جہاں وضو یا غسل میں پانی پہنچانا ضروری ہے، وہاں پانی کے نہ پہنچنے سے وضو یا غسل صحیح نہیں ہوتا، وضو یا غسل کے صحیح ہونے کے لئے نیل پالش کو اتار کر (صاف کر) کے اس جگہ پانی پہنچانا ضروری ہے۔ نیل پالش صاف کرنے کے لئے جو دوائیں آتی ہیں، جن سے رنگ سہولت سے نکل (اتر) جاتا ہے اس سے نیل پالش کو صاف کیا جائے، اس کے بعد ہی غسل دیا جائے تو ہی غسل صحیح ہوگا۔

نیز عورتوں کا نیل پالش لگانا ناجائز ہے، نیل پالش کی وجہ سے وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتا، اس لئے لگانے والی بے وضو اور ناپاک رہتی ہے، اور جتنی بھی نمازیں پڑھی جائیں گی وہ بے وضو اور ناپاکی کی حالت میں پڑھی ہوئی ہونے کی وجہ سے ادا نہیں ہوں گی۔

بالوں میں جو رنگ لگایا جاتا ہے اگر اس رنگ کی بالوں پر پرت (تہ) نہیں بنتی، صرف مہندی

کی طرح بالوں پر رنگت باقی رہتی ہے، تو اس کے ہوتے ہوئے وضو اور غسل صحیح ہو جائے گا، لیکن اگر اس رنگ کی بالوں پر پرت (تہ) جمتی ہو تو یہ بھی نیل پالش کی طرح پانی کے بالوں تک پہنچنے سے مانع ہے، اس صورت میں اس کے لگے ہوئے ہونے کی حالت میں وضو اور غسل کرنے سے وضو اور غسل صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ عورتوں کا بال کاٹنا اور کٹانا ناجائز اور حرام ہے۔ (شامی: ۱، احسن الفتاوی: ۲/۲۶) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۱۹۷﴾ غسل کا سنت طریقہ

سوال: مردہ عورت یا مرد کے غسل کا سنت طریقہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت عورت ہو یا مرد دونوں کے غسل کے طریقہ میں کچھ خاص فرق نہیں ہے، دونوں کا طریقہ ایک ہی ہے۔

لوبان یا خوشبو کی دھونی دئے ہوئے تختہ پر میت کو لٹا کر اس کے کپڑے تن سے جدا کئے جائیں، ستر پر کوئی کپڑا ڈھکا ہوا رکھیں، ستر پر نظر نہ پڑے اس کا خاص خیال رکھیں۔ بعد ازاں غسل دینے والا اپنے ہاتھوں پر دستانے پہن لے یا کپڑا لپیٹ لے اور اول میت کو استنجا کرائے، ستر ڈھانکنے کے لئے جو کپڑا ڈالا ہے اس کے نیچے سے دستانے والے ہاتھ ڈال کر پیٹ کو دبائے، اور میت کو استنجا کرائے۔ (جوہرہ: ۱۰۴)۔

پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرائے، لیکن میت خود غسل نہیں کر سکتا اس لئے پہنچوں تک ہاتھ دھونا ضروری نہیں ہے، اس لئے اول چہرہ دھوئے، کلی اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے، اس کے بجائے روئی کو پانی میں بھگو کر منہ میں اور مسوڑھوں پر اور ناک میں آہستہ سے پھر دے۔ (شامی: ۴/۵۷)۔ پھر کہنیوں کے ساتھ دونوں ہاتھ دھوئے جائیں، پہلے داہنا

ہاتھ پھر بایاں ہاتھ، پھر مسح کیا جائے، اور پھر دونوں پیر ٹخنوں تک دھوئے جائیں۔
اب اس کے ناک کان میں تھوڑی روئی رکھ دی جائے تاکہ اس میں پانی نہ داخل ہو، اسی طرح اگر منہ کھلا رہتا ہو ہونٹ پر تھوڑی روئی رکھ دی جائے، پھر سر اور ڈاڑھی اور پورا بدن خطمی سے اور اگر وہ نہ ہو تو صابون سے برابر صاف کر کے دھویا جائے۔ (جوہرہ: ۱۰۴)۔
بعد اس کے بیری کے پتے ڈال کر گرم کیا ہوا پانی میت کو بائیں کروٹ پھیر کر تین مرتبہ اس طرح ڈالا جائے کہ نیچے تک پانی پہنچ جائے، پھر میت کو دائیں کروٹ پھیرے، اور تین مرتبہ اسی طرح پانی ڈال کر غسل کرایا جائے، جب کل بدن پر پانی پہنچ جائے، تو میت کو پیٹھ کی طرف سہارا دے کر بٹھلایا جائے، اور ہلکے ہاتھ سے اس کے پیٹ کو دبایا جائے تاکہ جو نجاست نکلنے کی باقی ہو وہ نکل جائے، اگر نجاست نکلے تو اسے پانی سے دھو لیا جائے۔
(نجاست نکلنے سے دوبارہ وضو یا غسل کرانے کی ضرورت نہیں ہے)۔
اب میت کو سیدھے سلا کر کافور کی آمیزش والا پانی میت پر مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ڈالا جائے، بعد ازاں تولیہ، رومال وغیرہ سے پوچھ لیا جائے تاکہ کفن گیلا نہ ہو۔

﴿۱۱۹۸﴾ میت کو غسل کتنی مرتبہ دینا چاہئے؟

سوال: کچھ جگہوں پر میت کو دو مرتبہ غسل دیا جاتا ہے، پہلی مرتبہ انتقال ہو جانے کے بعد فوراً غسل دیا جاتا ہے اور پھر کفن لپیٹنے سے پہلے اور ایک مرتبہ غسل دیا جاتا ہے، تو کیا میت کو اس طرح دو مرتبہ غسل دینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... گجرات کے کچھ دیہاتوں میں اس طرح دو مرتبہ غسل دینے کا رواج ہے، میرے اندازے سے مقامی لوگوں کو سنت طریقہ معلوم نہ ہونے کی وجہ

سے باہر سے غسال کو بلایا جاتا ہے، اس کے آنے تک مقامی لوگ اپنے طریقہ سے میت کو غسل دیتے ہیں، جسے 'مسافر کیا' کا نام دیتے ہیں، بہر حال یہ جو بھی طریقہ ہے، صحیح نہیں ہے۔ روح نکلنے کے بعد میت کو صرف ایک مرتبہ سنت طریقہ کے مطابق غسل دینا مسلمانوں پر واجب ہے۔ اس لئے دو مرتبہ غسل دینے کی جو رسم ہے، یہ قابل ترک ہے، غسل دینے کے بعد جلدی کفن پہنا کر جلدی دفن کر دینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۹۹﴾ غسل کب دینا چاہئے؟

سوال: انتقال کے بعد میت کو غسل کب دینا چاہئے؟ فوراً یا کفن میں لپیٹنے سے پہلے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جب روح نکل جائے، اور پکے طور پر روح کے نکل جانے کا یقین ہو جائے پھر غسل دینا چاہئے۔ (شامی: ۳:۵۷۳) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۰۰﴾ غسل دینے کے لئے افضل کون ہے؟

سوال: میت کو غسل دینے کے لئے افضل کون ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... غسل دینے والا عالم، سمجھدار اور پرہیزگار شخص ہو یہ افضل ہے۔ (جوہرہ: ۳:۱۰۳) عورت کو مذکورہ اوصاف کی حامل عورت غسل دے۔

﴿۱۲۰۱﴾ عالم، پرہیزگار کا غسل دینا افضل ہے؟

سوال: مرد میت کو اس کے رشتہ داروں میں سے کس کو غسل دینا چاہئے؟ اور اسی طرح عورت میت کو کون غسل دے؟ اگر یہ حضرات موجود نہ ہوں تو غسل کون دے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... میت کا قریبی رشتہ دار غسل دینا جانتا ہو تو وہی غسل دے، ورنہ امانت دار عالم شخص غسل دے۔ (کبیری: ۷:۵۲۷)۔

اسی طرح عورت کو اس کے قریبی رشتہ دار عورت غسل دینا جانتی ہو تو وہ غسل دے، ورنہ مسائل سے واقف پرہیزگار عورت غسل دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۰۲﴾ مردوں کو غسل کون دے؟

سوال: ایک مسلمان شخص کو بڑھاپے میں جذام کی بیماری لاحق ہوئی، یہ ایک سے دوسرے کو لگنے والی بیماری ہے، اب اس شخص کا انتقال ہو گیا تو اسے غسل دینے کا کام اس کے رشتہ داروں کو کرنا چاہئے یا کسی جان کار (غسل کے مسائل کے ماہر، جاننے والے) سے دلوانا چاہئے، ایسی بیماری والوں سے لوگ دور رہتے ہیں تو ان حالات میں کیا کرنا چاہئے؟ مرنے والے کی بیماری دوسرے کو لگ سکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کے قریبی رشتہ دار اگر غسل دینا جانتے ہوں تو انہیں ہی غسل دینا چاہئے کہ صحیح حقدار وہی ہیں، لیکن نہ آتا ہو تو دوسرا جاننے والا شخص بھی دے سکتا ہے۔

ایک کی بیماری دوسرے کو لگنے کی بات بالکل غلط ہے، اسلامی تعلیم اس کی سخت مخالف ہے، اس لئے ہر مسلمان کو ایسے غلط عقیدہ سے بچنا چاہئے، اگر یہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے تو اب تک گھر کے کسی فرد کو یہ بیماری کیوں نہیں ہوئی؟ کیا مرنے کے بعد بیماری لگے گی؟ اسی طرح سب سے پہلے جسے یہ بیماری لگی اسے کس کی طرف سے لگی؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۰۳﴾ حقدار غسل نہیں دے گا تو گنہگار ہوگا؟

سوال: حقدار غسل نہ دے تو گنہگار ہوگا؟ جس پر میت کو غسل دینا ضروری ہے، وہ موجود ہو یا جو حقدار ہے اور موجود ہے پھر بھی میت کو غسل نہ دے تو گنہگار کہلائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... غسل دینا واجب علی الکفایہ ہے، اس لئے کسی بھی ایک

شخص کے غسل دینے سے سب کے ذمہ سے یہ فریضہ ادا ہو جائے گا، کوئی گنہگار نہیں کہلائے گا۔ البتہ ثواب صرف غسل دینے والے کو ملے گا۔ اور اگر کوئی بھی شخص غسل نہ دے تو سب گنہگار ہوں گے۔ (عالمگیری: ۸۱) حدیث شریف میں میت کو غسل دینے کی بہت بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۰۴﴾ میت کو غسل دینے سے پہلے غسال کا وضو کرنا ضروری ہے؟

سوال: میت کو غسل دینے سے پہلے غسال کا خود وضو یا غسل کرنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... غسل دینے والے کا غسل دیتے وقت باوضو ہونا ضروری نہیں ہے، صرف افضل ہے، اس لئے غسل دینے سے پہلے غسال کا وضو یا غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ (عالمگیری: ۲)۔ البتہ حائضہ ونفساء حالت حیض ونفاس میں مردہ عورت کو غسل نہ دیں، کیونکہ یہ مکروہ ہے۔ (شامی: ۱)

﴿۱۲۰۵﴾ کیا غسل دینے کے بعد وضو یا غسل ضروری ہے؟

سوال: کیا میت کو غسل دینے کے بعد غسال پر وضو یا غسل ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو غسل دینے کے بعد غسال کا خود غسل کر لینا بہتر ہے۔ (طحطاوی: ۶۳) ضروری یا فرض نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۰۶﴾ شوہر اپنی مردہ عورت کو غسل دے سکتا ہے؟ یا ہاتھ لگا سکتا ہے؟

سوال: زید کی عورت کا انتقال ہو گیا، تو زید اپنی عورت کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟ زید اپنی مردہ عورت کو ہاتھ لگا سکتا ہے یا نہیں؟ زید اپنی عورت کے جنازہ کو کاندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور آخری منزل پر پہنچا کر قبر میں اتارتے وقت زید قبر میں اتر کر دفن کر سکتا ہے یا

نہیں؟ ان سوالات کا تفصیلی جواب مع دلائل بتا کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت کی روح قبض ہوتے ہی نکاح کا جو تعلق تھا وہ ختم ہوگیا، اس لئے مرد اپنی عورت کو غسل دینا چاہے تو غسل نہیں دے سکتا، اسی طرح اسے ہاتھ لگانا اور قبر میں اتارنا بھی اچھا نہیں ہے، ہاں دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔ اس لئے عورت کا غسل اور کفن عورتوں ہی کو دینا چاہئے، اور جنازہ میں لینے کے لئے اور قبر میں اتارنے کے لئے عورت کے محرم ہوں تو وہی قبر میں اتاریں۔

اگر اتفاق سے وہاں عورت یا محرم میں سے کوئی بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں شوہر ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسے تیمم کرالے، ایسے وقت میں غسل کی جگہ تیمم کافی ہوجائے گا۔ (شامی: ۸۰۳) اور جنازہ میں رکھتے وقت یا قبر میں اتارتے وقت محرم نہ ہوں یا ضرورت پڑے تو شوہر ہاتھ لگا سکتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۵۰۹) ایسے وقت دوسروں کی بنسبت شوہر کا اترنا بہتر کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۰۶﴾ میت کو غسل دینے کا کیا ثواب ہے؟

سوال: میت کو غسل دینے کا کیا ثواب ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو غسل دینا مسلمانوں پر واجب ہے، اس لئے غسل دینے سے واجب ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے، اسی طرح طحطاوی میں لکھا ہے کہ جس نے میت کو غسل دیا اس کے لئے ۷۰ مغفرتیں لکھی جاتی ہیں، اس میں سے ایک مغفرت بھی اگر مخلوق میں تقسیم کردی جائے تو سب کے لئے کافی ہوجائے گی۔ (ص: ۳۴۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۰۸﴾ غسل دینے پر مزدوری لینا

سوال: میت کو غسل دینے پر مزدوری لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے، اور حدیث پاک میں میت کو غسل دینے کی بہت فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ اس لئے رضائے الٰہی حاصل کرنے کی نیت سے غسل دینا چاہئے۔

اگر اس کے علاوہ دوسرا کوئی شخص غسل دے سکتا ہو تو اس صورت میں اس کے لئے غسل کی مزدوری لینا جائز ہے، اور اگر اس کے علاوہ دوسرا کوئی شخص غسل نہ دے سکتا ہو تو مذکورہ شخص پر غسل دینا فرض ہو جانے کی وجہ سے اس کے لئے غسل دینے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

(طحطاوی: ۴۴۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فصل فی کفن المیت

﴿۱۲۰۹﴾ کفن میں لپیٹتے وقت کیا پڑھنا چاہئے؟

سوال: میت کو کفن میں لپیٹتے وقت کیا پڑھنا چاہئے؟ اگر کوئی ورد مسنون ہو تو بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کتابوں میں لکھا ہے کہ میت کو غسل دینے والا غسل دیتے وقت 'غفرانك یا رحمن' غسل کے ختم تک پڑھتا رہے۔ البتہ کفن میں لپیٹتے وقت کوئی ورد مسنون میری نظر سے نہیں گذرا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۱۰﴾ کفن کی مقدار اور وصف

سوال: کفن کتنا ہونا چاہئے؟ کفن کی زیادہ سے زیادہ مقدار اور کم از کم مقدار کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو کفن دینا فرض ہے، اس میں مرد کے لئے تین کپڑے اور عورت کے لئے پانچ کپڑے ہونا سنت ہے۔

جو تین کپڑے مسنون ہیں ان میں سے ایک کو لفافہ (چادر) دوسرے کو ازار اور تیسرے کو کفنی (کرتہ) کہتے ہیں، چادر اور ازار میت کے قد سے دو فٹ لمبی رکھنی چاہئے، اور کفنی کندھے سے لے کر پیروں کی آدھی ساق تک لمبی ہونی چاہئے۔

آپ ﷺ کو بھی مذکورہ تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا، یہ حدیث سے ثابت ہے، اگر اتفاق سے تین کپڑے کفن کے لئے میسر نہ ہوں تو ازار اور چادر اس طرح دو کفن سے بھی ضرورت پوری ہو جائے گی، اسے شرعی اصطلاح میں کفن کفایت کہتے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ کو اسی طرح دو کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا، اور اگر دو کپڑے بھی میسر نہ ہوں

تو صرف ایک کپڑے میں جس میں پورا بدن لپٹ جائے مل جائے تو کافی ہو جائے گا۔

نوٹ: کفن کے کپڑے میں جسے کفنی کہا جاتا ہے، یہ سلی ہوئی نہیں ہوتی، صرف کپڑا ہی ہوتا ہے جو سینہ کے پاس سے چاق کیا ہوا ہوتا ہے، اس میں آستین یا جیب یا کلی وغیرہ نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۱۱﴾ کفن کے لئے خرچ کئے گئے روپئے میت کے ورثاء سے وصول کر سکتے ہیں؟

سوال: زید کے انتقال کے بعد اس کی جائداد ورثاء میں تقسیم نہیں ہوئی، اور تین سال بعد زید کی بیوہ عورت کا بھی انتقال ہو گیا، زید کی ایک لڑکی ہے، اس کی عمر ہونے پر اس کی شادی ہوئی اور وہ اپنے سسرال چلی گئی، زید کا ایک لڑکا شادی شدہ ہے، اور اپنی ماں سے الگ بیوی بچوں کے ساتھ رہتا تھا۔

زندگی بھر دونوں بھائی بہن نے اپنی ماں کا کوئی خرچ نہیں اٹھایا، زید کی عورت سبزی بیچ کر اپنا گذر بسر چلاتی تھی، اس عورت کے انتقال کے بعد اس کی تجہیز و تکفین اور اس کے بعد کے خرچوں میں مرحومہ کی لڑکی نے دوسو روپئے کا خرچہ کیا، اور مرحومہ نے ضرورت پڑنے پر لوگوں سے ۳۰۰ روپئے کا قرضہ لیا تھا، جو اس کے ذمہ ابھی بھی باقی ہے۔ خلاصہ یہ کہ مرحومہ کے سر لوگوں کا ۳۰۰ روپئے کا قرض ہے، اس کی ادائے گی کی کیا صورت ہے؟

مرحومہ کے شوہر کا جو مکان تھا اس میں مرحومہ کے انتقال کے بعد اس کی لڑکی اور لڑکے کا کتنا کتنا حصہ بنتا ہے؟ اور مرحومہ کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ مرحومہ کے قرض کی ادائے گی کی کیا صورت ہے؟ مرحومہ کے انتقال کے بعد اس کی لڑکی نے اپنی ماں لئے ۲۰۰ روپئے کا خرچ کیا ہے ان روپیوں کی ادائے گی کس طرح کی جائے؟ وغیرہ امور کا شرعی جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرحومہ کے حصہ میں ان کے شوہر کے گھر میں سے جو حصۂ میراث ملے، اس سے ان کا قرض ادا کیا جائے، قرض کی ادائے گی کے بعد جو رقم بچے اس کے تین حصہ کرکے دو حصے لڑکے کو اور ایک حصہ لڑکی کو ملے گا۔ اور مرحومہ کی تجہیز و تکفین میں مرحومہ کی لڑکی نے جو خرچ کیا تھا وہ اسے واپس وصول نہیں کر سکتی، یہ اس نے ماں کا حق ادا کیا ایسا سمجھا جائے گا، اب یہ خرچ بھائی کے پاس سے یا ماں کے مال سے وصول نہیں کر سکتی۔ (شامی:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۱۲﴾ کفن پر خوشبو لگانا جائز ہے؟

سوال: کفن پر کوئی چیز لگانے کی ہو تو وہ بتائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کفن کو تین مرتبہ لوبان کی دھونی دینا چاہئے، یا جائز خوشبو لگانا ہو تو لگا سکتے ہیں، نیز میت کے سجدہ کے اعضاء پر اور ڈاڑھی، بال وغیرہ میں بھی خوشبو لگا سکتے ہیں، اور جو خوشبو اپنی زندگی میں استعمال کرنا ناجائز ہے، وہ میت کو لگانا بھی ناجائز ہے، بلکہ اس کا استعمال جہالت ہے۔ (رسائل الارکان:۱۵۱، شامی:۴:۵۰۴، بحر:۲:۱۷۲)

﴿۱۲۱۳﴾ کفن پہنانے کا طریقہ

سوال: مرد میت کو کفن پہنانے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرد میت کے کفن میں اول چادر یعنی لفافہ بچھایا جائے، بعد ازاں اس پر ازار بچھائی جائے، بعدہ اس پر کفنی بچھائی جائے، پھر میت کو اس پر لٹا کر کفنی پہنائی جائے، پھر ازار کا کپڑا لپیٹا جائے، لپیٹتے وقت میت کی بائیں جانب کا کپڑا پہلے لپیٹیں اور دائیں جانب کا کپڑا اوپر رہے اس طرح لپیٹیں، اس کے بعد لفافہ کے

کپڑے کو بھی اسی طرح کے اول بائیں جانب کا کپڑا لپیٹ لیں، اس کے بعد دائیں جانب کا کپڑا اوپر رہے اس طرح لپیٹیں، اور کفن کے کھل جانے کا اندیشہ ہو تو تین جگہوں سے کفن کو باندھ دیں۔ (شامی، درمختار: ۵۷۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۱۴﴾ عورت کے کفن کی تفصیل

سوال: عورت کے کفن میں کتنے کپڑے ہونے چاہئے؟ اور کون کونسے؟ کفن کی کم از کم مقدار کتنی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت کے کفن میں پانچ کپڑے ہونا مسنون ہے، (۱) چادر یعنی لفافہ (۲) ازار، یہ دونوں میت کے قد سے دو فٹ لمبے ہونے چاہئے (۳) کرتہ یا کفنی گردن سے پیروں تک لمبی رکھنی چاہئے (۴) اوڑھنی جو تین ہاتھ یعنی ساڑھے چار فٹ ہونی چاہئے، اور (۵) سینہ بند، یہ سینہ سے لے کر رانوں تک لمبا اور چوڑائی میں اتنا چوڑا ہونا چاہئے کہ مردہ کو اس میں برابر لپیٹا جاسکے۔

میت عورت کو ان پانچ کپڑوں میں کفن دینا سنت ہے، اور اگر اتفاق سے تین کپڑوں میں کفن دیا جائے، جس میں چادر، ازار اور اوڑھنی شامل ہو تو بھی جائز ہے، اور اسے کفن کفایت کہتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۲۱۵﴾ میت عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ

سوال: میت عورت کو کفن پہنانے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت کے کفن میں اول چادر یعنی لفافہ بچھایا جائے، پھر اس پر سینہ بند پھر اس پر ازار اور اخیر میں کرتہ بچھایا جائے۔

اب میت کو کفن پر رکھ کر اول کرتہ پہنایا جائے، اور اس کے سر کے بالوں کے دو حصے کر کے ایک حصہ داہنے سینہ پر اور دوسرا بائیں سینہ پر رکھ دیا جائے، بعد ازاں اوڑھنی پہنا دی جائے، اسے باندھنے کی یا لپیٹنے کی ضرورت نہیں ہے، پھر ازار کا کپڑا لپیٹ دیا جائے، اول بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے، اب سینہ بند بھی لپیٹ دیا جائے، اول بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے، پھر چادر لپیٹ دی جائے، اول بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے۔ اور کفن کھل نہ جائے اس لئے تین جگہوں سے کپڑے کی پٹی سے باندھ دیں۔ (فتاوی عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۱۶﴾ میت کو لحاف میں لپیٹنا کیسا ہے؟

سوال: اکثر جگہوں پر میت کو کفن میں لپیٹ کر پھر اس کے اردگرد لحاف یا استعمالی چادر لپیٹ کر پھر جنازہ میں رکھتے ہیں، اور پھر وہ لحاف یا چادر مسجد میں دے دیتے ہیں، ایسا کرنا صحیح ہے؟ اس سے ثواب ملتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کفن کھل نہ جائے اس کے لئے تین جگہوں سے کپڑے کی پٹی سے باندھ دینا بتایا گیا ہے، جنازہ کو لحاف وغیرہ میں لپیٹنا اور پھر وہ لحاف مسجد میں وقف کر دینا یہ رسم صحیح نہیں ہے، قابل ترک ہے، یہ لحاف میت کی ملکیت نہیں ہے، یہ تو اب ورثاء کا ہو گیا، اور تقسیم میراث سے قبل کسی کو صدقہ کرنے کا حق نہیں ہے، اسی طرح اگر ایک بھی وارث نابالغ ہو یا وہاں موجود نہ ہو، تو اس کی اجازت نہیں ہوتی، اس لئے ثواب کی جگہ گناہ ہوگا۔

میت کے احترام میں یا کفن نہ کھل جائے اس لئے صرف چادر لپیٹتے ہوں، اور وہ بھی بعد

میں گھر والوں ہی کو دیتے ہوں تو یہ مباح کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۱۷﴾ عورت کی تجہیز وتکفین کا خرچ مرد پر لازم ہے یا نہیں؟

سوال: عورت کے انتقال ہونے پر اس کی تجہیز وتکفین کا خرچ کس پر ہے؟ اگر شوہر موجود ہو پھر بھی عورت کے ماں باپ خوشی سے اپنی طرف سے یہ خرچہ کرنا چاہیں اور شوہر دل سے اس کی اجازت دے تو ایسا کر سکتے ہیں؟ کیا شوہر کو اس کا خرچ دینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت کے انتقال ہونے پر اس کی تجہیز وتکفین کا خرچ شوہر پر لازم ہے، لیکن پھر بھی لڑکی کے ماں باپ خوشی سے اپنی طرف سے یہ خرچہ کرنا چاہیں تو منع نہیں ہے، جائز ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں باپ نے اپنی لڑکی کی تجہیز وتکفین کے لئے جو خرچ کیا ہے وہ خرچ شوہر کو لازمـــــاً دینا چاہئے ایسا ضروری نہیں ہے، البتہ اگر لڑکی کا باپ مطالبہ کرے تو دینا پڑے گا۔ (کفایت المفتی، شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۱۸﴾ مرحوم نابینا مؤذن صاحب کی تجہیز وتکفین سے متعلق

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک مؤذن صاحب تھے، اخیر عمر میں ان کی بینائی چلی گئی تھی، اس لئے جماعت والے زکوۃ وخیرات کی رقم سے ان کی امداد کرتے تھے، ان کے رشتہ داروں میں سے کوئی ان کی خبر نہیں لیتا تھا۔ ان مؤذن صاحب کا انتقال ہو گیا، تو ان کے بھائی ان کو کفن دینے کے لئے تیار ہوئے، جماعت نے ان کی بات منظور کی، تو اس بھائی کو (مرنے کے بعد صلہ رحمی کرنے پر) ثواب ملے گا یا نہیں؟ اور جماعت کو کوئی گناہ ہوگا؟ مرحوم مؤذن صاحب کے زکوۃ وخیرات کے جو روپے ہیں، وہ اب کسے دئے جائیں؟ ان

کی بوڑھی والدہ کو یہ رقم دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مرنے والے کے بھائی نے تجہیز و تکفین کا خرچ اٹھایا، تو اسے ضرور ثواب ملے گا، اور جماعت نے تجہیز و تکفین کا خرچ نہیں کیا تو اس کی وجہ سے وہ گنہگار نہیں ہوگی۔ البتہ اگر ان کے رشتہ داروں میں سے کوئی بھی تجہیز و تکفین کا خرچ نہیں کرتا تو جماعت کے ہر مسلمان شخص پر اسکا انتظام کرنا ضروری ہو جاتا، پھر اگر جماعتی بھائیوں میں سے کوئی بھی شخص یہ فریضہ ادا نہ کرتا تو سب فرض کفایہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوتے۔ مرحوم مؤذن صاحب کے جو روپے ہیں، وہ ان کی ماں اور بھائیوں کو میراث کے قاعدہ کے مطابق ملیں گے، جب مؤذن صاحب کی ملکیت کے روپے ہیں، تو ان کی تجہیز و تکفین مرنے والے کے مال میں سے ہی کرنا چاہئے، اس کے بعد جو مال بچ جائے اس میں میراث تقسیم ہوگی۔

فصل فی حمل الجنازۃ و مایتعلق بھا

﴿۱۲۱۹﴾ جنازہ کے ساتھ کیا پڑھنا چاہئے؟

سوال: جنازہ کے ساتھ چلنے والے کو کیا پڑھنا چاہئے؟ دل میں پڑھے یا بلند آواز سے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جنازہ کے ساتھ چلتے وقت جنازہ کے پیچھے چلنا چاہئے، اور خود کے لئے بھی ایسا وقت ایک مرتبہ آنا ہے، اور اپنی موت، حساب کتاب وغیرہ کو دھیان میں رکھتے ہوئے چلنا چاہئے، اگر کوئی ورد یا دعا وغیرہ پڑھنے کا ارادہ ہو تو آہستہ آواز سے دل میں پڑھنا چاہئے، عین الہدایہ میں لکھا ہے کہ جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو خاموش رہنا چاہئے، اونچی آواز سے تلاوت یا ذکر کرنا مکروہ ہے، آہستہ سے دل میں پڑھنا جائز ہے، ہنسنا اور دنیوی باتیں کرنا بہت ہی غلط اور برا کام ہے۔ (ص: ۷۲۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۲۰﴾ جنازہ کو ڈھانک کر لے جانا کیسا ہے؟

سوال: بہت سی جگہوں پر جنازہ پر کپڑا ڈھانک کر لے جایا جاتا ہے اور اس کپڑے پر قرآن کی آیتیں اور سورتیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں، تو ایسا کپڑا ڈھانک کر جنازہ لے جانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... میت کے احترام اور عزت کے لئے جنازہ پر کپڑا ڈھانک دیا جائے تو ایسا کرنا جائز ہے، اور عورت کے جنازہ پر اس نیت سے کپڑا ڈھانکنا کہ پردہ ہو جائے یہ اور بھی اچھا ہے، لیکن اس کپڑے پر قرآن کی آیتیں لکھی ہوئی ہوں تو مکروہ ہے، اور ان کا ادب کرنا ضروری ہوگا، اگر کوئی کپڑے کا ادب نہ کر سکے اور بے وضو ہاتھ لگائے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔ اس لئے سادہ کپڑا ڈھانکنے کے لئے ہو تو وہی بہتر ہے۔

﴿۱۲۲۱﴾ جنازہ میں رکھنے سے قبل کیا پڑھنا چاہئے؟

سوال: میت کو جنازہ میں رکھنے سے قبل کوئی دعا یا ذکر وغیرہ پڑھنے کا ہو تو بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو جنازہ میں رکھنے سے قبل کوئی دعا یا ذکر حدیث شریف یا فقہاء کے اقوال سے ثابت نہیں ہے۔ ہمارے یہاں جو بعض کلمات پڑھے جاتے ہیں یہ ثابت نہیں ہیں، رسم ورواج ہے، جو قابل ترک ہے، اس لئے کہ جو طریقہ شریعت سے ثابت نہیں ہے اسے ثواب کی نیت سے دین سمجھ کر کرنا گناہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۲۲﴾ جنازہ گھر میں سے نکل رہا ہو تو کیا پڑھنا چاہئے؟

سوال: جب جنازہ گھر میں سے نکل رہا ہو تو اس وقت کوئی ورد مسنون ہو تو بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ کے گھر سے نکلتے وقت کوئی دعا یا ذکر قرآن و حدیث یا فقہاء کے اقوال سے ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۲۳﴾ جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ

سوال: جنازہ اٹھانے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ اٹھانے والے چار آدمی ہوں تو یہ سنت اور بہتر ہے۔ اور جنازہ اٹھانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جنازہ کے آگے کا داہنا پایہ داہنے کندھے پر اٹھا کر کم از کم دس قدم چلا جائے، پھر اسی طرف کا پیچھے کا پایہ داہنے کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلا جائے۔ پھر بائیں جانب کا آگے کا پایہ اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر کم از کم دس

قدم چلا جائے، اور پھر پیچھے کا بایاں پایہ اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر اس کو دس قدم چلا جائے، تاکہ کل چالیس قدم ہو جائیں۔ (درمختار، عالمگیری)۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: کہ جو شخص جنازہ اٹھا کر چالیس قدم چلے گا، اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (طحطاوی: ۳۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۲۴﴾ جنازہ اٹھانے میں مدد کرنا ضروری ہے؟

سوال: جنازہ اٹھانے میں مدد کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ اٹھانے میں مدد کرنا مسلمانوں پر ضروری ہے، اور اگر کوئی اٹھانے والا نہ ہو یا اٹھاتا نہ ہو تو اور زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔

﴿۱۲۲۵﴾ جنازہ اٹھانے میں دوسرے کو تکلیف دینا

سوال: کبھی کبھی جنازہ کو کندھا دینے میں مسلمان دھکا دیتے ہیں، جس سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہے، تو ایسا کرنا کیسا ہے؟ جنازہ کو کندھا دینے کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے دوسرے کو تکلیف دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ اٹھانا اور چالیس قدم چلنا مستحب ہے، لیکن اس کے لئے کسی مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۲۶﴾ جنازہ کے آگے صف بنانا مکروہ ہے۔

سوال: جنازہ کو کندھا دینے کے لئے جنازہ کے آگے دونوں طرف صف بنائی جاتی ہے، یہ صف کبھی کبھی بہت لمبی ہوتی ہے، تو اس طرح صف بنانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حدیث شریف میں حکم دیا گیا ہے کہ جنازہ کے پیچھے

رہو، جنازہ کے آگے نہ چلو، اس لئے حنفی مذہب میں جنازہ کے پیچھے چلنا افضل کہا گیا ہے، اس لئے جنازہ کو کندھا دینے کے لئے جنازہ کے آگے دور دور تک صف بنانا مکروہ کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۲۷﴾ جنازہ کو کندھے پر لے کر تھوڑا چلنا چاہئے؟

سوال: جنازہ کو کندھا دینے کے لئے جب ہم جاتے ہیں، اور جیسے ہی ہم ہمارے کندھے پر لیتے ہیں تو سامنے کھڑا دوسرا شخص فوراً اپنے کندھے پر لے لیتا ہے، اسی طرح اس کے پاس سے تیسرا شخص اپنے کندھے پر لے لیتا ہے، کندھے پر لے کر چلنے کا موقع نہیں ملتا، کبھی کبھی تو کندھے پر رکھنے کا موقعہ بھی نہیں ملتا اور دوسرا لے لیتا ہے یہ طریقہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ طریقہ بہتر نہیں ہے، مستحب طریقہ یہ ہے کہ جنازہ کے پائے کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلا جائے، اس طرح چار پائے رکھ کر چالیس قدم چلنے سے حدیث شریف میں وارد فضیلت کے مستحق بن سکتے ہیں۔ لیکن اگر ازدحام زیادہ ہو جس کی وجہ سے چلنا بھی دشوار ہو تو اس صورت میں سوال میں مذکورہ طریقہ میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۲۸﴾ جنازہ کو لے کر چلنے کا طریقہ

سوال: جنازہ لے کر آہستہ چلنا چاہئے یا تیز چلنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ لے کر نہ تو بالکل آہستہ چلے اور نہ اتنی تیز چلے کہ دوڑنے کی شکل ہو جائے، بلکہ درمیانی چال سے اس طرح چلے کہ میت کو حرکت نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۲۹﴾ جنازہ کے ساتھ خیرات کرنا کیسا ہے؟

سوال: جنازہ لے کر جاتے وقت پیچھے چل کر خیرات کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس وقت خیرات کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلما...... میت کے ایصال ثواب کے لئے جو کچھ جانی مالی عبادت کر کے ثواب بخشا جائے وہ میت اور بخشنے والے دونوں کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہے، لیکن اس کے لئے رسم کی پابندی اور ریا کاری سے بچنا سخت ضروری ہے۔

سوال میں مذکورہ طریقہ بھی اسی قبیل سے ہونے کی وجہ سے قابل ترک ہے، نیز غیر بھی اپنے جنازہ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں اس لئے ایسا کرنے میں ان کے ساتھ مشابہت بھی ہے، اس لئے تنہائی میں صدقہ، خیرات کر کے ثواب پہنچانے کا طریقہ اپنانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۳۰﴾ کیا جنازہ زمین پر رکھنے سے قبل بیٹھنا ممنوع ہے؟

سوال: جنازہ کو اٹھانے والے جنازہ کو زمین پر رکھیں اس سے قبل زمین پر بیٹھنا جائز ہے یا ممنوع ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلما...... جنازہ زمین پر رکھنے سے قبل بیٹھنے کو مکروہ کہا گیا ہے۔

﴿۱۲۳۱﴾ میت کو بیل گاڑی میں لے جانا کیسا ہے؟

سوال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میت کا انتقال دور گاؤں میں ہوتا ہے اور اسے اس جگہ سے اپنے گاؤں پر لانا پڑتا ہے، یا کبھی قبرستان دور ہوتا ہے تو اس صورت میں میت کو بیل گاڑی یا ٹرک وغیرہ میں رکھ کر لے جانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......میت کو احترام اور عزت کے ساتھ دفن کے لئے لے جانا چاہئے، سامان کی طرح بھر کر نہیں لے جانا چاہئے۔ اس لئے سخت مجبوری یا ضرورت کے بغیر ٹرک یا بیل گاڑی یا سواری وغیرہ میں لے جانا مکروہ ہے۔ (طحطاوی: ۳۶۵)

آپ کے یہاں یو.کے. میں قبرستان دور ہوتا ہے اور راستہ پر ازدحام بھی خوب ہوتا ہے اور خاص سواری میں احترام کے ساتھ میت کو لے جایا جاتا ہے اس لئے منع نہیں ہے۔

﴿۱۲۳۲﴾ عورت اپنے شوہر کے جنازہ میں جاسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہوگیا، اس کے جنازہ کو دوسرے گاؤں میں دفن کرنے کے لئے لے جانے کا ارادہ ہے، تو عورت ساتھ میں آسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......جس گھڑی شوہر کا انتقال ہوگیا اسی لمحہ سے عورت کی عدت شروع ہوچکی ہے۔ اس لئے جس گھر میں شوہر کی وفات ہوئی اس گھر میں عدت گزارنا ممکن ہو تو اس گھر سے وہ عورت باہر نہیں نکل سکتی، وہاں رہ کر اسے اپنی عدت پوری کرنا ضروری ہے، اگر اس عورت کا وہاں گھر نہ ہو بلکہ دوسرے گاؤں میں اس کا گھر ہو تو عورت وہاں جاسکتی ہے، لیکن دفن میں شرکت کے لئے جانا بالکل جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اس سے سخت الفاظ میں منع کیا گیا ہے۔ (درمختار: ۸۵۴/۱) فقط واللہ اعلم

﴿۱۲۳۳﴾ جنازہ میں شرکت کرنے والے کو کتنا ثواب ملے گا؟

سوال: میت کے جنازہ کی نماز سے لے کر اس کی تدفین تک ہر عمل میں شریک رہنے والے کو شریعت کی طرف سے کیا ثواب اور بدلہ ملتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ کی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں سے چلا جانا

مناسب نہیں ہے، لیکن اگر کوئی جانا چاہے تو ولی کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے، اور جنازہ کی نماز کے بعد تدفین سے قبل جانا چاہیں تو ولی کی اجازت لینا ضروری ہے۔ اور بعد تدفین جانے میں ولی کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ (عالمگیری: ۱/۱۶۵)۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ: جس شخص نے جنازہ کی نماز پڑھی تو اسے ایک قیراط ثواب ملے گا، اور تدفین میں بھی حصہ لیا تو اسے دو قیراط ثواب ملے گا، پوچھا گیا کہ قیراط کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا: دو بڑے پہاڑ کے برابر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۴۳﴾ غیر مسلم ماں کی تجہیز و تکفین کرنا

سوال: میرا ایک شاگرد نو مسلم ہے، ماں غیر مسلم ہے، جو اس کے ساتھ ہی رہتی ہے، وہ جاننا چاہتا ہے کہ اگر اس کی ماں کا انتقال ہو جائے تو وہ کس حد تک اس کی ماں کے تجہیز و تکفین میں حصہ لے سکتا ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ اس کی ماں کی تجہیز و تکفین ہندو مذہب کے مطابق ہی ہوگی، کیا یہ شخص تجہیز و تکفین کا خرچ اپنی طرف سے کر سکتا ہے؟ تجہیز و تکفین کے بعد بھی تیجا، چالیسواں کیا جائے گا، کیا اس کا خرچ وہ اپنی طرف سے دے سکتا ہے؟ یا اس میں کچھ رقم اپنی طرف سے لگا سکتا ہے؟ یہ میرا شاگرد بہت ہی نیک ہے، الف با کی تختی سے شروع کر کے ابھی پانچواں پارہ ناچیز کے پاس ہی پڑھتا ہے، اس کی والدہ کی اس کو بہت فکر ہے وہ اس کو بہت سمجھاتا ہے، لیکن وہ کلمہ پڑھنے پر راضی نہیں ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جبکہ اس کی ماں مسلمان نہیں ہے، اور اس کے دوسرے ہم مذہب رشتہ دار موجود ہیں تو یہ شخص اس کی تجہیز و تکفین میں حصہ نہ لے یہی بہتر ہے، اس کے باوجود چونکہ وہ اس کی ماں ہے اگر یہ تجہیز و تکفین کا خرچ اپنی طرف سے کر دے تو گناہ

نہیں ہوگا۔(طحاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۳۵﴾ جنازہ میں شرکت کے لئے عورتوں کا جانا

سوال: دوسرے گاؤں کے مرد یا عورت کے انتقال کی خبر سنتے ہی ہمارے گاؤں کے مرد اور عورتیں جنازہ میں شرکت کے لئے فوراً جانا شروع کر دیتے ہیں، تو اس طرح عورتوں کو جنازہ میں شرکت کے لئے جانا ازروئے شرع کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... باہر گاؤں سے میت کی خبر سنتے ہی جنازہ میں شرکت کے لئے جانا جائز ہے، اور موت کے بعد تعزیت کے لئے جانا بھی سنت ہے، اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر جو حق ہے اس کی ادائے گی یا سنت کی پیروی کے لئے شریعت کے کسی دوسرے حکم کو توڑنا یا اس کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے، سنت کی ادائے گی میں اگر حرام کا ارتکاب کیا جائے گا تو ثواب کی جگہ گناہ ہوگا، اور شریعت ایسے کام سے منع کرتی ہے۔

اول تو ہمارے یہاں ۱۰، ۱۵ گاؤں دور دور تک خبر کرنا اور اس کے لئے میت کو روک رکھنا یہی حدیث کی تعلیم کے خلاف ہے، دوسری بات یہ کہ واردین میں صحیح جذبہ نہیں ہوتا، وہ صرف رسم پوری کرنے یا اپنی حاضری کی خبر دینے کے لئے آتے ہیں، عورتیں بے پردہ اور پرائے مردوں کے ساتھ آتی ہیں، یہ سوچ کر آتی ہیں کہ اگر نہیں جائیں گی تو لوگ کیا کہیں گے، اور اسی طرح میت کے گھر کھانے کا رواج ہے۔

وہاں جا کر ایصال ثواب کرنے کے بجائے غیبت، برائی اور شور شرابہ یا رونے میں زیادہ وقت گزرتا ہے، فرض نمازوں کی ادائے گی کا بھی کچھ اہتمام نہیں ہوتا۔ جس طرح زندگی میں پرائے مرد کو دیکھنا جائز نہیں ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی میت مرد کو دیکھنا جائز نہیں

ہے، جسے کوئی خیال میں نہیں لاتا، اس لئے ان سب گناہوں والے افعال کے ساتھ جو تعلیمات حدیث کے خلاف ہیں، سنت کی ادائے گی کا ثواب نہیں ملتا۔ بلکہ گناہوں کا پلہ جھک جاتا ہے، اور نیکی بر باد گناہ لازم والا معاملہ ہوتا ہے، اس لئے ان افعال کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۳۶﴾ میت کو قبرستان لے جاتے وقت بآواز بلند کلمہ پڑھنا

سوال: میت کو قبرستان لے جاتے وقت سب کا مل کر بآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو قبرستان لے جاتے وقت دل ہی دل میں اللہ کا ذکر کرنا، کلمہ طیبہ پڑھنا جائز ہے اور جنازہ کے پیچھے چلنا چاہئے، بآواز بلند کلمہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (مراقی الفلاح)

فصل فی صلوۃ الجنازۃ

﴿۱۲۳۷﴾ جنازہ کی نماز کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے؟

سوال: جس جگہ جنازہ کی نماز ہو رہی ہے وہاں خشک گوبر یا جانور کے پیشاب کا نشان ہو تو اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے نماز صحیح ہوگی؟ یعنی جنازہ کی نماز کے لئے جس جگہ کھڑے رہیں اس جگہ کا پاک ہونا شرط ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ کی نماز کے لئے بھی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اس لئے پیر رکھنے کی جگہ ناپاک ہوگی تو نماز نہیں ہوگی، بہت سے لوگ جوتوں پر کھڑے ہوتے ہیں تو ان کا بھی پاک ہونا ضروری ہے۔　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۳۸﴾ مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

سوال: جس مسجد میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہے، جمعہ اور عیدین کی نماز ہوتی ہے ایسی مسجد میں یا ایسی مسجد کے کسی حصہ میں جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... کسی خاص عذر کے بغیر مسجد کے جماعت خانہ میں جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس لئے کہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چاہے جنازہ جماعت خانہ میں لا کر رکھا جائے یا نہ رکھا جائے، جماعت خانہ میں جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ وہ صحن جو جماعت خانہ میں داخل نہیں ہے، وہاں نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ (شامی، درمختار: ۱/۵۹۳) برف،، بارش یا سخت سردی وغیرہ اعذار کے سبب مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۳۹﴾ مسجد کے صحن میں جنازہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: مسجد کی صحن میں جنازہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد کا صحن اگر جماعت خانہ میں شامل نہ ہوتو وہاں جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۴۰﴾ مسجد سے باہر میت رکھ کر جماعت خانہ میں جنازہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء امت اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم نے مسجد کا محراب اس نیت سے کچھ لمبا بنایا ہے کہ جنازہ کی نماز کے لئے میت آگے والے آدھے حصہ میں رکھی جاسکے اور امام صاحب اسکے پیچھے والے آدھے حصہ کے محراب میں کھڑے ہوکر پڑھا سکیں نیز مصلی حضرات جماعت خانہ میں پڑھیں۔ نقشہ اس طرح ہے؟

سوال طلب امر یہ ہے کہ اس طرح کا محراب جسکا آدھا حصہ شرعی مسجد میں داخل ہو اور بقیہ آدھا حصہ شرعی مسجد کا حصہ نہ ہوتو کیا اس طرح شرعی مسجد سے باہر جنازہ رکھا جائے اور امام صاحب مسجد کے محراب میں اور مصلی حضرات جماعت خانہ میں جنازہ کی نماز پڑھیں تو جائز ہے؟

نوٹ: آنجناب کو معلوم ہے کہ برطانیہ میں تقریباً موسم خراب رہتا ہے۔ کبھی بارش کبھی برف ایسی حالت میں جنازہ کی نماز کھلی جگہ میں پڑھنے کے لئے کافی دشواری ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی سہولت کے لئے یہ راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ تکلیف فرما کر جواب ارسال فرمائیں گے۔ شرعی نقطہ نظر کیا ہے۔ **بینوا و توجروا!**

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... جنازہ کی نماز مسجد کے جماعت خانہ میں پڑھنے کے

سلسلہ میں فقہاء احناف اسکو مکروہ قرار دیتے ہے اور یہ کراہت تحریمی ہے کہ تنزیہی اسمیں دونوں قول منقول ہیں اب جنازہ خارج عن المسجد ہو اور مصلی جماعت خانہ میں ہوں یا جنازہ اور امام و مصلی سب مسجد میں ہو دونوں صورتوں کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

وكرهت تحريما وقيل تنزيها في مسجد جماعت هواى الميت فيه وحده اوسع القوم واختلف في الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم درالمختار الكراهة مطلقة الدرالمختار، ج ۳، ص ۱۲۶، امداد الفتاوى، ج ۱، ص ۵۳۳)

موسم خراب ہو بارش یا برف کی وجہ سے کسی دوسری جگہ میں جنازہ کی نماز نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی مجبوری کی حالت میں جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھ سکتے ہیں آپ نے جو صورت تحریر فرمائی ہے کہ محراب میں خارج عن المسجد جو جگہ ہے وہاں جنازہ رکھا جائے اور امام اور قوم دونوں مسجد کے جماعت خانہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو اس صورت کے متعلق بھی فقہاء مکروہ لکھتے ہے جیسا کہ اوپر کی عبارت میں صراحت کی گئی ہے انما **تكره في المسجد بلاعذر فان كان فلا ومن الاعزار المطر كمافى الخانيه. اه شامى ص ۱۲۹)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۱۲۴۱﴾ عیدگاہ میں جنازہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: ایک شخص نے عیدگاہ کے لئے زمین وقف کی ہے، اس عیدگاہ میں جنازہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عیدگاہ میں جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (عالمگیری، طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۴۲﴾ کسی کی نجی زمین پر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے؟

سوال: کسی کی نجی زمین پر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے؟ کیا مالک زمین سے اجازت لینی ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مالکِ زمین سے اجازت لینا ضروری ہے، اس لئے کہ زمین کے مالک کی اجازت کے بغیر اس کی نجی زمین پر جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۴۳﴾ قبرستان میں جنازہ کی نماز پڑھنا

سوال: قبرستان میں قبروں کے سامنے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ قبرستان میں جہاں جگہ خالی ہو، سامنے یا پیچھے قبریں نہ ہوں ایسی جگہ جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بہشتی ثمر میں لکھا ہے کہ وہاں جنازہ کی نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، تو اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبرستان میں ایسی جگہ جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے جہاں مصلی کے سامنے قبریں نہ آتی ہوں، اگر سنت طریقہ کے مطابق سجدہ کی جگہ نظر رکھ کر نماز پڑھتے ہوئے مصلی کی نظر قبر پر پڑتی ہو تو ایسی جگہ جنازہ کی نماز مکروہ ہے۔ (فتاوی دارالعلوم، بدائع: ۱/۳۱۵) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۴۴﴾ قبرستان میں جنازہ کی نماز پڑھنا

سوال: قبرستان میں ایک خالی جگہ ہے جہاں جنازہ کی نماز پڑھی جا سکتی ہے، البتہ اس خالی جگہ کے اردگرد قبریں ہیں تو کیا اس خالی جگہ میں جنازہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر سنت طریقہ کے مطابق سجدہ کی جگہ نظر رکھ کر نماز پڑھتے ہوئے مصلی کی نظر قبر پر نہ پڑتی ہو تو ایسی جگہ جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے، ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۴۵﴾ جنازہ کی نماز کے لئے سترہ رکھنا ضروری ہے؟

سوال: ایک کھلا میدان ہے، ہمارے یہاں جب جنازہ کی نماز پڑھنے کا موقع آتا ہے تو وہیں جنازہ کی نماز پڑھی جاتی ہے، تو وہاں نمازی کے سامنے سترہ رکھنا ضروری ہے؟ کیا جنازہ کی نماز کے لئے سترہ ضروری ہے؟ سترہ کتنا لمبا ہونا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ کی نماز کے لئے سترہ کی ضرورت نہیں ہے، لیکن عام راستہ اور میدان کو جنازہ کی نماز کے لئے روکنا یا نجی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (طحطاوی: ۱:۳۶۱) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۴۶﴾ تیمم کرکے جنازہ کی نماز پڑھنا

سوال: جنازہ تیار ہو اور غسل یا وضو کا وقت نہ ہو، غسل یا وضو کرنے میں نماز چھوٹ جانے کا ڈر ہو تو کیا تیمم کرکے جنازہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ولی کے علاوہ دوسرا کوئی شخص جنبی یا بے وضو ہو اور اس کے وضو یا غسل کرنے میں جنازہ کی نماز کے چھوٹ جانے کا ڈر ہو تو تیمم کرکے جنازہ کی نماز میں شریک ہو جانا درست ہے۔ (شامی: ۱/۱:۱۶۱) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۴۷﴾ جنازہ کی نماز میں قبلہ رخ ہونا شرط ہے؟

سوال: جگہ کی تنگی کی وجہ سے جنازہ کے پیچھے اتنی جگہ نہ ہو کہ نئی صفیں قبلہ رخ کھڑی رہ سکیں

ہو تو جو لوگ قبلہ رخ کھڑے نہ ہوں تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جو لوگ قبلہ رخ نہیں ہیں ان کی نماز نہیں ہوگی، اس لئے کہ جنازہ کی نماز میں بھی چہرہ قبلہ کی طرف ہونا شرط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۴۸﴾ جنازہ کی نماز میں کتنے فرض ہیں؟ اور کون کون سے؟

سوال: جنازہ کی نماز میں کتنے فرض ہیں؟ اور کون کون سے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جنازہ کی نماز میں صرف دو چیزیں فرض ہیں، (۱) چار تکبیریں کہنا، اور (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا، اسی لئے سخت مجبوری یا معذوری کے بغیر جنازہ کی نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۴۹﴾ جنازہ کی نماز میں صفیں درست نہ ہوں تو

سوال: ہمارے یہاں ایک بڑا میدان ہے، وہیں جنازہ کی نماز ہوتی ہے، وہ میدان اونچا نیچا ہے، اس میں کھڈے زیادہ ہونے کی وجہ سے، صفیں بھی اونچی نیچی رہتی ہیں، تو اگر جنازہ کی نماز میں صفیں اونچی نیچی ہوں تو چل سکتا ہے یا نہیں؟ مفصل جواب بتا کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صفیں اونچی نیچی ہوں تب بھی نماز صحیح ہو جائے گی۔

﴿۱۲۵۰﴾ جنازہ کی نماز میں کون سی صف میں کھڑے رہنا افضل ہے؟

سوال: ایک مولانا صاحب نے فرمایا: کہ جنازہ کی صفوں میں جو آخری صف ہوتی ہے اس میں کھڑے رہنا افضل ہے، تو کیا یہ بات صحیح ہے؟ اسکی کیا وجہ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جنازہ کی صف میں بالکل اخیر کی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے، اس لئے کہ یہ نماز حقیقت میں میت کے لئے دعا

ہے اور نماز پڑھنے والا سفارشی ہے، اور اخیر میں کھڑے رہنے میں زیادہ عاجزی ظاہر ہوتی ہے اس لئے اس میں زیادہ ثواب ہے۔ (کبیری شرح منیہ: ۵۴۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۵۱﴾ جنازہ کی نماز میں کثرت صفوف کی فضیلت

سوال: جنازہ کی نماز میں زیادہ آدمی ہوں تو اس سے مردہ جنتی سمجھا جاتا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ زیادہ آدمی کے ہونے سے مردہ کو کوئی فائدہ ہوتا ہے؟ کیا ایسا عقیدہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس شخص کی جنازہ کی نماز ایسے چالیس (۴۰) لوگوں نے پڑھی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو میت کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔ (مشکوۃ)

جنازہ کی نماز میت کے لئے دعا ہے، اور نماز پڑھنے والا سفارشی ہے، اور حدیث شریف میں سفارش قبول ہونے کا جو کہا گیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ میت کی مغفرت کردی جائے گی۔ مسلم شریف اور دیگر کتب حدیث میں سو کی تعداد میں نمازیوں کا آنا وارد ہوا ہے۔ کہ اگر سو آدمی ہوں تو ان کی سفارش قبول کی جائے گی (مشکوۃ: ۱۴۵) اس لئے جتنے زیادہ نیک آدمی جنازہ میں شریک ہوں تو اللہ کے فضل سے امید ہے کہ اتنی مردہ کی مغفرت کی امید زیادہ ہوگی، اور مغفرت کی دعا منظور ہوگی۔

﴿۱۲۵۲﴾ نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا مانگنا

سوال: جنازہ کی نماز سے فارغ ہو کر امام صاحب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور حاضرین تمام اس پر آمین کہتے ہیں، تو اس طرح دعا مانگنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نماز جنازہ میت کے لئے ایک طرح کی مغفرت کی دعا

ہی ہے، جو شریعت کی طرف سے مقرر کی گئی ہے، لہذا ایک دعا کے بعد دوبارہ دعا کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اس لئے نمازِ جنازہ کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنا اور حاضرین کا اس پر آمین کہنا وغیرہ ناجائز اور بدعت ہے، اور اگر یہ دعا ضروری ہوتی تو حضور ﷺ ضرور اس کی تعلیم دے کر جاتے، اس لئے نماز کے بعد اجتماعی طور پر دعا نہیں مانگنی چاہئے۔

﴿۱۲۵۳﴾ مرد، عورت اور مجنون کی جنازہ کی نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال: عورت اور مجنون کی جنازہ کی نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اول جنازہ کے سامنے قبلہ کی طرف چہرہ کر کے کھڑے ہو کر نیت کر لیں کہ "میں جنازہ کی نماز (مغفرت کی دعا کے لئے) اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں"۔ اور جہراً اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لیں، اور ثنا پڑھیں، نمازِ جنازہ کی ثنا اس طرح ہے:

سبحانك اللهم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالیٰ جدك و جل ثنائك و لا اله غيرك۔

پھر امام دوسری تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر بلند آواز سے کہے، اور مقتدی سراً بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہیں۔ اور درود ابراہیم پڑھیں، پھر تیسری تکبیر اسی طرح کہیں اور میت بالغ مرد یا عورت ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

اور اگر نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً۔

اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً۔

پھر چوتھی تکبیر اسی طرح کہیں اور بغیر کچھ پڑھے کھڑے کھڑے ہی سلام پھیر دیں۔

چوتھی تکبیر کے بعد اگر کوئی شخص ربنا اتنا...... الی آخرہ پڑھنا چاہے تو اس کی گنجائش ہے۔

اور سلام پھیرنے کا وہی طریقہ ہے جو پنج وقتہ نمازوں میں سلام پھیرنے کا طریقہ ہے، اور سلام پھیرنے میں فرشتوں اور مقتدیوں پر سلام کی نیت کرنے میں میت کو بھی شامل کرلیں، اگر میت داہنی طرف ہو تو داہنی طرف میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں طرف میں۔ (مراقی الفلاح)۔ مجنون کا حکم جدا نہیں ہے، اگر مجنون بالغ ہے تو بالغ میت کی دعاء اور نابالغ ہو تو نابالغ میت کی دعاء پڑھی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۵۴﴾ نابالغ لڑکے اور لڑکی کی جنازہ کی نماز کا طریقہ

سوال: نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کی نمازِ جنازہ کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نابالغ لڑکے اور لڑکی کی نمازِ جنازہ کا وہی طریقہ ہے جو بالغ کی نمازِ جنازہ کا طریقہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تیسری تکبیر کے بعد بالغ کی نمازِ جنازہ میں اللھم اغفر لحینا والی دعا پڑھی جاتی ہے جبکہ نابالغ کی نمازِ جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد اگر میت لڑکا ہے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً۔

اور اگر میت لڑکی ہے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۵۵﴾ اگر بغیر نماز پڑھے مردہ کو دفن کر دیا تو

سوال: اگر کسی مردہ پر نماز پڑھے بغیر اسے دفن کر دیا تو کتنے دنوں کے اندر اندر اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ یا اس کی تلافی کی اور کیا شکل ہو سکتی ہے؟ قبر میں نعش کے پھولنے پھٹنے کا اندازہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر کسی مردہ پر نماز پڑھے بغیر اسے دفن کر دیا گیا تو جب تک نعش کے صحیح وسالم ہونے کا گمان ہو اس کی قبر پر جنازہ کی نماز پڑھ لی جائے، اگر گمان غالب ہو کہ نعش پھول گئی ہوگی یا پھٹ گئی ہوگی تو اب اس پر نماز نہیں پڑھ سکتے، نعش کتنے دنوں میں پھول جاتی ہے یا پھٹ جاتی ہے یہ موسم اور جگہ کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے، عام طور پر تین دن تک یہ حالت پیدا نہیں ہوتی، اس لئے تین دن کے اندر اندر پڑھ لینی چاہئے۔ (شامی:۵۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۵۶﴾ پھانسی کے بعد حکومت نعش نہ حوالہ کریں اور خود دفنا دے تو اس کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا جنازہ کی نماز غائبانہ پڑھ سکتے ہیں؟ اگر چہ حنفی مسلک کے مطابق غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، تو شافعی مسلک کے کسی شخص کو امام بنا کر اس کے پیچھے غائبانہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ اور غائبانہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھ سکتے ہیں؟ یا باہر پڑھنا ضروری ہے۔

سوال کا مقصد یہ ہے کہ یہاں ایک واقعہ پیش آیا، اور وہ یہ کہ ایک مسلمان بھائی کو حکومت نے پھانسی کی سزا سنائی، اور اسے پھانسی ہوگئی، اور حکومت نعش گھر والوں کو حوالہ نہیں کرتی، اور حکومت نے بغیر نہلائے بغیر کفنائے ایسے ہی مردہ کو دفنا دیا، دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب کریں، آمین۔ اور یہاں سب لوگ جنازہ کی نماز غائبانہ پڑھ رہے ہیں، تو اس مسئلہ کا شرعی حل کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ کی نماز کے صحیح ہونے کے شرائط میں سے من جملہ ایک شرط میت کا موجود ہونا بھی ہے، اس لئے جو میت نمازی یا امام کے سامنے نہ ہو ایسے غیر موجود میت پر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا حنفی مسلک کے مطابق لوگوں کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ ایسی صورت میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ سب آدمی جمع ہو کر تلاوت کر کے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کریں۔ حکومت نعش حوالہ نہیں کرتی، اور اسلامی طریقہ کے مطابق غسل، کفن، دفن بھی نہیں کرتی، تو جب وہ مردہ کو قبر میں رکھ دے تو اس کے بعد نعش کے پھولنے پھٹنے سے پہلے پہلے مسلمان اس کی قبر پر جا کر جنازہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (شامی، عالمگیری: ۱۶۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۵۷﴾ جنازہ کی نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے؟

سوال: جنازہ کی نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جنازہ کی نماز پڑھانے کا سب سے زیادہ حقدار مسلم بادشاہ، اگر وہ نہ ہو تو اس کا نائب، اس کے بعد میت کا ولی یا میت کے ولی سے زیادہ متقی پرہیزگار محلہ کی مسجد کا امام ہو تو وہ اور اس کے بعد میت کا ولی جسے اجازت دے وہ زیادہ

حقدار ہے، اسے ہی نماز پڑھانی چاہئے۔ (مراقی الفلاح) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۵۸﴾ اگر زیادہ حقدار ہوں تو کس کا نماز پڑھانا افضل ہے؟

سوال: اگر کسی میت کے نماز پڑھانے کے حقدار زیادہ ہوں تو نماز پڑھانے کے لئے تمام کی اجازت لینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... میت کے ساتھ تعلق رکھنے والے حقدار زیادہ ہوں تو جس کا حق میت کے ساتھ زیادہ ہوگا وہی ولی اور اصل حقدار کہلائے گا، اس کی موجودگی میں دوسرے حقداروں کا حق باقی نہیں رہے گا۔ اور نماز پڑھانے والے کو ان چھوٹے حقداروں کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

﴿۱۲۵۹﴾ جنازہ کی نماز پڑھانے والے امام کو کہاں کھڑا رہنا چاہئے؟

سوال: جنازہ کی نماز پڑھانے کے لئے امام کو کہاں کھڑا رہنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جنازہ مرد کا ہو یا عورت کا میت کے سینہ کے بالکل سامنے کھڑے رہ کر نماز پڑھانی چاہئے، اس لئے کہ سینہ میں ایمان ہوتا ہے اور ایمان ہی کی وجہ سے یہ نماز پڑھی جارہی ہے۔ (ہدایہ ۱:۱۶۱۔ عالمگیری ۸۴:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۶۰﴾ جنازہ کی نماز میں امام کی آواز مقتدیوں تک نہ پہنچی ہو تو......

سوال: کبھی کبھی جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے آنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے، اور پیچھے تک امام صاحب کی آواز نہیں پہنچتی ہے تو پیچھے کے مقتدیوں کو تکبیر کی آواز نہیں سنائی دیتی وہ آگے والوں کی حرکت سے سلام کو پہچانتے ہیں اور سلام پھیرتے ہیں تو کیا ان کی نماز صحیح ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ......سوال میں مذکورہ صورت پیدا ہو تو مکبر کا انتظام کرنا چاہئے اور جنازہ اٹھانے سے پہلے ان لوگوں نے تکبیر کہہ کر اپنی نماز ختم کر لی تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۶۱﴾ جنازہ کی نماز دو مرتبہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: کسی میت پر دو مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھا سکتے ہیں، ایک میت پر ایک مرتبہ جنازہ کی نماز ہو جانے کے بعد ایک مولانا صاحب نے دوبارہ اس میت کی جنازہ کی نماز پڑھائی تو کسی میت پر دو مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھانا مناسب ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......حنفی مذہب کے مطابق ایک جنازہ پر دو مرتبہ نماز نہیں پڑھ سکتے، یہ جائز نہیں ہے، اگر پہلی مرتبہ میں میت کے ولی نے نماز نہ پڑھی ہو یا اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص نے نماز پڑھا دی ہو تو ولی کو حق ہے کہ وہ دوبارہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے، یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو وہ پڑھا سکتا ہے۔ (ہدایہ اولین:۱۷۲، شامی:۱:۸۲۶، طحطاوی:۳۵۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۶۲﴾ جنازہ کی نماز دو جگہ پڑھنا

سوال: ایک صاحب کا ایک گاؤں میں انتقال ہو گیا، گاؤں والوں نے میت کو غسل بھی دیا کفن بھی دیا اور ان پر نماز بھی پڑھ لی پھر میت کے گھر والے آئے اور جنازہ اپنے گاؤں لے آئے اور پھر گھر والوں نے وہاں دوبارہ نماز پڑھی، تو کسی میت پر دو مرتبہ نماز پڑھ سکتے ہیں؟ ان دو میں سے کون سی نماز صحیح ہوئی؟ اول یا ثانی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......حنفی مذہب کے مطابق ایک جنازہ پر دو مرتبہ نماز نہیں

پڑھ سکتے، حدیث شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، لیکن بعض صورتوں میں مثلاً میت کے ولی سے اجازت لئے بغیر کسی نے جنازہ کی نماز پڑھادی یا اس کا نماز پڑھنا رہ گیا ہو اور اب وہ پڑھنا چاہتا ہو تو ولی کو یہ حق ہے کہ وہ دوسری مرتبہ جنازہ کی نماز قائم کرسکتا ہے۔
ولی کی اجازت سے کسی نے نماز پڑھادی اور ولی نے بھی پڑھ لی تو اب کسی کو حق نہیں ہے کہ اس میت پر دوسری مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھائے۔(شامی، طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۶۳﴾ ایک جنازہ کی نماز دومرتبہ پڑھنا

سوال: مرحوم ڈاکٹر ذاکر حسین کے جنازہ کی نماز مولانا فخر الدین صاحب نے ایک مرتبہ پڑھائی پھر دہلی میں جامعہ ملیہ میں مولانا عتیق الرحمٰن صاحب نے دوسری مرتبہ پڑھائی تھی، شرعی نقطۂ نظر سے ایک جنازہ کی دومرتبہ نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......ایک جنازہ پر دومرتبہ نماز پڑھنا یا پڑھانا حنفی مذہب کے مطابق جائز نہیں ہے۔ اگر میت کے ولی نے پہلی مرتبہ میں نماز نہ پڑھی ہو یا اس کی اجازت کے بغیر کسی اور نے نماز پڑھادی ہو تو ولی کو یہ حق ہے کہ وہ دوسری مرتبہ نماز پڑھ سکتا ہے، یا کسی اور کو اجازت دے تو وہ پڑھا سکتا ہے۔(ہدایہ اولین:۱۷۲، شامی:۸۲۶/۱، طحطاوی:۳۵۷)

یہ جواب دومرتبہ نمازِ جنازہ کے پڑھنے کے جواز وعدم جواز پر ہے، باقی مرحوم ڈاکٹر ذاکر حسین کے جنازہ کی نماز دومرتبہ کیوں پڑھی گئی، اور حقیقۃً دومرتبہ پڑھی گئی یا نہیں پڑھی گئی، اگر پڑھی گئی تو اس کی وجہ کیا تھی؟ اس کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۶۴﴾ ولی نے نماز نہیں پڑھی اور میت کو دفن کردیا گیا تو......

سوال: ولی کے علاوہ کسی اور نے میت کی نماز پڑھادی اور میت کو دفن کردیا تو ولی میت کو باہر نکال کر نماز پڑھے یا قبر پر نماز پڑھ لے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر ولی وہاں حاضر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر نماز پڑھ کر میت کو دفن کردیا گیا تو اس صورت میں ولی کو یہ اختیار تو نہیں ہے کہ وہ میت کو قبر سے باہر نکالے، البتہ تین دن میں قبر پر جاکر نماز پڑھنے کا حق باقی رہتا ہے۔

اور اگر ولی وہاں موجود نہیں تھا، اس لئے دوسرے ولی نے نماز پڑھا کر دفن کردیا تو اب ولی کو بالکل حق باقی نہیں رہتا۔ قبر میں سے باہر نکالنے کی بات تو دور رہی قبر پر نماز بھی نہیں پڑھ سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۶۵﴾ بہرا شخص جنازہ کی نماز کس طرح پڑھے؟

سوال: بہرا شخص جماعت کے ساتھ جنازہ کی نماز پڑھنا چاہے تو کس طرح پڑھے؟ وہ امام کی تکبیر سن نہیں سکتا اور جنازہ کی نماز میں تکبیر کے ساتھ رفع یدین بھی نہیں ہیں، پہلی تکبیر تو اشارہ سے وہ سمجھ سکتا ہے لیکن بقیہ تکبیریں وہ کس طرح ادا کرے گا، اور دعائیں کس طرح پڑھے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بہرا شخص امام کی آواز بالکل سن نہ سکتا ہو تو وہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں شریک ہوجائے، پہلی تکبیر میں رفع یدین ہوتا ہے اسے دیکھ کر وہ سمجھ سکتا ہے کہ نماز شروع ہوگئی، اس کے بعد آہستہ آہستہ دعائیں اور تکبیریں پڑھتا رہے تاکہ امام سے آگے نہ بڑھ جائے اور آہستہ آہستہ امام کے پیچھے رہے اس طرح دعائیں اور

تکبیریں پڑھتا رہے اور لوگوں کے سلام پھیرانے کو دیکھ کر نماز ختم کرے، اگر اس کی کچھ تکبیریں باقی رہ جائیں اور امام صاحب نے سلام پھرادیا تو جنازہ کو زمین سے اٹھانے سے پہلے وہ اپنی بقیہ تکبیریں جلدی سے کہہ کر سلام پھیر دے، اس طرح اس کی جنازہ کی نماز صحیح ہوجائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۶۶﴾ متعدد جنازوں پر ایک ہی نماز کافی ہے

سوال: اگر کبھی متعدد جنازے آجائیں، جس میں کچھ مردوں کے ہوں کچھ عورتوں کے کچھ نابالغ لڑکوں کے اور کچھ نابالغ لڑکیوں کے ہوں، تو تمام جنازوں پر ایک ہی نماز کافی ہے یا ہر جنازہ کے لئے الگ الگ نماز پڑھنی ضروری ہے؟ اگر ایک نماز پڑھنا کافی ہو تو جنازوں کو رکھنے کی ترکیب اور نماز کی صورت کیا ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......اگر بیک وقت متعدد جنازے آجائیں تو بہتر تو یہی ہے کہ ہر جنازہ پر الگ الگ نماز پڑھیں، لیکن اگر تمام پر ایک ہی نماز پڑھنا چاہیں تو یہ بھی کافی ہے۔ (مراقی الفلاح)۔ اگر تمام جنازے ایک ہی جنس کے ہوں تو تمام کو ایک ہی صف میں اس طرح رکھیں کہ ہر ایک کے پیروں کے پاس دوسرے کا سر رہے۔ بمثل ہذا:

→→→→
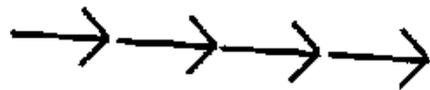
پھر جو میت سب سے افضل ہو اس کے سینہ کے سامنے امام کھڑا ہو کر ہر ایک کی نماز پڑھائے۔

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر جنازہ کو قبلہ کی طرف یکے بعد دیگرے اس طرح رکھے کہ ہر ایک کے سینہ کے سامنے امام کا چہرہ ہو جائے، تا کہ میت کے سینہ کے سامنے کھڑے ہو کر

نماز پڑھنے کا جو طریقہ ہے وہ ہر ایک میں ادا ہو جائے، اور ہر میت امام کے سامنے رہے، اسی لئے اس طریقہ کو افضل بتایا گیا ہے۔ بشکل ہذا:

ایک تیسرا طریقہ بھی منقول ہے کہ ایک میت کا جنازہ دوسری میت کے جنازہ کے سامنے اس طرح رکھا جائے کہ دوسرے کا سر پہلے کے کندھے کے پاس ہو اور تیسرے کا سر دوسرے کے کندھے کے پاس ہو، جس کی صورت سیڑھی جیسی بنے گی۔

مذکورہ تینوں صورتوں میں اس بات کا خیال رہے کہ جو شخص زیادہ افضل ہو وہ امام کے قریب رہے۔

اگر اجناس مختلف ہوں، مرد عورتیں بچے بچیوں کے مختلف اجناس کے جنازے جمع ہو جائیں تو امام کے قریب مردوں کے جنازے، اس کے بعد نابالغ لڑکوں کے جنازے رکھے جائیں پھر عورتوں کے جنازے، اس کے بعد نابالغ لڑکیوں کے جنازے رکھے جائیں۔

(درمختار مع الشامی: ۵۸۹، طحطاوی، بدائع، امداد الفتاویٰ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۶۷﴾ مکروہ اوقات میں جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

سوال: ایک جنازہ کو قبرستان لے کر ایسے وقت پہنچے کہ مکروہ وقت شروع ہونے والا تھا یعنی سورج نکلنے کی تیاری تھی، اس لئے جنازہ کی نماز فوراً نہیں پڑھی۔ اب پوچھنے کی بات یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد ۱۵ منٹ مکروہ وقت ہوتا ہے، تو پندرہ منٹ تک ٹھہرنا چاہئے یا سورج نکلنے کے فوراً بعد نماز پڑھ لینی چاہئے؟ جنازہ کی نماز میں سجدہ نہیں ہے تو سورج نکلنے کے فوراً بعد پڑھ لینا جائز ہے؟ شرعی مسئلہ کیا ہے؟ مفصل جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس طرح طلوع آفتاب کے وقت جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح یہ مکروہ وقت جب تک باقی رہتا ہے تب تک جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہی ہے۔ جنازہ کی نماز میں سجدہ نہیں ہے لیکن یہ نماز ایک قسم کی عبادت ہی ہے، اور یہ عبادت مکروہ وقتوں کے رہنے تک ممنوع ہے، لیکن اگر جنازہ ایسے وقت میں لایا گیا کہ مکروہ وقت جاری تھا تو فوراً اسی وقت اگر نماز پڑھ لی گئی تو نماز صحیح ہو جائے گی۔

﴿۱۲۶۸﴾ خودکشی کرنے والے پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟

سوال: خودکشی کرنے والے پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اور اسلامی طریقہ کے مطابق اس کی تجہیز وتکفین کی جائے گی یا نہیں؟ تفصیل سے جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خودکشی کرنا گناہ کبیرہ ہے، حدیث شریف میں اس سے منع کیا گیا ہے، اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان شخص یہ کام کرے اور اس کا انتقال ہو جائے تو چونکہ اس نے ایک گناہ کا کام کیا ہے اس لئے وہ فاسق سمجھا جائے گا لیکن ایمان سے نہیں نکلے گا، اس لئے ایک مسلمان کی جس طرح تجہیز وتکفین ہوتی ہے اسی اسلامی طریقہ کے مطابق اس کی بھی تجہیز وتکفین کی جائے گی اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کے قبرستان میں شرعی طریقہ کے مطابق دفن بھی کیا جائے گا۔

﴿۱۲۶۹﴾ مردہ بچہ پیدا ہو تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

سوال: مجھے پانچویں مہینہ میں اسقاط ہو گیا، اور مرا ہوا بچہ پیدا ہوا، بچہ کو آنکھیں نہیں تھیں، سر ہاتھ پیر تھے، دفنانے کے لئے ہسپتال والوں سے بچہ مانگا تو ہسپتال والے منع کرتے ہیں، انتقال کا سرٹیفکیٹ بھی نہیں دیتے، پورے نو مہینہ کے بعد اگر ایسا ہوا ہو تو ہی بچہ حوالہ

کرتے ہیں اور سرٹیفکیٹ بھی دیتے ہیں، یہاں یو. کے. میں یہی قاعدہ ہے، ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ ایک دو مولانا صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا دفنانا ضروری نہیں ہے، پوری خلقت کا بچہ نہیں ہے اس لئے نہ دے تو حرج نہیں ہے، کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟ اس مسئلہ میں شریعت کی رہنمائی کیا ہے؟ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سوال میں اس کی وضاحت نہیں ہے کہ ہسپتال والے اس بچہ کا کیا کرتے ہیں؟ اس بچہ کی زندہ پیدا ہو کر مرنے والے بچہ کی طرح نماز یا تجہیز و تکفین نہیں ہے، البتہ اس کا نام رکھا جائے گا، اور پانی سے صاف کر کے ایک کپڑے میں لپیٹ کر گہرا گڑھا کھود کر دفنایا جائے گا، اور اس کے لئے ہسپتال والوں سے مطالبہ کرنا چاہئے، اور مطالبہ کرنے کے بعد بھی اگر ہسپتال والے نہ دیں تو بچہ کے اولیاء ماخوذ نہ ہوں گے، البتہ وہاں کے مسلمانوں کو بچہ واپس لینے کے لئے قوانین میں رخصت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۷۰﴾: چند منٹ زندہ رہ کر مرنے والے کی نماز جنازہ ہے یا نہیں؟

سوال: ایک عورت کو ایک بچہ پیدا ہوا، بچہ چار منٹ زندہ رہ کر انتقال کر گیا، تو اس بچہ پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اور اس کی شرعی تجہیز و تکفین کا کیا حکم ہے؟ کیا اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے؟ اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوا ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہوا ہے، تو اس کی نماز جنازہ نہیں ہے، لیکن اس مردہ بچہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

اور اگر پیدا ہونے کے بعد اس میں زندگی کے کسی بھی طرح کے آثار مثلاً: حرکت کرنا، رونا

وغیرہ نمایاں (ظاہر) ہوں، اور اس کے بعد بچہ کا انتقال ہو، تو بچہ کو پورا کفن دیا جائے گا، اور غسل بھی دیا جائے گا، اور جنازہ کی نماز بھی پڑھی جائے گی، اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ (شامی:۱)

﴿۱۲۷۱﴾ کن کن لوگوں کے جنازہ میں شرکت کرنے سے شریعت نے منع فرمایا ہے؟

سوال: کن کن لوگوں کے جنازہ میں شرکت کرنے سے شریعت نے منع فرمایا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلما: (۱) باغی (یعنی امیر المؤمنین کی اطاعت سے مخالفت کرنے والے) (۲) رہزن جو ڈکیتی کی لڑائی میں قتل ہو جائے (۳) جو شخص اپنی قوم کی حمایت کرتے ہوئے (ظلم پر ہونے کے باوجود) مرجائے (۴) مکابر (یعنی لوگوں کا خون کر کے ان کے اموال چھین لینے والا) (۵) لوگوں کو ظلماً گلا دبا کر مار ڈالنے والا۔

ان لوگوں کو غسل نہیں دینا چاہئے، اور ان کی نماز بھی نہیں پڑھنی چاہئے۔ بعض فقہاء کا قول یہ ہے کہ ہر مسلمان کی تجہیز و تکفین میں حصہ لینا چاہئے، اور نماز بھی پڑھنی چاہئے۔ (درمختار، شامی:۴:۵۸۴)

﴿۱۲۷۲﴾ جنازہ کی نماز کے بعد دعا مانگنا

سوال: جنازہ کی نماز سے فراغت کے بعد امام صاحب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں، اور مقتدی آمین کہتے ہیں، تو اس طرح دعا مانگنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ...... جنازہ پر پڑھی جانے والی نماز میت کی عبادت کے لئے نہیں ہے، بلکہ یہ نماز میت کے لئے مغفرت کی دعا ہی ہے، جس کا خاص طریقہ شریعت کی طرف سے بتا دیا گیا ہے، اس لئے نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا مانگنا اور آمین کہنا وغیرہ

امور ناجائز اور بدعت ہیں۔

اگر نمازِ جنازہ کے بعد دعا کی حاجت ہوتی تو آپ ﷺ اس کی تعلیم ضرور کرتے، اس لئے نماز جنازہ کے بعد اجتمائی دعا مانگنا جائز نہیں ہے، اور اگر کسی جگہ یہ عمل ہورہا ہو تو اس میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ فق

﴿۱۱۷۳﴾ جنازہ کی نماز میں دو سلام ہیں۔

سوال: نمازِ جنازہ میں کتنی تکبیرات اور کتنے سلام ہیں؟ رمضان میں ہم نے ایک جگہ دیکھا کہ وہاں کے لوگوں نے نمازِ جنازہ میں ایک ہی سلام پھیرا تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ نمازِ جنازہ کا صحیح طریقہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... جنازہ کی نماز میں چار تکبیریں کہنا فرض ہے، اور پہلی تکبیر جسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، اس میں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لینا سنت ہے۔ اور دیگر تکبیرات رکعات کی جگہ پر ہیں، اس لئے امام اور مقتدیوں کو چار تکبیرات کہنی چاہئیں۔ اوران تکبیرات میں ہاتھوں کا نہ اٹھانا سنت ہے، اگر ہاتھ اٹھالئے تو بھی گناہ یا ممنوع نہیں ہے۔ (شامی:۲)۔

اور دونوں طرف سلام پھیرنا واجب ہے، اس لئے نماز کے اختتام پر دونوں طرف سلام پھیر کر نماز کو ختم کرنا چاہئے۔ آپ نے جن لوگوں کو ایک طرف سلام پھیرتے ہوئے دیکھا وہ ہوسکتا ہے دوسرے مسلک کے ہوں، اور اپنے مسلک کے مطابق نماز پڑھتے ہوں۔ لیکن ہمیں ہمارے مسلک کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۷۴﴾ کچھ تکبیرات کا چھوٹ جانا

سوال: کسی شخص کی جنازہ کی نماز میں ایک یا دو تکبیریں چھوٹ جائیں تو وہ نماز میں کس طرح شریک ہو؟ اور نماز کس طرح ختم کرے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......کوئی شخص جنازہ کی نماز کے لئے ایسے وقت حاضر ہوا کہ امام صاحب کچھ تکبیرات کہہ چکے تھے، تو بعد میں آنے والے کو چاہئے کہ وہ امام کے تکبیر کہنے کا انتظار کرے، اور امام کے تکبیر کہنے کے ساتھ فوراً نماز میں شریک ہو جائے، اور جب امام سلام پھیرلے تو اپنی بقیہ تکبریں جنازہ کے اٹھانے سے پہلے کہہ کر نماز ختم کرلے۔ (طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فصل فی القبر و الدفن

﴿۱۲۷۵﴾ گورکن کا مسلمان ہونا ضروری ہے؟

سوال: گورکن کا مسلمان ہونا ضروری ہے؟ اگر ہندو قبر کھودے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... بہتر تو یہی ہے کہ قبر کھودنے والا مسلمان ہو، البتہ اگر کسی جگہ قبر کھودنے والا غیر مسلم ہو، تو اس سے بھی قبر کھدوانا بھی جائز ہے۔

﴿۱۲۷۶﴾ قبر کھودنے کا طریقہ

سوال: قبر کیسی ہونی چاہئے؟ حنفی مذہب میں قبر کھودنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... قبر دو طرح کی ہوتی ہیں:

ایک کو لحد کہتے ہیں، اور دوسری کو شق کہتے ہیں، لحد کھودنا بہتر اور سنت ہے، البتہ اگر زمین نرم ہو اور قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو شق بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ لحد کو ہمارے عرف میں بغلی قبر بھی کہتے ہیں، اور شق کو ہمارے یہاں صندوقی قبر کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کی قبر مبارک لحد بنائی گئی تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۷۷﴾ بغلی قبر کیسی ہوتی ہے؟

سوال: بغلی قبر کیسی ہوتی ہے؟ عبارت مع نقشہ کے سمجھائیں تو عنایت ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبر دو طرح کی ہوتی ہیں:

ایک کو لحد دوسری کو شق کہتے ہیں، لحد کو ہمارے یہاں بغلی قبر اور شق کو صندوقی قبر کہتے ہیں۔

لحد قبر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً قبر کو سینہ تک کا گہرا سیدھا کھودا جائے، اور جب پوری قبر بن جائے تو اس قبر کے اندر سے داہنی طرف ایک اور گڑھا کھودا جائے، جس میں میت

کو بآسانی داخل کیا (رکھا) جا سکے، یہ گڑھا ہی اصل قبر ہے، میت کے اوپر زمین کی چھت رہے گی، جب میت کو اس گڑھے میں رکھ دیا جائے تو کھلی قبر میں کچھ کچی اینٹیں رکھ کر اس گڑھے کو بند کر دیا جائے، پھر پوری قبر میں مٹی ڈال کر اسے بند کر دیا جائے۔

میت کے اوپر زمین کی چھت رہتی ہے، اس لئے نرم زمین میں یہ قبر بنانا مشکل ہے، سخت زمین میں یا بچوں کے لئے چھوٹی قبر بنانے میں ایسی قبر بنانا آسان ہے۔ آپ ﷺ کو ایسی قبر بہت ہی پسند تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۷۸﴾ صندوقی قبر کی وضع

سوال: کیا صندوقی قبر اور شق قبر دونوں میں کچھ فرق ہے؟ اگر ہے تو وہ فرق کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شق قبر جسے ہمارے عرف میں صندوقی کہتے ہیں، ایک ہی قبر کے دو نام ہیں، ہمارے یہاں زیادہ تر شق قبریں ہی کھودی جاتی ہیں، اور ان کو صندوقی قبر کہا جاتا ہے۔ جس کا عمق سینہ تک ہونا چاہئے، اس قبر میں میت کو رکھنے کے بعد بانس اور تختوں کی چھت بنے گی، اور اس پر مٹی ڈال کر قبر کو بند کر دیا جائے۔

﴿۱۲۷۹﴾ قبر کا طول وعرض وعمق

سوال: قبر کا طول وعرض کتنا ہونا چاہئے؟ عمق کتنا ہونا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبر کا طول میت کے طول پر مبنی ہے، یعنی میت کے قد سے ایک دو فٹ زیادہ لمبا رکھنا چاہئے، اس سے سہولت رہتی ہے، اور ایک آدمی قد کے برابر گہرا ہو یہ زیادہ بہتر ہے، اور کم از کم سینہ تک گہرا ہونا چاہئے، اور عرض میں آدمی کے آدھے قد کے برابر رکھنا چاہئے، یعنی اندازاً تین سے ساڑھے تین فٹ رکھنا چاہئے۔ (شامی:

۵۶۹،طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۸۰﴾ قبروں کو پیروں تلے روندنا

سوال: پرانی قبروں پر جوتے وچپل کے ساتھ چل سکتے ہیں یا نہیں؟ قبروں پر پیشاب پاخانہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قبریں نئی ہوں یا پرانی، ان کے احترام کرنے کا شریعت میں تاکیدی حکم ہے، اس لئے قبروں پر چلنا یا بول و براز کرنا یا ایسی کوئی نامناسب حرکت کرنا جس سے قبروں کی توہین ہوتی ہو، جائز نہیں ہے۔ (شامی، فتح القدیر)

﴿۱۲۸۱﴾ کنیڈا میں برفیلی زمین میں مشین سے قبر کھودنا اور مشین سے مٹی ڈالنا

سوال: کنیڈا میں بہت زیادہ برف گرتی ہے، جس سے وہاں کی فضا مرتوب ہے، اور زمین کھودنے میں بہت جلد پانی نکل آتا ہے، اس لئے یہاں مشین سے قبریں کھودی جاتی ہیں، اور مٹی میں بدبو ہوتی ہے۔

تو پوچھنا یہ ہے کہ نصف قبر کو پکا بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور مٹی چکنی ہوتی ہے، اور کیچڑ جیسی ہوتی ہے، تو میت کو قبر میں رکھنے کے بعد مشین سے مٹی ڈالی جائے تو کچھ حرج ہے؟ اور قبر میں مردے کو رکھنے کے بعد قبر کو بند کرکے قبر پر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قبر میں ایسی چیزیں رکھنا جن میں آگ کا کچھ اثر ہو، فقہاء نے اس سے منع کیا ہے، اور اسے مکروہ کہا ہے، قبروں کو اندر سے پکی بنانے میں اینٹیں لگائی جائیں گی، اور اینٹیں آگ سے پکائی جاتی ہیں، اس لئے کچی اینٹیں رکھ کر یا لکڑے کے بوکس (box) یا پٹی وغیرہ سے کام چلایا جائے، مشین سے مٹی ڈالنے میں بوجہ

مجبوری کوئی گناہ نہیں ہے، اور فاتحہ پڑھنا بدعت ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

﴿۱۲۸۲﴾ قبروں پر پودے لگانا

سوال: قبر کو مٹی سے پر کرتے وقت اس پر مہندی یا اور کوئی پودا لگا سکتے ہیں؟ یا قبر پر ہو جانے کے بعد کوئی پودا لگا سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بحر الرائق میں لکھا ہے کہ میت کی قبر پر ہرے درخت کی ٹہنی وغیرہ رکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے، اور قبر پر ہرا گھاس یا درخت اگ جائے تو اسے کاٹنا مکروہ ہے۔ اور خشک گھاس یا درخت کا کاٹنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۸۳﴾ قبر کتنی اونچی ہونی چاہئے؟

سوال: زمین کی سطح سے قبر کتنی اونچی ہونی چاہئے؟ اس کی ہیئت کیسی ہونی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زمین کی سطح سے قبر ایک دو بالشت اونچی اور کوہان نما ہونی چاہئے۔ (شامی ۱:۶۰۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۸۴﴾ قبر کے اوپر گڑھے کو پُر کرنا

سوال: قبر میں تھوڑے ہی دنوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں، تو یہ گڑھے بھرنا (پُر کرنا) جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پرانی قبروں کی مرمت کرنا اور مٹی سے گڑھے پر کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۸۵﴾ قبر پر علامت کے لئے پتھر کا کتبہ لگانا

سوال: ہمارے گاؤں میں کچھ دنوں سے ایک نئی رسم شروع ہوئی ہے، اور سمجھدار لوگ بھی اس میں ملوث ہو گئے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ گاؤں میں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے ورثاء اس کی قبر کی علامت کے لئے قبر کے سرہانے ایک پتھر کا کتبہ لگاتے ہیں، اس میں مرنے والے کا نام اور اس کی سنہ وفات درج ہوتی ہے اور بسا اوقات پتھر پر کندہ کرائی جاتی ہے، کچھ سالوں سے یہ رواج عام ہو گیا ہے، اب اگر پورا قبرستان اس طرح کتبہ سے بھر جائے، اور بعد میں کسی کو دوبارہ انہی قبروں میں دفن کرنا ہو، تو ان کتبوں کو ہٹانا پڑے گا، جس سے فتنہ برپا ہوگا، اب یہ طریقہ مروج ہو گیا ہے، تو ان حالات میں شریعت کیا کہتی ہے؟ سنت طریقہ کیا ہے؟ لوگوں کو کس چیز پر عمل کرنا چاہئے؟ یہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... شریعت کا اصل مزاج تو یہی ہے کہ قبریں کچی ہی بنائی جائیں، اور زیادہ اونچی نہ بنائی جائیں، البتہ علامت کے لئے پتھر یا ایسی ہی کوئی چیز رکھی جائے تو منع بھی نہیں ہے، جائز ہے۔ پختہ قبریں بنانا یا قبر کا سرہانا کتبہ کی طرح پختہ بنانا اور اس پر لکھنا بلا ضرورت شدیدہ مکروہ ہے۔ (طحطاوی: ۷۰) اور ضرورت کی وجہ سے لکھنے کی اجازت بھی اس وقت ہے جب کہ اپنی ملکیت کی زمین میں یا مالک کی اجازت سے اس کی زمین میں دفن کیا جائے، لیکن وقف قبرستان میں دفن کرنے کی صورت میں سوال میں مذکورہ اندیشہ کے مطابق فتنہ ہونے کا خطرہ ہو یا مردوں کو دفنانے میں تنگی یا پریشانی کا ڈر ہو تو ان حالات میں کتبہ کی طرح سرہانا پختہ بنانا یا بنوانا مکروہ تحریمی ہے۔ جیسا کہ شامی: ۱/۶۰۱ اور نووی شرح مسلم: ۱/۳۱۲ پر اس کی وضاحت موجود ہے کہ قبرستان میں ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴾۱۲۸۶﴿ دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا

سوال: قبر کو مٹی سے بند کر دینے کے بعد اس پر پانی چھڑکنا کیسا ہے؟ کتنا پانی ڈالنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... آپ ﷺ نے حضرت سعیدؓ اور آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کی قبر پر پانی ڈالا ہے، اس لئے قبر کو مٹی سے بند کر دینے کے بعد اس پر پانی چھڑکنا مستحب ہے، اور اس سے مٹی بھی جم جائے گی۔ (شامی:۱:۶۰۱)

﴾۱۲۸۷﴿ قبر کا عذاب حق ہے/ایک عبرتناک واقعہ

سوال: ہائے اماں! جل گیا...... ہائے اماں! جل گیا...... ہائے اماں! جل گیا......

قبر کے عذاب کا حالیہ عبرتناک واقعہ: اورنگ آباد کے ضلع بشارت پور سے جناب عمر انصاری صاحب لکھتے ہیں کہ تاریخ ۱۵/۱۱/۱۹۷۷ء کو عبداللہ نامی ایک شخص کا کوٹھی گاؤں میں انتقال ہو گیا، تدفین کے عمل کے کچھ دیر بعد رات ۷:۳۰ بجے، ہائے اماں! جل گیا...... ہائے اماں! جل گیا...... ہائے اماں! جل گیا...... ایسی خوفناک آواز سنائی دینے لگی، پڑوس کے لوگ اس خوفناک آواز کو سن کر تحقیق کرنے کے لئے نکلے، تو معلوم ہوا کہ قبرستان کی ایک قبر سے یہ آواز آ رہی ہے، یہ لوگ ڈر کر وہاں سے بھاگ گئے، جناب رفیع الدین صاحب اور جناب محمد بشیر اور کوٹھی گاؤں کے مؤذن صوفی عبدالقادر صاحب حالات کا معائنہ کرنے اور حقیقت حال سے باخبر ہونے کے لئے قبرستان گئے، اور ان میں سے جناب رفیع الدین صاحب نے قبر پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کی، تو ایسا زور کا جھٹکا لگا کہ جیسے پورا ہاتھ جھٹکا مار کر توڑ دیا گیا ہو، اور دونوں ساتھیوں کا بھی یہی حال ہوا، یہ لوگ بھی گھبرا کر واپس آ گئے، اور گاؤں

والوں سے آنکھوں دیکھا حال بیان کیا، کہ قبر کا درمیانی حصہ دھنس گیا ہے، قبر کی مٹی اوپر سے نیچے تک کالی ہوگئی ہے، اور قبر کے ارد گرد شدت کی گرمی محسوس ہو رہی ہے، اور اس سے سخت بات یہ ہے کہ قبر سے جلے ہوئے گوشت کی بدبو آ رہی ہے، اس خوفناک واقعہ کی وجہ سے تمام لوگوں میں دہشت اور خوف کی لہر دوڑ گئی۔ (یوپی کے اخباروں میں نشر ہوئی خبر پرمبنی)۔

اللہ رب العزت کے نافرمان بندوں اور فساق و فجار کو قبر میں عذاب ہوتا ہے، جو آیات قرآنی ومضامین احادیث سے ثابت ہے، ہر مسلمان اس سے خوب واقف ہے، اس کے باوجود عذاب قبر کی غیبی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کبھی کبھی ظاہر پرستوں اور دل کے اندھوں کی عبرت کے لئے ظاہر فرما دیتے ہیں، تاکہ غیب کی باتوں پر شکوک کرنے والے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ کر پکا یقین کرلیں اور اپنی غلط زندگی کی اصلاح کرلیں۔

محترم بھائیو! آج نہیں تو کل ہم سب کو یہ دنیا چھوڑ کر قبر میں جانا ہے، خدانخواستہ اگر غفلت والی اور نافرمانی والی زندگی بسر کی ہوگی تو اللہ کی پناہ! اللہ رحم کرے، اس لئے کہ عذاب قبر یہ بہت ہی خوفناک مرحلہ ہے، دوسری کسی بات سے نہیں تو مذکورہ واقعہ سے عبرت حاصل کرو، اس لئے کہ قبر میں اس بھائی کی جو حالت ہوئی ہے، ایسی حالت ہر کسی نافرمان کی ہوسکتی ہے، اس لئے آج کے اس مبارک دن میں سچے دل سے توبہ کرکے صحیح زندگی گزارنے کا فیصلہ کریں، توبہ کو مؤخر نہ کریں، کون جانتا ہے کہ کل کون زمین کے اوپر ہوگا؟ اور کون زمین کے نیچے؟

اس لئے سب سے پہلے فیصلہ کرلیں کہ جو حضرات نماز کے پابند نہیں ہیں وہ نماز کے پابند بن جائیں، اس لئے کہ کفر وشرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ترک صلوۃ ہے، اور ہم سب

چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے توبہ کریں، شراب، قمار، جوا، زنا، حرام خوری، حرام کمائی، غیبت، چغلی، بہتان، حق تلفی اور ظلم، سینما بینی، بے پردگی وغیرہ وغیرہ تمام حرام کاموں سے توبہ کریں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ طفیل ہم تمام کو نیک توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

نوٹ: یہ پمفلیٹ صاحب حیثیت افراد طبع کروا کر گاؤں در گاؤں پہنچا کر بے حد ثواب کے مستحق بنیں، ایسی گذارش ہے۔

ناشر: دار العلوم، بڑودا، جامع مسجد، مانڈوی، بڑودا۔ امین پرنٹری، مانڈوی، نزد جمنا بائی شفاخانہ، بڑودا: تاریخ ۱۲/۲۵/۱۹۷۷ء

اس پرچہ کی روشنی میں مجھے پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس پمفلیٹ میں بتائی گئی خبر صحیح ہے؟ جبکہ اسے نشر کرنے والا ایک معروف ادارہ ہے، اور اخیر میں نوٹ کر کے لکھا ہے کہ صاحب حیثیت افراد اسے طبع کروا کر اور لوگوں تک پہنچائیں، تو اس واقعہ کو صحیح سمجھنا کیسا ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ عذاب قبر حق ہے، لیکن انسان اسے سن نہیں سکتے، جبکہ مذکورہ واقعہ میں لوگوں نے اسے دیکھا اور سنا؟ اور اس پرچہ کو طبع کروا کر تقسیم کرنے میں ثواب ملے گا؟ بالتفصیل حوالوں کے ساتھ جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اسلام کے صحیح عقیدہ کے مطابق ہر انسان کو اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ اس کے مرنے کے بعد کی زندگی سے ملنا شروع ہو جاتا ہے، اور اس کا حتمی فیصلہ قیامت کے بعد حشر کے میدان میں ہوگا، اہل سنت والجماعت کے نزدیک عذاب قبر حق ہے، قرآنی آیات اس پر دال ہیں، اور احادیث میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے، صرف مشکوۃ شریف میں قریب ۱۵/ احادیث میں اسکا تذکرہ موجود ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: آپ ﷺ جب بھی کوئی نماز پڑھتے تو نماز کے بعد عذاب قبر سے ضرور پناہ مانگتے، حضرت عثمانؓ کے متعلق منقول ہے کہ جب بھی آپ کا گزر کسی قبر پر ہوتا تو آپ قبر کو دیکھ کر اور اس کے عذاب کو یاد کر کے اتنا روتے، اتنا روتے کہ آپ کے آنسوؤں سے آپ کی ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی۔

آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ جنت، جہنم کے تذکرہ سے اتنا نہیں روتے، جتنا قبر کو دیکھ کر روتے ہو، ایسا کیوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے، اگر اس سے نجات مل گئی تو باقی کی تمام منزلیں آسان ہیں، اور اگر اس سے نجات نہیں ملی تو باقی کی تمام منزلیں اور بھی سخت ہوں گی۔

خلاصہ یہ کہ عذاب قبر حق ہے، اور ایسے ہر فعل سے بچنا چاہئے جس سے شرعی احکام کی خلاف ورزی ہوتی ہو، خاص طور پر غیبت، چغلی اور پیشاب کے قطروں سے اجتناب کرنا چاہئے، اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ قبر میں زیادہ تر عذاب ان دو چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے، اسی طرح سونے سے قبل سورۂ ملک پڑھ کر سونا بھی عذاب قبر سے نجات دلاتا ہے۔

اب آپ نے جو پرچہ بھیجا ہے اس میں بتائی گئی خبر صحیح ہے یا نہیں؟ البتہ اس میں ناشر کا نام و پتہ اور واقعہ کا وقت و تاریخ اور جگہ کا نام اور نظروں سے دیکھنے والوں کے نام بھی موجود ہیں، اس لئے شک کرنا بے جا ہے، پھر بھی آپ ان سے تحقیق کر سکتے ہو۔

اسلامی تعلیم ایمان بالغیب اور حدیث کے مطابق قبر میں ہونے والا عذاب انسان اور جنات کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے، یہ صحیح ہے، جیسا کہ مشکوۃ شریف کی ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ "میت جب منکر نکیر کے سوالوں کا صحیح جواب نہیں دے پاتی، تو وہ اسے

لوہے کا ایک گرج مارتے ہیں، جس سے مردہ ایک خوفناک چیخ مارتا ہے، اس چیخ کی آواز جنات وانسان کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں خدا سے دعا کرتا کہ وہ تم کو قبر کا عذاب سنا دے، جو میں سن رہا ہوں۔" (صفحہ:۲۵)

خلاصہ یہ کہ مذکورہ وجوہات اور حکمتوں کے پیش نظر ہر کوئی شخص ہر جگہ اسے سن نہیں سکتا، لیکن کبھی کبھی اللہ تعالیٰ عبرت کے لئے اور غفلت میں پڑی ہوئی امت کی تنبیہ کے لئے اس کا کچھ حصہ امت کے سامنے ظاہر فرما دیتے ہیں، اور ایسے کئی واقعات اور مثالیں کتابوں میں موجود ہیں، اس لئے مذکورہ واقعہ میں کوئی بات خلاف حدیث یا خلاف عقیدہ نہیں ہے، اس لئے مذکورہ پرچہ کو طبع کروانے کا مقصد یہ ہو کہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور ایک نصیحت ملے، اور اپنی بقیہ زندگی کی اصلاح کریں اور عذاب قبر سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کریں، تو اس نیت سے طبع کروانے میں ثواب ملے گا، نیک نیتی کے ساتھ کیا گیا کوئی عمل خدا کے دربار میں رائگاں نہیں جاتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۸۸﴾ عورتوں کا قبرستان جانا صحیح ہے؟

سوال: عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں کے علماء سختی سے اس سے منع کرتے ہیں، اور مدینہ منورہ میں بھی عورتوں کو قبرستان نہیں جانے دیتے، ہندو پاک میں بہت سی عورتیں اللہ والوں کی قبروں یا اپنے متعلقین کی قبروں پر جاتی ہیں، تو اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ اگر جائز ہے تو اس کے لئے کیا شرائط ہیں؟ حدیث وفقہ کی معتبر

کتابوں کے حوالوں کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حدیث شریف کی کتابوں میں ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ ''قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے'' اس لئے عورتوں کے لئے کسی بھی حالت میں اور کسی بھی جگہ قبرستان یا مزارات پر جانا جائز نہیں ہے، منع ہے۔ دوسری ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: میں نے تمہیں پہلے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن اب تم قبرستان جاسکتی ہو، اس لئے کہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ اس لئے ہر شخص کیلئے چاہے وہ مرد ہو یا عورت قبرستان جانا جائز اور درست ہے۔

مذکورہ دونوں اقوال کے علاوہ ایک تیسرا قول بھی ہے جو امداد الفتاویٰ میں حضرت تھانویؒ نے نقل کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ: یہ دیکھا جائے گا کہ عورتوں کے قبرستان جانے کا مقصد کیا ہے؟ صرف رونے، ناجائز امور کرنے یا نذر، منت پوری کرنے یا فاتحہ خوانی کی نیت سے جانا چاہتی ہوں تو جانا جائز نہیں، حرام ہے۔ اور اگر عبرت حاصل کرنے، ایصال ثواب کے لئے جانا چاہتی ہوں تو عمر رسیدہ خواتین کا جانا جائز ہے، اور جوان عورتوں کا جانا مکروہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ)۔

آج کل ہمارے یہاں بے پردگی عام ہے، عورتیں شرعی پردہ میں نہیں ہوتیں، قبروں پر جا کر عبرت حاصل کرنے کے بجائے خلاف شرع امور کئے جاتے ہیں، اللہ والوں کی قبروں پر جا کر شرکیہ افعال کئے جارہے ہیں، اس لئے عورتوں کو مذکورہ وجوہ کی بنا پر زیارت قبور سے منع کیا جائے گا، اور اگر کسی جگہ محرم مرد، عورتوں کو اپنے ساتھ لے جائیں، اور عورتیں شرعی پردے میں ہوں اور رونے، پیٹنے کے بجائے زیارت قبور سے عبرت حاصل کرنے والی ہوں اور مذکورہ خرابیوں سے بچنے کا پورا یقین ہو تو جانے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ

محمودیہ، شامی: ۶۶۲/۱)

زیارت قبور کے لئے جمعہ کے دن جانا زیادہ بہتر اور فضیلت کا باعث ہے۔ (شامی) اور جمعرات، سنیچر اور پیر کو جانا بھی بہتر ہے، وہاں جا کر اول یہ دعا پڑھیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَر۔
اور کھڑے کھڑے جو پڑھنا ہو پڑھیں، اور دعا کرتے وقت قبلہ رخ ہوکر دعا کریں، اور یٰسٓ شریف، سورۂ اخلاص ۱۱ر مرتبہ، سورۂ تبارک، آیت الکرسی اور سورۂ تکاثر وغیرہ پڑھنا بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۸۹﴾ قبرستان ہموار کرنے کے لئے بلڈوزر چلانا کیسا ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں کا قبرستان بہت ہی بڑا ہے، اندازاً آٹھ ایکڑ زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ لیکن اس کی زمین ہموار نہیں ہے، گڑھے بہت ہیں، اور قبرستان ہی میں سے بیل گاڑے کے جانے کا راستہ بھی ہے، اور قبرستان میں جو گھاس ہوتی ہے وہ تلخ ہے، جانور بھی اسے نہیں کھاتے، اور امسال قبرستان میں آگ لگ گئی تھی، اس لئے اب ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ پورے قبرستان میں بلڈوزر پھیر کر قبرستان کو ہموار کردیں، اور زمین کو یکساں کر دیں، تو ایسا کرنے میں شرعی رو سے کچھ خرابی تو نہیں ہے؟ قبرستان ہموار کرنے کا اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبرستان میں قبریں اتنی پرانی ہوں کہ مردے مٹی ہوکر مٹی بن چکے ہوں تو قبرستان کو ہموار کرنا جائز ہے، اسی طرح ان قبروں کو کھود کر ان میں دوسرے مردوں کو دفن کرنا بھی جائز ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو فقہاء نے اسے مکروہ کہا ہے۔

صورت مسئولہ میں اگر وہ قبرستان فی الحال مستعمل ہو تو اس میں بلڈوزر پھیر کر اسے ہموار نہیں کرنا چاہئے، اس سے قبروں اور مردوں کی توہین ہوگی، اور بلڈوزر پھیر کر زمین ہموار کرنے سے نہ تو میت کو کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی قبرستان کو، اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے، البتہ جن جگہوں پر قبریں نہیں ہیں اور وہ زمین گڑھے والی ہے اسے ہموار کر سکتے ہیں اور اگر تلخ گھاس سے فائدہ نہ ہو تو خشک ہو جانے کے بعد کاٹ لیا جائے، تاکہ آگ لگنے کا ڈر نہ رہے۔ (عالمگیری:۱۶۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۹۰﴾ قبرستان میں جوتے پہن کر داخل ہونا

سوال: قبرستان میں داخل ہونے سے پہلے جوتے چپل باہر نکال دینے چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......قبرستان میں جوتے چپل پہن کر چلنا جائز ہے۔

﴿۱۲۹۱﴾ قبرستان میں داخل ہونے کی دعا

سوال: قبرستان میں داخل ہوتے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قبرستان میں داخل ہوتے وقت مردوں کو سلام و دعا کرنے کے لئے حدیث شریف میں مخصوص الفاظ وارد ہیں، وہ پڑھنا چاہئے دعا یہ ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

آپ ﷺ بھی اس جیسی ہی دعا پڑھتے تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۹۲﴾ مردہ پیدا ہونے والے بچہ کو قبرستان میں دفن کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: ایک عورت کو مردہ بچہ پیدا ہوا، ساتویں مہینہ ہی وہ بچہ پیدا ہو گیا، تو اس مردہ بچہ کو

قبرستان میں دفن کر سکتے ہیں یا نہیں؟ قبرستان کی ایک جانب دفن کرنا ضروری ہے؟ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسلمان عورت کو وقت پر یا وقت سے پہلے کبھی بھی مردہ لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو اسے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے، ہمارے یہاں قبرستان سے باہر دفنانے کا جو رواج ہے وہ مناسب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۹۳﴾ ہندو میت کے ساتھ سمشان (ہندوؤں کے مردوں کو جلانے کی جگہ یا قبرستان) جانا

سوال: زید کے ہندو دوست کے گھر میت ہوگئی، تو میت کو سمشان لے جاتے وقت زید بھی ان کے ساتھ سمشان تک جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور آج کے ماحول میں تعلق بڑھے، اور ملنساری بڑھے اس نیت سے جانا کیسا ہے؟ نیز یہ بات بھی دھیان میں رہے کہ کئی مرتبہ ہندو بھائی بھی ہمارے قبرستان تک تعلق کی وجہ سے آتے ہیں، تو اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بہتر تو یہی ہے کہ صرف تعزیت کر کے (ان کے غم میں شریک ہو کر) چلا آئے۔ لیکن کسی وجہ سے اگر مجبوراً جانا پڑے تو ان کے مذہبی افعال میں حصہ نہ لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۹۴﴾ قبرستان میں بجلی کا انتظام کرنا

سوال: ہمارے یہاں گاؤں میں مسجد اور قبرستان ہے، وہ سرکاری قاعدہ بی ۸۵ کے مطابق مندرج کیا ہوا ہے، قبرستان کا احاطہ بہت بڑا ہے، اسکے گھاس کی آمدنی سالانہ تقریباً چار ہزار کی ہے، کچھ دنوں قبل متولیان نے قبرستان میں لائٹیں لگوائیں، تا کہ رات کو میت

کے کفن دفن میں سہولت رہے، قبرستان میں پیڑ، پودے اور لائٹ وغیرہ کا خرچ اندازاً بیس ہزار کے قریب ہوا ہے، کچھ لوگ قبرستان میں لائٹ لگوانے کو فضول خرچ سمجھتے ہیں، اور چندہ دینے سے ہچکچاتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... رات میں قبرستان میں میت کی تدفین کے وقت روشنی کی ضرورت رہتی ہے، اور اس کی سہولت کے لئے قبرستان میں لائیٹیں لگوائی گئی ہیں، تو یہ جائز ہے، اور یہ خرچ اسراف (فضول) نہیں ہے، یہ ایک ضرورت ہے اس لئے اس کام میں روپے دینے سے ثواب بھی ملے گا۔ ف

﴿۱۲۹۵﴾ قبرستان کے گھاس کی نیلامی کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: بعد سلام مسنون! عرض اینکہ قبرستان کی ہری یا خشک گھاس کی نیلامی کرنا جائز ہے؟ کسی جگہ میں نے پڑھا ہے کہ ہری گھاس تسبیح پڑھتی ہے، اس لئے ہری گھاس نہیں کاٹنی چاہئے، گھاس ہری یا خشک کس حالت میں کاٹنا چاہئے؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شریعت میں بعض چیزوں کو مباح الاصل کہا گیا ہے، مباح الاصل کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، من جملہ ان میں سے ایک خودرو گھاس بھی ہے، اس لئے جس شخص کا اس پر پہلے قبضہ ہو جائے وہ اس کا مالک ہے، اس لئے قبضہ کرنے سے پہلے اسے بیچنا اور اس کی رقم وصول کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

اور اس کے لئے جائز طریقہ یہ ہے کہ اول کسی کے پاس وہ گھاس کٹوا کر اس پر قبضہ کر لے،

اب یہ گھاس اس کی ملکیت ہوگئی، پھر اسے بیچ کر یا نیلام کر کے اس کی رقم قبرستان کے کاموں میں صرف کرے، تو یہ جائز ہے۔

اب رہا قبرستان کی ہری گھاس کا سوال تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ہری چیز تسبیح پڑھتی ہے (البتہ ہم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے) اور ان کے تسبیح پڑھنے سے میت کو ایک طرح راحت اور سکون ملتا ہے، اس لئے فقہاء قبر پر اُگی ہوئی ہری گھاس کو کاٹنے سے منع کرتے ہیں، اس لئے جب تک گھاس خشک نہ ہو جائے اسے نہیں کاٹنا چاہئے۔ (شامی: ۲۷۳/۵،۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۹۶﴾ قبرستان میں آگ جلا کر صفائی کرنا

سوال: قبرستان میں اُگی ہوئی گھاس ہر سال کاٹی جاتی ہے، اس سے قبرستان کی صفائی تو ہو جاتی ہے لیکن قبرستان میں جڑیں اتنی ہوگئی ہیں کہ چلنا اور بیٹھنا دشوار ہوگیا ہے، کچھ لوگوں کا ارادہ ہے کہ اس میں آگ لگا کر جڑوں کو ختم کر دیا جائے، اس لئے کہ کھود کر جڑوں کو نکالنا بہت مشکل ہے، لہٰذا آنجناب یہ بتائیں کہ یہ طریقہ از روئے شرع مناسب ہے یا نہیں؟ اگر یہ طریقہ مناسب نہیں ہے تو ان جڑوں کو ختم کرنے کے لئے کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟ تاکہ قبرستان میں آنے جانے، بیٹھنے کی سہولت ہو سکے۔

نیز قبرستان میں دوسرے درخت ہیں، ان کا کیا کیا جائے؟ انہیں کاٹا جائے یا جڑ سے اکھاڑ دیا جائے یا تنہ باقی رکھتے ہوئے صرف ٹہنیوں کو کاٹ دیا جائے؟ جو طریقہ مناسب ہو بتا کر ممنون فرمائیں۔

نیز ہری چیز کے تسبیح پڑھنے سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟ اگر صغیرہ گناہ معاف

ہوتے ہیں تو کاٹنے میں یا جلانے میں کچھ حرج تو نہیں ہے؟ البتہ آپ ﷺ نے ٹہنی رکھی تھی اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عذاب میں تخفیف ہوئی، اور عذاب تو کبیرہ گناہ پر دیا جاتا ہے، اور یہ بات بتلائی گئی کہ کبیرہ گناہ میں بھی آسانی ہوگئی، تو کیا درختوں کے تسبیح پڑھنے سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں؟

اور وان من شیء والی آیت تو یہ بتلاتی ہے کہ ہر چیز تسبیح پڑھتی ہے، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ قبر کی مٹی بھی صاحب قبر کے لئے دعا کرتی ہے، اس لئے قبر پر ہری گھاس ہو تو اس کے کاٹنے میں کچھ حرج نہیں ہونا چاہئے؟

مذکورہ سوال کا تشفی بخش جواب مرحمت فرمائیں، اس لئے کہ عوام اس مسئلہ میں اتنے سخت ہو گئے ہیں کہ قبرستان بالکل خراب ہو چکے ہیں، نہ کوئی اس کی صفائی کرتا ہے، اور نہ کوئی اس پر دھیان دیتا ہے، وہ تو یہی سمجھ رہے ہیں کہ تسبیح پڑھ رہے ہیں اس لئے ان کو نہیں کاٹنا چاہئے، اس کے علاوہ اور کوئی علم کی بات اس مسئلہ سے متعلق ہو تو وہ بھی بتا کر ممنون فرمائیں۔

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبرستان میں آگ لگا کر قبرستان کی صفائی کرنا جائز تو ہے، لیکن مناسب اور بہتر نہیں ہے، اس لئے کہ آگ اور آگ کے اثر والی چیزوں سے مردوں کو تکلیف ہوتی ہے، اسی لئے فقہاء نے قبر میں پکی اینٹیں رکھنے کو مکروہ لکھا ہے، علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں: **لانه مما مسته النار، فیکره ان یجعل علی المیت تفاؤلاً، کما یکره ان یتبع قبره بنار تفاؤلاً۔** (شامی: ۱/۶۰۰)۔

اس لئے قبرستان کو آگ لگا کر صاف کرنا مناسب نہیں ہے، اس لئے ان جڑوں کو اکھاڑ کر دور کیا جائے، مسلمان کی قبر اور میت کو آگ سے دور رکھا جائے، قبرستان کے بڑے درختوں کو کاٹ چھانٹ کر کے صاف کرلیا جائے تاکہ آنے جانے والوں کو راستہ نظر آسکے،

اور درمیان میں رکاوٹ نہ رہے، اور سایہ اور پھل کا فائدہ بھی باقی رہے، یہ درخت بھی وقف کے حکم میں ہیں۔ (امداد الفتاویٰ)۔

نیز آپ نے جو لکھا ہے: کہ ہری چیز کی تسبیح سے میت کے گناہ معاف ہوتے ہیں، ایسی کوئی حدیث یا قرآنی آیت میرے علم میں نہیں ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے، اور ہر چیز میں جان ہوتی ہے، لیکن ہر چیز کی جان اس چیز کے مطابق ہوتی ہے، اسے ہم نہیں سمجھ سکتے، و ان من شیٔ کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ: وان من شیٔ حی ثم قال و حیاۃ کل شیء بحسبه فحیاۃ الخشب ما لم ییبس الخ (مرقاۃ:۱۸۶)۔

ان چیزوں کے تسبیح پڑھنے سے میت کو راحت ملتی ہے، اور قبر کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں کہ قبرستان میں اگے ہوئے خودرو گھاس یا پیڑ، پودے، بیل وغیرہ کا کاٹنا مکروہ ہے۔

یکره ایضا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرة دون الیابس کما فی البحر و الدرر و شرح المنیة و علله فی الامداد بانه ما دام رطبا یسبح الله تعالیٰ فیونس المیت و تنزل بذکره الرحمة۔ (شامی:۱/۶۰۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۹۷﴾ تدفین میں تعجیل مستحب ہے۔

سوال: ہمارے یہاں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو قرب و جوار کے دیہاتوں میں میت کے متعلقین ورشتہ داروں کو جنازہ کی نماز کے وقت کے بارے میں خبر دی جاتی ہے، اور نماز کا وقت ایسا متعین کیا جاتا ہے کہ جس میں جنہیں خبر بھیجی گئی ہے وہ بآسانی پہنچ سکیں، تو اس طرح جنازہ کی نماز کا وقت متعین کرنا جائز ہے؟

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میت کا خاص قریبی رشتہ دار دور ہوتا ہے، تو وہ نماز میں شریک ہو سکے

اس کا خیال رکھتے ہوئے نماز کا وقت مقرر کیا جاتا ہے، اس میں کبھی کبھی میت کو ۱۵، ۱۸، ۲۰ گھنٹوں تک روک رکھتے ہیں، تو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: جب میت کو غسل دے دیا جائے، اور کفن پہنا دیا جائے تو اب نماز میں اور تدفین میں جلدی کرنی چاہئے، اگر مرنے والا نیک ہے، تو یہاں سے اچھی نعمتیں اور یہاں سے اچھی راحت وسکون والی جگہ میں پہنچ جائے گا، اور اگر خدانخواستہ بد ہے تو تم اس بوجھ کو جلد اتار کر دور کر سکو گے۔ (مشکوۃ شریف)

نماز کے لئے قرب وجوار کے دیہاتوں اور گاؤں میں خبر کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے، لیکن دور دراز علاقوں میں خبر بھیجنا اور وہاں کے متعلقین کی آنے کی انتظار میں (راہ دیکھ کر) میت کو ۱۵، ۱۸، ۲۰ گھنٹہ تک روکنا مناسب نہیں ہے یہ آپ ﷺ کے فرمان کے خلاف ہے، اس لئے قابل ترک ہے۔

آپ ﷺ کے مبارک زمانہ میں صحابہ میت کی تدفین میں اتنی عجلت کرتے تھے کہ خود آپ ﷺ کے حاضر ہونے تک بھی میت کو روک رکھنا پسند نہیں کرتے تھے، اور دفن کر دیتے تھے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ: ایک حبشی عورت جو مسجد میں صفائی کا کام کرتی تھی اس کا انتقال ہو گیا، آپ ﷺ کو اس کی خبر نہ ہوئی، جب کافی دن ہو گئے اور آپ ﷺ نے اسے مسجد میں صاف صفائی کرتے نہیں دیکھا تو صحابہ سے پوچھا، تو صحابہ نے بتایا کہ اس کا تو انتقال ہو گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم لوگوں نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ (ص: ۱/۶۵)

نیز بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جب میت کو جنازہ میں رکھا جاتا ہے اور لوگ کندھوں پر جنازہ کو اٹھاتے ہیں، تو مرنے والا نیک ہوتا ہے

تو کہتا ہے: عجلونی! عجلونی! (مجھے جلدی لے چلو، مجھے جلدی لے چلو) اور اگر مرنے والا بد ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے: ہائے بربادی ہو تمہارے لئے، تم مجھے کہاں لے جاتے ہو، اور انسانوں کے علاوہ ہر مخلوق یہ آواز سنتی ہے، اور اگر انسان اس آواز کو سن لے تو بیہوش ہو جائے۔ (۱۷۶/۱)۔

نیز میت کو زیادہ دیر روک رکھنے سے میت میں تعفن کا بھی اندیشہ ہے، اور متعلقین واحباب کی حاضری سے میت کو یا خود ان کو کوئی خاص دینی فائدہ نہیں ہوتا، اس لئے ان کی راہ دیکھ کر میت کو نہیں روک رکھنا چاہئے، اور ان ہی وجوہ سے میت کی تدفین میں تاخیر کرنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ (شامی، طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۹۸﴾ میت کو دفن کرنے کے لئے جلدی لے جانا چاہئے

سوال: ہمارے یہاں ایک میت ہوگئی، اسے تین دن کے بعد دفن کیا گیا، شریعت اس بارے میں کیا کہتی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کا کفن اور قبر تیار ہو جانے کے بعد اسے جلد از جلد دفنا دینا چاہئے، اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے، اور یہی اسلامی تعلیم ہے، اور اس کے خلاف کرنا معصیت اور گناہ ہے۔ (شامی، مشکوۃ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۹۹﴾ میت کو قبر میں اتارنے کے حقدار کون ہیں؟

سوال: میت کو قبر میں اتارنے کے حقدار کون ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو قبر میں اتارنے کا زیادہ حق ولی کو ہے، اس لئے ولی کو اتارنا چاہئے یا ولی کی اجازت سے کوئی دوسرا بھی یہ کام کرسکتا ہے، عورت کا جنازہ ہو تو

محرم کو اتارنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۰۰﴾ میت کو قبر میں اتارنے کے لئے کتنے آدمیوں کو قبر میں اترنا چاہئے؟

سوال: بڑی عمر والی میت کو قبر میں اتارنے کے لئے کتنے آدمیوں کو قبر میں اترنا چاہئے؟ اور چھوٹی عمر والی میت کے لئے کتنے آدمیوں کو قبر میں اترنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ضرورت کے مطابق دو، تین، چار افراد بھی قبر میں اتر سکتے ہیں، قبر میں اترنے کے لئے شریعت کی طرف سے کوئی تعداد متعین نہیں ہے، جتنوں کی ضرورت ہو اتنے اتر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۰۱﴾ میت کو قبر میں اتارنے والوں کو کیا دعا پڑھنی چاہئے؟

سوال: میت کو قبر میں اتارتے وقت اتارنے والوں کو کیا دعا پڑھنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......میت کو قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھنا بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۰۲﴾ میت کو قبر میں اتارنے کا طریقہ

سوال: جنازہ میں سے میت کو قبر میں اتارتے وقت پیروں کی طرف سے قبر میں اتارا جائے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق میت کو قبر میں اتارنا جائز تو ہے لیکن بہتر اور سنت طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف جنازہ رکھ کر اسی طرف سے میت کو قبر میں اتارا جائے، تاکہ قبر میں اتارنے والے کا چہرہ بھی قبلہ کی طرف ہو جائے۔ (شامی: ۶۰۰)۔ البتہ بغلی قبر ہو تو پیروں کی طرف سے قبر میں اتارنا بھی بہتر کہلائے گا۔

﴿۱۳۰۳﴾ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کا چہرہ دیکھنا

سوال: میت کو قبر میں رکھنے کے بعد چٹائی، تختے رکھنے سے قبل اس کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کا چہرہ کھول کر نہیں دیکھنا چاہئے، بعض مرتبہ برزخ کے حالات شروع ہو جاتے ہیں، اس لئے ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ (فتاوی دار العلوم جدید)۔ البتہ کوئی خاص ضرورت پیش آ جائے تو کھول سکتے ہیں، لیکن دوبارہ ڈھانک دینا چاہئے۔

﴿۱۳۰۴﴾ قبر میں میت کا پورا جسم یا صرف چہرہ قبلہ کی طرف کرنا چاہئے۔

سوال: میت کا پورا جسم قبلہ کی طرف کرنا چاہئے یا صرف چہرہ؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو داہنی کروٹ پر قبلہ کی طرف چہرہ اس کا رہے اس طرح رکھنا چاہئے، صرف چہرہ قبلہ کی طرف کر دینا کافی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۰۵﴾ قبر میں میت کا رخ قبلہ کی طرف کرنا بھول گئے تو

سوال: میت کو قبر میں قبلہ رخ کرنا رہ جائے، یا چھوٹ جائے، یا کوئی اور امر چھوٹ جائے تو شرعی رو سے اس میں کچھ حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو قبر میں قبلہ رخ رکھنا سنت ہے، اور ایسا نہ کرنا خلاف سنت کہلائے گا۔ (شامی: ۱/۶۰۰) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۰۶﴾ متعدد اموات کو ضرورتاً ایک قبر میں دفن کرنا کیسا ہے ؟

سوال: محترمی ومکرمی جناب حضرت مفتی صاحب زید مجدہم السلام علیکم

سوال یہ ہے کہ ہمارے قبرستان جو کہ بریڈفورڈ (انگلینڈ) میں واقع ہے ایک مخصوص مردہ پیدا ہونے والے بچوں کے لئے ایک بڑی پختہ قبر بنا کر یہ مردہ پیدا شدہ بچہ (Still-Birth) کو ایک صندوق (بکس: Box) میں رکھ کر اس قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ قبر میں ضرورت کے مطابق درمیان میں دیوار بنا کر اور اس کے مکمل بھر جانے پر آخر میں پختہ دیوار سے ہمیشہ کے لئے بند کردیا جاتا ہے۔ جس کو کھولنا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔ بعض اوقات جسمانی کمزور بچوں کو جو کہ ایک آدھ گھنٹہ زندہ رہے ہوں (خرچ سے بچنے کے لئے) بھی اس بڑی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔

حال ہی میں یہ سوال اٹھا گیا کہ کیا یہ تدفین اسلامی اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں؟

لہٰذا گذارش ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق جواب تحریر کر ممنون فرمائیں۔

جواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اسلام میں انسان کو بہت ہی احترام کی نظر سے دیکھا گیا ہے، چاہے زندہ ہو یا مردہ ہو، اس کی بے عزتی اور بے ادبی کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اس کی نعش کو بھی حضرت آدمؑ کے زمانے سے مٹی کھود کر دفن کرنے کا طریقہ رائج ہے۔ اور اسی کو ہماری شریعت میں بھی مسنون قرار دیا گیا ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے: ”یحفر القبر نصف قامت او الی الصدر لانه ابلغ فی الحفظ“ الخ (ص ۳۶۷)

اسی طرح جو بچہ زندہ پیدا ہوا ہو یا جسم کی تخلیق یا اعضاء بنے ہو اور پیدائش کے بعد حیات کی کچھ علامت پائی گئی ہو تو اس کے لئے بھی مسنون طریقہ سے غسل، کفن اور دفن کے سارے احکامات پورے کرنا ہمارے لئے ضروری اور فرض کفایہ ہے۔ ''ومن ولد فمات یغسل و یصلی علیه ان استهل'' الخ (الدر المختار ص ۱۳۰)۔

اور جو بچہ مردہ پیدا ہوا ہو (Still-Birth) یا انسانی اعضاء نہ بنے ہو یا اسقاط ہو گیا ہو، اس کو دھو کر صاف کر کے کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دفن کر دیا جائے، اس کے لئے قبر کو مسنون قرار نہیں دیا گیا ہے۔ ''ولا یستهل غسل و سمّی اکرامًا لبنی آدم کما فی ملتقی البحار وادرج فی خرقة ودفن ولم یصل علیه'' ۔(الدر المختار)۔

اب ہمارے یہاں قبرستان وقف نہیں ہوتے اور جگہ کی تنگی کا مسئلہ بھی ہے۔ اور دفن کے لئے زمین خریدنی یا کرایہ پر لینی پڑتی ہے، جو مہنگی ہوتی ہے۔ اس لئے ضرورتًا اور مجبورًا ایک ہی قبر میں متعدد بچوں کو دفن کیا جائے، جب کہ ہر ایک بچے کے لئے الگ صندوق ہوتی ہے۔ جیسا کہ سوال میں لکھا گیا ہے جائز اور درست ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں بھی بعض غزوات میں اس پر عمل کرنا احادیث سے ثابت ہے۔

یہاں زمین میں ایک گڑھا کھودا ہوا ہوتا ہے، اس میں متعدد بچوں الگ الگ صندوق میں رکھ کر لائن سر رکھ دیا جاتا ہے، اور پھر جب وہ جگہ بھر جاتی ہے تو قبر کو بند کر دیا جاتا ہے اور اس کو کبھی کھولا نہیں جاتا۔ تو یہ طریقہ درست ہے۔ اچھا تو یہ ہے کہ اس صندوق کے نیچے مٹی بچھا دی جائے اور پھر اس صندوق کو بند کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ مراقی الفلاح میں ہے''

''ولا بأس بدفن اکثر من واحد فی قبر واحد للضرورت قاله قاضی خان ویحجز بین کل اثنین بالتراب هکذا امر رسول الله ﷺ فی بعض الغزوات

"۔(ص ۳۷۱

لہٰذا اس طریقہ کو اسلامی طریقہ کے خلاف اور سنت نبوی کے خلاف کہنا سنت نہیں ہے۔فق

﴿۱۳۰۷﴾ تختوں کی جگہ قیمتی لکڑے استعمال کرنا

سوال: تختوں کی جگہ قیمتی لکڑے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......میت کی تدفین میں درمیانی قسم کے لکڑے استعمال کرنے چاہئے، بیش قیمت لکڑے استعمال کرنا بہتر نہیں ہے، اور بعض صورتوں میں جائز بھی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۰۸﴾ قبر کو مٹی سے بھرنے کا شرعی طریقہ

سوال: قبر کو بھرنے کے لئے مٹی ڈالنے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......قبر میں مٹی ڈالنے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص تین لپ (مٹھی بھر مقدار) مٹی ڈالے، پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے ہوئے یہ کہے: مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ، دوسری مرتبہ میں وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ ،اور تیسری مرتبہ میں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرىٰ پڑھنا چاہئے۔(شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۰۹﴾ پھاوڑے سے مٹی ڈالنے والا دعا کس طرح پڑھے؟

سوال: پھاوڑے سے مٹی کھینچ کر ڈالنے والا مٹی ڈالتے وقت پڑھی جانے والی دعا کس طرح پڑھے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پھاوڑا کھینچنے سے قبل تین لپ (مٹھی بھر مقدار) مٹی ہاتھوں سے ڈال کر دعا پڑھ لے، اور پھر پھاوڑے سے مٹی کھینچے، اس طرح سنت بھی ادا ہو

جائے گی۔(طحطاوی:۳۶۹) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۱۰﴾ قبر میں تین لپ (مٹھی بھر مقدار) بھر کر مٹی ڈالنا

سوال: ہمارے محلہ میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا، انہیں دفن کرنے کے لئے قبرستان لے گئے، میت کو قبر میں رکھنے کے بعد پیر صاحب نے کہا کہ: مرنے والا شخص تارک دنیا نہیں تھا، اس لئے میں اسے مشت خاک نہیں دوں گا، اور پیر صاحب نے مٹی نہیں ڈالی، دوسرے تمام لوگوں نے مٹی ڈالی، تو تارک دنیا کا کیا مطلب ہے؟ اور مرنے والا شخص تارک دنیا نہ ہو تو مشت خاک نہیں ڈالنے کا حکم صرف پیر صاحب کے لئے ہے یا تمام لوگوں کے لئے یہی حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسلمان میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کی قبر میں تین لپ بھر (مٹھی بھر مقدار) کر مٹی ڈالنا اسلامی حق اور مستحب ہے۔ آپ ﷺ منافقین کے سردار ابن ابی کے جنازہ میں شریک ہوئے اور اپنا کرتہ مبارک اسے پہنایا، اور اس کی نماز جنازہ بھی آپ نے پڑھی، یہ سب حدیث سے ثابت ہے۔

اس لئے مذکورہ پیر صاحب کا عمل شرعی تعلیم کے خلاف ہے، تارک دنیا نہیں ہے، اس لئے مٹی نہیں ڈالوں گا، ایسا کوئی حکم شریعت میں نہیں ہے، تارک دنیا کا مطلب ہوتا ہے دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والا، درمختار میں ہے، میت کو قبر میں رکھنے کے بعد مٹی ڈالنا مستحب ہے، اور سر کی طرف سے تین لپ (مٹھی بھر مقدار) ڈالنا مستحب ہے۔ (ص:۱/۱/۶۰۱)

﴿۱۳۱۱﴾ نعش کو ایک ملک سے دوسرے ملک لے جانا

سوال: ہمارے یہاں عوام میں یہ رواج ہے کہ یہاں کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے، تو

غسل، کفن اور جنازہ کی نماز کے بعد نعش کو اپنے ملک بھیج دیتے ہیں، اور یہاں دفن کے لئے کہا جاتا ہے تو نہیں مانتے، تو اس بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ اور نعش کو ایک ملک سے دوسرے ملک لے جانا جائز ہے یا نہیں؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......شریعت کا اصل حکم یہ ہے کہ جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو جلد از جلد اسے غسل وکفن دے کر اور نماز پڑھ کر جلد دفن کر دینا چاہئے۔

مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ: جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کی تجہیز وتکفین میں تعجیل کرنا چاہئے، اس میں میت کا اکرام ہے، اس لئے کہ حدیث شریف میں بھی جلد دفن کرنے کا حکم وارد ہوا ہے، مسلمان میت کو زیادہ دیر روکے رکھنا مناسب نہیں ہے۔ (ص:۳۷۱)

جس جگہ انتقال ہوا ہو وہاں کے قبرستان میں دفن کرنا مسنون اور مستحب ہے، اور بلا ضرورت دوسرے ملک یا دوسرے شہر یا دوسری جگہ لے جانا مکروہ تحریمی ہے، اگر وہاں قبرستان نہ ہو یا دفن کرنے کی سہولت نہ ہو یا کوئی مجبوری ہو تو ایسی حالت میں دوسری جگہ لے جا سکتے ہیں۔ مراقی الفلاح میں ہے: کہ جس جگہ انتقال ہوا ہو یا شہید ہوا ہو وہاں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے، اس جگہ یا اس شہر سے دوسری جگہ لے کر جانا مکروہ تحریمی ہے۔ (ص:۳۷۱)

ہمارے یہاں برطانیہ میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد آباد ہے، اور تقریباً ہر شہر میں بڑی تعداد میں آباد ہیں، اور اسلامی اداروں کی طرف سے میت کے غسل، کفن ودفن کا پورا انتظام کیا جاتا ہے، اور حکومت اور کاؤنسلوں کی طرف سے مسلمان میت کو دفن کرنے کے لئے الگ جگہ اور شرعی احکام پر عمل کی سہولت دی جاتی ہے، اس لئے میت کو یو.کے. ہی میں دفن کرنا چاہئے، تدفین میں کسی وجہ سے یا پوسٹ مارٹم اور قانونی کارروائی کی وجہ سے

تاخیر ہو جائے تو یہ مجبوری ہے، اس سے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

وہ مباح فعل جس کے ارتکاب سے بہت سے ناجائز یا ممنوع فعل وجود میں آتے ہوں تو وہ مباح فعل بھی ناجائز اور ممنوع ہو جاتا ہے، اس قاعدہ کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ میت کو دوسرے ملک لے جانے میں بہت سے ناجائز امور کا ارتکاب لازم آتا ہے، مثلاً:

(الف) اس طرح میت کو دوسرے ملک لے جانے سے اکثر وبیشتر دو تین دن یا ہفتہ تک تدفین مؤخر ہوتی ہے، اور شریعت میں یہ حکم ہے کہ میت کو جلد از جلد دفن کر دو۔ (ب) بعض مرتبہ میت میں تعفن آ جاتا ہے، اور آلائش نکلنی شروع ہو جاتی ہے، جو جائز نہیں ہے۔ (ج) ہمارے حنفی مذہب میں جنازہ کی نماز ایک ہی مرتبہ پڑھنے کا حکم ہے، اور ایک مرتبہ ولی کی اجازت سے نماز ہوگئی تو دوسری مرتبہ پڑھنا جائز نہیں ہے، اور دوسرے ملک بھیجنے سے دو یا تین بار نماز ہو جاتی ہے۔ (د) دونوں ملکوں کے طبی قوانین کی پابندی کرنی پڑتی ہے، جس کی وجہ سے میت کی رگوں میں الکوحل یا دوسری دوائیں بھری جاتی ہیں اور ایسا کرنے سے میت کا احترام باقی نہیں رہتا۔ (ہ) معتمد خبر کے مطابق جسم کے اندر کے کچھ اعضاء نکال لئے جاتے ہیں، اگر یہ بات صحیح ہو تو یہ مسلمان میت کی اور مسلمان میت کے جسم کی سخت توہین ہے۔ (و) نعش کو صندوق میں بند کر کے نعش کو موٹر یا پلین میں ڈال کر سامان کی طرح لے جایا جاتا ہے، جس میں مسلمان نعش کی توہین ہے۔ (ز) دینی، دنیوی کسی بھی فائدہ کے بغیر اس کے لئے زر کثیر صرف کیا جاتا ہے، جو ممنوع ہے۔ (ک) مرد کے انتقال ہوتے ہی عورت پر عدت شروع ہو جاتی ہے، اور بکثرت عورت اپنے شوہر کی نعش کے ساتھ سفر کرتی ہے، جو ناجائز اور حرام ہے، اس میں عدت میں نہ بیٹھنے کا اور عدت کے درمیان بلا ضرورت سفر کرنے کا گناہ لازم آتا ہے، مذکورہ وہ خرابیاں ہیں جو عیاں ہیں،

اس کے علاوہ بھی دوسری کچھ خرابیاں ہیں، اس لئے اس طریقہ کے اصلاح کی اور چھوڑنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

احسن الفتاویٰ جلد: ۴ میں اس مسئلہ کی پوری تفصیل موجود ہے، اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی منقول ہیں، اسے دیکھ لینا مفید رہے گا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میت کو اسی جگہ دفن کرنا چاہئے جہاں اس کا انتقال ہوا ہو، اور دوسرے ملک بھیجنے کے رواج کو بالکلیہ بند کردینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۱۲﴾ میت کو ایک ملک سے دوسرے ملک بھیجنے کا شرعی حکم

یہاں انگلستان میں بعض لوگ کسی مرد یا عورت کا انتقال ہو جاتا ہے، تو اس کو غسل وکفن دیکر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر میت کو ہمارے ملک میں بھیجتے ہیں اور اس کے لئے کمیٹیوں کا نظم بھی بنا ہوا ہے، اور یہ طریقہ پہلے سے چلا آرہا ہے مگر آج کل کے سند یافتہ مولانا اس کی مخالفت کرتے ہیں، صحیح مسئلہ کیا ہے؟ تفصیل اور حوالہ کے ساتھ تحریر فرمائیں تاکہ عمل کرنے کرانے میں سہولت ہو۔

الجواب: وباللہ التوفیق۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شریعت کا حکم یہ ہے کہ کسی مسلمان مرد یا عورت کا انتقال ہو جائے، تو جلد از جلد جتنا ممکن ہو، اس کو مسنون طریقہ کے مطابق غسل وکفن دیکر دفن کردینا چاہئے۔

مراقی الفلاح صفحہ ۳۱۷ پر لکھا ہے کہ واذا تیقن موته یعجل بتجهیزه اکراما له لما فی الحدیث وعجلوا به فانه لاینبغی لجیفة مسلم ان تحبس بین ظهرانی اهله الخ

یعنی جب موت ہو جانے کا یقین ہو جائے تو کفن دفن میں جلدی کرنا چاہئے اس میں میت کا اکرام ہے کیوں کہ حدیث شریف میں بھی جلدی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مسلمان میت کے

لئے مناسب نہیں کہ اس کی نعش کو روکی جائے۔

جس جگہ پر موت واقع ہوئی ہے اسی جگہ کے قبرستان میں دفن کرنا مسنون ومستحب ہے اور بلاضرورت شرعیہ دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا یا دوسرے ملک کی طرف لے جانا مکروہ تحریمی ہے۔ ویستحب الدفن فی مقبرۃ محل مات بہ او قتل (مراق الفلاح)

اگر اس جگہ مقبرہ مسلمین نہیں ہے یا ایسی ہی کوئی خاص مجبوری ہے تو مجبوری اور ضرورت کی وجہ سے اس کے قریب میں جہاں انتظام ہو لے جانا جائز ہوگا۔ النقل من بلد إلی بلد مکروہ أی تحریما لأن قدر المیلین فیہ ضرورۃ و لا ضرورۃ فی النقل إلی بلد آخر الخ۔۔۔ (مراق الفلاح)

ہمارے یہاں یو کے میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی آبادی ہے اور اسلامی تنظیموں کی طرف سے غسل اور کفن کے بھی سارے انتظام آسانی کے ساتھ ہو سکتے ہیں نیز حکومت اور کونسلوں کی طرف سے بھی مسلمانوں کی تدفین کے لئے علحدہ جگہ اور شریعت کے احکامات کے مطابق دفن کرنے کی سب سہولت موجود ہے۔ اس لئے میت کو اسی شہر کے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے۔ دفن کی کارروائی یا اجازت میں یا پوسٹ مارٹم میں قانونی طور پر تاخیر ہو تو یہ مجبوری ہے اس میں گناہ نہیں ہوگا۔

شریعت کا ایک حکم یہ ہے کہ جائز اور مباح صورت کو اختیار کرنے میں اگر کوئی کام ایسا کرنا پڑتا ہے جو گناہ یا مکروہ تحریمی ہو تو اس جائز کام کو کرنے سے منع کر دیا جاتا ہے۔ اس اصول کو سامنے رکھکر دیکھا جائے تو میت کو دوسرے شہر یا دوسرے ملک میں لے جانے میں مندرجہ ذیل کئی ممنوع کاموں کا ارتکاب ہوتا ہے اس لئے اس کو ممنوع اور قابل ترک ہی کہا جائیگا۔

(۱) میت کو دفن کرنے میں بعض مرتبہ تو دو تین دن یا زیادہ وقت لگ جاتا ہے اور شریعت

میں دفن کرنے میں جلدی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس حکم کی مخالفت ہوتی ہے۔

(۲) بعض مرتبہ تاخیر کرنے کی وجہ سے نعش میں بدبو اور تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔

(۳) ہمارے حنفی مسلک میں جنازہ کی نماز صرف ایک بار پڑھنے کا حکم ہے، دوسری یا تیسری بار پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے، اور اس صورت میں جنازہ کی نماز متعدد بار پڑھی جاتی ہے۔

(۴) دونوں حکومت کے صحت کے قوانین کی رعایت کرنا پڑتی ہے جس کی وجہ سے نعش میں دوائی بھرنی پڑتی ہے، اور میت کا جو احترام زندگی میں کیا جاتا تھا مرنے کے بعد بھی ویسا ہی احترام کیا جانا چاہئے اس کی مخالفت ہوتی ہے۔

(۵) بعض ثقہ لوگوں کے کہنے کے مطابق بدن کے اندرونی اجزاء کو نکال دیا جاتا ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو مسلمان میت کے بدن کے اجزاء کی بڑی توہین ہے کہ اس کو پھینک دیا جائے۔

(۶) صندوق میں بند کرنے کے بعد اس نعش کو سامان کی طرح لاد کر لے جایا جاتا ہے، جس میں نعش کی توہین ہے۔

(۷) بغیر شرعی اور دنیوی ضرورت کے مال کثیر کا خرچ کرنا اور بہت ہی محنت کرنی پڑتی ہے جو ممنوع ہے۔

(۸) مرد کے انتقال کے بعد اسی وقت سے عورت پر عدت وفات شروع ہو جاتی ہے اور نعش کے ساتھ عورت بھی سفر کرتی ہے جو ناجائز اور حرام ہے۔

مذکورہ بالا خرابیاں تو وہ ہے جو ظاہر ہیں اس کے علاوہ بھی چند دوسری خرابیاں اس میں ہے اس لئے اس طریقہ کی اصلاح کرنی ضروری ہے اور مولانا صاحبان جو منع کرتے

ہیں وہ صحیح اور شرعی حکم بتا کر اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی باتیں ماننی چاہیئے۔ احسن الفتاوی جلد چہارم میں بھی اس مسئلہ کو پوری وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اور مخالفین کے دلائل کے جوابات بھی دیئے ہیں اس کو دیکھ لینا چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم۔

(مفتی) اسماعیل کچھولوی (صاحب) عفی عنہ

۴ر ربیع الاول ۱۴۲۱ھ ۶-۷-۲۰۰۰ء

الجواب صحیح

۱	مفتی زبیر بٹ	۵	مولانا محمد اشرف	۹	مولانا ابراہیم
۲	مفتی سیف الاسلام	۶	مولانا عبدالرقیب	۱۰	مولانا عبداللہ پٹیل
۳	مولانا عبدالجلیل	۷	مولانا عبدالجلیل	۱۱	مولانا احمد بھانا
۴	مولانا مخلص الرحمٰن	۸	مولانا عبدالرشید فلاحی	۱۲	مولانا محمد اسحاق

﴿۱۳۱۳﴾ تدفین کے وقت توپ کی سلامی دینا

سوال: ایک مسلم لیڈر جنہوں نے قوم کی بہت خدمت کی، اور وہ حکومت کے اعلیٰ افسر تھے، ان کے انتقال پر انہیں ۱۰۱ توپوں کی سلامی پیش کی گئی، اور لشکر کی گاڑی پر رکھ کر تدفین کے لئے لے جایا گیا، تو تدفین کے وقت توپ پھوڑنا کیسا ہے؟ اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ (۲) مرحوم کی نعش کو قبر میں رکھنے سے پہلے پرملال موسیقی بجائی گئی، تو اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے، اس لئے وہاں کوئی بھی ناجائز امر نہ ہو اس کا بہت ہی خیال رکھنا چاہیئے، جو کام شریعت

میں ناجائز ہیں وہ اللہ کی ناراضگی کو بڑھانے والے ہیں، اور وہ مرنے والے اور دفن کرنے والے کے لئے بھی بوجھ بنتے ہیں، اس لئے سوال میں لکھے گئے کاموں سے بچنا چاہئے، اور شیطان کی تابعداری نہیں کرنی چاہئے، آج کل ویڈیو کا رواج بھی عام ہو رہا ہے، اس کا حکم بھی وہی ہے، اس سے بھی بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۱۴﴾ میت کے ولی کون ہیں؟

سوال: میت کے ولی کون ہیں؟ درجہ بدرجہ ہر ایک کی تفصیل بیان کریں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کے اولیاء یہ ہیں:

میت کی اولاد نرینہ، لڑکا نہ ہو تو پوتا، وہ نہ ہو تو پڑپوتا وغیرہ اس کے بعد میت کے اصول باپ، دادا، پردادا وغیرہ۔ اس کے بعد بھائی پھر چچا اور چچازاد بھائی، اور ان میں سے کوئی نہ ہو اور میت عورت ہو تو اس کا شوہر اور شوہر بھی نہ ہو اور مذکورہ ولی میں سے کوئی نہ ہو یا یہ کہ میت مرد ہو اور ان مذکورہ لوگوں میں سے کوئی نہ ہو تو پڑوسی حقدار کہلائیں گے۔ (شامی، عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۱۵﴾ میت کے ولی کے لئے گھنٹوں انتظار کرنا کیسا ہے؟

سوال: اگر میت کا ولی دور ہو، اور اس کے پہنچنے میں اندازاً ۱۰، ۱۵یا ۲۰، ۳۰، یا ۴۸ گھنٹے لگتے ہوں، تو اس کے لئے میت کو روکے رکھنا مناسب ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ میت کے ولی کی اجازت کے بغیر نماز نہیں پڑھی جاسکتی، یہ بھی متعین ہے، تو اس حالت میں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کے کفن، دفن اور نماز کے لئے سب سے زیادہ حقدار میت کا ولی ہے، لیکن وہ اتنا دور ہو کہ میت کے غسل وکفن اور قبر تیار ہونے اور اس کے

بعد نماز پڑھنے تک میں وہ حاضر نہیں ہوسکتا، تو اب اس ولی کا حق باقی نہیں رہتا، بلکہ اس کے بعد میت کے ساتھ جس کا قریبی رشتہ ہو وہ حقدار کہلائے گا، اس لئے دور سے آنے والے ولی کے لئے میت کو ۱۰، ۲۰ یا ۴۸ گھنٹوں تک روکے رکھنا بالکل جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری، شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۱۶﴾ منکر نکیر کون ہیں؟

سوال: منکر اور نکیر کون ہیں، منکر، نکیر کا کیا معنیٰ ہوتا ہے؟ ان کی وجہ تسمیہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... منکر، نکیر عربی زبان کے دو لفظ ہیں، منکر یہ انکر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، اس کا معنیٰ وہ شخص جو کسی کو نہ پہچانتا ہو، اور نکیر یہ نکر سے اسم مفعول ہے، وہ شخص جسے کوئی نہ پہچانتا ہو۔

یہ دونوں دو فرشتوں کے نام ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ ایسے دو فرشتے ہیں جن کی شکل بہت ہی ڈراونی ہے، نہ وہ کسی کو پہچانتے ہیں کہ کسی پر رحم کریں گے اور نہ انہیں کوئی پہچانتا ہے کہ جن سے ذرا بھی رحم یا محبت کی امید کی جاسکے، بالکل اجنبی ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ: ۱/۱۶۸)

فصل ما یتعلق بعد الدفن علی القبر

﴿۱۳۱۷﴾ بعد تدفین قبر پر پھول، چادر، صندل چڑھانا

سوال: مرحومین کی قبر پر پھول چڑھائے جاتے ہیں، اور چادر بنا کر قبر پر چڑھائی جاتی ہے اور صندل لگایا جاتا ہے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، صندل چڑھانا کیسا ہے؟ صندل چڑھا کر چہرہ پر لگانا کیسا ہے؟ کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبر پر اور قبرستان جا کر کون کون سے اعمال کرنے چاہئیں اس کی پوری تفصیل حدیث پاک میں بتائی گئی ہے، اس لئے اس کے مطابق ہی عمل کرنا چاہئے، قبرستان جا کر قرآن وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا چاہئے اور دعائیں مانگ کر مردوں کو فائدہ پہنچانا چاہئے، قبروں پر پھول وغیرہ چڑھانا نہ تو آپ ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحابی سے، نیز پھول چڑھانے سے میت کو کسی طرح کا فائدہ نہیں ہوتا، اور نہ ہی پھول چڑھانے والے کو کوئی فائدہ ہوتا ہے، اس لئے اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اتنے روپے فقیر، غریب اور محتاج کو صدقہ کر کے اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا جائے، قبروں پر پھول چڑھانا یا صندل یا خوشبو لگانا فضول اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لئے ناجائز اور منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۱۸﴾ بعد تدفین پڑھنے کے معمولات

سوال: قبرستان میں میت کو دفن کرنے کے بعد کسی جگہ ایک مرتبہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، اور کسی جگہ دو مرتبہ تو کسی جگہ چار مرتبہ پڑھی جاتی ہے، تو کسی جگہ مغفرت کی دعا پڑھی جاتی ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ صحیح طریقہ کیا ہے؟ مردہ کو دفن کرنے کے بعد کیا پڑھنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبرستان میں داخل ہوتے وقت قبروالوں کوسلام کرنا چاہئے، اسکا طریقہ حدیث شریف میں بتایا گیاہے، یعنی: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ والی دعا پڑھنی چاہئے، اورسورۂ یٰسین ایک مرتبہ اورسورۂ اخلاص ۱۱ مرتبہ پڑھ کراسکا ثواب تمام مرحومین کوبخشنے کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔(مراقی الفلاح:۳۷۵)۔

اور جب کسی میت کودفن کیا جارہاہوتو دفن کے بعد سرہانے کھڑے ہوکر سورۂ بقرہ کی شروع کی آیتیں مفلحون تک پڑھنا چاہئے، اور پیروں کی طرف کھڑے ہوکر سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں پڑھ کر مردہ کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہئے۔(شامی:۱)۔باقی سوال میں لکھنے کے مطابق سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ یا چارمرتبہ رسماً فاتحہ پڑھنا بدعت ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

﴿۱۳۱۹﴾ بعد تدفین قبر کے سامنے ہاتھ اٹھا کردعا مانگنا

سوال: بعد تدفین میت کے سرہانے اور پیروں کی جانب سورۂ بقرہ کی آیتیں پڑھ کر قبر کے سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟ شرع میں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبر کے سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے سے مشابہت کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے، اور قبر کی طرف پشت کر کے اور قبلہ کی طرف چہرہ کر کے دعا مانگنی چاہئے، البتہ صحیح عقیدہ کے ساتھ قبر کے سامنے بھی ہاتھ اٹھا کردعا مانگنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۲۰﴾ بعد تدفین قبر کے سرہانے اور پیروں کی جانب سورۂ بقرہ کی آیتیں پڑھ کردعا مانگنا

سوال: میت کو قبر میں رکھنے کے بعد مٹی ڈال کر قبر کے سرہانے اور پیروں کی جانب کچھ

تلاوت کی جاتی ہے، اور پھر دعا کی جاتی ہے، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... بعد تدفین میت کے سرہانے سورۂ بقرہ کی شروع کی آیتیں، مفلحون تک اور پیروں کی جانب آمن الرسول سے ختم سورۃ تک پڑھنا حدیث شریف سے ثابت ہے، اس لئے اس طرح پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (شامی:۱)

﴿۱۳۲۱﴾ بعد تدفین ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا

سوال: لوگ کہتے ہیں کہ میت کو دفن کرنے کے بعد ۴۰ قدم پر فاتحہ پڑھنا بدعت نہیں ہے، اس لئے کہ فاتحہ پڑھ کر مردہ کو اس کا ثواب بخشا جاتا ہے، اس سے تو مردہ کو فائدہ ہوتا ہے، تو سوال یہ ہے کہ کیا ۴۰ قدم پر فاتحہ پڑھنا صحیح ہے؟ اس سے مردہ کو ثواب ملتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ۴۰ قدم پر فاتحہ پڑھنا بدعت ہے، کن چیزوں سے میت کو فائدہ ہوتا ہے، اور کن چیزوں کو کرنا چاہئے، یہ تمام باتیں اللہ کے رسول ﷺ نے حدیث شریف میں بتلا دی ہیں، اور احادیث سے مسائل اخذ کر کے فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کو بیان کر دیا ہے، کسی میت پر ۴۰، ۵۰، یا ۸۰ قدم پر آپ ﷺ کا فاتحہ پڑھنا یا کسی صحابی کا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ اس لئے ۴۰ قدم پر فاتحہ پڑھنا یہ اپنی مرضی سے شریعت میں داخل کیا گیا دین میں ایک اضافہ ہے، دین میں اس کا کوئی درجہ نہیں ہے، اس لئے یہ بدعت ہے، اور ناجائز ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۲۲﴾ قبر کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

سوال: قبر کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قبر کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا آپ ﷺ سے

ثابت نہیں ہے، اور اس طرح دعا مانگنے سے صاحب قبر سے سوال حاجت کا شبہ پیدا ہوتا ہے، اس لئے ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگنی چاہئے، اگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی ہو تو قبر کی طرف پشت کر کے سینہ قبلہ کی طرف کر کے دعا مانگنی چاہئے۔ (فتاوی محمودیہ: ۳۰۶)

﴿۱۳۲۳﴾ بعد تدفین ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

سوال: ہمارے یہاں میت کو دفن کرنے کے بعد پیروں کی طرف سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں پڑھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، تمام حاضرین دعا مانگتے ہیں، پھر امام صاحب سبحان ربك رب العزة .... پر دعا ختم کرتے ہیں، تو اس طرح کرنا کیسا ہے؟ یہ طریقہ ثابت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میت کو دفن کرنے کے بعد میت کے سرہانے کھڑے ہو کر سورۂ بقرہ کی شروع کی آیتیں مفلحون تک اور پیروں کی طرف کھڑے ہو کر آمن الرسول سے اخیر سورۃ تک پڑھنا حدیث شریف سے ثابت ہے، پھر ہاتھ اٹھا کر اپنی مرضی کے مطابق جتنی چاہیں دعا مانگ سکتے ہیں، نیز جتنی مرتبہ پڑھنا چاہیں پڑھ کر ایصال ثواب کر سکتے ہیں، اور اجتماعی دعا کا طریقہ چھوڑ دینا چاہئے، اس لئے کہ اب یہ رواج بن رہا ہے، اور بدعت کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۲۴﴾ بعد تدفین سرہانے اور پاؤں کی طرف کیا پڑھنا چاہئے اور دعا کرنے کا طریقہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام حسب ذیل مسئلہ میں: مسئلہ نمبر ا۔ دفن کے وقت قبر کے اردگرد چاروں طرف لوگوں قبر کی جانب روخ کئے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں تو دعاء کے وقت اس طرح کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے دعا مانگنا کیسا ہے؟ ۲۔ دفن کے بعد دعا

کرتے وقت قبلہ کی جانب چہرہ نہ کرے تو کوئی مضائقہ تو نہیں؟ ۳۔ بعد دفن آپ ﷺ اور صحابہؓ اور ائمہ مجتہدین کا عمل کس طرح تھا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسلمان میت کو دفن کرنے کے بعد اسکے سرہانے سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیتیں مفلحون تک اور پاؤں کی طرف سورۃ بقرہ کی اخیری آیتیں آمن الرسول سے اخیر تک پڑھی جائے اور اسکے بعد قبلہ کی طرف منہ اور قبر کی طرف پیٹھ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعاء کی جائے تو یہ درست اور جائز طریقہ ہے، قبر کے ارد گرد کھڑے ہو کر تلاوت اور ذکر اللہ کرنا بھی درست ہے، ضرورت ہو تو بیٹھنا بھی درست ہے،

سنن ابی داود میں ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علی قبرہ وقال استغفروا لاخیکم واسالوا اللہ التثبت فانہ الان یسئل یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہو جاتے تھے تو اسکی قبر پر تھوڑی دیر کھڑے ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور ثابت قدم رہنے کی دعاء کرو کہ وہ اسوقت سوال کیا جاتا ہے۔

اسوجہ سے وہاں جو کچھ اللہ توفیق دے پڑھکر مرحوم کو ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کرنی چاہئے، جس جگہ کھڑے ہیں اور اسکے سامنے نئی یا پرانی قبریں ہیں اور اسی حالت میں سامنے ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگتے ہیں تو اہل قبر سے مانگنے کا شبہ ہوتا ہے اسلئے ایسی حالت میں فقہاء ہاتھ اٹھانے سے منع کرتے ہیں، بغیر ہاتھ اٹھائے اور دل سے بھی دعاء ہو سکتی ہے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

دفن کے بعد قبلہ کی طرف منہ کرنا دعاء کی قبولیت کے لئے زیادہ مفید ہے، اسلئے قبلہ کی طرف منہ کرنا افضل ہے اگر کسی وجہ سے قبلہ کی طرف منہ نہ کیا اور دوسرے طرف منہ کر کے دعاء

مانگی گئی تو یہ بھی درست ہے۔ شامی جلد ثانی اور فتاوی دار العلوم جدید، فقط واللہ اعلم۔

﴿۱۳۲۵﴾ بعد تدفین ۴۰ قدم پر فاتحہ پڑھنا

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک فتنہ اٹھا ہے، کہ میت کو دفنانے کے بعد ۴۰ قدم چل کر فاتحہ پڑھنا چاہئے، اور اس مسئلہ میں دو جماعت ہوگئی ہیں، ایک جماعت کا کہنا یہ ہے: کہ ۴۰ قدم پر فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، اور دوسری جماعت کا کہنا ہے: کہ اگر نہ پڑھا جائے تو گناہ بھی نہیں ہے اور پڑھا جائے تو ثواب بھی نہیں ہے۔ لہذا آنجناب بتائیں کہ شرعی رو سے ۴۰ قدم پر فاتحہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اس میں ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... بعد تدفین میت قبر پر کھڑے ہو کر ایصال ثواب کرنا، دعائے مغفرت کرنا اور سرہانے سورۂ بقرہ کی شروع کی آیتیں اور پیروں کی جانب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، اس لئے ایسا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے، اور ۴۰ قدم پر یا قبرستان سے نکل کر فاتحہ پڑھنے کا جو رواج ہے وہ غلط ہے، اس کے بجائے شریعت میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق قرآن کی تلاوت کر کے یا کوئی ثواب کا کام کر کے اس کا ثواب میت کو بخشنا چاہئے، اپنی طرف سے دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کرنی چاہئے، جو کام دین میں نہ ہو اسے ضروری اور دین سمجھ کر کرنا بدعت ہے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۳۲۶﴾ بعد تدفین میت کے اہل خانہ کے ساتھ انکے گھر تک جانا

سوال: میت کو دفن کرنے کے بعد میت کے اہل خانہ کے ساتھ ان کے گھر تک جانا کیسا ہے؟ کیا ایسا کرنے سے ثواب ملتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مراقی الفلاح میں ہے کہ: تدفین سے فراغت پر ہر

شخص کو اپنے اپنے کام میں لگ جانا چاہئے۔(ص:۳۷۳)۔اسلئے تدفین سے فراغت پر کسی خاص ضرورت کے بغیر تعزیت کے لئے میت کے گھر تک نہیں جانا چاہئے، اور ایسا کرنا مکروہ کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۲۷﴾ بعد تدفین معوذتین پڑھنا بدعت ہے؟

سوال: کچھ جگہوں پر بعد تدفین میت سورۂ فاتحہ، سورۂ فلق، سورۂ ناس وغیرہ پڑھ کر "یا ایھا الذین" الخ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاتی ہے، کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بعد تدفین قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت کے لئے ایصال ثواب، دعائے مغفرت کر سکتے ہیں، اور ایسا کرنا مستحب ہے، لیکن اس کے لئے مروج اور رسوم کی پابندی کے ساتھ فاتحہ خوانی کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۲۸﴾ بعد تدفین کھڑے ہو کر اذان دینا

سوال: قبرستان میں میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر ایک شخص اذان دیتا ہے، اور دوسرے لوگ قبر سے چالیس قدم دور کھڑے ہوتے ہیں، اور اذان کے بعد دور کھڑے لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا، فاتحہ پڑھتے ہیں، اور اس کے بعد تمام لوگ میت والے گھر کے دروازے تک آ کر وہاں دعا و فاتحہ پڑھتے ہیں، تو کیا شریعت میں ایسا کوئی عمل کرنا ثابت ہے؟ اس طرح کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بعد تدفین میت قبر پر اذان دینا اور چالیس قدم پر فاتحہ پڑھنا، اور میت کے گھر جا کر فاتحہ پڑھنا یہ سب عمل سنت طریقہ کے خلاف اور بدعت ہے، اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

قرآن وحدیث میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق عمل کرنا چاہئے، میت کو جب چاہیں تلاوت، درود، نفلی صدقات، خیر خیرات کرکے ثواب پہنچایا جاسکتا ہے، لیکن کسی خاص جگہ یا وقت کی پابندی کے ساتھ یا کسی خاص شرط کی پابندی کے ساتھ اور اس پڑھنے کو ضروری سمجھتے ہوئے کرنا دین میں اپنی طرف سے اضافہ ہے، جو ناجائز اور گمراہی ہے۔ اس لئے ایسے طریقہ کو چھوڑ کر سنت طریقہ پر عمل کرنا چاہئے، اسی میں بہتری اور کامیابی ہے۔

﴿۱۳۲۹﴾ قبر کو پختہ بنانا اور قبر پر ٹائلز لگانا

سوال: ہمارے یہاں مسجد میں دو بزرگوں کے مزار ہیں، وہ خستہ حالت میں ہیں، انہیں پختہ بنانا ہے، ایک آدمی ان کو توڑ کر (مسمار کرکے) پختہ بنوانے اور اس پر چائنیز ٹائلز بچھانا چاہتا ہے، تو کیا اس پرانی قبر کو اوپر سے توڑ کر (مسمار کرکے) اس پر نئی ٹائلز لگانا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبروں کو پختہ بنانے سے آپ ﷺ اور بزرگان دین نے سختی سے منع کیا ہے، اس لئے اسے توڑ کر از سر نو پختہ بنانا یا اس پر ٹائلز لگانا جائز نہیں ہے، ایسا کرنے سے صاحب قبر کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اور لگانے والے کو گناہ ہوگا۔

اس لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جتنی رقم خرچ کرنا چاہتے ہو اتنی رقم کسی غریب محتاج کو دیں یا کسی نیک کام میں خرچ کرکے اس کا ثواب اس قبر کے بزرگ کو بخش دیں، اس سے صاحب قبر کو بھی فائدہ ہوگا اور وہ خوش بھی ہوں گے، اور روپئے خرچ کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

(طحطاوی: ۳۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۳۰﴾ بعد تدفین میت کے گھر جانا

سوال: قبرستان میں میت کو دفن کرنے کے بعد میت والے کے گھر جا کر دوبارہ دعا کرنے

کا رواج ہے، اس کے لئے خاص اصرار بھی ہوتا ہے، اور جہلاء اس کے لئے خاص زور دے کر کہتے ہیں کہ "میت کے حق میں دعا کرنی ہے، اور اہل خانہ کو تسلی دینی ہے" اہل خانہ گھر آ کر نہ روئیں، اور غم بھول جائیں، لوگوں کیساتھ باتوں میں لگ جائیں، اس نیت سے دعا کے بہانے لوگ آتے ہیں، تو اس طریقہ کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ کیا اس طرح میت کے گھر تک جانا چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... میت پر پڑھی جانے والی نماز اور قبر پر جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ اصل میں دعا ہی ہے، اور میت کی مغفرت کے لئے ہی ہے، پھر دوبارہ میت کے گھر جمع ہو کر دعا کرنا حدیث یا اعمال صحابہ سے ثابت نہیں ہے، اس لئے میت کے گھر جمع ہو کر دوبارہ دعا نہیں کرنی چاہئے، اور غیر ثابت عمل کے لئے اصرار کرنا بھی معصیت میں داخل ہے۔

باقی مرحومین کے حق میں دعا یا ایصال ثواب کے لئے جمع ہونا ضروری نہیں ہے، اور اس طرح قبرستان سے میت کے گھر تک جانے سے گھر والوں کو تسلی تو کیا ہوگی اور غم میں اضافہ ہوتا ہے، اس لئے یہ طریقہ خلاف سنت ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی طور پر بھی بے فائدہ ہے، اس لئے اس رواج کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۳۱﴾ قبر پر مزار بنانا

سوال: قبر پر مزار بنانے کے ارادے سے اس کے اردگرد پکی عمارت بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... قبر کو پختہ بنانا یا اس پر عمارت تعمیر کرنا ناجائز اور حرام

ہے، علامت کے طور پر قبر کے سرہانے نام والی تختی رکھی جا سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۴۴﴾ میت کے غسل وکفن کے لئے میت کو قبر میں سے نکال سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: ایک مجنون شخص رات کو ریل پر سے گر گیا، اور اس کی روح پرواز کر گئی، اس کی نعش کا پوسٹ مارٹم ہوا، اور میونسپل والوں نے بغیر غسل وکفن ونماز کے اس کی نعش دفن کر دی۔
اس کے بھائیوں کو نو دن کے بعد خبر ہوئی، تو انہوں نے قبر کھود کر اس کی نعش کو نکالا، جو قریب گل سڑ گئی تھی، اور بدبو والی ہو گئی تھی، اسے غسل دیا اور کفن دیا اور نماز پڑھ کر اسے دفنا دیا۔
تو کیا جس میت کو بغیر غسل وکفن اور نماز کے دفن کر دیا جائے اسے اس طرح نکال کر بعد میں غسل وکفن دے کر نماز پڑھ کر دفنانا چاہئے؟ ایک شخص کا کہنا ہے کہ ایسی صورت میں تین دن کے اندر اندر قبر پر جا کر صرف نماز پڑھ لینی چاہئے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ ایسی نعش کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... میت کو غسل، کفن دینے اور اس پر نماز پڑھنے اور اس کو دفنانے کا پورا حق ولی کو ہے، اگر ولی نہ ہو تو یہ حق پڑوسی کا ہے، اور اس کے بعد پوری مسلم آبادی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے، اور اگر کوئی بھی یہ حق ادا نہیں کرے گا، تو سب گنہگار ہوں گے۔
لیکن اگر کسی میت کو بغیر غسل وکفن اور نماز کے دفن کر دیا جائے تو اب کسی کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ قبر سے میت کو باہر نکالے۔ اب صرف اتنا کیا جا سکتا ہے کہ نعش کے پھٹ جانے سے قبل قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس کی نماز جنازہ پڑھ لی جائے۔ (درمختار، شامی) صورت مسئولہ میں میت کی قبر کھود کر نعش نکال کر اسے غسل وکفن دیا گیا، یہ طریقہ صحیح نہ تھا۔

﴿۱۳۳۳﴾ ولی میت کو قبر سے باہر نہیں نکال سکتا؟

سوال: ولی کی اجازت کے بغیر میت کو دفن کر دیا جائے تو کیا ولی کو یہ حق ہے کہ وہ قبر کھول کر میت کو باہر نکال کر اس پر نماز پڑھے؟ یا ولی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ صحیح جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... ولی اگر وہاں موجود ہو، اور اس کی اجازت کے بغیر نماز پڑھ کر میت کو دفن کر دیا جائے پھر بھی ولی کو یہ حق نہیں ہے کہ قبر کھولکر میت کو باہر نکال کر اس پر نماز پڑھے، البتہ اتنا حق ہے کہ تین دن سے پہلے قبر پر جا کر جنازہ کی نماز پڑھ سکتا ہے۔

اور اگر اس ولی کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے ولی نے غسل و کفن دیا اور نماز پڑھائی، تو اب اس ولی کو کچھ بھی حق باقی نہیں رہتا، اس لئے قبر میں سے نکالنے کی بات تو دور رہی قبر پر دوبارہ نماز جنازہ بھی نہیں پڑھ سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۳۴﴾ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کو کھانا کھلانا

سوال: ہمارے یہاں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے، تو میت کے گھر والے جنازہ میں شرکت کرنے والوں کے لئے اور تعزیت کرنے آنے والوں کے لئے اور پڑوس میں رہنے والوں کے لئے اور اعزہ و اقارب کے لئے کھانا بناتے ہیں، اور انہیں کھانا کھلاتے ہیں، تو یہ کھانا کھلانا کیسا ہے؟ اور کھانا کھانا کیسا ہے؟ میت کے گھر والوں کو کتنے دن تک کھانا تیار کر کے کھلانا چاہئے؟ فقہ و سنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... میت کے گھر کھانے کا جو انتظام کیا جاتا ہے یہ جائز

نہیں ہے، اس میں ایک دو نہیں کئی برائیاں ہیں، اس لئے قابل ترک ہے۔

آپ ﷺ کے انتقال پر یا صحابہ میں سے کسی کے انتقال پر یا کسی مشہور امام یا ولی کے انتقال پر ان کے پس ماندگان سے کبھی کھانا کھلانے کا ثبوت کسی معتبر کتاب سے نہیں ملتا۔

ہمارے یہاں کھانا تیار کرنے کا جو رواج ہے، اس کے لئے مندرجہ ذیل چار اسباب ہو سکتے ہیں:

(۱) آنے والے مہمانوں کی مہمانی کے لئے کھانا کھلانا (۲) مردوں کے ایصال ثواب کے لئے کھلانا (۳) لوگوں میں نیک نامی کے لئے کھلانا (۴) رسم ورواج کی پابندی کے لئے کھلانا۔

اگر یہ کھانا مہمانوں کی مہمانی کے لئے کھلایا جاتا ہے تو شیخ ابن ہمامؒ فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ: میت کے گھر والوں کا مہمانی کے طور پر کھانا اور کھلانا سخت مکروہ اور بدترین بدعت ہے، اس لئے کہ مہمانی خوشی کے موقع پر ہوتی ہے، غمی کے وقت نہیں، اور یہ وقت غمی کا ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ: ہم (صحابہ) میت کے گھر جمع ہونے اور اس کے یہاں کھانا کھانے کو نوحہ میں سے سمجھتے تھے۔ (ابن ماجہ)۔ نیز فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے: کہ میت کے پہلے دن یا تیسرے دن یا ہفتہ کے دن کھانا تیار کر کے کھلانا مکروہ ہے۔ (شامی، فتح القدیر)۔

اگر وہ کھانا میت کے ایصال ثواب کے لئے بنایا جاتا ہے تو جان لینا چاہئے کہ زیادہ تر اس کھانے کو کھانے والے مالدار ہوتے ہیں، فقراء کو اس کھانے سے دور رکھا جاتا ہے، حالانکہ ثواب کی امید پر پکانے میں فقراء کو پہلے یاد کرنا چاہئے۔ اور جو لوگ جنازہ میں شریک ہوئے تھے انہیں ہی کھلایا جاتا ہے، جو شریک نہیں ہوئے انہیں نہیں کھلایا جاتا، تو اس سے

شبہ ہوتا ہے کہ جنازہ میں شرکت کی مزدوری کے طور پر کھلایا جارہا ہے، اس لئے رسم ورواج اور ایام کی پابندی کے بغیر استطاعت کے مطابق جانی ومالی جس اعتبار سے ہوسکے صدقہ وخیر خیرات، تلاوت قرآن وغیرہ کر کے میت کے لئے ایصال ثواب کرنا چاہئے، یہی صحیح طریقہ ہے، اسی پر عمل کرنا چاہئے۔

یا نیک نامی کے لئے بنایا جاتا ہے تو اس کی یہ نیت ہوتی ہے کہ نہ کھلائیں گے تو جماعت والے کیا کہیں گے؟ بدنامی ہوگی۔ تو اس طرح دکھلاوے کے لئے ریاکاری کے طور پر کھلانا بھی جائز نہیں ہے۔ اور اس طرح بنایا گیا کھانا کھانا بھی جائز نہیں ہے، اور اللہ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کی نیت نہیں ہے، اس لئے ثواب بھی نہیں ملے گا۔ (شامی:۳:۶۰۳)

نیز یہ کھانا میت کے متروکہ مال سے بنایا جاتا ہے، اور مورث کے انتقال کے ساتھ ہی اس کا مال وارثوں کا ہو جاتا ہے، اور ورثاء میں بعض مرتبہ نابالغ بچے بھی ہوتے ہیں، اور نابالغ کی اجازت بھی معتبر نہیں ہوتی، اور بعض مرتبہ کچھ ورثاء وہاں حاضر نہیں ہوتے، ان کی اجازت کے بغیر مال میں تصرف کیا جاتا ہے، حالانکہ تمام ورثاء کا اس میں حق ثابت ہو چکا ہے، اس لئے یہ کھانا کھلانا یا کھانا جائز نہیں ہے، آپ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

بلکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ میت کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کر کے بھیجا جائے، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ: میت کے اقرباء اور پڑوسیوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ میت کے گھر والوں کے لئے ایک دن رات کھانا تیار کر کے بھیجیں، اس لئے کہ حضرت جعفرؓ کے انتقال کے وقت حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا بنا کر بھیجو، کہ ان پر آج ایسی چیز آپڑی ہے کہ اس میں وہ مشغول ہیں۔ (ترمذی شریف) اس لئے میت کے

گھر والوں کیلئے کھانا تیار کر کے بھیجنا چاہئے نہ کہ ان کے یہاں جا کر ضیافت کرنی چاہئے۔ (شامی: ۶۰۳:۳) اس لئے ہمارے یہاں جو یہ رواج ہو گیا ہے اسے دور کرنا چاہئے۔ بہت سے غریب لوگ سماج کے اس رواج کے بوجھ تلے ایسے دب جاتے ہیں کہ قرض لے کر رسم پوری کرتے ہیں، اور موت کا کوئی وقت متعین نہیں ہے، اس لئے بے وقت اس کا انتظام کرنے میں بہت مصیبت پڑتی ہے، اس لئے اس غلط رواج کے بند ہونے سے بے چارے غریب لوگوں کو بھی نجات ملے گی، باہر سے جنازہ میں شرکت کے لئے آنے والے لوگ اپنے کھانے کا خود انتظام کر سکتے ہیں، وہ بستی والوں کے یہاں یا اپنے رشتہ داروں کے یہاں اپنے کھانے کا انتظام کر سکتے ہیں، اگر کسی اجنبی جگہ پر ایسا انتظام نہ ہو سکے تو ایک وقت فاقہ ہو جانے سے کوئی جان نہیں نکل جائے گی، اپنے کاموں کے لئے بہت سی مرتبہ ایسی نوبت آ جاتی ہے، اور ہم اسے نبھا لیتے ہیں، تو آپ ﷺ کی تعلیم پر عمل کرنے میں اگر بھوکا رہنا پڑے تو ثواب کی امید بھی ہے۔ (شامی، فتح القدیر، فتاویٰ دار العلوم وغیرہ)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فصل فی ایصال الثواب

﴿۱۳۳۵﴾ دوسرے، تیسرے دن میت کے گھر زیارت رکھنا

سوال: میت کے گھر والے دوسرے تیسرے دن زیارت رکھتے ہیں، تو یہ زیارت رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... تیجا وغیرہ کر کے زیارت رکھنا، دعوت کر کے کھلانا یہ سب ناجائز ہے، اس میں ثواب نہیں ملتا، فقہاء اس طریقہ کو بدعت کہتے ہیں، اور گناہ ہوگا وہ مزید رہا۔ اگر ایصال ثواب ہی کرنا ہو تو اس کے دوسرے طریقے ہیں، ان کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۳۶﴾ زیارت، دسواں، چالیسا اور برسی کرنا

سوال: زیارت رکھنا، دسواں، چالیسواں اور برسی کرنا کیسا ہے؟ اور کرنے والے اور اس میں شرکت کرنے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور ان دنوں میں کھانا تیار کر کے کھلانے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر غریب، مالدار سب کھائیں تو مرحوم کو ثواب پہنچے گا یا نہیں؟ اس لئے یہ سب مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کیا جاتا ہے، تو برائے مہربانی بتائیں کہ اس طرح زیارت، دسواں، چالیسواں رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زیارت، دسواں، چالیسواں اور برسی وغیرہ کرنا ناجائز اور بدعت ہے، اور لوگوں کی گھڑی ہوئی رسم ہے، اس میں بہت ہی خرابیاں اور برائیاں ہیں، اسی لئے کہ آپ ﷺ اور صحابہ اور تابعین کے دور میں ایسا کوئی رواج نہیں تھا، اس لئے یہ رواج بند کر دینے چاہئیں، اور دعوت کے لئے جو کھانا بنایا جاتا ہے وہ میت کے مال میں سے

بنایا جاتا ہے، اس میں تمام ورثاء کا حق ہوتا ہے، اور کچھ وارث وہاں موجود نہیں ہوتے، جس کی وجہ سے ان کی اجازت شامل نہیں ہوتی، اور کچھ نابالغ ہوتے ہیں، اور کچھ اتنے غریب ہوتے ہیں کہ خود کھانے کے محتاج ہوتے ہیں، اور کسی مسلمان کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ اس لئے ایسے امور میں شرکت کرنا بھی ناجائز ہے۔

﴿۱۳۳۷﴾ سوال مثل بالا

سوال: ہمارے گاؤں میں جب کسی کا انتقال ہوجاتا ہے، تو انتقال کے چوتھے دن زیارت رکھی جاتی ہے، پھر چالیسویں دن اور پھر سال کے ختم پر برسی رکھی جاتی ہے، یہ زیارتیں مسجد میں یا گھر میں رکھی جاتی ہیں، اس بارے میں دن متعین کر کے اعلان کیا جاتا ہے، تاکہ تمام لوگ حاضر ہوجائیں، پھر قرآن خوانی ہوتی ہے، اور قرآن خوانی کے بعد ایک شخص زیارت کے یہ کلمات پڑھتا ہے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ دومرتبہ، اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ، سورۂ فلق ایک مرتبہ، سورۂ ناس ایک مرتبہ، سورۂ بقرہ الٓمّ سے مُفْلِحُوْنَ تک ایک مرتبہ آیۃ الکرسی ایک مرتبہ سورۂ بقرہ کا آخری رکوع پورا پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھ کر ختم کیا جاتا ہے۔

دوران قرأت مسجد سے آئے ہوئے یا گھر میں موجود تمام لوگوں کے ہاتھوں پر عطر لگایا جاتا ہے، اور ایک تھالی میں پھول اور صندل رکھ کر گمایا جاتا ہے، جسے زیارت میں آئے ہوئے لوگ انگلی پر رکھ کر سونگھتے ہیں، اور اس کے ساتھ شکر کے ٹکڑے یا میوے تقسیم کئے جاتے ہیں، اور پھر فاتحہ پڑھا جاتا ہے، تو اس طریقہ سے زیارت رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب

سے مستفید فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زیارت کا یہ طریقہ یا زیارت کے ہی طریقہ کو جائز نہیں کہا جا سکتا، اس میں انسانوں کے اپنی مرضی سے بنائے ہوئے قوانین اور اصولوں کی پابندی ہے، آپ ﷺ کے مبارک دور میں اس میں سے کوئی بھی عمل نہیں ہوتا تھا، مذکورہ طریقہ کے بدعت سیئہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس لئے یہ ناجائز اور قابل ترک ہے۔

﴿۱۳۳۸﴾ کیا باپ کے انتقال پر لڑکی کا ماں کے پاس رہنا ضروری ہے؟

سوال: ہمارے رشتہ داروں میں ایک لڑکے کے والد کا انتقال ہوگیا، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ والد کے انتقال ہونے کی وجہ سے لڑکی ماں کے گھر سے اپنے سسرال نہیں جا سکتی، یعنی شریعت کی طرف سے اسے اپنے شوہر کے گھر جانے کی ممانعت ہے، اور جب تک سسرال کی عورتیں اسے لینے نہ آویں تب تک نکلنا گناہ سمجھتے ہیں، تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسا ماننا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شوہر کے انتقال ہونے پر عورت کو عدت گزارنا یعنی چار ماہ دس دن تک سوگ منانا ضروری ہے، اس کے علاوہ اور کسی بھی شخص کو چاہے وہ میت کا کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔

اس لئے صورت مسئولہ میں مرحوم کی لڑکی کا اپنے شوہر کے گھر نہ جانا اور ماں کے گھر سے از روئے شرع نہ نکل سکنے کا عقیدہ رکھنا بالکل غلط اور مبنی بر جہالت ہے، اس لئے کسی کے لینے کے لئے آنے کی انتظار کی بجائے خود ہی سسرال چلے جانا چاہئے، تاکہ ایک غلط رسم کا انسداد ہو سکے، اور جہالت دور ہو سکے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۳۹﴾ کسی رئیس کے انتقال پر مدرسہ بند رکھنا

سوال: فی الحال دیکھنے میں آرہا ہے کہ بیرون میں اگر کسی کا انتقال ہو جائے اور اس رئیس کا تعلق کسی مدرسہ سے ہو تو مدرسہ والے ان کے انتقال پر مدرسہ میں چھٹی رکھتے ہیں، حالانکہ ہندوستان کے کسی اکابر کے ساتھ تعلق رکھنے والے مثلاً: مولانا مدنیؒ، قاری محمد طیب صاحبؒ اور مولانا زکریا صاحبؒ وغیرہ کے انتقال پر بیرون میں دکانیں بند دیکھنے میں نہیں آتیں۔ تو سوال یہ ہے کہ کسی مالدار کے انتقال پر مدرسہ بند رکھنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کسی کے انتقال پر چاہے وہ بڑا دیندار ہو یا دنیادار رئیس ہو، مدرسہ بند رکھنا فرض، واجب یا سنت نہیں ہے۔

حدیث شریف میں کسی کے انتقال پر تین دن اور شوہر کے انتقال پر عورت کے لئے چار ماہ دس دن سوگ منانے کی اجازت مذکور ہے۔ لہذا اگر مرحوم کا کوئی خاص احسان یا تعلق ہو جس کی وجہ سے تعطیل رکھی جائے تو شریعت کی طرف سے اسکی ممانعت بھی نہیں ہے۔ ورنہ اسکول، کالج یا دنیوی رواج کے مطابق ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ اسلام غلط رسومات کو ختم کرتا ہے، اور مدارس تو دینداری کے نمونے ہوتے ہیں۔ بہتر طریقہ تو دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا ہے، جس سے مرحوم کو بھی فائدہ ہوتا ہے، اور پڑھنے والوں کو بھی ثواب ملتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۴۰﴾ مچھلی کی ترکاری کا فاتحہ دینا

سوال: مچھلی کی ترکاری کا فاتحہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... رضائے الٰہی کے لئے چھوٹی بڑی کوئی بھی چیز کسی کو

دینے یا کھلانے سے ضرور ثواب ملتا ہے، اور اس ثواب کو ہم جسے چاہیں بخش سکتے ہیں، چاہے وہ ہدیہ میں دی جانے والی چیز مچھلی ہو یا چنے ہوں، سب چیزوں کا ایک ہی حکم ہے، لیکن اس کے لئے غلط پابندیاں شریعت کی طرف سے نہیں لگائی گئی ہیں، انسان اپنی مرضی سے اس میں پابندیاں لگا دے تو یہ غلط ہے، اور ایسے غلط کام کا گناہ بھی زیادہ ہوتا ہے، اس لئے ایسے غلط طریقے سے بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۴۱﴾ بعد تدفین فاتحہ پڑھ کر میت کا کھانا پکانا

سوال: کچھ گاؤں میں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے، تو کھانا بنایا جاتا ہے، اسے کھیچڑی بنانا کہتے ہیں، یہ کھانا گھر والے گھر میں میت ہو جانے کی وجہ سے غم کے سبب نہیں کھا سکتے ہیں، اور باہر سے آنے والے لوگ کھا سکیں اس کے لئے بنایا جاتا ہے، اس کا خرچ میت کے گھر والے اٹھاتے ہیں، اور یہ کھانا میت کو دفنانے کے بعد فاتحہ پڑھ کر کھلایا جاتا ہے، تو یہ کھانا کھانا کیسا ہے؟ یہ کھانا میت کے رشتہ دار، پڑوسی، گاؤں والے، اور ارد گرد سے آئے ہوئے لوگ جس میں مالدار، غریب سب ہوتے ہیں، کھاتے ہیں، تو کیا ہر کوئی یہ کھانا کھا سکتا ہے؟ اور اس طرح کھانا کھلانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ ﷺ کا فرمان ہے: مرحوم کے اہل خانہ اس دن غم کی وجہ سے کھانا نہیں بنا سکتے ہیں، تو ان کے پڑوسیوں کو چاہئے کہ وہ ایک دن رات کا کھانا بنا کر انہیں کھلائیں۔ اس کے بجائے ہمارے یہاں کھیچڑی کا رواج ہو گیا ہے، جو قابل ترک ہے۔ اور مرحوم کے انتقال کے بعد اس کی تمام ملکیت اس کے ورثاء کی ہو جاتی ہے، اور ورثاء میں یتیم، بیوہ اور نابالغ بچے ہوتے ہیں، اور کچھ ورثاء بیرون ملک میں بھی

ہوتے ہیں، اور کھانا انہی لوگوں کے روپیوں سے بنایا جاتا ہے، تو کچھ ورثاء کی (بوجہ عدم موجودگی) اجازت شامل نہیں ہوتی، اور نابالغ ورثاء اجازت دے بھی دیں تو بھی ان کی اجازت معتبر نہیں ہوتی، اور بغیر اجازت کے کسی کا مال کھانا حرام ہے، اور یتیم کا مال کھانے کے بارے میں قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ: یتیم کا مال کھانے والے اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں، اس لئے ایسا کھانا نہیں کھانا چاہئے، اور کھلانا بھی نہیں چاہئے۔ (شامی، درمختار: ۶۰۳ پر اس مسئلہ کی مکمل وضاحت موجود ہے)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۴۲﴾ ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ

سوال: ایصال ثواب کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ قرآن شریف پڑھنے کے بعد اس کا ثواب میت کو پہنچانے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... نیک کام کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ میرے اس نیک کام کا ثواب فلاں مرحوم کو پہنچا دیا جائے۔ (شامی: ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۴۳﴾ ایصالِ ثواب کے لئے افضل عمل

سوال: مرحوم کے ایصال ثواب۔ کے لئے آپ کی رائے میں کون سا عمل افضل ہے، جس سے مرحوم کے لئے صدقۂ جاریہ ہو سکے؟ ایک شخص دس ہزار کی رقم اپنے مرحوم رشتہ داروں کے ایصال ثواب کے لئے خرچ کرنا چاہتا ہے، تو اس بارے میں کونسا کام اس کے لئے افضل کہلائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مذکورہ رقم سے کوئی چیز بنائی جائے جو ہمیشہ یا لمبے عرصے تک باقی رہے، مثلاً: مسجد، مدرسہ، کنواں وغیرہ، اور اسے رضائے الٰہی کے خاطر

وقف کر دینا چاہئے، تو لوگ جب تک اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے، ثواب بھی ملتا رہے گا، اور حدیث شریف میں اس کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۴۴﴾ مرحوم کا خواب میں آکر اپنی حالت کا اظہار کرنا

سوال: میری سہیلی ۲۰ سال کی کنواری تھی، چھ سات ماہ قبل ایک حادثہ میں اس نے اپنی جان گنوادی یعنی ان کا انتقال ہو گیا، کچھ دنوں قبل وہ میرے خواب میں آئی اور اس نے کہا: کہ مجھے یہاں نہیں رہنا ہے، مجھے یہاں ذرا بھی اچھا نہیں لگتا، مجھے یہاں نہیں آنا تھا، لیکن کیا کریں؟

(۱) اس کی حالت اس خواب سے کیا سمجھی جا سکتی ہے؟ (۲) ہمیں اس کی بخشش کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ (۳) کوئی عمل یا وظیفہ بتانے کی مہربانی فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اہل سنت والجماعت کے نزدیک گنہگار شخص بغیر توبہ کے ایمان کی حالت میں انتقال کر جائے، اور اللہ اس کی مغفرت نہ کرے تو اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے تک جہنم میں رہنا پڑتا ہے، ہمیشہ جہنم میں نہیں رہنا پڑتا، دائمی جہنم صرف کافر و مشرک کے لئے ہی ہے، اس تفصیل سے آپ کا جواب واضح ہو گیا، مزید وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہی، لیکن ان کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی، ان کے لئے شرعی طریقہ کے مطابق ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا خاص اہتمام کریں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرماوے، عذاب قبر اور جہنم سے نجات عطا فرماوے۔ آمین۔

﴿۱۳۴۵﴾ ختم پڑھنے جانا کیسا ہے؟

سوال: قرآن کا ختم پڑھنے جانا کیسا ہے؟ ختم کے بعد شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، اس میں

کبھی دودھ کا شربت ہوتا ہے، کبھی نان کھٹائی ہوتی ہے، تو اس کا کھانا کیسا ہے؟ اس طرح کی قرآن خوانی سے میت کو ثواب ملتا ہے؟ اور دوسرے گاؤں ختم پڑھنے جانا اس طور پر ہو کہ قرآن خوانی کے بعد شیرینی نہ رکھی جائے، صرف آنے جانے کا کرایہ دے دیا جائے تو اس طرح قرآن خوانی کے لئے جانا کیسا ہے؟

اور مسجد میں فجر کی نماز کے بعد تلاوت کے لئے بیٹھنے کا ماحول ہے، تو اس میں تھوڑی دیر بعد کسی کو بخشنے کا اعلان کیا جاتا ہے، اور پھر نان کھٹائی تقسیم کی جاتی ہے، تو یہ نان کھٹائی لینا کیسا ہے؟ اور اس کا کھانا کیسا ہے؟ اس طرح بخشنے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ اور کسی جگہ ختم کے لئے استاذ یا ماں باپ بھیجیں تو جانا کیسا ہے؟ لیکن وہاں ختم کے بعد کھانے کا انتظام ہوتا ہے، تو استاذ یا والدین کو منع کرنے سے نافرمانی کہلائے گی یا نہیں؟ نہ کھانے سے فتنہ ہوتا ہو تو کھانا کیسا ہے؟ بالتفصیل مع حوالہ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کسی طرح کی رواجی یا غیر شرعی پابندی کے بغیر رضائے الٰہی کی خاطر کوئی مالی یا بدنی عبادت کر کے اس کا ثواب مرحوم کی روح کو بخشا جائے تو یہ بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اور اس طرح پڑھنے سے پڑھنے والے کو، پڑھانے والے کو اور مرحومین کو سب کو فائدہ ہوتا ہے، اور ثواب ملتا ہے، اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن اگر رسماً قرآن خوانی رکھی جائے یا اپنی طرف سے غلط پابندیاں لگائی جائیں یا اجرت لے کر قرآن خوانی کی جائے یا معاشرہ میں قرآن خوانی کے بعد کھانا پینا ضروری سمجھ لیا گیا ہو، اور قرآن خوانی کر کے کھلایا پلایا جائے تو ایسی قرآن خوانی سے کسی کو ثواب نہیں ملتا، اور نہ اس سے مرحوم کو کوئی فائدہ ہوتا ہے، بلکہ قرآن پر اجرت لینے کا گناہ ہوتا ہے، اس لئے اس طرح کی قرآن خوانی رکھنا یا اس میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿۱۳۴۶﴾ ایصال ثواب کے لئے اجرت دے کر قرآن خوانی کروانا

سوال: ہمارے مرحوم رشتہ داروں کے لئے ہم بہت کچھ پڑھ کر بخشتے ہیں، اور خاص طور پر ہمارے مرحوم بھائی کے لئے ہمارے گاؤں کے مؤذن صاحب کو ماہانہ پانچ روپے دے کر مہینہ میں ایک قرآن ختم کراتے ہیں، مؤذن صاحب قرآن پڑھ کر اس کا ثواب مرحوم بھائی کو بخش دیتے ہیں، تو اس طرح قرآن خوانی کروانے سے مرحوم بھائی کو ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ اور یہ طریقہ از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ......قرآن خوانی پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، اور اس طرح اجرت لے کر پڑھنے سے ثواب بھی نہیں ملتا، بلکہ گناہ ہوتا ہے، جب پڑھنے والے کو ہی ثواب نہیں ملتا تو وہ مرحوم کو ایصال ثواب کیسے کرے گا؟ اور مرحوم کو ثواب کیسے ملے گا؟ اس لئے اس طرح کے پڑھنے سے مرحوم کو بھی کچھ ثواب نہیں ملتا، اور اجرت پر قرآن خوانی کا سبب بننے کی وجہ سے پڑھانے والا بھی گنہگار ہوتا ہے، اور پڑھنے والا بھی گنہگار ہوتا ہے، اس لئے اس طرح قرآن خوانی نہیں کروانی چاہئے۔

اور کسی بھی طرح کی پابندی اور دنیوی متاع کی حرص کے بغیر اخلاص کے ساتھ تھوڑا بہت حسب توفیق خود پڑھ کر یا دوسروں کے پاس پڑھوا کر اس کا ثواب مرحوم کی روح کو بخش دیا جائے تو ضرور اس کا ثواب مرحوم کو ملتا ہے، اور اس سے مرحوم کی روح خوش ہوتی ہے، اور اس سے اس کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۳۴۷﴾ مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے رقم بینک میں رکھ کر اس کا سود غریبوں میں تقسیم کرنا

سوال: اگر کوئی شخص اپنے مرحوم رشتہ داروں کے ثواب کے لئے کچھ رقم بینک میں فکس

ڈپازٹ میں رکھدے اوراس کے سود سے غریبوں کو دوا، پھل میوے یا غریبوں کی تعلیم کے لئے کتابیں دلوائے تو اس کا ثواب مرحوم کو ملے گا یا نہیں؟ اور اگر ثواب کی نیت کے بغیر دے تو اس کا اجر مرحوم کو ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بینک کی فکس ڈپازٹ میں رقم رکھنا اور اس پر اصل رقم سے زائد رقم وصول کرنا سود ہے، جس کا حرام ہونا قرآن پاک کی آیتوں سے صراحۃً ثابت ہے، اور حرام کی آمدنی سے اللہ کی رضامندی حاصل کرنا اور ایصال ثواب کے لئے خرچ کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے، اور ایسا کرنے سے ایمان خطرہ میں پڑ سکتا ہے، اس لئے صورت مسئولہ جائز نہیں ہے، اور ایسے کام سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۴۸﴾ بیمہ کی رقم کے سود سے مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے مسجد مدرسہ میں کوئی چیز وقف کرنا

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص کا ٹرک کی ٹکر لگنے سے انتقال ہوگیا، اس کے ورثاء نابالغ ہیں، جس سے ان کا گذارہ مشکل سے ہوتا ہے، انتقال کرنے والے شخص کا کوئی بیمہ نہیں تھا، لیکن ٹرک والے کا بیمہ تھا، اس لئے وکیل کے ذریعہ مقدمہ لڑنے کی وجہ سے عدالت نے ٹرک والے کے بیمہ میں سے پچاس ہزار روپے دینے کا حکم دیا، بیمہ کمپنی نے وہ رقم دینے میں تاخیر کی، اس کی خبر عدالت کو دی گئی تو عدالت نے بیمہ کمپنی کو ۵۰ ہزار کے ساتھ اور تین ہزار مزید سود دینے کا حکم دیا، اس شخص کے ورثاء اس سود کی رقم سے مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے مسجد میں صفیں بچھانا چاہتے ہیں، تو اس طرح بیمہ کے سود کی رقم سے مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کوئی چیز مسجد یا مدرسہ میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ امیر یا غریب یہ بیمہ

کی رقم لے سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حدیث شریف میں ہے کہ: حرام مال سے کیا گیا صدقہ اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتا، اور ایسی رقم سے صدقہ کرنا گناہ ہے، اس لئے مذکورہ رقم کو مسجد میں خرچ نہ کیا جائے۔ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے تلاوت، تسبیح، نوافل حسب توفیق پڑھ کر اس کا ثواب مرحوم کو بخش دیا جائے، اور ان کے لئے دعاء کی جائے، یہی بہتر ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۴۹﴾ ایصال ثواب کی مجلس رکھنا اور اس میں قُل پڑھنا

سوال: میت کے گھر دوسری تیسری رات کو قرآن شریف کے پارے تقسیم کئے جاتے ہیں اور حاضرین تھوڑا تھوڑا پڑھتے ہیں، پھر ایک شخص قُل پڑھتا ہے، تو کیا اس ختم کا رکھنا درست ہے؟ اس سے مرحوم کو ثواب ملے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قرآن شریف یا ایسی ہی کوئی دوسری عبادت اللہ کے لئے کی جائے اور اس کے ساتھ دوسری کوئی پابندی نہ ہو تو عبادت کرنے والے کو اس کا ثواب ضرور ملتا ہے، اور یہ ثواب مردوں کو بخشنے سے ہم اہل سنت والجماعت کے نزدیک مردوں کو یہ ثواب پہنچتا ہے، اور سوال میں جو قُــل پڑھنا لکھا ہے یہ ثابت نہیں ہے، شریعت میں اپنی مرضی سے کچھ کمی بیشی کرنا یا کوئی پابندی لگانا گناہ ہے۔

﴿۱۳۵۰﴾ روزانہ کی تلاوت کا ثواب بخشنا افضل ہے یا ختم قرآن پر پورا ثواب بخشنا افضل ہے؟

سوال: قرآن پاک ختم کرنے کی نیت سے تلاوت شروع کی ہو، اور روزانہ تھوڑی تھوڑی

تلاوت ہوتی ہو تو روزانہ کی تلاوت کا ثواب مرحوم کو بخشنا افضل ہے، یا ختم قرآن پر ایک ساتھ پورے قرآن کا ثواب بخشنا افضل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......دونوں طریقے درست ہیں، جو بھی طریقہ پسند ہو اسے اختیار کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۵۱﴾ ایصال ثواب کا شرعی حکم اور اس کے لئے تاریخ وغیرہ کی تعیین کرنا

شریعت میں ایصال کرنے کا کیا حکم ہیں۔آج کل لوگ مخصوص تاریخوں کا اہتمام کرتے ہیں اور ایصال ثواب کی مجلسوں پر اصرار کرتے ہیں نیز منع کرنے پر لوگوں سے دستخطوں کی جنبش چلائی جاتی تا کہ اکثریت پر عمل کیا جائے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اھل سنت والجماعۃ کے عقیدہ کے مطابق مرحومین کو ایصال ثواب کرنا جائز اور درست ہے، احادیث میں اسکی طرف رغبت بھی دلائی گئی ہے اور فقہاء نے اسکی تصریح بھی فرمائی ہے جیسا کہ ردالمختار میں ص۲۴۲ پر اور امداد الفتاوی ص۵۱۴ میں تفصیل مذکور ہے،

اسلئے جو بھی آدمی عبادت بدنی یا مالی کرے اور اس میں اپنی طرف سے کوئی غیر شرعی پابندی یا لوازمات کو ضروری نہ سمجھے رسم رواج کے طریقہ پر نہ ہو تو ایسا ایصال ثواب جائز اور درست ہے۔

آج کل ہمارے یہاں نام ونمود رسم ورواج کے پیش نظر اہتمام کر کے لوگوں کو دعوت دے کر جمع کیا جاتا ہے اور جو شریک نہ ہو اس کو طعن وتشنیع بھی کی جاتی ہے بعض جگہ تین۔چالیس یا سال کی تاریخ کا بھی خصوصیت سے اہتمام کیا جاتا ہے۔اور شیرینی کو بھی

لوازمات میں سے سمجھ لیا گیا ہے۔ پورے قرآن شریف کی جگہ صرف یٰس شریف ہی پر اکتفاء کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ ان خرابیوں کی وجہ سے فقہاء بدعات میں شمار کر کے منع فرماتے ہیں۔ آپ نے سوال میں لکھا کہ آپ کے یہاں مساجد میں ایصال ثواب کی مجلس کے لئے اصرار اور دستخطوں کی جنبش چلائی جا رہی ہے یہ دوسرے قسم میں شمار کی جائیگی جس سے بچنا چاہئے۔

اکثریت پر عمل کرنا آج کل کی غیر شرعی معاشرہ کی دین ہے۔ اسلام حق اور دلائل کی روشنی میں اور ہمارے لئے فقہاء کے ارشادات پر عمل کرنے میں ہی نجات وفلاح ہے۔

فصل الشهيد و ما قتل فی الحوادث و غيره

﴿۱۳۵۲﴾ خودکشی کرنے والے کے غسل وکفن اور نماز سے متعلق

سوال: خودکشی کرنے والے بے نمازی مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اور غسل دیا جائے گا یا نہیں؟ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خودکشی کرنا کبیرہ گناہ ہے، لیکن خودکشی کرنے والے مسلمان شخص کو دوسرے مسلمان مردوں کی طرح سنت طریقہ سے غسل دینا، کفن دینا، اور اس پر نماز پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ اس لئے اسے غسل بھی دیا جائے گا، مسنون کفن بھی دیا جائے گا، اور اس پر جنازہ کی نماز پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی کیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۵۳﴾ خودکشی کرنے والے کی روح کا بھوت بن کر ڈرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک شخص نے کسی وجہ سے کنویں میں گر کر خودکشی کر لی، اس کی نعش باہر نکالی گئی، اور اسلامی طریقہ کے مطابق غسل، کفن دے کر اسے دفن کر دیا گیا۔

یہاں کے جہلاء میں ایسی بات پیدا ہو گئی ہے کہ رات کو اس مرنے والے کا بھوت آتا ہے، اور لوگوں کو ڈراتا ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ خودکشی کے متعلق قرآن وحدیث میں کیا فرمایا گیا ہے؟ اس کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اور کیا اس کی روح بھوت بن کر دوسروں کو ڈرا سکتی ہے؟ وضاحت کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......خودکشی کرنا ناجائز اور حرام ہے، مظاہر حق میں لکھا ہے : کہ ”خودکشی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے“ (۲۵۱/۲) حدیث شریف میں خودکشی کرنے والے کے لئے سخت وعیدیں اور سزائیں بیان کی گئی ہیں، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف: ۲۹۹ پر ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کرتا ہے اسے جہنم میں یہ سزا دی جائے گی کہ وہ اپنے آپ کو پہاڑ سے پھینکا کرے، اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اور جو شخص زہر کھا کر خودکشی کرتا ہے جہنم میں ہمیشہ اس کے ہاتھ میں زہر رہے گا اور وہ اسے کھاتا رہے گا۔ اور جو شخص کسی تیز چاقو وغیرہ سے اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے وہ جہنم میں ہمیشہ اپنے آپ کو اس چیز سے مارتا رہے گا۔
ایک دوسری روایت میں ہے کہ: جو شخص اپنے آپ کو پھانسی لگا کر مار ڈالتا ہے، وہ جہنم میں ہمیشہ اپنے آپ کو پھانسی لگاتا رہے گا، اور جو شخص اپنے آپ کو نیزہ مار کر خودکشی کرتا ہے وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔ خلاصہ یہ کہ خودکشی کرنے والا جس طریقہ سے خودکشی کرتا ہے اسی طریقہ سے جہنم میں اسے سزا دی جاتی ہے۔

حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: امم سابقہ میں ایک شخص تھا، اس کے ہاتھ میں زخم ہوا، اس کی تکلیف اس کے برداشت سے باہر تھی، اس نے چاقو لے کر اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا، ہاتھ سے خون بہنا شروع ہو گیا، اور بہت خون بہہ گیا، جس کے سبب اس کا انتقال ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میرے بندے نے اپنی ذات پر جلد بازی کی، اس لئے میں نے اس پر جنت حرام کردی۔ (مشکوٰۃ: ۳۰۰)

درمختار میں لکھا ہے کہ مفتیٰ بہ قول کے مطابق خودکشی کرنے والے کو غسل بھی دیا جائے گا اور

کفن بھی دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی اور اسلامی طریقہ کے مطابق دفن کیا جائے گا۔ (ص:۵۸۴)۔اس لئے خودکشی کرنے والا مسلمان ہو تو سنت طریقہ کے مطابق اس کا غسل وکفن اور دفن بھی کرنا چاہئے، اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی روح علیین میں چلی جاتی ہے، اور وہاں سے واپس نہیں آسکتی، اس لئے ایسا کہنا کہ ''اس کی روح بھوت بن کر ڈراتی ہے'' بالکل غلط اور تمسخر ہے، البتہ سرکش شیاطین لوگوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے اور ڈرانے کے لئے ایسے انسانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، جہلاء اسے اصل آدمی سمجھ لیتے ہیں، حالانکہ وہ اصل انسان یا اس کا بھوت نہیں ہوتا، سرکش شیطان ہوتا ہے، اسی لئے اس وقت اللہ کا نام لیا جائے، آیۃ الکرسی پڑھی جائے اذان دی جائے، تو شیطان بھاگ جاتا ہے، خلاصہ یہ کہ مرنے والے کی روح بھوت بن کر ڈراتی ہے یہ اعتقاد بالکل غلط ہے۔ فق

﴿۱۳۵۴﴾ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

سوال: خودکشی کرنے والے پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اور اسلامی طریقہ کے مطابق اس کی تجہیز و تکفین کی جائیگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خودکشی کرنا سخت گناہ کا کام ہے، حدیث شریف میں ایسا کرنے سے سخت الفاظ میں منع کیا گیا ہے، اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان شخص ایسا کرتا ہے، اور اس سے اس کا انتقال ہو جائے تو دوسرے مسلمان کے میتوں کی طرح اسلامی طریقہ کے مطابق اسے غسل دیا جائے گا، اور کفن دیا جائے گا، اور اس پر جنازہ کی نماز بھی پڑھی جائے گی۔ (شامی، عالمگیری، ہدایہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۵۵﴾ خودکشی کرنا حرام ہے؟

سوال: کیا خودکشی کرنا جائز ہے؟ ایک مسلمان شخص زندگی سے تنگ آکر مایوس ہوکر گھر کے لڑائی جھگڑوں سے تنگ آکر خودکشی کرنا چاہے تو شرعی رو سے جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... خودکشی کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، ایسے شخص کو تا قیامت وہی سزا دی جاتی رہے گی جس طریقہ سے اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا ہو، اور جہنم میں بھی وہی سزا دی جائے گی۔ اس لئے مصیبتوں سے پریشان ہوکر خودکشی کرنے کے بجائے مصیبتوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور ہمت، دعا اور خدا سے مدد مانگنی چاہئے، خودکشی کرنا تو دور کی بات ہے، مصائب سے پریشان ہوکر موت کی دعا یا تمنا کرنا بھی گناہ ہے۔ (شامی:۵) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۵۶﴾ ایکسیڈنٹ (حادثہ) سے واقع ہونے والی موت شہادت کہلائے گی یا نہیں؟

سوال: آج کل بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اکسیڈنٹ مثلاً: کار ایکسیڈنٹ وغیرہ میں کوئی مرجائے تو وہ شہید کہلاتا ہے، یہ حقیقت کہاں تک صحیح ہے؟ کیا اسے شہادت کا مرتبہ ملتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حدیث شریف میں شہید کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں: ایک دنیا کے اعتبار سے شہید اور دوسرا آخرت کے اعتبار سے شہید۔

آخرت کے اعتبار سے شہید وہ ہے جو حقیقت میں شہید نہ ہوا ہو البتہ آخرت میں اسے شہیدوں جیسا مرتبہ دیا جائے گا، حدیث شریف میں اس کی کئی قسمیں بیان کی گئی ہیں، مثلاً: ڈوب کر مرنے والا، طلب علم میں جان دینے والا، وغیرہ وغیرہ، ہر اکسیڈنٹ کو شہادت کا

مرتبہ دینا صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

﴿۱۳۵۷﴾ مردہ کی روح گھر آتی ہے؟

سوال: مردوں کی روحیں کسی خاص وقت پر اپنے گھر آتی ہیں یا نہیں؟ اور آتی ہیں تو کس وقت آتی ہیں؟ اگر نہیں آتی تو اس کی دلیل کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی روح علیین میں چلی جاتی ہے، اور وہاں سے واپس نہیں آسکتی، اس لئے مردے یا اس کی روحیں گھر پر نہیں آتیں۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۵۸﴾ قبر کھود کر میت کی کھوپڑی (پورا سر) نکالنا

سوال: ہمارے پڑوس کے گاؤں میں سے یہ خبر آئی ہے: کہ کوئی شخص قبرستان میں قبریں کھود کر مردوں کی کھوپڑیاں نکالتا ہے، کون نکلواتا ہے، اور ان کا کیا کیا جاتا ہے؟ یہ ہم نہیں جانتے، لیکن گاؤں میں بات پھیلنے کی وجہ سے ہم قبرستان گئے اور دیکھا، تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حقیقۃً تین چار قبریں کھودی گئی ہیں۔

ایک مسلمان شخص گاؤں میں ملازمت کرتا ہے، اس نے آتے جاتے ایک غیر مسلم شخص کو کھوپڑی نکالتے دیکھا، وہ شخص وہاں گیا اور اس نے اس غیر مسلم سے پوچھا: تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ اس غیر مسلم نے جواب دیا کہ: فلاں مسلمان شخص مجھ سے کھوپڑی نکالنے کا کام لیتا ہے۔ اب گاؤں والے اس مسلمان شخص کے ساتھ کیا کریں، یہ سوچ رہے ہیں؟ تو از روئے شرع ایسا فعل کرنے والے کو کیا گناہ ہوتا ہے؟ اور اسے کیا سزا دینی چاہئے؟ مثلاً: تاوان کے اعتبار سے اگر تاوان لیا جاسکتا ہو تو کتنا لینا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس طرح ایک زندہ مسلمان شخص احترام کے قابل ہے، اسی طرح مسلمان میت کی نعش بھی احترام کے قابل ہے، اور مسلمان میت کے ساتھ یہ فعل شنیع مسلمان میت کی بے حرمتی کے ساتھ ساتھ انسانی اعضاء کی تجارت بھی ہے جو بہت ہی مذموم اور ناجائز اور حرام ہے۔

صورت مسئولہ میں مسلمان میت کی کھوپڑی نکالنا، اسے بیچنا ناجائز اور حرام ہے، جو شخص یہ حرکت کرے یا کرائے وہ شریعت کی نظر میں سخت گنہگار ہے، اور لعنت کے قابل ہے، اگر اس غیر مسلم کا دیا ہوا نام تحقیق سے ثابت ہو جائے تو یہ شخص سب کے سامنے معافی مانگے، اور سچے دل سے توبہ کرلے، اور اگر توبہ کرنے کے لئے راضی نہ ہو تو تمام مسلمانوں کو اس کے ساتھ ہر طرح کا تعلق ختم کر دینا چاہئے، جب تک کہ وہ سب کے سامنے معافی مانگ کر توبہ نہ کرلے۔ آپ ﷺ نے کسی مسلمان سے مالی تاوان لینے کو ناجائز فرمایا ہے، اس لئے اس سے مالی جرمانہ نہیں لیا جا سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۵۹﴾ کفار کے جنازہ میں شرکت کرنا

سوال: ہم جنگل میں سرکاری کالونی میں سرکاری ملازمت کی وجہ سے رہتے ہیں، یہاں مختلف قسم کے لوگ سرکاری ملازمت کی وجہ سے رہتے ہیں، یہاں ایک ہندو بھائی جو ہماری طرح سرکاری ملازم ہے، اس کے بھائی کا یہاں کالونی میں انتقال ہو گیا، تو کیا ہم مسلمان ہیں تو اس بھائی کو جلانے کے لئے سمشان (ہندوؤں کا قبرستان یا ان کے مردوں کے جلانے کی جگہ یعنی آخری منزل) لے جاتے وقت ہم ساتھ میں جا سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... کافر ومشرک کے جنازہ میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔

اس سے بچنا چاہئے، اگر مجبوراً یا پڑوسی ہونے کی وجہ سے جانا پڑے تو گنجائش ہے، لیکن وہاں کسی بھی طرح کے مذہبی عمل میں حصہ نہ لیا جائے۔ (تفسیر احمدی، فتاویٰ دار العلوم)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۶۰﴾ شیعہ کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: شیعہ کی میت میں سنی کا شامل ہونا اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟ ایک مولانا صاحب نے ایسے ایک موقع پر کہا: کہ شیعہ کے جنازہ میں اور نماز میں شرکت کرنے سے سنی کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......شیعہ میں بہت سے فرقے ہیں، اگر شیعہ ایسے ہوں کہ وہ شیخین (حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ) کی فضیلت کے قائل ہوں، ان کی مذمت نہ کرتے ہوں، اور صحابہ کو معیار حق سمجھتے ہوں، ان کی برائی نہ کرتے ہوں، اور حضرت عائشہؓ پر جھوٹی تہمت نہ لگاتے ہوں، تو اس شیعہ کی میت میں سنی شامل ہوسکتا ہے، اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھ سکتا ہے، اور جس شیعہ کے یہ عقائد نہ ہوں اس کے جنازہ میں سنی شرکت نہیں کرسکتا، اور نماز بھی نہیں پڑھ سکتا۔ (فتاویٰ دار العلوم مکمل ومدلل: ۲۶۳/۵)

﴿۱۳۶۱﴾ غیر مسلم کا جنازہ دیکھ کر کیا پڑھنا چاہئے؟

سوال: غیر مسلم کا جنازہ دیکھ کر کیا کرنا چاہئے؟ اور کیا پڑھنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلما...... جنازہ کو دیکھ کر اپنی موت اور آخرت میں پیش آنے والے حالات یاد کرنے چاہئے، چاہے وہ جنازہ مسلمان کا ہو یا غیر مسلم کا، کافر کا جنازہ دیکھ

کر کوئی خاص دعا پڑھنا کہیں منقول نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۶۲﴾ غیر مسلم میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا

سوال: ایک مسلم عورت نے ایک غیر مسلم کے ساتھ شادی کی، اگر اس مسلمان عورت کا انتقال ہو جائے یا ان سے پیدا ہونے والے بچوں میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو ان پر نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اور ان کی تجہیز و تکفین کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مسلمان عورت کا نکاح ہندو مرد سے کسی صورت میں نہیں ہو سکتا، مسلمان عورت ہندو مرد سے نکاح نہیں کر سکتی، اس کا حکم قرآن شریف میں موجود ہے، اس لئے اسے جائز سمجھ کر کرنے سے مرتد (دین سے پھر جانے والی) سمجھی جائے گی، (العیاذ باللہ) لہذا اس کی اولاد بھی ہندو سمجھی جائے گی، اور اسی حالت میں انتقال ہو جائے تو اس کو یا اس کی اولاد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔

﴿۱۳۶۳﴾ پرانی قبر کو کھودنا جائز نہیں ہے۔

سوال: ایک مسلمان کا ۴۰ بیگہ کا برآمدہ تھا، اس میں ایک پختہ قبر اور دو، چار کچی قبریں تھیں، وہ قبریں کس سن کی اور کس کی ہیں؟ وہ کسی کو نہیں معلوم۔ حال ہی میں وہ جگہ اس مسلمان نے ایک غیر مسلم کو بیچ دی، اس نے گذشتہ کل وہ پختہ قبر توڑ ڈالی، اور وہ وہاں کھیتی کرنا چاہتا ہے، اور کچی قبروں کی نشانی بھی نہیں ہے، عوام کا کہنا ہے کہ وہ کسی بزرگ کی قبر ہے، اس پر غلاف چڑھا ہوا ہے، پھول رکھے ہوئے ہیں، اگربتی ہوتی ہے، تو ہم اس قبر کو کھود کر اس میں سے ہڈی، ڈھانچہ وغیرہ جو نکلے اسے نکال کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیں تو ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ تاکہ اس قبر کی بے حرمتی نہ ہو، ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے حکومتی طور پر

کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ تو کوئی قدم اٹھایا جاسکتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں میت کو دفن کئے ہوئے سالوں بیت گئے ہیں، اس لئے قبر کھودنا چاہے ہڈی ڈھانچہ وغیرہ نکال کر باعزت دوسری جگہ دفن کرنے کی نیت سے کیوں نہ ہو بالکل جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ مذکورہ حالت میں فقہاء کے اقوال کی روشنی میں قبر کو کھودنے کی بالکل گنجائش نہیں ہے، اس لئے ڈھانچہ، ہڈی وغیرہ نکالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ (عالمگیری، شامی، کبیری) اور زمین خریدنے والا اس پر کھیتی کرسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۶۴﴾ پڑوس میں قبرستان ہونے سے گھبراہٹ ہونا

سوال: قبرستان کے شرعی آداب اس کے قریب یا پڑوس میں رہنے والوں کے لئے کیا ہیں؟ قبرستان بہت پرانا ہے، تقریباً ایک صدی پرانا ہے، اس کے پڑوس میں جگہ خریدنے والے نے دیکھ بھال کر جگہ خریدی، اور گھر بنایا، اور گھر میں سے قبرستان نظر آتا ہے، اور موت کا خوف بڑھتا ہے، تو ایسے غیر مسلم کو خود وہاں سے چلے جانا چاہئے یا قبرستان کو ہٹانے کی یا بند کرنے کی یا اس پر چھپر لگانے کی فکر کرنی چاہئے؟ ہمیشہ موت کی یاد اور عبرت دلانے والا پڑوسی اچھا ہے یا نہیں؟ کسی مسلمان کے لئے ایسے پڑوس کو نحوست بتانا اور اس سے نفرت دلانا اور بے زاری بتانا یہ ایمان کی کمی نہیں ہے؟ کھڑکی میں سے قبرستان میں کوڑا ڈالنا، باسی کھانا ڈالنا قبرستان کی بے حرمتی نہیں ہے؟ قبرستان کی زمین پر ناجائز قبضہ کرکے اسے دنیوی باتوں کا اڈا بنانا کیسا ہے؟ وہ پڑوسی بھائی اس قبرستان کو بند کرنے کے لئے غیر مسلموں سے مدد مانگتے ہیں، اور عہدے داروں کے پاس سفارش کرواکر اسے بند کروانے کی کوشش کرتے ہیں، آج کل ان کوششوں نے زور پکڑا ہے، اور اسے بند کرنے کی

درخواست غیر مسلم کے نام سے دی گئی ہے، ایسا کام ایک مسلمان کے لئے کرنا کیسا ہے؟ قبرستان کے متولیان کی ذمہ داری ان حالات میں کیا ہے؟ انہیں خاموش رہنا چاہئے، یا پوری طاقت کے ساتھ قانون کا سہارا لیتے ہوئے اس فساد کو روکنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے، یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر یہ قبرستان بند ہو گیا، تو قبرستان بند ہونے کی ایک مثال قائم ہو جائے گی، اور شہر میں دوسرے مختلف قبرستان بند کرنے کے پروگرام اور منصوبے شروع ہو جائیں گے۔ اور اگر اس کی دیکھا دیکھی دوسرا قبرستان بھی بند ہوا تو اس کا گناہ بھی اس قبرستان کے بند کرانے والوں کو ہوگا یا نہیں؟ اس لئے کہ اس شہر میں کئی قبرستانوں کے لئے اس سے پہلے ایسی حرکت کی جا چکی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبرستان کے پڑوسی مسلمان ہوں یا غیر مسلم، سب کے لئے ایک ہی حکم ہے، قبرستان کا پڑوس اور اس سے موت کی یاد تازہ ہونا ایمان کی علامتوں میں سے ہے، حدیث شریف میں موت کو یاد کرنے اور قبروں کی زیارت کرنے کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے، وہ بھی اسی لئے ہے۔

قبرستان کو بند کرنے کی کوشش کرنا یا بند کرنے کے لئے فتنہ پیدا کرنا گناہ کا کام ہے، اگر یہودیوں کی طرح زندگی سے بہت ہی محبت ہو، اور قبرستان کی خاموشی موافق نہ آتی ہو تو خود وہاں سے ہٹ جانا چاہئے، یا کوئی دیوار یا پردہ کر لینا چاہئے، تاکہ وہاں نظر نہ پڑے۔ شریعت میں قبروں کے احترام کا تاکیدی حکم بیان کیا گیا ہے، انسان زندگی میں جتنا محترم تھا، مرنے کے بعد بھی اسلام نے اس کا احترام باقی رکھا ہے، اس لئے قبروں کی بے حرمتی ہو ایسے کام کرنا گناہ ہے۔ (عالمگیری: ۱۳۲)۔

کبیری شرح منیہ میں لکھا ہے کہ قبروں پر چلنا یا قبر پر بیٹھنا یا قبر کے پاس سونا، وہاں پیشاب

وپاخانہ کرنا وغیرہ مکروہ (تحریمی) ہے۔ (شامی: ۸۴۶/۱، فتح القدیر: ۴۷۲/۱) اس لئے کھڑکیوں کے ذریعہ یا کسی اور راہ سے قبرستان میں باسی کھانا یا کوڑا ڈالنے سے قبروں کی بے حرمتی ہوتی ہے، اس لئے ایسی حرکتوں سے بچنا چاہئے۔

متولیان اور ذمہ دار حضرات کے لئے ضروری ہے کہ نرم کلامی سے اسے سمجھائیں اگر نہ مانے تو طاقت یا قانون کا استعمال کر کے ایسی حرکتوں اور بدیوں کو روکنا چاہئے۔

مسلم شریف اور مشکوۃ شریف کی حدیث میں ہے کہ: جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کرے، تو اس کے فعل کا تو اسے گناہ ملے گا ہی، اور اسے دیکھ کر جتنے لوگ اس طریقہ کو اپنائیں گے سب کا گناہ بھی اسے ملے گا، اور ان گناہ کرنے والوں کے گناہ میں کمی نہیں آئے گی۔ (کتاب الاعتصام: ۳۵)۔

اس لئے ان کی دیکھا دیکھی کوئی دوسرا شخص بھی قبروں کی بے حرمتی کرے گا یا قبرستان کے بند کرانے کی کوشش کرے گا تو اس کو تو گناہ ہوگا ہی، ساتھ ہی اس پہلے والے شخص کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جسے دیکھ کر اس نے یہ کام کیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۶۵﴾ قبرستان میں اپنے خاندان والوں کے لئے الگ جگہ کا مطالبہ کرنا

سوال: ہمارے یہاں ہماری آبادی کے کچھ لوگوں نے مقامی کاؤنسل (بلدیہ) میں درخواست دی ہے کہ "ان کے خاندان کے مردوں کو دفن کرنے کے لئے قبرستان میں الگ سے جگہ دی جائے" سیٹی کاؤنسل (مقامی بلدیہ) نے ذمہ داروں کو اطلاع دی، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ قبرستان میں کسی خاندان کے لئے الگ سے جگہ دینا کیسا ہے؟ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور جگہ دینی چاہئے یا نہیں؟ آپ کا جواب سیٹی کاؤنسل میں پیش کیا جائے گا اس لئے حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... قبرستان جہاں مردے دفن کئے جاتے ہیں، وہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) اسلامی ممالک نیز ہندوستان پاکستان میں اکثر مقامات پر قبرستان کی زمین وقف ہوتی ہے، کسی انسان کی ملکیت نہیں ہوتی، اس کے انتظام کے لئے متولی اور کمیٹی ہوتی ہے، اور اس قبرستان میں دفن ہونے کے لئے میت کا صرف مسلمان ہونا کافی ہے، اس قبرستان میں کسی کی ذرہ برابر ملکیت نہیں ہوتی، اس لئے وقف قبرستان کے اصولوں کے مطابق ہی دفن کرنا ہوگا۔

(۲) دوسرا قبرستان وہ ہے جو وقف نہیں ہوتا، بلکہ کسی کی ذاتی ملکیت یا کسی خاندان کی ملکیت ہوتا ہے، تو اس میں مالکوں کا حق ہے، وہ صرف اپنے لئے یا اپنے خاندان والوں کو ہی دفن کرنا چاہیں اور دوسروں کو منع کر دیں، تو اس کا انہیں اختیار ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ محمودیہ: ۴۴۹/۲ میں لکھا ہے: کہ عادت عامہ کے موافق قبرستان کی زمینیں وقف ہی ہوتی ہیں، خواہ وہ زمین وقف عام ہو جیسے گور غریباں یا وقف خاص ہو جیسے کوئی مخصوص خاندان اپنے خاندان والوں کی قبروں کے لئے کوئی قطعہ وقف کر دیں۔ الخ

ہمارے یہاں یو. کے. میں قبرستان کے لئے زمین وقف نہیں ہوتی، بلکہ حکومت یا سیٹی کاؤنسل کی ملکیت ہوتی ہے، جس میں سے ایک حصہ مسلمانوں کے لئے خاص کیا جاتا ہے، اور دوسرے حصے دوسرے مذہب والوں کو دئے جاتے ہیں، اور دفن کے لئے ایک طویل مدت تک کرایہ پر دی جاتی ہے، اور وہ جگہ صرف تدفین کے لئے ہی استعمال کی جاسکتی ہے، اس لئے کوئی شخص یا خاندان زمین کا ایک حصہ خود کرایہ پر لے لے اور اس میں اپنے یا اپنے خاندان کے مرحومین کو ہی دفن کرنا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے، اس میں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں

ہے۔ لیکن ہمارے یہاں مسلمانوں کو دیئے گئے حصہ میں سب قوم کے لوگوں کے دفن کرنے کا رواج چلا آرہا ہے، اس میں بہت فائدے ہیں، اس لئے اس طریقہ کو نہیں چھوڑنا چاہئے، اور اپنے یا اپنے خاندان کے لئے علیحدہ انتظام کرنا اور عام مسلمانوں سے الگ دفنانے کی درخواست دینا کوئی خاص ثواب یا فضیلت کا باعث نہیں ہے، بلکہ اپنی یا اپنے خاندان کی افضلیت بتانے اور تکبر کی علامت ہے، جو شریعت میں ناپسند ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہئے، جتنی تواضع اور عاجزی زیادہ ہوگی اتنی اللہ کی رحمت زیادہ متوجہ ہوگی۔

﴿۱۳۶۶﴾ کیا ایکسیڈنٹ (حادثہ) سے مرنے والا شہید کہلائے گا؟

سوال: آج کل بہت سے لوگوں کا ماننا ہے کہ کسی ایکسیڈنٹ (کار ایکسیڈنٹ وغیرہ) سے کوئی شخص مرجائے تو وہ شہید کہلاتا ہے، اس کی تفصیل فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... احادیث میں شہید کی دو قسمیں بتائی گئی ہیں: ایک دنیا کے اعتبار سے شہید، اور دوسرا آخرت کے اعتبار سے شہید۔ دونوں کے حکموں کا مدار اس بات پر ہے کہ شہادت کس طرح ملی؟

دوسری قسم کا شہید یعنی آخرت کے اعتبار سے شہید، اسے شہیدوں جیسا رتبہ اور سلوک ملے گا۔ اس کی بہت سی قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً: ڈوب جانے والا، دین کے راستہ کی موت وغیرہ، اس لئے ہر حادثہ (ایکسیڈنٹ) کو شہید حقیقی کا درجہ دینا صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۶۷﴾ حادثہ میں غائب پر شہادت کا حکم لگایا جائیگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... سن عیسوی ۲۰۰۲ کی فروری کی اخیری تاریخوں میں ہندوستان کے صوبہ گجرات میں جو فساد ہوا اور ان کی جو صحیح تفصیلات سامنے آئیں اور ملکی اور

غیر ملکی ایجنسیوں نے بیانات دئے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فساد مسلمانوں کے خلاف اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے ایک سوچی سمجھی اسکیم تھی اور اس دن گجرات کے موٹروے پر صرف مسلمانوں کی آنے جانے والی گاڑیوں کو لوٹا اور جلایا گیا، وہ بھی ایک بہت بڑی ظالمانہ کارروائی تھی۔

باٹلی یارک شائر کے برٹش مسلمانوں کے ساتھ ۲۸ فروری ۲۰۰۲ کو پرانتیج کے قریب جو حادثہ ہوا، اس میں دو مسلمانوں کو بلوائیوں نے اسی وقت شہید کردیا، عمران نامی تیسرے ایک شخص کو خوب مارا اور جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا جس کو بعد میں پولیس نے شفاخانہ میں داخل کرایا اور باقی دو، شکیل داؤد اور سعید داؤد چند قدم دور بلوائیوں کے نرغے میں پھنسے ہوئے تھے۔ عمران اس کا شاہد ہے مگر اس وقت وہ بے ہوش ہوگیا تھا، اس لئے پولیس کو بتا نہیں سکا (اس وقت عمران نے ہمارے سامنے یہ بات بتائی ہے) اس حادثہ کے بعد شکیل داؤد اور سعید داؤد کی تلاش میں جو اشتہار شائع کیا گیا اور اس کے جواب میں اس علاقے کے ایک ذمہ دار مولانا صاحب نے جواب دیا کہ وہ دونوں زندہ نہیں ہے، ان کو بھی بلوائیوں نے شہید کر کے جلادیا اور ان فسادیوں کے نام بھی بتائے، نیز برطانوی اور ہندوستانی حکومت کے ذمہ داروں نے بھی اس واقعہ کی تفتیش کی، اور قاتلوں کے نام بھی بتائے، نیز ان کے رشتہ داروں میں مرحوم سعید داؤد کے بھائی جناب بلال داؤد اور ان کے بہنوئی جناب بشیر عبدالجبار نے مقامِ حادثہ پر جا کر جو معلومات حاصل کیں اس کی تفصیل ہمیں بتائیں، نیز وہاں سے انسانی ہڈیوں کو لاکر ڈی این اے کرایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ ڈی این اے کا رپورٹ اس کی والدہ کے خون سے ملتا ہے، نیز ایک غیر ملکی کا اتنے دنوں تک چھپا رہنا اور فون وغیرہ سے اپنے گھر والوں تک کو مطلع نہ کرنا یہ سب باتیں

اس کی شاہد ہیں کہ بلاشبہ اور یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اسی تاریخ کو اسی جگہ شکیل داؤد اور سعید داؤد کو شہید کر دیا گیا، لھذا ان کی موت کا حکم لگا دیا جائے گا اور ان دونوں کو شہید قرار دیا جائیگا (۱) اور ان کی بیوی پر اسی وقت سے عدت شروع ہو جائے گی، اگر وہ بلوائیوں کے قبضہ میں نہ ہوتے، وہاں سے بھاگ گئے ہوتے اور گم ہو گئے ہوتے تو مفقود الخبر میں شمار کیا جاتا جبکہ یہاں قتل اور جلانے کے شواہد اور مذکورہ بالا دلائل قتل کئے جانے پر موجود ہیں (۲)۔ اس لئے اس میں شرعی کونسل کے فیصلہ یا سرکاری وفات نامہ کی ضرورت نہیں ہے اور مذکورہ بالا جس تاریخ کو یہ واقعہ ہوا اسی دن سے چار ماہ دس دن کی عدت پوری کرے (۳)۔ اور عدت وفات پوری کرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے (۴)۔ نیز میراث بھی ان کو ورثاء میں اسلامی حکم کے مطابق تقسیم کر دی جائے۔

(۱) أو القرائن الواضحة التي تصير الأمر في حيز المقطوع به، فقد قالوا لو ظهر انسان من دار بيده سكين وهو متلوث بالدم سريع الحركة عليه أثر الخوف فدخلوا الدار على الفور فوجدوا فيها انسانا مذبوحا بذلك الوقت ولم يوجد أحد غير ذلك الخارج فانه يؤخذ به وهو ظاهر اذلا يمتري أحد في أنه قاتله الخ۔ (رد المحتار اول كتاب القاضي، ص ۲۹۸ / ٤ بعد مطلب الحكم الفعلي)۔ والسابع قرينة قاطعة كأن ظهر لك دار خالية انسان خائف بسكين متلوث بدم فدخلوها فوراً فرأوا مذبوحاً لحينه أخذ به اذ لا يمتري أحد أنه قاتله۔ (الدر المختار كتاب الدعوى ص ٤٢٤ / ٤)۔ اذا فقد في المهلكة فموته غالب فيحكم به كما اذا فقد في وقت الملاقاة العدو أو مع قطاع الطريق أو سافر على المرض الغالب هلاكه أو سفره في البحر وما أشبه ذلك حكم بموته لأنه الغالب في هذه الحالات۔ (رد المحتار ص ۳۳۱ / ۳ مطلب في الافتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود)

(۲) (وهو غائب الخ) أفاد ان قول الكنز هو غائب لم يدر موضعه معناه لم تدر حياته ولا موته قال في البحر فالمدار انما هو على الجهل بحياته وموته لا على الجهل بمكانه فانهم جعلوا منه كما في المحيط، المسلم الذى اسره العدو ولا يدرى أحي أم ميت مع أن مكانه معلوم وهو دارالحرب فلذا اعم من أن يكون عرف أنه في بلدة معينة من دار الحرب أو لا اه۔ لكن في الملتقى وغيره هوغائب لايدرى مكانه ولا حياته ولاموته قيل فهذا صريح في اشتراط جهل المكان فيكون التعويل عليه۔ (رد المحتار اول كتاب المفقود ص ۳۲۸ / ۳)

(۳) والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا يتربصن بانفسهن اربعة اشهر و عشرا ☆ الآيه (بقره / ۲۳٤)

(٤) اخبرها ثقة أن زوجها الغائب مات أو طلقها ثلاثاً أو أتاها منه كتاب على يد ثقة بالطلاق ان اكبر رايها أنه حق فلا بأس أن تعتد و تتزوج۔ وفي الشامية وفي البحر أخبرها رجل بموته وآخر بحياته فان شهد أنه عاين موته أو جنازته وهو عدل وسعها أن تعتد و تتزوج مالم يؤرخا وتاريخ الحياة متأخر، ولو تزوجت و اخبرها جماعة بانه حي ان صدقت الاول صح النكاح ـ (رد المحتار قبيل فصل الحداد ص ٦١٥ / ۲)

کتاب الزکوۃ

﴿۱۳۶۸﴾ چندہ کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

سوال: مسجد و مدرسہ کے چندہ کی رقم سالانہ خرچ کے لئے بینک میں جمع رکھی جاتی ہے، اور مسجد و مدرسہ کو جتنی ضرورت ہوتی ہے، اتنی لاکر استعمال کرتے ہیں، تو بینک میں رکھی ہوئی جمع شدہ رقم پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسجد اور مدرسہ کے روپے کسی شخص کی ذاتی ملکیت کے نہیں ہوتے، اس لئے ان میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۶۹﴾ تجارتی کتب خانہ میں کتابوں کی زکوۃ نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال: میرا بنام ''اسلامی تنظیم'' ایک کتب خانہ ہے، اس میں درسی وغیر درسی، دینی، تاریخی، تبلیغی، طبی، صنعتی بہت سی کتابیں مختلف زبانوں میں اردو، ہندی، گجراتی وغیرہ زبانوں میں ہیں، کچھ کتابیں نقد فروخت ہوتی ہیں اور کچھ ادھار فروخت ہوتی ہیں، کوئی ایک کتاب پورا سال نہیں رہتی، کل مال ۱۵۰۰ روپے کا ہے، جو تبدیل ہوتا رہتا ہے، تو مجھے ان کتابوں کی زکوۃ کس طرح نکالنی چاہئے؟ کیا ان کتابوں پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اس لئے کہ صرف پانچ چھ کتابیں ہی پورے سال رہتی ہیں، باقی سب بک جاتی ہیں، جن کی قیمت اندازاً پانچ سے دس روپئے ہے، تو میرے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ کتب خانہ میں کتابیں تجارت کے لئے ہوں تو مالِ تجارت کی زکوۃ نکالنے کا جو طریقہ ہے اسی طریقہ سے اس مال کی بھی زکوۃ نکالی جائے گی، یعنی سال کے ختم ہونے پر جتنی کتابیں کتب خانہ میں ہوں ان کا اندازہ لگالیا جائے،

اور ان کی قیمت اگر نصاب کو پہنچ جائے تو ان پر زکوۃ لازم ہوگی، چاہے ان کتابوں پر سال گذرا ہو یا نہ گذرا ہو، تجارت کا مال سال سال تک رہتا نہیں ہے اور رہنا شرط بھی نہیں ہے۔ (ہدایہ:۱۷۵)

اس کے لئے شرط صرف یہ ہے کہ سال کے شروع میں اتنا مال ہو کہ جو نصاب کی مالیت کو پہنچ جاتا ہو اور سال کے ختم پر بھی اتنا مال ہو کہ جو نصاب کی مالیت کو پہنچ جاتا ہو، تو زکوۃ واجب ہو جاتی ہے، درمیان سال میں مالِ تجارت کا کم وبیش ہونا بھی وجوب زکوۃ کے لئے مانع نہیں ہے۔(عالمگیری:۱۷۹/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۷۰﴾ کھیتی کی پیداوار میں زکوۃ ہے؟

سوال: ہم نے ایک زمین خریدی ہے، جو کھیتی کی ہے، یہ زمین ہم نے غیر مسلم سے خریدی ہے، تو کیا اس زمین سے حاصل ہونے والے غلہ پر زکوۃ لازم ہوگی؟ اور اگر زکوۃ لازم ہے تو کتنی زکوۃ لازم ہوگی؟ نہر کے پانی سے اس کھیتی میں پانی پہنچایا جاتا ہے، تو اس زمین کے غلہ میں وجوب زکوۃ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اس غلہ میں شرعی طور پر کچھ واجب نہیں ہوتا، اپنی مرضی سے رضائے الٰہی کی خاطر جو دینا ہو دے سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۷۱﴾ کیا ۸ تولہ سونا اور ۸۰۰۰ روپے نقد پر زکوۃ واجب ہوگی؟

سوال: میرے پاس ۸/ تولہ سونا ہے، جو مجھے میری شادی پر ۸/ سال قبل میرے بھائی نے تین تولہ اور میری پھوپھی نے پانچ تولہ دیا تھا، اس کے زیور بنا کر میں نے اپنی زوجہ کو دے ئے ہیں، میرے پروویڈنٹ فنڈ میں ۱۰،۰۰۰ روپے جمع ہیں، میری ملازمت کو نو سال پورے

ہوئے ہیں اور ایسی حالت میں ملازمت چھوڑنے پر فنڈ میں سے ۸۰۰۰ روپے مل سکتے ہیں۔
میرے پاس ۸/تولہ سونا اور ۸۰۰۰ روپے فنڈ میں جمع ہیں، تو میرے لئے حج، زکوۃ، اور قربانی کے وجوب وعدم وجوب کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ کی شادی پر آپ کو جو سونا ملا تھا، اگر وہ بخشش کے طور پر ملا ہوا نہ ہو، بلکہ عاریت پر دیا ہو، تو اس کی ملکیت دینے والوں کی ہے، تو جب تک وہ سونا آپ کی ملکیت میں نہیں آجاتا آپ کے ذمہ اس کی زکوۃ واجب نہیں، اور پی ایف میں جو رقم جمع ہے وہ جب تک آپ کے قبضہ میں نہ آجائے اس پر زکوۃ فرض نہیں، اس لئے اس صورت میں آپ پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔
لیکن اگر بھائی اور پھوپھی نے آپ کو سونا بخشش میں مالک بنا کر دے دیا ہو، اور آپ نے اس سونے کے گہنے (زیور) بنا کر اپنی عورت کو پہننے یا استعمال کے لئے دیئے ہوں تو اس صورت میں آپ پر زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر آپ نے وہ زیورات عورت کو پہننے کے لئے نہیں بلکہ بخشش کے طور پر دیئے ہوں تو اس کی مالک عورت ہے، اس صورت میں عورت پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۷۲﴾ ۵/تولہ سونا اور ایک تولہ چاندی پر زکوۃ واجب ہوگی؟

سوال: میرے پاس پانچ تولہ سونا اور ایک تولہ چاندی ہے، کچھ پہننے کے کپڑے ہیں، اور کچھ استعمال کے برتن ہیں، اس کے علاوہ دوسری کوئی قیمتی چیز نہیں ہے، تو مجھ پر زکوۃ فرض ہوگی یا نہیں؟ اور اگر فرض ہوگی تو کتنی؟
پانچ تولہ سونے میں سے دو تولہ سونا خریدنے کو ابھی دو مہینہ ہی ہوئے ہیں، اس پر سال گذرا

نہیں ہے، تو اس کی زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: ...... صورت مسئولہ میں سونے کا نرخ اور چاندی کا نرخ جان کر تین تولہ سونا اور ایک تولہ چاندی کی قیمت نکالی جائے، اور دونوں کی کل قیمت اگر سونے یا چاندی میں سے کسی ایک کے نصاب کے برابر ہو تو آپ پر زکوۃ واجب ہو جائے گی، اور بعد میں جو دو تولہ سونا خریدا ہے زکوۃ نکالتے وقت اسے بھی شامل کر کے کل ۵ تولہ سونا اور ایک تولہ چاندی کی کل قیمت کا چالیسواں حصہ یعنی ۱۰۰ روپے پر ڈھائی روپے زکوۃ میں دینے چاہئیں.

شروع میں تین تولہ سونا اور ایک تولہ چاندی تھی، تو آپ کا نصاب مکمل ہو گیا، اور بعد میں جو دو تولہ خریدا گیا ہے تو وہ اسی نصاب سے ہونے کی وجہ سے اسے الگ نہیں رکھا جائے گا بلکہ اسے بھی شامل کر لیا جائے گا، اور مجموعہ سونے اور چاندی پر زکوۃ واجب ہوگی۔

﴿۱۲۷۳﴾ صرف سونا اور کچھ نقد ہو تو......

سوال: ایک عورت کے پاس ایک تولہ اور چودہ آنی سونا ہے، اور زمین خریدنے کے لئے بانے کے طور پر ۵۰۰ روپے دئے ہوئے ہیں، اور پچاس روپئے نقد ہیں، اور ۱۲۷ر روپے مہر کے شوہر کے پاس باقی ہیں، شوہر غریب ہونے کی وجہ سے ابھی نہیں دے سکتا، جب آئیں گے تب اپنی عورت کو دے گا، تو سوال یہ ہے کہ اس عورت پر زکوۃ لازم ہے یا نہیں؟ اگر لازم ہے تو کتنی رقم پر زکوۃ لازم ہے؟ اور کتنی لازم ہے؟ عورت کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... وجوب زکوۃ کے لئے ساڑھے سات تولہ سونا یا

ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی مالیت کے برابر روپئے ہوں اوران پر سال گزرجائے، توزکوۃ واجب ہوتی ہے۔

صورت مسئولہ میں عورت کے پاس صرف ایک تولہ اور چودہ آنی سونا ہے، اور چاندی بالکل نہیں ہے، اس لئے اگر دوسرے نقد روپئے پاس ہوں تو ان کوملالیا جائے اور کل مالیت ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہوجائے توزکوۃ واجب ہوگی، ورنہ زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

اوراگرتھوڑی سی بھی چاندی ہوتو مذکورہ سونے اور نقد روپئے اوروہ چاندی ملا کر چاندی کا نصاب بنایا جائے گا، اگرکل مالیت چاندی کےنصاب کے برابر ہوتو زکوۃ واجب ہوجائے گی۔ شوہر کے ذمہ مہر کی رقم دین ہے، اس کے قبضہ میں آنے کے بعداس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۷۴﴾ زکوۃ کب واجب ہوگی؟

سوال: ہم نے ایک جائداد بیچی ہے اس کی رقم ۱۸/۷/۷۲ ءکو ہمارے قبضہ میں آگئی، تو اس رقم پر اس سال کی زکوۃ لازم ہوگی یا نہیں؟ رمضان آنے میں ابھی دو مہینے باقی ہیں، تو شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اس رقم کے وصول ہونے سے قبل آپ کے پاس نصاب کے بقدر رقم تھی یا نہیں؟ اگر آپ پہلے سے صاحب نصاب ہوں تو بعد میں آنے والی رقم کو بھی سابقہ نصاب کے ساتھ ملا کر کل مال پر زکوۃ واجب ہوگی۔

اور اگر آپ پہلے سے صاحب نصاب نہیں تھے، تو اس رقم پر سال گذرنے کے بعد اس کی

زکوۃ واجب ہوگی، سال گذرنے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۷۵﴾ نصاب سے زائد رقم ہی پر زکوۃ آتی ہے؟

سوال: ۱۰۰ روپئے پر ڈھائی روپے زکوۃ ہے، تو ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت سے زائد جتنی رقم ہو اسی کی زکوۃ دینی ہے یا کل مال کی زکوۃ لازم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......حوائج اصلیہ سے زائد روپئے ہوں اور وہ نصاب کے برابر یا نصاب سے زائد ہوں تو پوری رقم کی زکوۃ لازم ہوگی، یعنی جتنی رقم میں ساڑھے سات تولہ سونا خریدا جاسکتا ہے اس سے زائد رقم ہو تو اسے بھی ملا کر کل مال کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں دینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۷۶﴾ مقروض پر کب زکوۃ لازم ہوگی؟

سوال: میں یہاں لیسٹر میں رہتا ہوں، میرے پاس ۱۱/تولہ سونے کے زیورات ہیں، جو میری عورت کے پہننے، استعمال کے لئے ہیں، میں نے بینک سے تین ہزار پاؤنڈ کی لون لے کر گھر گروی رکھا ہے، جس کا سود اور اصل رقم قسط وار مجھے ہر ماہ بھرنا پڑتا ہے، ابھی وہ دین باقی ہے، اب میرے پاس جو سونا ہے اس کی زکوۃ مجھ پر لازم ہوگی یا نہیں؟ میں شریعت کے قاعدہ کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہوں، اگر مجھ پر سونے کی زکوۃ لازم ہوتی ہے تو مجھے اس پر عمل کرنا ہے، یہاں میں نے ایک دو صاحبوں سے پوچھا تو کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ، اس لئے آنجناب کو تکلیف دے رہا ہوں، آنجناب تفصیل سے بتائیں کہ مجھ پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مذکورہ میں اول آپ کے پاس موجود سونے کی

بازاری قیمت معلوم کرلی جائے، اور کل قیمت سے آپ کا یہ دین اور اس کے علاوہ اور کوئی دین ہوتو وہ بھی منہا کردیا جائے، اور باقی جو رقم بچے وہ اگر نصاب کے برابر ہوتو آپ پر زکوٰۃ واجب ہوگی والا فلا۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۷۷﴾ زکوٰۃ دینے کے لئے سال کا پورا ہونا ضروری نہیں ہے۔

سوال: مجھ پر زکوٰۃ میں بڑی رقم واجب ہوتی ہے، رمضان میں ایک ساتھ پوری رقم نکالنے کی گنجائش نہیں ہوتی، تو رمضان سے دو تین ماہ قبل تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ نکالی جائے اور بقیہ رمضان میں دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی؟ اور اگر رمضان تک پوری زکوٰۃ نہ دی جاسکے تو کتنے ماہ میں پوری کرنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نصاب کے برابر مال ہوتو سال کے ختم پر زکوٰۃ نکالنا فرض ہے، لیکن اگر کوئی شخص سال گذرنے سے پہلے ہی اس مال کی زکوٰۃ نکال دے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، اور سوال میں پوچھنے کے مطابق رمضان میں ایک ساتھ پوری رقم نکالنے کی گنجائش نہ ہوتو تھوڑی تھوڑی سہولت کے مطابق آئندہ پورے سال تک میں نکالی جاسکتی ہے۔ (ہدایہ) لہٰذا صورت مسئولہ میں رمضان سے قبل تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ نکال دینا صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۷۸﴾ سونے کی تقسیم کے بعد زکوٰۃ کس پر لازم ہوگی؟

سوال: میرے چار لڑکے ہیں، اور میرے پاس ۱۶ تولہ سونا ہے، میری حیات (زندگی) میں میں نے میرے چاروں لڑکوں کو ان کے حصہ کا سونا انہیں مالک بنا کر دے دیا ہے، تو کیا مجھے اب رمضان آنے پر زکوٰۃ دینی ہوگی؟ بینوا توجروا!

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں سونا لڑکوں کو بخشش کے طور پر دے دیا ہے، تو اب یہ آپ کی ملکیت نہیں رہا، اس لئے اس سونے کی زکوۃ آپ پر لازم نہیں ہوگی۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۷۹﴾ بلیک میں کم روپے آئیں گے تو زکوۃ ادھوری رہے گی؟

سوال: ہمارے یہاں ڈالر کا سرکاری نرخ ۱۴ روپے ہے، اور بلیک میں سات روپے ملتے ہیں، ایک شخص نے زکوۃ کے ۵۰۰ ڈالر نکالے ہیں، اور اس کے روپے انڈیا بھیجنا چاہتا ہے، بلیک میں اسکے ۳۵۰۰ روپے ملیں گے، تو اس شخص کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اگر جواب یہ ہو کہ اس کی زکوۃ ادھوری رہے گی، تو کیا مزید ۵۰۰ ڈالر نکالنے سے زکوۃ پوری ادا ہو جائے گی؟ کیا یہ زائد ۵۰۰ ڈالر نکالنا اسراف نہیں ہے، اس لئے کہ یہ زائد رقم ہے، تو یہ فضول خرچی ہوئی، تو اس طرح اسراف کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......زکوۃ میں کل مال کا چالیسواں حصہ واجب ہوتا ہے، اس اعتبار سے جتنے ڈالر واجب ہوئے ہوں اتنے نکالنا ضروری ہیں، اور جتنی قیمت کم آئے گی اتنے دوسرے دینے پڑیں گے۔

صورت مسئولہ میں ڈالر کا سرکاری نرخ جو ہو اس کے حساب سے زکوۃ ادا کرنے سے زکوۃ ادا ہوگی، لیکن اگر بلیک میں سرکاری نرخ سے کم قیمت وصول ہو تو جتنی قیمت کم وصول ہوئی ہے اتنی زکوۃ ذمہ میں باقی رہ جائے گی، اتنی قیمت اپنے پاس سے دینا ضروری ہے۔

رہا سوال اسراف اور فضول خرچی کا، تو یہ آپ کی نا سمجھی ہے، اگر زکوۃ کی رقم زیادہ دی جائے یا زائد رقم للہ مد میں دی جائے تو وہ صدقہ کہلاتا ہے، اور صدقہ جتنا بھی دیا جائے باعث

ثواب واجر ہے، اور فضول خرچی میں شامل نہیں بلکہ قرآن وحدیث کے حکم پر عین عمل اور مسلمان کی شان کے موافق ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۸۰﴾ قرض پر زکوۃ

سوال: عمر کے زید پر ۵۰۰ روپئے قرض ہیں، اور زید دو سال سے روپئے نہیں دے رہا ہے، تو کیا عمر پر ان روپیوں کی زکوۃ لازم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زید عمر کے قرض کا اقرار کرتا ہو، یا عمر کے پاس اس قرض پر بینہ موجود ہو کہ زید کے انکار کرنے پر بینہ پیش کر کے اس سے قرض وصول کر سکتا ہے، تو ان روپیوں کی زکوۃ فی الحال دینا ضروری نہیں ہے، جب وہ رقم عمر کے قبضہ میں آ جائے، تب گذرے ہوئے تمام سالوں کی ایک ساتھ زکوۃ دینا ضروری ہے۔

﴿۱۳۸۱﴾ جڑے ہوئے پتھر اور چاندی کو سونے کے ساتھ محسوب کیا جائے گا یا نہیں؟

سوال: سونے کے ہار کے پیچھے چاندی کی کڑی ہے، انگوٹھی میں پتھر کا نگینہ ہے، اور سونے کی بالیوں کے پیچھے لوہے کی کڑی ہے، اور پتھر کا نگینہ بھی ہے، تو ان چیزوں کی زکوۃ نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟

کیا سونے کے ہار کے ساتھ چاندی اور نگینہ تمام کا وزن کر کے سونے کی قیمت سے زکوۃ نکالنی ضروری ہے؟ اور انگوٹھی اور بالیوں میں بھی جو کھوٹ ہے اسے بھی سونے کے ساتھ محسوب کر کے پورے زیور کی سونے کی قیمت سے زکوۃ نکالی جائے گی؟ الغرض ان چیزوں کی زکوۃ نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سونا اور چاندی دونوں کو گلا کر ایک نہیں کر دیا گیا ہے

بلکہ دونوں متمیز ہیں، اور چاندی کی کڑی الگ لگی ہوئی ہے، اس لئے اس کڑی کو سونے کے ساتھ محسوب نہیں کیا جائے گا، اسی طرح پتھر کا نگینہ جڑا ہوا ہے اور لوہے کی کڑی الگ ہے، ان چیزوں کا وزن منہا کر کے سونے کا جو وزن ہو اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر سونا اور چاندی دونوں کو گلا کر ایک کر دیا گیا ہو تو جو غالب ہو اس کا اعتبار ہوگا۔ (شامی، فتاویٰ دارالعلوم)

﴿۱۳۸۲﴾ تقسیم میراث سے قبل ترکہ پر زکوۃ

سوال: زید کی ماں نے ۲۵ سال قبل بیگم کی تصویر والے سکے (روپئے) زمین میں دفن کئے تھے، زید کو یہ بات معلوم تھی، زید کے دوسرے بھائی اور رشتہ داروں کو اس بات کا علم نہیں تھا، زید دوسرے ملک کا سفری ہے، زید کی ماں کا دس سال قبل انتقال ہو گیا ہے، ان کے انتقال کے سات آٹھ سال بعد زید نے ملک آ کر مدفون سکے نکالے، اور ان کو تبدیل کر کے رائج روپئے لئے، اور ان روپیوں سے مسجد میں پتھر لگوائے، تو سوال یہ ہے کہ ان روپیوں پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اگر واجب ہوتی ہے تو کتنے سالوں کی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ماں کے انتقال کے بعد ان روپیوں میں تمام ورثاء کا حق حصہ ہے، ورثاء کی اجازت کے بغیر ان روپیوں کو مسجد میں دینا جائز نہیں ہے۔ جب تک ماں حیات تھیں، تب تک ان روپیوں کی زکوۃ (اگر نصاب مکمل ہو جاتا ہو تو) ماں پر واجب تھی، اور ماں کے انتقال کے بعد ہر وارث کا اس میں شرعی حصہ ہے، اور یہ حصہ ابھی تقسیم نہیں ہوا ہے، اس لئے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہر وارث کا حصہ جدا کر کے اس کے قبضہ میں دے دیا جائے اور اس وارث کے پاس نصاب مکمل ہو جاتا ہو اور اس پر سال گذر جائے پھر اس پر اس سال کی زکوۃ واجب ہوگی۔ (عالمگیری، شامی: ۲۳۸/۱)

﴿۱۳۸۳﴾ مال مشترک پر زکوۃ کا حکم

سوال: ایک گھر میں بالغ پانچ افراد ساتھ میں رہتے ہیں، ان کا کھانا پینا اور خرچ سب ساتھ میں ہوتا ہے، ان میں دو بھائی ان کی دو عورتیں اور ان کی ماں ہے، ہر ایک اپنی آمدنی ایک ساتھ رکھتا ہے، سال کے اخیر میں خرچ منہا کر کے ۲۰۰ تولہ چاندی کی قیمت برابر رقم بچ جاتی ہے، تو اس گھرانہ پر زکوۃ فرض ہے؟ اگر ان پر زکوۃ نکالنا فرض نہیں ہے، تو کیا وہ مستحق زکوۃ ہیں؟ ان کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جب کہ اس گھرانہ کے پانچوں بالغ افراد اپنی آمدنی ایک ساتھ جمع رکھتے ہیں، اور اس میں برابر کے ساجھی دار ہیں، تو اب جب تک پانچ نصاب مکمل نہ ہو جائیں تب تک ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، لہذا صورت مسئولہ میں سال کے اخیر میں ۲۰۰ تولہ چاندی کی بچت ہوتی ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (شامی، درمختار:۲)

مذکورہ تفصیل کے مطابق جب ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے تو شریعت کی اصطلاح میں انہیں غریب سمجھا جائے گا، اس لئے ان کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے، لیکن گذر بسر آسانی سے ہو رہا ہے، اس لئے زکوۃ مانگنے کا حق نہیں ہے، بغیر مطالبہ کے اگر کوئی دے تو لے کر استعمال کر سکتے ہیں۔

یہ جواب سوال میں مذکور ''پانچوں افراد کی جمع آمدنی'' کے اعتبار سے لکھا ہے، لیکن ہمارے یہاں کے دستور کے مطابق عورتیں اور ماں آمدنی میں حصے دار نہیں ہوتیں، اس لئے اگر ماں اور عورتیں آمدنی میں برابر کا حق اور حصہ نہ رکھتی ہوں، تو کل مال دونوں بھائیوں کا سمجھا جائے گا، اور وہ مال دو نصابوں کے برابر ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب ہوگی۔

﴿۱۳۸۴﴾ عورت کی زکوۃ مرد پر واجب نہیں ہے؟

سوال: میری عورت کو اس کے ماں باپ کے یہاں سے سونے کے زیورات ملے ہیں، اور وہ ساڑھے تین تولہ سے کم ہیں، اور شوہر کے پاس ساڑھے تین تولہ سے زائد سونا ہے، تو شوہر کو اس کی عورت کے سونے کی زکوۃ نکالنی ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عورت کے پاس نصاب کے برابر مال ہو تو اس کی زکوۃ عورت پر فرض ہوگی، اور عورت کو اس کی زکوۃ نکالنا ضروری ہے، مرد پر اس کی زکوۃ نکالنا ضروری نہیں، ہاں عورت کے کہنے سے مرد ادا کردے گا، تو ادا ہو جائے گی، عورت اپنے مال کی مختار ہے، اس لئے نصاب کے برابر مال کے مالک ہونے پر عورت پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (شامی، ہدایہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۸۵﴾ درمیان سال میں نصاب کا کم اور زیادہ ہونا وجوب زکوۃ کے لئے مانع نہیں ہے

سوال: ایک شخص کے پاس گذشتہ رمضان میں ۱۵۰۰ روپئے تھے، درمیان میں ضرورت پڑنے پر ان روپیوں میں سے کچھ خرچ ہو گئے، اور پھر کچھ روپئے آگئے، اور اس رمضان کے آنے پر ۱۵۰۰ روپئے ہیں، تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کتنی؟ دو سالوں سے ایک شخص کو ۵۰۰ روپئے ادھار دئے ہیں، اس ۵۰۰ روپئے کے ساتھ ۱۵۰۰ روپئے ہوتے ہیں، تو زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سال کے شروع میں نصاب کے برابر روپئے ہوں، اور سال کے ختم پر بھی نصاب کے برابر روپئے ہوں، لیکن درمیان سال میں کم اور زیادہ ہوتے رہیں، اور اخیر سال میں پھر نصاب مکمل ہو جاتا ہو تو جتنے روپئے ہوں ان کی زکوۃ

واجب ہوگی، درمیان سال میں نصاب کا کم اور زیادہ ہونا مانع زکوۃ نہیں۔ (شامی)
صورت مسئولہ میں پندرہ سو روپے کی زکوۃ دینی ضروری ہے۔

﴿۱۳۸٦﴾ کرایہ کے مکان پر زکوۃ ہے؟

سوال: اگر کسی شخص کے پاس اپنے رہنے کے مکان کے علاوہ دوسرے چار مکان اور ہیں، اور وہ کرایہ پر دئے ہوئے ہیں، تو اس شخص پر ان مکانوں کی زکوۃ واجب ہے؟ کیا ان کی بازاری قیمت لگا کر کل قیمت پر ہر سال زکوۃ لازم ہوگی؟ کیا کرایہ پر زکوۃ واجب ہوگی؟ اگر وہ مکان بند پڑے ہوئے ہیں، تو ان پر زکوۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... مکان یا اس کی قیمت پر زکوۃ نہیں ہے، جب کہ وہ تجارت کے لئے نہ ہوں، چاہے کرایہ پر دئے ہوئے ہوں، البتہ کرایہ پر زکوۃ واجب ہوگی، جب کہ نصاب مکمل ہو جاتا ہو۔ (امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۸۷﴾ عاریت کے زیور پر زکوۃ کس کے ذمہ ہے؟

سوال: ایک عورت کے پاس ۱۵ تولہ سونا ہے، نو تولہ تو اسے اس کے والدین کے یہاں سے مکمل مالک بنا کر دے دیا تھا، اور ٦ تولہ اس عورت کو سسرال میں سے عاریت پر ملا ہے، ان زیورات کا اسے مالک نہیں بنایا، صرف استعمال کے لئے دیا ہے، تو تمام زیورات کی زکوۃ اس کا شوہر دے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... عورت کو والد کی طرف سے جو سونا ملا ہے، عورت اس کی مکمل مالک ہے، اور نصاب سے زائد ہونے کی وجہ سے عورت پر زکوۃ واجب ہوگی، اور شوہر کی طرف سے استعمال کے لئے ملے ہوئے زیورات کی وہ مالک نہیں ہے، اس لئے ان کی

زکوۃ اس پر واجب نہیں ہوگی، اگر شوہر کے پاس نصاب کے برابر مال ہو تو اس سونے کی زکوۃ شوہر پر واجب ہوگی، اور زکوۃ جس پر واجب ہوئی ہے، اسے ہی ادا کرنا ضروری ہے، البتہ اس کے حکم یا اجازت سے دوسرا کوئی اس کی طرف سے ادا کر دے تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ لہذا صورت مسئولہ میں عورت کی اجازت سے اس کا شوہر اس کی زکوۃ ادا کرے گا تو عورت کی زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور شوہر کو بھی اس کا ثواب ملے گا۔ (شامی، وغیرہ)

﴿۱۳۸۸﴾ درمیان سال آنے والی رقم کو نصاب کے ساتھ ملا لیا جائے گا۔

سوال: اسلام میں صاحب نصاب پر سال میں ایک مرتبہ زکوۃ نکالنا ضروری ہے، ایک شخص نے گذشتہ سال رمضان میں ۱۰۰۰ روپے کی زکوۃ نکالی تھی، پھر چھ ماہ بعد اس کی آمدنی میں اضافہ ہوگیا، اور اس کے پاس کل مال ۱۵۰۰ روپے ہوگئے، یعنی ۵۰۰ روپے کا اضافہ ہوا، تو اب اس رمضان میں اسے کتنے روپیوں کی زکوۃ نکالنی ہوگی؟ اس لئے کہ اس رقم میں سے ۱۰۰۰ روپیوں پر تو سال گزر رہا ہے، لیکن ۵۰۰ روپیوں پر چھ ماہ ہی گزر رہے ہیں، تو کتنے روپیوں پر زکوۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... فقہ کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جس شخص کے پاس نصاب کے برابر مال ہو اور سال کے درمیان اسی نصاب کا اور مال اس شخص کے پاس آجائے، تو اسے اسی سابقہ نصاب کے ساتھ جوڑ دے گا اور سال کے اخیر میں پورے مال کی زکوۃ نکالے گا، چاہے درمیان سال آنے والے مال پر کچھ ہی مہینے گذرے ہوں۔ لہذا صورت مسئولہ میں اس رمضان میں آپ کو پورے ۱۵۰۰ روپے کی زکوۃ نکالنی ہوگی، درمیان سال جو ۵۰۰ روپے حاصل ہوئے ہیں ان کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔

﴿۱۳۸۹﴾ مکان خریدنے کے لئے رکھے ہوئے روپیوں پر زکوۃ واجب ہوگی؟

سوال: ایک شخص نے آج سے دو سال قبل لندن کی بینک میں پانچ سو پاؤنڈ اس نیت سے جمع کروائے تھے، کہ بچوں کو یہاں بلانے اور مکان خریدنے کے کام آئیں گے، اور اس وقت اس رقم کے علاوہ دو سو پاؤنڈ کی اور ضرورت پڑے گی، تو قرض میں لے گا، تو سوال یہ ہے کہ ان پانچ سو پاؤنڈ پر دو سال کی زکوۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... بچوں کو بلانے اور رہنے کے لئے مکان خریدنے کے لئے جو روپے رکھے ہیں ان پر زکوۃ فرض ہوگی یا نہیں؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، ملک العلماء علامہ کاسانیؒ کے قول کے مطابق ان روپیوں پر بھی زکوۃ واجب ہوگی، اس لئے ان روپیوں کی بھی زکوۃ نکالی جائے گی۔ (شامی: ۲، طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۹۰﴾ سات تولہ سونے پر زکوۃ نہیں ہے؟

سوال: ایک شخص کے پاس صرف سات تولہ سونا ہے، اور چاندی بالکل نہیں ہے، تو کیا اس پر زکوۃ فرض ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... صرف سات تولہ سونا ہو، اور چاندی اور نقد روپے نہ ہوں، تو نصاب نامکمل ہونے کی وجہ سے اس شخص پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔

﴿۱۳۹۱﴾ امانت کے روپیوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

سوال: ایک شخص نے مجھے امانت کے طور پر ایک ہزار روپے رکھنے کے لئے دئے، اور امانت رکھوانے والا مالدار ہے، اور اس شخص نے مجھ سے کہا کہ جب مجھے ضرورت ہوگی، میں لے لوں گا۔ اب وہ ایک ہزار روپے مجھ سے میرے گھر خرچ میں صرف ہو گئے، اور

میرے خود کے روپئے بینک میں جمع ہیں، جب وہ مطالبہ کرے گا تو میں اسے دے سکتا ہوں، تو سوال یہ ہے کہ وہ ایک ہزار روپیوں کی زکوۃ مجھ پر واجب ہوگی یا نہیں؟ اور امانت کی رقم گھر میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... امانت رکھوانے والے کی اجازت کے بغیر اپنے نجی کام میں امانت خرچ کر دینا ایک طرح کی خیانت اور بددیانتی ہے، اور ایک مرتبہ امانت کے استعمال کر لینے سے وہ رقم امانت نہیں رہتی، بلکہ قرض ہو جاتی ہے، جسے ادا کرنا آپ پر ضروری ہے، دوسرے کی امانت آپ کے پاس ہو تو اس کی زکوۃ آپ پر واجب نہیں ہے، اس کے مالک کے ذمہ واجب ہوگی۔ اور آپ کے جو روپئے بینک میں جمع ہیں ان کی زکوۃ آپ پر واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۹۲﴾ پرووِیڈنٹ فنڈ پر زکوۃ

سوال: پرووِیڈنٹ فنڈ پر زکوۃ کا کیا مسئلہ ہے؟ کیا پرووِیڈنٹ فنڈ پر زکوۃ واجب ہے؟ جمع رقم پر زکوۃ ہے یا موصول ہونے والی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شرعی قاعدہ کے مطابق جب تک پرووِیڈنٹ فنڈ میں جمع شدہ رقم قبضہ میں نہیں آجاتی، تب تک اس شخص کی ملکیت میں نہیں آتی، اس لئے اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی، جب قبضہ میں آجائے تب حسب دستور دوسرے اموال کی طرح نصاب دیکھ کر زکوۃ واجب ہوگی۔

﴿۱۳۹۳﴾ مویشیوں پر زکوۃ

سوال: گائے، بیل، بھینس اور بکری کی زکوۃ کا کیا نصاب ہے؟ اور ان کی زکوۃ کس طرح

نکالی جائے گی؟ یعنی زکوۃ میں جانور دینا ضروری ہے، یا اس کی قیمت دینا بھی درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً.....گائے، بیل، بھینس اور بکری پر وجوب زکوۃ کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ جانور تجارت کے لئے ہوں تو تجارت کے قاعدہ کے مطابق ان پر زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر اپنے ضروری کاموں میں استعمال کے لئے ہوں تو ان پر زکوۃ نہیں ہے۔

اور اگر افزائش نسل کے لئے ہوں اور سال کے اکثر دن عام چراگاہ سے چر کر کھاتے ہوں تو ان پر سال کے گزرنے پر ۳۰ گائے، بیل پر ایک پٹھا (نوجوان) جس کا دوسرا سال چل رہا ہو، زکوۃ میں دینا واجب ہوگا، بھینسوں اور پاڑوں (کٹڑوں) کے لئے بھی یہی عدد اور یہی حکم ہے۔ اور بکری میں مذکورہ شرائط کے ساتھ چالیس کی تعداد ہو جائے تو ۱۲۰ بکری تک ایک بکری واجب ہوگی، اور ۱۲۱ بکریوں میں دو بکریاں واجب ہوں گی۔ اور پٹھا، پاڑی (بھینس کا بچہ یا بچی) یا بکری جو واجب ہوا ہو بعینہ وہی دینا چاہیں تو وہ بھی دے سکتے ہیں، اور اگر اس کی قیمت دینا چاہیں تو قیمت دینا بھی درست ہے۔ (ہدایہ، شامی وغیرہ)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۹۴﴾ دوسرا مکان حاجت اصلیہ میں داخل ہے؟

سوال: مفتی صاحب! ان تینوں مسئلوں کے تفصیل سے جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

پہلی شکل: ایک شخص کے پاس دو چار مکان ہیں، اور یہ شخص ملازمت کرتا ہے، اس کی تنخواہ نیز مکان کے کرائے دونوں کے مجموعہ سے اس کا خرچ پورا ہوتا ہے، اور کچھ بچت نہیں ہوتی۔

دوسری شکل: ایک آدمی کمزوری کی وجہ سے کچھ کام نہیں کر سکتا، لیکن دو چار مکانوں کے

کرایوں سے اس کا گذر بسر ہوتا ہے۔

ان دونوں صورتوں میں ایک مکان کے علاوہ دوسرے مکان حاجت اصلیہ میں داخل ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہیں تو ان دو صورتوں میں کیا صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہوگی؟ اور کیا کوئی دوسرا شخص ان دونوں شخصوں کو زکوۃ یا صدقۂ فطر دینا چاہے تو ان کے لئے لینا جائز ہے؟

تیسری شکل: ایک شخص کے پاس بقرعید یا رمضان عید کے بعد پورا سال چل سکے اتنا غلہ تو ہے، لیکن اس سے زائد بھی اور غلہ ہے، جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہے، تو کیا اس شخص پر صدقۂ فطر یا قربانی واجب ہوگی؟ اور واجب ہے تو کیوں؟ اس لئے کہ آئندہ سال کی فصل کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، غلہ کی پیداوار ہو یا نہ ہو، غلہ کی فصل اچھی ہو یا نہ ہو، تو اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو گھر رہنے کے لئے ہو یا کرایہ پر دینے کے لئے ہو وہ حاجت اصلیہ میں داخل ہیں، آپ کے لکھنے کے مطابق تنخواہ اور کرایہ پر گذر ہوتا ہے، اور کچھ بچت نہیں ہوتی، تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ ساتھ ہی ان دونوں شخصوں کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر اگر کوئی دوسرا غیر ضروری سامان (ان مکانات کے علاوہ) ہو تو ان پر صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہوگی، اور وہ زکوۃ لینے کے حقدار نہیں ہیں، اور اگر اتنی قیمت کا غیر ضروری سامان ان کے پاس نہیں ہے تو ان پر صدقۂ فطر اور قربانی واجب نہیں ہوگی، اور چونکہ ان کا گذر اچھا چل رہا ہے اس لئے ان کے لئے زکوۃ، صدقہ مانگنا تو جائز نہیں ہے، البتہ کوئی دے تو لے سکتے ہیں۔

اور تیسری شکل کا حکم یہ ہے کہ اس شخص پر صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہوگی، جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے۔

﴿۱۳۹۵﴾ رفاہ عامہ کے کاموں میں زکوۃ کا استعمال

سوال: بعد سلام مسنون ایک مسئلہ کا شرعی جواب عنایت فرمائیں۔
کسی غریب مسلمان گاؤں کے مدرسہ کے تعمیری کام کے لئے زکوۃ کے روپئے دینا جائز ہے؟ یا سود کی رقم مدرسہ کے تعمیری کام کے لئے دینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ کی رقم اور سود کی رقم کے لئے تملیک یعنی کسی غریب مسلمان کو مالک بنا کر وہ رقم دینا ضروری ہے، تب ہی زکوۃ ادا ہوگی، اس لئے رفاہ عامہ کے کام مثلاً: پل بنانا یا مدرسہ کے تعمیری کام میں ان روپیوں کا استعمال جائز نہیں ہے۔
اس لئے سب سے پہلے وہ رقم کسی غریب مسلمان کو مالک بنا کر دے دی جائے، پھر وہ اپنی مرضی سے وہ رقم مدرسہ، مسجد کے تعمیری کام میں دے تو اسے لے کر ان کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں۔ (شامی، عالمگیری:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۹۶﴾ زکوۃ میں تملیک شرط ہے۔

سوال: ادارہ کے کارکنان لوگوں سے زکوۃ کے روپیوں کا چندہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو وصول ہونے کے بعد زکوۃ کی رقم کا انتظام کس طرح کرنا چاہئے؟ یہ بھی بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ کی رقم کا چندہ کر سکتے ہیں، اور زکوۃ کی رقم زکوۃ کے حقداروں کو مالک بنا کر تقسیم کر دینا چاہئے، تب ہی زکوۃ ادا ہوگی۔ اگر زکوۃ کی رقم کا چندہ کر کے بینک میں جمع رہنے دیا جائے گا، تو جب تک وہ رقم مستحق کے ہاتھ میں نہیں جائے گی تب تک زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

﴿۱۳۹۷﴾ ادائے زکوۃ کے لئے تملیک شرط ہے۔

سوال: ایک مسلم ادارہ ہے، جو مستحق طلباء کو اسکالرشپ فراہم کرتا ہے، زکوۃ کی رقم سے ہر ماہ وظیفہ کے طور پر طالب علم کو روپے دیتا ہے، اس مرتبہ کی ان کی میٹنگ (نشست) میں یہ بات (قاعدہ) طے کی گئی کہ اسکالرشپ دینے سے پہلے اخبار کے زر تعاون (اخبار کی سالانہ قیمت) کے طور پر ایک متعین رقم منہا کر کے اس پر دستخط کرالی جائے، تو سوال یہ ہے کہ ایسا قاعدہ مقرر کرنا اور اس پر عمل کرنے سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ اگر صحیح ہے تو زکوۃ کی ادائے گی کے لئے فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ ادائے زکوۃ کے لئے 'تملیک' شرط ہے۔ یعنی مستحق کو زکوۃ کے روپے مالک بنا کر اس کے قبضہ میں دینا شرط ہے۔

اس لئے مذکورہ صورت میں روپیوں پر قبضہ کرنے سے قبل کچھ روپے منہا کر کے اس پر دستخط کروالی جاتی ہے تو اتنے روپیوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ نیز حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے "لا یحل مال امرء مسلم الا بطیب قلبه" یعنی کسی مسلمان کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ اس لئے زبردستی دستخط کروا کر اتنے روپے کم دینا بھی جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۹۸﴾ زکوۃ کے لئے تملیک شرط ہے۔

سوال: مستحق زکوۃ کو زکوۃ میں اگر زکوۃ کی رقم کا کھانا بنا کر کھلایا جائے تو اس سے زکوۃ ادا ہوگی؟ یا اس کے گھر زکوۃ کی رقم کا بنا ہوا کھانا بھیج دیا جائے تو اس سے زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ کے ادا ہونے کے لئے زکوۃ کے مال کا مستحق کو

مالک بنا کر اس کے قبضہ میں دینا شرط ہے۔ اس لئے کسی غریب محتاج کو کھانا دے کر اسے مالک بنا کر اس کھانے پر سے اپنا پورا حق ختم کر کے اس غریب کے قبضہ میں دے دیا جائے تو زکوۃ ادا ہوگی، اور گھر پر بلا کر کھلانے کی صورت میں کھانے سے پہلے اس کھانے کا انہیں مکمل مالک بنا دیا جائے تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی، صرف کھانے کا حق دیا جائے تو اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۹۹﴾ ایک مستحق کو زکوۃ کی پوری رقم دینا کیسا ہے؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک صاحب مال ہے، جو ہر سال آٹھ ہزار سے نو ہزار روپئے زکوۃ میں دیتا ہے، اگر وہ شخص یہ پوری رقم ایک ہی شخص کو دے تو شرعی نقطۂ نظر سے کچھ حرج ہے؟ دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں کے امام صاحب مستحق زکوۃ ہیں، اور انہیں مکان خریدنے کی ضرورت بھی ہے، کیونکہ ان کے پاس مکان نہیں ہے، اور امام صاحب پرہیزگار ہیں، اور گاؤں میں امامت کراتے ہیں، تو کیا یہ شخص پوری زکوۃ کی رقم امام صاحب کو دے تو کچھ حرج تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ کی رقم غریب محتاجوں کو دینا چاہئے، رہنے کے لئے مکان نہ ہو ایسے محتاج کو اتنی زکوۃ کی رقم یک مشت دے سکتے ہیں، جس سے اس کے مکان کی حاجت پوری ہو سکے، اور وہ اپنا گھر خرید سکے۔ (شامی:۲/۶۸)

﴿۱۴۰۰﴾ مستحق کے قبضہ میں رقم آنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی؟

سوال: ہماری جماعت کے زیادہ تر افراد زکوۃ جماعت کو دیتے ہیں، اور جماعت کی طرف سے اس رقم کا انتظام میں کرتا ہوں، میں کچھ رقم مدرسوں میں بھیج دیتا ہوں، اور کچھ رقم مستحق

کو تلاش کر کے اس کو پہنچا دیتا ہوں، رقم کی تقسیم میں کچھ لوگوں سے مشورہ کرتا ہوں، تو اس طرح زکوۃ ادا کرنے سے ہم ذمہ داری سے سبکدوش ہوں گے؟ اور زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اس طرح زکوۃ جماعت میں جمع کر کے صحیح حقداروں کو پہنچانے سے جب زکوۃ کی رقم ان کے قبضہ میں آ کر وہ اس رقم کے مالک بن جائیں گے تب زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

﴿۱۴۰۱﴾ زکوۃ میں روپیوں کے علاوہ کوئی چیز دینا

سوال: زکوۃ کے حقداروں کو ایک نہیں کئی طرح سے نقد روپیوں کی ضرورت ہوتی ہے، اور بہت سی مرتبہ زکوۃ میں غلہ، کھانا، کپڑا اور میوہ، گلاب، کیوڑہ وغیرہ دیا جاتا ہے، تو ان چیزوں کے زکوۃ میں دینے کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زکوۃ کے طور پر روپیوں کے بجائے غلہ، کپڑا وغیرہ چیزیں قیمت لگا کر مالک بنا کر مستحق کو دی جائیں تو اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۰۲﴾ زکوۃ کے طور پر کپڑا دینا

سوال: ایک شخص زکوۃ کے طور پر روپیوں کے بجائے کپڑا وغیرہ کوئی چیز زکوۃ کے مستحقین کو دیتا ہے، تو اس سے زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زکوۃ کے طور پر روپیوں کے بجائے مستحقین کو کپڑا وغیرہ کوئی چیز دینے سے بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۰۳﴾ کیا ہیرے پر زکوۃ ہے؟

سوال: ہیرے پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کیوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ہیرے کا شمار قیمتی پتھروں میں ہوتا ہے، اور یہ مال نامی نہیں ہے۔ اس لئے اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ تجارت کے لئے ہوں تو مال تجارت ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب ہوگی۔ (درمختار، طحطاوی:۴۳۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۰۴﴾ بقایہ کرایہ پر زکوۃ کا مسئلہ

سوال: ایک شخص کو مکان کرایہ پر دیا تھا، اس نے تین سال سے کرایہ نہیں دیا، اگرچہ اس نے کرایہ دینے سے انکار بھی نہیں کیا تھا، اب اس نے تین سال کا کرایہ ایک ساتھ ۷۵ ہزار روپئے دیا ہے، پہلے سال کے ۲۵ ہزار تھے، دوسرے سال ۵۰ ہزار ہوئے، اور تیسرے سال ۷۵ ہزار ہوئے، تو ان روپیوں کی زکوۃ کس طرح ادا کی جائے؟ کیا پچھلے سالوں کی زکوۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... کرایہ پر دئے ہوئے مکانات پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی، لیکن اس کی آمدنی پر اگر وہ نصاب کے برابر ہو اور اس پر سال گزر جائے تو اس کرایہ کی رقم پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں انہوں نے تین سال کا کرایہ ۷۵ ہزار روپئے دیا ہے اور ایک سال کا کرایہ نصاب کے برابر ہو جاتا ہے، تو یہ قرض قوی کہلائے گا، اور گذشتہ سالوں کی زکوۃ بھی ان کے حساب سے واجب ہوگی۔ (شامی، بحر وغیرہ)

﴿۱۴۰۵﴾ ٹکٹ اور خرچ کے روپیوں پر سال ختم ہوتے وقت زکوۃ واجب ہوگی؟

سوال: ایک شخص نے پوری دنیا گھومنے کے ارادہ سے ہوائی جہاز کی ٹکٹ خریدی، اور

ساتھ میں خرچ کے لئے ۲۵-۵۰ ہزار روپے اپنے پاس رکھے، ابھی ایک دو ملک کا ہی سفر کیا تھا، کہ اس کے مال پر زکوۃ کا سال ختم ہو گیا، تو اس ٹکٹ کی قیمت اور پاس میں رکھے ہوئے روپیوں کی بھی زکوۃ نکالنی واجب ہوگی؟ اگر سال ختم ہونے کے بعد ٹکٹ بیچ دی تو گذشتہ سال کی زکوۃ ان روپیوں پر واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ہوائی جہاز کی ٹکٹ خریدی اور کرایہ کے روپئے دے دئے، تو وہ روپئے آپ کی ملکیت سے نکل کر کمپنی کی ملکیت میں آ گئے، اس لئے سال ختم ہونے پر وہ روکے۔ روپئے آپ کی ملکیت میں نہیں ہیں، اس لئے اس رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، اور آپ کے پاس جو ٹکٹ ہے وہ مال نامی نہیں ہے، اس لئے اس پر بھی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (بحر: ۲۲۴)۔

اب اگر سال ختم ہونے کے بعد اس ٹکٹ کو فروخت کر دیا جاتا ہے تو بھی موصولہ رقم کی زکوۃ سال ختم ہونے سے پہلے آپ پر واجب نہیں ہوگی، اس لئے کہ سال کے ختم پر آپ کے پاس وہ رقم ٹکٹ کی شکل میں تھی، اور ٹکٹ پر زکوۃ نہیں ہے۔ کما مر۔ اور اخراجات کے ۲۰ تا ۲۵ ہزار جو جمع ہیں وہ اگر چہ سفر خرچ کے لئے ہیں، لیکن چونکہ وہ نقد ہیں اس لئے شرعاً وہ مال نامی میں شمار ہوتے ہیں، اس لئے ان پر زکوۃ واجب ہوگی۔

﴿۱۴۰۶﴾ نمائش کے کھلونے، کپڑے برتن پر زکوۃ کا مسئلہ

سوال: گھروں میں نمائش کے لئے رکھے ہوئے برتن، اور زینت کا سامان اور کھلونے اور زائد از ضرورت کپڑے، جوتے وغیرہ پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زینت کے برتن، زائد از ضرورت کپڑے، جوتے

وغیرہ استعمالی چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔ (شامی) البتہ صدقۂ فطر کے نصاب میں
ان چیزوں کو محسوب کیا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۰۷﴾ کچھ تجارتی مال، کچھ سونا، کچھ قرض ہے تو کتنی زکوۃ واجب ہوگی؟

سوال: میری ایک دکان ہے، اس میں تجارتی سامان ۸۲،۲۲۵ کا ہے، اور ۳۰،۰۰۰ کا قرض ہے، یعنی کل رقم ۵۲،۲۲۵ کی بنتی ہے، اور تین تولہ سونا ہے، جس کی قیمت ۶،۳۰۰ روپے ہے، اور ایک دکان اور ایک رہائش کا مکان ہے، تو مجھ پر کتنی زکوۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......صورت مسئولہ میں سال کے ختم پر آپ کے پاس جتنا تجارتی مال ہو اس کی قیمت لگا کر اس میں سونے کی بازاری قیمت جوڑ کر جتنا قرض ہو وہ اس سے منہا کرنے کے بعد جو رقم بچے اس کا چالیسواں حصہ یعنی سو روپے پر ڈھائی روپے زکوۃ میں دینا فرض ہے، رہائش کا مکان اور دکان کی قیمت یا ویلیو پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی، اس لئے کہ ان چیزوں کو اموالِ زکوۃ میں محسوب نہیں کیا جائیگا۔ (شامی:۲)

﴿۱۲۰۸﴾ استعمالی چیزوں پر زکوۃ

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک شخص کے پاس ایک ٹریکٹر، ایک موٹر سائکل اور گھر میں پنکھا اور فریج ہے، جو ذاتی استعمال کے لئے ہیں، اور ٹریکٹر کرایہ پر بھی دیتا ہے، اور اسی ٹریکٹر سے اپنی کھیتی بھی کرتا ہے، تو اس شخص کو ان چیزوں پر زکوۃ نکالنا واجب ہے؟ آیا ان چیزوں پر زکوۃ واجب ہوگی؟ اگر ہوگی تو کتنی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:......ٹریکٹر، رولی، موٹر سائکل اور پنکھے جب تک تجارت کے لئے نہ ہوں، ذاتی استعمال کے لئے ہوں یا کرایہ پر چلانے کے لئے ہوں، ان

چیزوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔اس لئے نصاب میں ان چیزوں کو شمار نہیں کیا جائے گا۔ البتہ تجارت کے لئے ہوں تو مالِ تجارت ہونے کی وجہ سے ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (شامی:۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۰۹﴾ نصاب سے کم سونا اور کچھ روپے ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوگی؟

سوال: مہربان مفتی صاحب! ایک شخص کے پاس نصاب سے کم سونا (صرف چار یا پانچ تولہ سونا) ہے، اور سو دو سو روپے پاس میں نقد ہیں، تو کیا یہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا؟ اور سال کے ختم پر اس پر زکوٰۃ یا قربانی واجب ہوگی؟ ان روپیوں اور سونے کی بازاری قیمت جوڑنے سے چاندی کا نصاب مکمل ہوجاتا ہے، لیکن اگر روپیوں کو سونے کی رسید مانا جائے تو سونے کا نصاب جو کہ ساڑھے سات تولہ ہے وہ مکمل نہیں ہوتا، تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی؟ روپے جو نوٹ کی شکل میں ہیں فی زماننا ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کی بھی ساتھ میں وضاحت فرمادیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......وجوب زکوٰۃ کے لئے سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہونا ضروری ہے، اور چاندی میں ساڑھے باون تولہ چاندی کا ہونا ضروری ہے، اور اگر دونوں میں سے تھوڑا تھوڑا ہے تو دونوں کو جمع کرکے ان کی قیمت ان دونوں نصابوں میں سے کسی ایک نصاب کو پہنچ جاتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔

اب اگر کسی شخص کے پاس صرف پانچ تولہ سونا ہے اور چاندی بالکل نہیں ہے، تو اس شخص پر وجوب زکوٰۃ کے لئے صرف سونے کا نصاب دیکھا جائے گا، اور سونے کا نصاب مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، اسی طرح کسی کے پاس صرف پچاس تولہ

چاندی ہے اور سونا بالکل نہیں ہے، تو بھی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

اب اگر کسی شخص کے پاس نصاب سے کم سونا یا نصاب سے کم چاندی ہے ساتھ میں تھوڑے نقد روپئے ہیں، تو اس شخص پر وجوب زکوۃ وعدم وجوب زکوۃ کے لئے نوٹ کی شرعی حیثیت کا جاننا ضروری ہے۔

حضرت مفتی سعید احمد سہارنپوریؒ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ کاغذی روپیوں (نوٹ) کی تین قسمیں ہیں:

(۱) پہلی قسم وہ ہے جسے جاری کرتے وقت اتنی ہی قیمت کا سونا یا چاندی حکومت اپنے خزانہ میں محفوظ رکھتی ہے، اسے 'نیابتی زر کاغذ' کہتے ہیں (۲) اور دوسری قسم وہ ہے جسے جاری کرتے وقت اس کی قیمت کے دوخمس جتنی قیمت کا سونا یا چاندی حکومت اپنے خزانہ میں محفوظ رکھتی ہے (۳) تیسری قسم جسے 'غیر بدل پذیر' کہتے ہیں، جس کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی، صرف حکومت کے اعتماد اور بھروسہ پر جاری کئے جاتے ہیں، جیسا کہ آج کل ایک روپئے کی نوٹ۔

مذکورہ تفصیل کے مطابق کاغذی نوٹ کی حیثیت بدلتی رہتی ہے، اس لئے مجموعی طور پر نوٹ کی حیثیت سندزر یا حوالہ کی سمجھی جاتی ہے۔

پرانے زمانہ میں نقد روپئے چاندی کے بنتے تھے، اس لئے اس کی سند یا حوالہ چاندی کے قرض کے حکم میں سمجھے جاتے تھے۔ پھر ایسے روپئے بننے لگے کہ جس میں ایک دوگرام چاندی اور اس کے علاوہ دوسری دھات ہوتی تھی، اور اب اتنی بھی چاندی نہیں آتی، اور دوسری دھات مثلاً جست وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں، اس لئے حال کے روپیوں کو سونا یا چاندی کا بدل نہ سمجھتے ہوئے جست وغیرہ دھات کی رسید کے حکم میں سمجھے جائیں گے۔

اس لئے فی زمانہ نقد روپے اتنی مقدار میں ہو کہ جس سے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی خریدا جا سکے تب ہی ان روپیوں پر زکوۃ واجب ہوگی۔ سونے اور چاندی کا نرخ روزانہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے، اس لئے جس دن سال ختم ہوا ہو اسی دن کے نرخ سے حساب لگا کر حکم لگایا جائے گا۔

صورت مسئولہ میں صرف دوسو روپے نقد ہیں، اور سونے کا نصاب مکمل نہیں ہے، اس لئے غرباء کے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ نوٹوں کو ثمن کی حیثیت دے کر چاندی کا بدل سمجھا جائے گا، اور دوسو روپیوں کے بقدر چاندی ہے یہ سمجھ کر چاندی کا نصاب مکمل ہوتا ہو تو زکوۃ واجب ہو جائے گی۔ اور پانچ تولہ سونا اور دوسو روپے ملا کر چاندی کا نصاب مکمل ہو جاتا ہے اس لئے پانچ تولہ سونا اور دوسو روپیوں پر زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۱۰﴾ معلم کے جمع شدہ فنڈ کی رقم پر زکوۃ

سوال: بعد سلام مسنون! ہماری اسکول میں معلم کا ایک جمع شدہ فنڈ ہے، اس کے اصول معلموں کے خود کے بنائے ہوئے ہیں، اس فنڈ میں ہر معلم ہر ماہ تنخواہ ملنے پر ۲۵؍روپے جمع کرواتا ہے، اس طرح جمع شدہ رقم سے کسی معلم کو غلہ کی ضرورت ہو یا اچانک بڑی رقم کی ضرورت پیش آجائے تو اس جمع شدہ رقم سے دیا جاتا ہے، جو رقم اٹھائی ہو وہ قسطوں سے واپس کرنی پڑتی ہے، اور قسط نہ بھرنے پر اس فنڈ سے کسی طرح کا فائدہ نہ اٹھانے دینا، ایسا اصول ہے، چاہے اس کے روپے فنڈ میں جمع ہوں۔

اس فنڈ میں جمع شدہ رقم پر متعلقہ ملازم کے ذمہ زکوۃ واجب ہوگی؟ اور جمع رقم ملازم جب مستعفی ہوتا ہے تب ہی ملتی ہے، یا بصورت انتقال وارثین کو ملتی ہے، تو اس رقم پر زکوۃ کا کیا مسئلہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... تنخواہ کی وہ رقم بنائے گئے اصولوں کی بنا پر ملازم کی تنخواہ سے بغیر ادا کئے وضع کرلی جاتی ہے، اور فنڈ میں جمع کرلی جاتی ہے، ملازم اس رقم کے وصول کرنے کا حقدار ہوتا ہے، لیکن اصول کی بنا پر وضع کروانے پر مجبور ہے، اس لئے وہ رقم اس کے قبضہ یا تملیک میں نہیں آتی، اس لئے جمع شدہ رقم پر ملکیت نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

ملازم جب مستعفی ہو یا وہ رقم وصول ہو جائے اس کے بعد شرعی قاعدہ کے مطابق اس رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (امداد الفتاوی وغیرہ) اور اگر تنخواہ پر قبضہ کے بعد وہ رقم جمع کروائی جاتی ہو تو اس رقم پر متعلقہ ملازم کی ملکیت سمجھی جائے گی اور نصاب کے ساتھ ملا کر اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۱۱﴾ نقد رقم، تجارتی مال اور دین پر زکوۃ

سوال: میری ایک دکان ہے، اس میں مال وسامان رکھنے کے لئے فرنیچر بھی ہے، اور اس پر ایک سال گزر چکا ہے، میرے ذمہ کوئی قرض نہیں ہے، اور میرے پاس سونا چاندی بھی نہیں ہے، البتہ ۵۰۰۰ روپئے نقد ہیں، اور ۲۰۰۰ روپیہ کا تجارتی مال ہے، اور ۱۵۰۰ روپئے دین وصول کرنے کے باقی ہیں۔ تو ان اموال پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اگر واجب ہوگی تو کتنی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... نقد روپیوں اور تجارتی مال پر سال کے گزرنے پر چالیسواں حصہ زکوۃ میں دینا ضروری ہے، اور وہ دین جس کا وصول کرنا باقی ہے اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی، البتہ دین کی زکوۃ میں یہ اختیار ہے کہ وصول ہونے کے بعد گذشتہ

سالوں کی زکوۃ دی جائے، اور اگر زکوۃ کا حساب لگاتے وقت دین کو بھی محسوب کر کے اس کی بھی زکوۃ نکال دی جائے تو یہ بھی درست ہے۔

﴿۱۳۱۴﴾ عورت کو استعمال کے لئے دیئے گئے زیورات پر زکوۃ کس کے ذمہ ہے؟

سوال: ہماری جماعت میں عورت کی مہر علیحدہ متعین کی جاتی ہے، اور دوسرے زیورات الگ سے بنا کر دیئے جاتے ہیں، اور زیورات صرف استعمال کے لئے دیئے جاتے ہیں، اس لئے کہ اگر خدانخواستہ اگر طلاق ہو جائے تو زیورات خاوند کو واپس دے دئے جاتے ہیں، تو اس صورت میں ان زیورات کی زکوۃ کس کے ذمہ ہوگی؟

ایک گھر میں ایک خاندان والے سب ساتھ میں رہتے ہیں، اور خاندان کے بڑے ذمہ دار شخص پر قرض ہو، اور اس کے لڑکے کی بیوی کو زیور دئے گئے ہوں، اور لڑکے پر قرض نہ ہو تو ان زیورات کی زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اگر زکوۃ واجب ہو اور کچھ سالوں تک زکوۃ ادا نہ کی ہو تو اس سے بری ہونے کی کیا شکل ہے؟ اور قربانی بھی واجب ہونے کے باوجود ادا نہ کی ہو تو اب اس کی ادائے گی کی کیا شکل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زیورات کا مالک جو ہوگا، اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ لہذا صورت مسئولہ میں زیور کا مالک شوہر ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی اور اگر زیور کا مالک گھر کا بڑا ذمہ دار شخص ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

اور کئی سالوں سے زکوۃ واجب ہونے کے باوجود ادا نہ کی ہو تو انتقال سے قبل گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کر دی جائے تو گناہ نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح قربانی بھی واجب ہو اور ادا نہ کی ہو تو ہر سال کا حساب لگا کر فی سال کا ایک بکرا سمجھ کر اتنے سالوں کے بکروں کی جو قیمت بنتی

ہواس کا صدقہ کردیا جائے، تو بھی ذمہ سے واجب اتر جائے گا۔ (شامی وغیرہ)

﴿۱۲۱۳﴾ زکوۃ کی رقم کا چوری ہوجانا

سوال: میرا لڑکا وطن جا رہا تھا، اور میرا سیٹھ میرے رشتہ داروں کو ہر سال رمضان کے مہینہ میں زکوۃ کے روپئے بھیجتا تھا، اس لئے میں نے کہا آپ زکوۃ کے جو روپئے میرے رشتے داروں کو بھیجتے ہو، وہ اگر بھیجنے ہوں تو میرا لڑکا وطن جا رہا ہے، اس کے ساتھ بھیج دو، تو میرے سیٹھ نے ۲۰۰ اور ۳۰۰ روپئے کل ملا کر ۵۰۰ روپئے میرے لڑکے کو دئے، اور دیگر اشیاء میں تولیہ، کپڑے وغیرہ بھی دئے، اور میرے لڑکے نے اپنے روپئے اور چیزیں اور سیٹھ کی دی ہوئی رقم اور اشیاء وغیرہ پیٹی میں رکھ کر برابر بند کردیا، اور سفر شروع کیا، اور ریلوے کے سفر میں رات کو کوئی وہ پیٹی اٹھا کر چلا گیا، اور وہ پیٹی چوری ہوگئی، تو اندر رکھی ہوئی زکوۃ کی رقم کا کیا مسئلہ ہوگا؟ اور اس رقم کا ذمہ دار کون؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ کے جن روپیوں کی چوری ہوئی ہے، وہ روپئے زکوۃ کے نہیں کہلائیں گے، اس لئے زکوۃ دوبارہ ادا کرنی ضروری ہے، اور آپ کے لڑکے کے پاس وہ رقم اور دوسری چیزیں جو آپ کے سیٹھ نے دوسروں کو دینے کے لئے سپرد کی تھیں، وہ امانت کے طور پر تھیں، اور اس کا حکم فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ امانت کی چیز مکمل حفاظت کے باوجود اگر چوری ہوجائے یا ہلاک ہوجائے تو امانت رکھنے والا اس میں ماخوذ نہیں ہوگا، بلکہ اصل مالک کی چیز چوری ہوئی سمجھی جائے گی۔ اور امانت رکھنے والے پر کوئی ذمہ داری نہیں آئے گی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ کے لڑکے پر اس کا جرمانہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ (عالمگیری، شامی، وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۱۴﴾ زکوۃ کی رقم چوری ہو جانا

سوال: سال کے ختم پر زکوۃ کی رقم جدا کر کے الگ رکھی ہوئی تھی، اتفاق سے وہ چوری ہو گئی، تو کیا زکوۃ دوبارہ نکالنا ضروری ہے؟ یا ضروری نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ ادا کرنے کی نیت سے رقم جدا کر کے علیحدہ رکھ دی، لیکن ابھی مستحق کو مالک بنا کر دی نہیں، کہ وہ رقم چوری ہو گئی، تو اتنی رقم کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور نہ ہی ذمہ سے ساقط ہوگی، از سر نو اتنی رقم دوبارہ نکال کر زکوۃ میں دینا ضروری ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم جدید، شامی: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۱۵﴾ والد سے لئے ہوئے قرض کی زکوۃ کس کے ذمہ ہے؟

سوال: میں اپنے والد سے جدا رہتا ہوں، اور میرے والد کی زمین ان کی اجازت سے میں نے بیچ دی ہے، جس کی رقم میرے پاس دو سال تک جمع تھی، تب تک اس رقم کی زکوۃ ادا کر دی گئی ہے، آج کی تاریخ میں وہ رقم میں نے کاروبار میں لگائی ہے، اور ایک سال بعد منافع کما کر وہی رقم مجھے واپس میرے والد صاحب کو لوٹانی ہے، اس لئے کہ اس رقم کے اصل مالک والد صاحب ہیں، جس میں آج کی تاریخ میں میرا کوئی حق وحصہ نہیں ہے، تو وہ رقم میں نے استعمال کی ہے، اور آج کی تاریخ میں اس رقم میں سے نقد کچھ بھی میرے ہاتھ میں نہیں ہے، تو اس رقم کی زکوۃ مجھے یا میرے والد صاحب کو ادا کرنا ضروری ہے؟ میں نے یہ رقم استعمال کی ہے اس میں اگر میرے والد صاحب راضی ہوں تو کس پر زکوۃ واجب ہوگی؟ تفصیل سے جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ رقم آپ کے والد صاحب کی ملکیت ہے، اور آپ پر

قرض ہے، اور آپ قرض کا اقرار بھی کر رہے ہو، اس لئے اس کی زکوۃ آپ کے والد صاحب کو ادا کرنا ضروری ہے، اور اس رقم کی زکوۃ آپ پر واجب نہیں ہے۔ جب آپ یہ رقم آپ کے والد کو لوٹا دیں گے، تب آپ کے والد کے ذمہ گذرے ہوئے تمام سالوں کی زکوۃ واجب ہوگی۔ (شامی، مراقی الفلاح)

﴿۱۴۱۶﴾ دوسرے ملک میں زکوۃ بھیجنے پر کس ملک کی کرنسی کے حساب سے زکوۃ ادا ہوگی؟

سوال: ایک شخص اپنے ملک کی کرنسی کے حساب سے زکوۃ نکالتا ہے، مثلاً: پاؤنڈ یا ڈالر کے حساب سے، اور جس ملک میں بھیج رہا ہے وہاں سرکاری نرخ ایک پاؤنڈ کے ۱۸ روپے اور ایک ڈالر کے آٹھ روپے ہیں، اور اگر وہ شخص ان پاؤنڈ یا ڈالر کو اپنے طور پر بیچے تو ۱۸ روپے کے بجائے ۲۲ روپے اور ۸/ روپے کے بجائے ۱۰ روپے ملتے ہیں، تو اس صورت میں صاحب نصاب کی زکوۃ کتنی ادا ہوگی؟ اور کس کرنسی کے حساب سے زکوۃ ادا ہوگی؟ نیز ایک سوال یہ بھی ہے کہ ایک ملک کی کرنسی کا حکم دوسرے ملک میں کیا ہے؟ اگر سکوں کی حیثیت ہے، تو جو بھی قیمت موصول ہو اس سے زکوۃ ادا ہو جانی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو شخص جس ملک میں رہائش رکھتا ہو، یا جہاں اس کی جائداد اور کاروبار ہو اور وہ وہاں رہائش رکھتا ہو، تو اس ملک کی کرنسی اور قیمت کے حساب سے چالیسواں حصہ زکوۃ میں نکالنا واجب ہوگا۔ اور وہاں کی کرنسی کے حساب سے چالیسواں حصہ زکوۃ کے طور پر نکال کر غرباء میں تقسیم کر دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ لیکن دوسرا ملک جہاں کی کرنسی جدا ہے، اور وہاں یہ شخص زکوۃ کی رقم بھیجنا چاہتا ہے، تو وہاں یہ رقم تڑوانے پر (تبدیل کرنے پر) جو رقم موصول ہوگی وہ کل رقم زکوۃ ہی کی شمار ہوگی۔ اب

سرکاری طور پر توڑوانے سے (تبدیل کرنے پر) ۱۸؍روپئے اور نجی طور پر توڑوانے سے (تبدیل کرنے پر) ۲۲؍روپئے موصول ہوتے ہیں تو اصل زکوۃ ۲۲؍روپئے کہلائے گی، اور اسی میں غرباء کا فائدہ ہے، جس ملک میں کرنسی کی جو قیمت موصول ہو وہی زکوۃ کہلائے گی۔ اب اگر نجی طور پر توڑوانے پر (تبدیل کرنے پر) کم قیمت ملتی ہے تو اتنی زکوۃ کم ادا ہوئی سمجھی جائے گی۔ اس لئے کہ اس نوٹ کی معتبر قیمت سے کم پر فروخت ہوئی ہے۔ اور اگر سرکاری طور پر توڑوانے پر (تبدیل کرنے پر) کم قیمت موصول ہوتی ہے تو چونکہ یہ ملک کی مالیت میں کمی ہونے کی وجہ سے کم موصول ہوئی ہے، اس لئے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

ہر ملک کی کرنسی نوٹ 'سندی مال' اور 'حوالہ' کی حیثیت رکھتی ہے، وہ اصل 'ثمن' یا 'قیمت' نہیں ہے، اس پر ہمارے اکابر کی تفصیل موجود ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں، فتاوی رشیدیہ، امداد الفتاوی، فتاوی دار العلوم، نوٹ کی شرعی حقیقت وغیرہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۱۷﴾ نصاب کو ملا کر کل مال پر زکوۃ واجب ہوگی۔

سوال: زکوۃ میں چالیسواں حصہ یعنی ۱۰۰؍روپئے پر ڈھائی روپئے نکالنے ضروری ہیں، تو یہ نصاب کو منہا کرنے کے بعد جو رقم ہو اس کا چالیسواں حصہ یا نصاب کو ساتھ میں ملا کر کل مال کا چالیسواں حصہ نکالنا ہے، یعنی کسی کے پاس ۱۰؍تولہ سونا ہے تو ساڑھے سات تولہ سونا منہا کرنے کے بعد بقیہ ڈھائی تولہ کی زکوۃ نکالنی ہے یا کل مال ۱۰؍تولہ کی زکوۃ نکالنی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......حوائج اصلیہ کے علاوہ جو بھی نقد رقم نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو اس کی زکوۃ دینی ضروری ہے، اس لئے جتنی رقم میں ساڑھے سات تولہ سونا خریدا جا سکتا ہے اتنی رقم اور اس سے زائد جو بھی رقم ہو تمام پر زکوۃ واجب ہوگی۔ مطلب یہ

کہ نصاب یعنی ساڑھے سات تولہ سونے کو منہا نہیں کر سکتے، اور اس ساڑھے سات تولہ سونے پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۱۸﴾ بلاحساب زکوۃ نکالنے سے زکوۃ ادا ہوگی؟

سوال: ایک شخص ہمیشہ زکوۃ دیتا رہتا ہے، لیکن اسے خود معلوم نہیں تھا کہ اس پر کتنی زکوۃ واجب ہے، وہ شخص حساب وکتاب نہیں رکھتا، تو اس طرح دی ہوئی زکوۃ معتبر کہلائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صورت مسئولہ میں زکوۃ ادا ہو جائے گی، البتہ حساب نہ کرنے کی وجہ سے اگر زکوۃ کم نکالی ہوگی تو فرض میں کمی کا گناہ ہوگا، اور اتنے مال کی زکوۃ ذمہ میں باقی رہے گی، اور اگر واجب سے زیادہ ادا ہوگئی ہوگی تو ثواب میں اضافہ ہو جائے گا، اللہ کے یہاں کوئی عمل رائیگاں نہیں جاتا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۱۹﴾ کمیشن کی رقم زکوۃ میں ادا نہیں ہوگی؟

سوال: زید پر ۱۰۰۰ ؍ روپیہ زکوۃ واجب ہوئی ہے، وہ ہر سال اپنی زکوۃ کی رقم بنگال بھیجتا ہے، زید یہاں سے ۱۰۰۰ روپیہ ہی بھیجتا ہے، لیکن مرسل الیہ کو ۹۰۰ روپیہ یا ۸۰۰ روپیہ ہی ملتے ہیں، لے جانے والے کے کمیشن کے طور پر ۱۰۰ تا ۲۰۰ روپئے کاٹ لیتے ہیں، تو اس صورت میں کتنے روپیہ کی زکوۃ ادا ہوئی؟ آیا ۱۰۰۰ روپیہ کی یا مرسل الیہ کے قبضہ میں آنے والی رقم کی مقدار زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......صرف زکوۃ کی رقم جدا کر دینے سے یا دوسرے ملک ارسال کر دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہو جاتی، ادائے زکوۃ کے لئے مستحق کے قبضہ میں بلاعوض تملیک کے ساتھ اس رقم کا پہنچنا ضروری ہے، مستحق جب اس پر قبضہ کر لے گا تب زکوۃ ادا

ہوگی، اس لئے مستحق جتنی رقم پر قبضہ کرے گا اتنی رقم کی زکوۃ ادا ہوئی سمجھی جائے گی۔ صورت مسئولہ میں سوتا دوسو روپیہ جو کمیشن کے طور پر لئے گئے ہیں اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ (شامی، عالمگیری وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۲۰﴾ گاہکوں سے جو رقم وصول کرنا باقی ہے اس پر زکوۃ واجب ہوگی؟

سوال: زکوۃ کا حساب کرتے وقت تمام مال کا حساب لگایا جاتا ہے، اور کل مال سے قرض کو منہا کیا جاتا ہے، اور دکان میں موجود تجارتی اموال کی اصل قیمت اور تاجروں کے ذمہ پر باقی قرض اس سے منہا کیا جاتا ہے۔ لیکن پوچھنا یہ ہے کہ گاہکوں سے جو رقم وصول کرنا باقی ہے، اسے زکوۃ کی رقم میں ملائیں گے یا نہیں؟ مثلاً: ۱۰۰ روپیہ کا تجارتی مال ہے، اور ۵۰ روپیہ گاہکوں سے وصول کرنا باقی ہے۔

اگر دونوں کو ملا دیں تو کل رقم ۱۵۰ کی بنتی ہے، اور تاجروں کو ۷۵ روپیہ ادا کرنا باقی ہے، یہ اس رقم سے منہا کریں تو ۷۵ کا حساب ہوتا ہے، تو کیا اس ۷۵ روپیہ کی زکوۃ نکالی جائے گی؟ یا تجارتی مال کی قیمت ۱۰۰ روپیہ میں سے تاجروں کا قرض ۷۵ روپیہ منہا کر کے مابقیہ رقم ۲۵ پر زکوۃ واجب ہوگی؟ بینوا توجروا!

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اولاً تجارتی مال کی اصل قیمت کا حساب لگالیا جائے، پھر اس میں سے ذمہ پر باقی قرض کو منہا کر دیا جائے، مابقیہ رقم نصاب کے برابر ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی، گاہکوں سے جو رقم وصول کرنا باقی ہے، اور وہ اس کا اقرار کرتے ہوں، یا بینہ پیش کر کے وصول کرنے پر قدرت ہو تو وہ رقم وصول ہونے پر گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ واجب ہوگی۔ (شامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۲۱﴾ زکوۃ میں تملیک ضروری ہے۔

سوال: ہمارا ایک ادارہ ہے، اس کے مقاصد میں تعلیم لینے والے طلباء کو اسکالرشپ فراہم کرنا ہے، مثلاً: اسکول، کالج جانے والے طلباء اور حرفت وصنعت سیکھنے والے طلباء جیسے ڈرائیونگ، ٹیلرنگ اور میکینک وغیرہ کے طلباء کو وظیفہ فراہم کرتا ہے، اس ادارہ کو متعدد مد سے یعنی للہ، زکوۃ، فطرہ، صدقہ، سود وغیرہ کی رقم ملتی ہے، ہر رقم کو علیحدہ رکھا جاتا ہے، اور زکوۃ کے مستحق طلباء کو زکوۃ سے اور للہ کے مستحق طلباء کو للہ کی مد سے اور سود کے مستحق طلباء کو سود کی رقم سے اسکالرشپ دی جاتی ہے، ہمیں موصول ہونے والی رقم میں زیادہ مقدار زکوۃ کی ہوتی ہے، بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ زکوۃ کے طور پر ملنے والی رقم سال کے ختم ہونے کے بعد بھی ہمارے پاس بچ جاتی ہے، اور تقسیم نہیں ہوتی، تو اس طرح کی سال کے اخیر میں بچ جانے والی زکوۃ کے بارے میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں؟ زکوۃ دہندگان کی زکوۃ ادا ہوگئی یا نہیں؟ یا دوسرے سال میں اس رقم کو تقسیم کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جن لوگوں پر زکوۃ واجب ہے وہ اپنی زکوۃ کی رقم آپ کے ادارہ کو دیتے ہیں، تاکہ ادارہ زکوۃ کے مستحقین کے درمیان یہ رقم تقسیم کرسکے، یعنی انہوں نے ادارہ کو وکیل بنایا ہے، اور حنفی مذہب کے مطابق ادائے زکوۃ کے صحیح ہونے کے لئے مستحق کا اس مال پر بلاعوض تملیکاً قبضہ کرنا شرط ہے۔ اس لئے جب تک مستحق طلباء کا اس رقم پر تملیک کے ساتھ قبضہ نہ ہو جائے تب تک زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ اس لئے اخیر سال میں زکوۃ کی جو رقم بچ جائے اتنی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور اصل مالکان نصاب کے سر باقی رہے گی۔

اس لئے بہتر طریقہ تو یہی ہے کہ وہ رقم اسی سال مستحقین میں تقسیم کردی جائے، یا مستحقین کو تملیک کے ساتھ وہ رقم دے کر ان کی رضا سے دوسرے للہ فنڈ میں وہ رقم جمع کر لی جائے، تا کہ زکوۃ دہندگان کے ذمہ سے وقت پر فرض اتر جائے، اور ادارہ کے دوسرے تعمیری کام بھی بآسانی پورے ہوسکیں۔ (امداد الفتاوی، شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۲۲﴾ ادارہ کے بچت کے روپیوں سے جائداد بنانا

سوال: ہمارے گاؤں میں ''اسٹوڈنٹ یونین'' کے نام سے ایک ادارہ ہے، جو پچھلے ۲۷ سالوں سے کام کر رہا ہے، اس ادارہ کے اغراض یہ ہیں

(۱) دینی اور دنیوی طلباء کی مالی معاونت یعنی وظیفہ جاری کرنا، ان کو کتابیں خرید کر دینا وغیرہ۔

(۲) مقامی کتب خانہ میں للہ رقم سے اخبارات ورسائل خرید کر رکھنا۔

اس ادارہ کے ملازموں کو زکوۃ، صدقہ، فطرہ، للہ، بخشش کی مد سے رقم موصول ہوتی ہے، وہ اس ادارہ کے بینک اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے۔

ان اغراض میں خرچ کرنے کے بعد ادارہ کے پاس ایک خاصی رقم جمع ہے، اور آپ جانتے ہیں کہ وقف پر حکومت کی سخت پالیسی (قوانین) کا کافی امکان ہے، تو ان حالات میں ان روپیوں سے ہم کوئی جائداد وغیرہ بنانا چاہتے ہیں، تو کیا اس کی گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ، فطرہ یا ایسی ہی کوئی دوسری رقم غریب محتاج مسلمان کو مالک بنا کر ان کے قبضہ میں دے دی جائے تو زکوۃ دہندگان کی زکوۃ ادا ہو گئی، پھر یہی آخذین زکوۃ اپنی مرضی سے یہ رقم ادارہ کو للہ مد سے دیں تو یہ جائز ہے، اور ادارہ پھر

اسے کسی بھی کام میں خرچ کرسکتا ہے، اور یہ رقم اب زکوۃ وفطرہ کی نہیں رہے گی۔ اور ادارہ کے مقاصد میں خرچ کرنے کے بعد اس میں سے رقم بچ جائے تو اس سے کوئی آمدنی کا ذریعہ کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۲۳﴾ بنیت زکوۃ قرض دینا، اور مقروض کا اس رقم کو واپس لوٹانا

سوال: ایک شخص نے میرے پاس قرض کے طور پر رقم کا مطالبہ کیا، وہ زکوۃ کا مستحق تھا، تو میں نے بنیت زکوۃ قرض کہہ کر اس کو زکوۃ دی، ایک مدت کے بعد وہ شخص وہ رقم واپس لوٹانے آیا، میں نے ہر چند اسے واپس کیا، لیکن اس نے باصرار وہ رقم مجھے واپس کردی، تو اس مسئلہ میں زکوۃ کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ روپیہ اب میں دوسرے کسی مستحق کو دے سکتا ہوں؟ اور دوسرے شخص کو دینے کی صورت میں زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... فتاویٰ عالمگیری ص: ۱۷۰ اور بحر ص: ۲۲۶ پر تحریر ہے کہ: بنیت زکوۃ مستحق کو کوئی رقم قرض کا نام لے کر دی جائے تو بھی زکوۃ ادا ہو جاتی ہے، البتہ وہ رقم واپس وصول نہیں کرسکتے، اس لئے جب وہ شخص واپس لوٹانے آئے تو نہیں لینا چاہئے۔ اسے بخشش وغیرہ کے الفاظ سے سمجھا دیا جائے، اس کے باوجود وہ نہ مانے اور وہ رقم واپس لینی پڑے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، وہ رقم دوبارہ کسی محتاج غریب کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۲۴﴾ بھائی، بہن کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

سوال: میں یہاں انگلینڈ میں اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتا ہوں، میرے والدین، ایک بہن، ایک بھائی اور اس کی اہلیہ تمام ایک ساتھ ایک گھر میں (انڈیا میں) رہتے ہیں، تمام کا

خرچہ پانی، کھانا پینا سب ساتھ میں ہے۔

میری حالت اتنی تونگر نہیں ہے کہ میں ان کے پورے خرچ کی کفالت کرسکوں، البتہ کچھ رقم والدین کے لئے للہ مد کی اور بھائی، بھابھی، بہن کے لئے زکوۃ یا بینک کے سود کی رقم بھیج سکتا ہوں، تو کیا ان کو زکوۃ دینے سے میری زکوۃ ادا ہوگی؟ اور للہ، زکوۃ، سود کی رقم ایک ساتھ بھیجنے میں میرے والدین کے کھانے پینے کا خرچ ساتھ میں ہے تو کیا شرعاً کچھ حرج ہے؟ میں یہ رقم ان کو بھیج سکتا ہوں؟ اس مسئلہ میں میری رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً..... صورت مسئولہ میں والدین کے لئے للہ مد سے اور بھائی و بھابھی اور ان کی اولاد کے لئے ''اگر وہ محتاج اور زکوۃ کے حقدار ہوں تو'' زکوۃ یا سود کی رقم بھیجنا جائز ہے، اس طرح بھیجنے سے صلہ رحمی اور ادائے زکوۃ کا دوہرا اجر ملے گا۔

اب اگر بھائی بھابھی ماں باپ کے ساتھ رہتے ہیں تو زکوۃ یا سود کی رقم وہ لوگ جدا کر کے اپنے مکمل قبضہ اور اختیار میں لینے کے بعد اجتماعی خرچ میں استعمال کریں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ دونوں مد کی رقم جدا جدا ارسال کی جائے، اور ہر ایک کے نام کے ساتھ رقم بھیجی جائے، تاکہ وہ اس کو توڑوا کر (تبدیل کرنے پر) اس کے مکمل مالک بن سکیں، اور آپ کی ادائے زکوۃ میں شبہ نہ رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۲۵﴾ زکوۃ کے حقدار کون ہیں؟

سوال: زکوۃ کے حقدار کون ہیں؟ غیر مستحق اگر زکوۃ کی رقم لے تو اسے گناہ ہوگا یا نہیں؟ کسی کے ایسا کہنے سے کہ میں قرض دار ہوں، تکلیف میں ہوں، انہیں زکوۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ایسا کہنے والے بعض مرتبہ اچھے گھرانہ کے اور اچھے کپڑوں میں ہوتے ہیں، بعض تو

جائداد کے مالک ہوتے ہیں، پھر بھی زکوۃ لیتے ہیں، توانا، تندرست ہوتے ہیں، پھر بھی خودکوزکوۃ کے حقدار بتاتے ہیں، ایسے لوگوں کوزکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی اس آیت میں زکوۃ کے حقداروں کوتفصیل سے بیان کیا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انما الصدقات للفقراء و المساکین و العاملین علیها و المؤلفة قلوبهم و فی سبیل الله و ابن السبیل۔

زکوۃ کے حقدار تو فقراء، مساکین (جن کے پاس خود کی ملکیت کی کوئی بھی چیز نہ ہو) اور مکاتب یا قرضدار غلام اور عاملین (مسلم امیر کے حکم سے زکوۃ جمع کرنے والے) اور فی سبیل اللہ (ضرورت مند غازی، حاجی، طالب علم) اور ضرورت مند مسافر ہیں۔

لہذا ان ضرورت مندوں میں سے جن پر بھی زکوۃ کی رقم خرچ کی جائے گی، زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ توانا، تندرست شخص بھی اگر محتاج ہو تو اسے بھی زکوۃ کی رقم دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی، البتہ اگر توانا شخص کسب وحرفت چھوڑ کر کاہلی اختیار کرلے تو اسے زکوۃ دینے میں اس کے اس رویہ میں اعانت کرنا کہلائے گا، اس لئے اسکے بجائے معذور شخص کو دینے میں زیادہ ثواب ملے گا۔

اگر کوئی شخص خودکو مقروض ظاہر کرے، اور اس کی بات پر آپ کو یقین ہو، اور آپ اسے زکوۃ دے دیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (درمختار: ۶۷)۔ اسی طرح کسی شخص کو غریب سمجھ کر زکوۃ دی، اور وہ تونگر ظاہر ہوا، تو اس صورت میں بھی زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ادا ہوگئی، البتہ اس تونگر کو معلوم ہو جائے کہ یہ رقم زکوۃ کی ہے تو اس کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، چاہے صدقہ کردے، چاہے معطی کو واپس کردے۔ (شامی: ۶۸)۔

غیر مستحق کا زکوۃ کا مطالبہ کرنا اور اس کا پیشہ بنالینا گناہ کا کام ہے، حدیث شریف میں ایسے شخص کے لئے سخت وعیدیں وارد ہیں۔ یہ شخص قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر نشان ہوگا۔

﴿۱۴۲۶﴾ زکوۃ کی رقم سے مستحق کو ہوائی ٹکٹ خرید کر دینا، اسکا بل چکانا

سوال: زکوۃ کی رقم سے ہوائی جہاز کی ٹکٹ خرید کردہ ٹکٹ اگر مستحق کو دے دی جائے یا زکوۃ کی رقم سے کسی مستحق کا بل ادا کیا جائے تو اس سے صاحب مال کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

نوٹ: بیرون ملک سے ٹکٹ اس لئے بھیج دی جاتی ہے کہ رقم بھیجنے کی صورت میں مستحق کا اسے خرچ کر دینے کا امکان ہے اور اسی لئے بل بھی ادا کر دیا جاتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ادائے زکوۃ کے لئے مستحق مسلمان کے قبضہ میں ملکیت کے ساتھ زکوۃ کی رقم کا قبضہ میں آنا شرط ہے، اور جب تک قبضہ میں نہ آئے تب تک زکوۃ ادا نہیں ہوگی، (شامی، ہدایہ، بحر)۔ اس لئے ہوائی جہاز کا کرایہ ادا کر دینے یا بل ادا کر دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

﴿۱۴۲۷﴾ بنام قرض واپس لینے کے ارادہ کے ساتھ زکوۃ دینا

سوال: ہمارا ایک ادارہ ہے، ہم نے اس میں ایک بیت المال قائم کیا ہے، اس میں زکوۃ کی رقم جمع کی جاتی ہے، اور مستحق اور غیر مستحق (جس کے پاس سرمایہ نہ ہو، اور نصاب کے برابر زیورات ہوں) کو تجارت کے لئے لون کے طور پر رقم فراہم کی جاتی ہے، اور یومیہ ا/ روپیہ یا ماہانہ ۲۰ تا ۲۵ روپیہ قسطوار مقرر کر کے وصول کرتے ہیں، یہ لون لینے والے کی استطاعت پر ہے کہ وہ کتنی قسط مقرر کرتا ہے، اور ادارہ یہ لون زکوۃ کی رقم سے دیتا ہے، اگر

کوئی شخص لون واپس نہ کرے تو اس سے مطالبہ نہیں کیا جاتا، اور مذکورہ رقم کو زکوۃ سمجھ کر معاف کردی جاتی ہے۔ تو اس طریقہ کار میں از روئے شرع کوئی خرابی ہو تو اس سے مطلع فرمائیں، اور اس طرح زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... صورت مسئولہ میں زکوۃ دہندگان کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اس لئے کہ ادائے زکوۃ کے صحیح ہونے کے شرائط میں سے من جملہ ایک شرط یہ ہے کہ (۱) زکوۃ لینے والا غریب محتاج ہو، اور صورت مسئولہ میں نصاب کے برابر زیورات کے مالک کو بھی زکوۃ کی رقم دی جاتی ہے، اور شریعت کی نظر میں ایسا شخص غریب نہیں کہلاتا۔

نیز دوسری شرط یہ ہے کہ (۲) مستحق کو مالک بنا کر وہ رقم دی جائے، صورت مسئولہ میں قرض کے طور پر یہ رقم دے کر واپس وصول کرنے کا ارادہ ہوتا ہے، اس لئے یہ رقم قرض کہلائے گی، اور اگر وہ شخص واپس نہ کرے تو مد زکوۃ میں محسوب کرلی جاتی ہے، تو اس طریقہ کو بھی فقہاء نے ادائے زکوۃ کے صحیح نہ ہونے کی صورتوں میں بیان کیا ہے۔

اس لئے سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق کام کرنا ہو تو للہ رقم جمع کرکے اس سے یہ کام کیا جائے، یا خوشی وغمی کے موقع پر جو فضول خرچی کی جاتی ہے اس سے رقم بچا کر اس رقم سے یہ کام کئے جاسکتے ہیں۔

﴿۱۴۲۸﴾ زکوۃ اور سود کی رقم سے ہسپتال بنانا

سوال: ہم رفاہی ہسپتال بنانا چاہتے ہیں، جس سے ہر قوم فائدہ اٹھا سکتی ہے، اس کام کا بیڑا ہماری جماعت نے اپنے سر لیا ہے، جس کے لئے حکومت کی طرف سے ہمیں بلا عوض ۱۰ ارگو نٹھا زمین فراہم کی گئی ہے، اس ہسپتال کے لئے ہم ساؤتھ (جنوبی) افریقہ میں چندہ

کرنا چاہتے ہیں، وہاں مسلمانوں کی خاصی آبادی ہے، اوران کی مالی حالت بھی اچھی ہے، ان کے پاس زکوۃ اور سود کی رقم بھی بہت ہوتی ہے، اور وہاں سے رفاہی کاموں کے لئے روپیہ بھیجنے پر پابندی بھی نہیں ہے، ہمارا ہسپتال کا منصوبہ بہت بڑا ہے، اس میں لاکھوں روپیوں کی ضرورت ہے، اگر ہم ہسپتال کے لئے زکوۃ اور سود کی رقم چندہ میں وصول کریں تو ہی ہم اس منصوبہ کو پورا کر سکتے ہیں، تو ہسپتال بنانے کے لئے زکوۃ یا سود کی رقم چندہ میں وصول کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور سود کی رقوم جو لوگوں کی الماریوں میں ویسے ہی پڑی ہوئی ہیں، اور وہ رقوم ہسپتال بنانے کے لئے وہ ہمیں دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ اسلامی فریضہ اور اللہ کا حکم ہے، اور شریعت کی طرف سے زکوۃ کے صحیح ہونے کے لئے کچھ اصول مقرر ہیں، ان اصولوں کی رعایت اور پابندی کے ساتھ جو زکوۃ دی جائے گی وہی زکوۃ معتبر کہلائے گی، من جملہ ان اصولوں کے ایک اصول یہ ہے کہ کسی غریب مستحق زکوۃ شخص کو مالک بنا کر زکوۃ کی رقم اس کے قبضہ اور اختیار میں دی جائے، اس کے بغیر زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اس لئے زکوۃ کی رقم سے اگر مسجد، مدرسہ یا پل یا ہسپتال وغیرہ بنایا جائے تو اس سے صاحب مال کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیوں کہ زکوۃ میں کسی غریب مسلمان کو مالک بنانا ضروری ہے، اور وہ یہاں مفقود ہے۔ اس لئے اول زکوۃ کی رقم کسی غریب مستحق زکوۃ کے قبضہ میں مالک بنا کر دی جائے، پھر وہ شخص اپنی خوش دلی سے یہ رقم تعمیری کام میں تعاون کے لئے دینا چاہے تو دے سکتا ہے، اور پھر اس رقم سے تعمیری کام کیا جا سکتا ہے۔ سود کی رقم کا بھی بقول حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ و دیگر مفتیان کرام یہی حکم ہے۔ (شامی، فتاویٰ دارالعلوم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۲۹﴾ مدارس میں صدقات زکوۃ، للہ رقوم کا حساب الگ الگ ہونا چاہئے

سوال: مدرسہ میں طلباء کے کھانے پینے اور رہائش کا انتظام مفت ہوتا ہے، اس میں زکوۃ کی رقم کا حساب الگ ہوتا ہے یا تمام رقمیں ملی جلی ہوتی ہیں؟ اگر یہی صورت ہے تو بہت سی مرتبہ صاحب مال لوگوں کے بچے بھی مفت میں مدرسہ میں رہتے ہیں، تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

میرے ایک ساتھی کے دو تین بچے شوال سے دارالعلوم میں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اس لئے وہ بھائی اس تفصیل کو اچھی طرح سمجھنا چاہتے ہیں، اور انہوں نے یہ سوال قائم کیا ہے، تو مجھے بھی میرے متعلق یہ سوالات پیدا ہوئے ہیں، اس لئے تشفی بخش جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... اکثر مدارس میں زکوۃ، صدقات، للہ رقوم کا حساب وکتاب الگ ہوتا ہے، اور الگ ہونا بھی چاہئے، ادائے زکوۃ کے صحیح ہونے کے لئے مستحق کو زکوۃ کی رقم کا مالک بنانا ضروری ہے، جب تک مالک بنا کر اس کے قبضہ اور اختیار میں نہ دی جائے تب تک زکوۃ ادا نہیں ہوتی، اسی لئے طلباء یا کسی غریب شخص کو وہ رقم دے کر اس کا مالک بنا دیا جاتا ہے، اور پھر وہ شخص اپنی خوش دلی سے مدرسہ میں خرچ کے لئے دے تو زکوۃ دہندگان کی زکوۃ بھی ادا ہوگی، اور ہر طبقہ کا طالب علم محتاج، غریب، تونگر ہر ایک اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

اگر یہ حیلہ نہ کیا جائے، اور زکوۃ کی رقم سے غلہ خرید کر اس کا کھانا بنا لیا جائے، تو جتنا کھانا غریب مستحق طلباء کھائیں گے اتنی زکوۃ ادا ہوگی، اور جو کھانا تونگر یا نابالغ طلباء کھائیں گے

اتنی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اوران کا کھانا بھی جائز نہیں ہے، اور ایسا کرنے سے مدرسہ میں دی ہوئی زکوۃ بھی ادا نہیں ہوگی؟

ان سوالات میں نہ پڑتے ہوئے ان پریشانیوں سے نپٹنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ فیس بھر کر کھلایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۳۰﴾ ادارہ کا ادائے زکوۃ میں تاخیر کرنا

سوال: ادارہ غریب مستحق طلباء کو اسکالرشپ دیتا ہے، وہ چار چھ ماہ بعد دیتا ہے، حالانکہ سخی حضرات یہ رقم رمضان میں ادارہ کو دیتے ہیں، ادارہ چار مہینہ کے بعد زکوۃ کی رقم تقسیم کرتا ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ اس تاخیر سے ادارہ یا صاحب مال پر کچھ گناہ آتا ہے؟ اور اصحاب اموال کی زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ادارہ یا دیگر ٹرسٹ میں زکوۃ کی رقم دی جاتی ہے، وہ زکوۃ تب ہی ادا ہوگی جب کسی مستحق کے ہاتھ میں وہ رقم مالک بنا کر دی جائے، اس لئے کہ یہ رقم جلد از جلد مستحقین کو دینی چاہیے۔ (امداد الفتاویٰ، نظام الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۳۱﴾ ادائے زکوۃ کے لئے تملیک ضروری ہے۔

سوال: ایک مدرسہ ہے، جس میں یتیم بچے اور فیس بھر کر کھانے والے طلباء سب ساتھ میں رہتے ہیں، ساتھ میں مدرس اور مدرسہ کے دوسرے خدام بھی رہتے ہیں، جنہیں تنخواہ کے ساتھ کھانا بھی مدرسہ دیتا ہے، بچوں کے لئے جو کھانا تیار ہوتا ہے اسی میں سے ملازمین بھی کھاتے ہیں، عوام گیہوں، بکرے ودیگر اشیاء مدرسہ میں صدقہ کے طور پر دے جاتے ہیں، وہ چیزیں بھی مشترک ہوتی ہیں، تو مدرسین وملازمین اور فیس بھر کر کھانے والے طلباء کا ان

چیزوں کو کھانا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو جواز کا طریقہ کیا ہے؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صدقات واجبہ، زکوۃ، فطرہ کے حقدار غریب مسلمان ہیں، مالدار صاحب نصاب شخص یا اس کی نابالغ اولاد کو دینے سے ادائے گی صحیح نہیں ہوگی، نیز اجرت میں یہ رقم دینے سے بھی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اس لئے یہ رقم اول کسی غریب محتاج طالب علم کو مالک بنا کر دی جائے، پھر وہ اپنی خوش دلی سے بغیر زور وزبردستی کے یہ رقم ادارہ کو للہ مد میں دے، پھر وہ رقم ہر طالب علم، مدرس یا ملازم کے لئے استعمال کرنا، تنخواہ میں دینا سب جائز ہے۔ (شامی وغیرہ)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۳۲﴾ گھڑی زکوۃ میں دینا

سوال: ایک دوست نے مجھے ایک گھڑی ۱۵۰ ؍روپیہ میں بیچنے کے لئے دی، لیکن گھڑی بکی نہیں، اس لئے میں نے اپنے دوست کو خط لکھا کہ گھڑی بکی نہیں ہے، اور میں اسے خریدنا چاہتا ہوں، تو تو مجھے کتنے میں دے گا؟ اس نے جواب لکھا کہ ۱۰۰ ؍روپیہ میں تمہیں دوں گا۔ اور اب گھڑی کی قیمت ۲۵۰ روپیہ ہوگئی ہے، اور اب وہ گھڑی مجھے غریب شخص کو زکوۃ میں دینی ہے، تو مجھے اسکا نرخ ۱۰۰ روپیہ سمجھ کر زکوۃ سے محسوب کرنا چاہئے، یا دوسو پچاس روپیہ زکوۃ کے سمجھنے چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وہ گھڑی آپ خرید کر زکوۃ میں دینا چاہتے ہیں تو اس گھڑی کا بازار میں جو نرخ ہوگا اتنی ہی قیمت سمجھی جائے گی، اور اتنے روپیہ کی زکوۃ ادا ہوگی۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۳۳﴾ زکوۃ کی رقم سے راستے بنانا

سوال: ہمارے یہاں ایک ایجوکیشن ویلفیئر سوسائٹی ہے، جس کا مقصد غریب بچوں کو تعلیم دلانے میں مدد کرنا اور غرباء کی امداد ہے، ابھی اس ادارہ کی جمع پونجی بہت زیادہ ہے، اس کی آمدنی میں سود کی رقم، زکوۃ، فطرہ اور چرم قربانی کی رقم آتی ہے، اور دو تین اداروں کا سود ہمارے ادارہ میں ہی جمع ہوتا ہے۔

ہمارے یہاں پکے راستے اور اسٹریٹ لائٹ کا انتظام بھی ہے، اور راستے کی مرمت یہی ادارہ کرتا ہے، اور دور گاؤں سے آنے والے مسافر اور سفراء کے کھانے کا انتظام بھی یہی ادارہ کرتا ہے، اور کرکٹ اور والی بال کی ٹیم کو بھی کبھی اس میں سے روپے دئے جاتے ہیں۔ تو مذکورہ کاموں کے لئے ادارہ کی جمع شدہ پونجی (رقم) میں سے رقم لے سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز رفاہ عامہ کے لئے بیت الخلاء بنواسکتے ہیں یا نہیں؟ مجبور حفاظ و علماء کے حالات دیکھ کر ان کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ، فطرہ، سود اور چرم قربانی کی رقم مستحق مسلمان کو مالک بنا کر اس کے قبضہ میں دینا ضروری ہے، تبھی یہ زکوۃ ادا ہوگی، غریب مستحق زکوۃ کو مالک بنائے بغیر راستہ کی مرمت یا دوسرے رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، ایسا کرنے سے زکوۃ دہندگان کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (شامی: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۳۴﴾ مدرس کو زکوۃ دینا

سوال: میں مکتب میں تدریس کی خدمت انجام دیتا ہوں، میری تنخواہ ۳۰۰/روپیہ ہے، اور ہم گھر میں کھانے والے بچوں کے ساتھ سات افراد ہیں، گھر کی دوسری کوئی خارجی آمدنی

نہیں ہے، ان ۳۰۰ روپیوں پر ہی گذر ہوتا ہے، مجھے گاؤں والے زکوۃ کی رقم دینا چاہتے ہیں، تو میرے لئے ان روپیوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اگر آپ نصاب کے برابر مال کے مالک نہ ہوں اور کوئی آپ کو زکوۃ کی رقم دینا چاہے تو آپ کے لئے لینا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ گاؤں والے زکوۃ کی رقم تنخواہ میں دینا چاہیں، تو یہ جائز نہیں ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۳۵﴾ زکوۃ کی رقم سے مدرس کو تنخواہ دینا

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک ادارہ ہے، وہ گاؤں سے ہر سال زکوۃ جمع کرتا ہے، اور دو تین مدرسوں کے اخراجات بھی اس کے ذمہ ہیں، مدرسہ میں غریب بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اور اساتذہ بھی انہی میں سے ہیں، اب پوچھنا یہ ہے کہ اساتذہ کی تنخواہ اسی زکوۃ کی رقم سے دی جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ کے روپیوں سے قرآن خرید کر غریب مستحق بچوں کو مالک بنا کر دے دینا جائز ہے، اس سے زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی، اور غریب طالب علم کی مدد بھی ہو جائے گی، لیکن مدرس کی تنخواہ میں زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے، اس سے صاحب مال کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۳۶﴾ کیا مقروض زکوۃ کا حقدار ہے؟

سوال: ایک شخص مقروض ہے، اس کے پاس اپنا قرض ادا کرنے کے لئے روپے نہیں ہیں، ایک دکان جس کی قیمت ۷۵ ہزار روپئے ہے، اور ایک رہائش کا مکان ہے، ایسے مقروض کو اس کا قرض ادا کرنے کے لئے زکوۃ کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس سے زکوۃ

دہندگان کی زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ شخص مقروض ہے، اور اس کے پاس نصاب برابر سونا چاندی یا نقد روپئے بھی نہیں ہیں، تو یہ شخص زکوۃ لینے کا حقدار ہے، اور یہ سید بھی نہیں ہے اس لئے ایسے شخص کو زکوۃ کی رقم قرض ادا کرنے کے لئے دی جائے تو اس سے زکوۃ دہندگان کی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۳۷﴾ مسجد کے پیش امام کو زکوۃ دینا

سوال: مسجد کے پیش امام صاحب کو زکوۃ، صدقات، فطرہ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پیش امام صاحب سید نہ ہوں اور نصاب کے برابر مال کے مالک نہ ہوں، تو انہیں زکوۃ وصدقات کی رقم دینا جائز ہے، اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ البتہ تنخواہ کے طور پر دینا جائز نہیں ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۳۸﴾ حافظ جی کو زکوۃ دینا

سوال: ہمارے گاؤں کے حافظ جی صاحب بالکل غریب ہیں، انہیں زکوۃ، خیرات اور للہ کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ایک صاحب نے انہیں سورۂ جن کا وظیفہ بتایا ہے کہ اس سے تمہاری مرادیں پوری ہوں گی، تو کیا یہ حقیقت صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حافظ جی صاحب امام یا مدرس ہوں اور وہ مسجد اور مسلمانوں کی دینی خدمات میں مشغول ہوں، تو اس بستی والوں پر لازم ہے کہ ان کی اور ان کے ذمہ جن کی کفالت لازم ہے ان کا خرچ نکل سکے اتنی تنخواہ کا انتظام کریں، اگر بستی والے اس ذمہ داری میں کوتاہی کریں گے، تو اللہ کے یہاں اس کا جواب دینا پڑے گا، ایک

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں سے پوچھیں گے: کہ اے بندے! میں بھوکا تھا، تو نے مجھے کھانا کیوں نہیں کھلایا، وہ بندہ کہے گا: یا اللہ! تو احد، صمد بے نیاز ہے، تو تو کھانے کا محتاج نہیں ہے، تجھے میں کیسے کھانا کھلاتا؟ تو اللہ جل شانہ ارشاد فرمائیں گے: میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، تو اسے کھلاتا تو مجھے وہیں پاتا، اسے تو نے کھانا کیوں نہیں کھلایا؟ اس لئے امام، مدرس کی پوری کفالت بستی والوں کو کرنی چاہئے، اور بستی والے غفلت کرتے ہوں، اور عالم صاحب کے پاس نصاب کے برابر مال نہ ہو تو انہیں زکوۃ دینا جائز ہے۔

جن تابع کرنے کے وظیفہ کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں ہے، اور آپ کے بتائے ہوئے وظیفہ سے جن تابع ہوتا ہے یا نہیں یہ بھی میرے علم میں نہیں ہے، اور نہ مجھے اس میں دل چسپی ہے، ہم اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، کسی آزاد مخلوق کو تابع کرنے کے لئے نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۳۳۹﴾ جس کا گذر و بسر ٹھیک چلتا ہو اس کو زکوۃ دینا

سوال: میں نہ مالدار ہوں اور نہ بہت غریب، ٹھیک ٹھاک گذر بسر ہو جاتا ہے، اور ابھی مجھے شادی بھی کرنی باقی ہے، کوئی شخص مجھے زکوۃ کی رقم دے تو میں لے سکتا ہوں یا نہیں؟ میں مزدوری کر کے گذر چلاتا ہوں، اور اس کے علاوہ دوسری کوئی آمدنی نہیں ہے، تو میں زکوۃ لے سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں آپ کے پاس حوائج اصلیہ کے علاوہ نصاب کے برابر سونا یا چاندی نہ ہو اور ان دونوں میں سے کسی ایک نصاب کی قیمت

برابر نقد یا تجارتی مال یا حوائج اصلیہ سے زائد کوئی چیز نہ ہو تو آپ زکوۃ کے مستحق ہیں، اور آپ کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۴۰﴾ پرانے خدمت گزار کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

سوال: ہمارے یہاں بچپن سے ایک مسلمان خدمت گذار ہے، جن کی عمر ابھی ۵۰ سال سے زائد ہو چکی ہے، وہ ہمارے باپ دادا کے گھر میں ہی رہتے ہیں، ان کے کھانے پینے کا مکمل خرچ ہمارے ذمہ ہے، اور ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے روپیوں میں سے ایک دو ہزار ہمیشہ جمع رہتے ہیں۔

تو پوچھنا یہ ہے کہ ہم انہیں زکوۃ، خیرات، صدقات کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ پرانا خدمت گزار ہے اس لئے نہیں دے سکتے ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟

نوٹ: یہ خدمت گزار تنخواہ نہیں لیتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص آپ کا پرانا خادم ہے اس لئے اسے زکوۃ نہیں دے سکتے، ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے، یہ شخص سید نہ ہو، اور نصاب کے برابر سونا، چاندی اور نقد یا ضرورت اصلیہ سے زائد کوئی چیز نصاب کی قیمت برابر نہ ہو تو یہ شخص زکوۃ وصدقات کا مستحق ہے، اب آپ کا اسے زکوۃ وصدقات دینا اس کی خدمت کے عوض نہ ہو تو اسے زکوۃ صدقات دینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۴۱﴾ بلا اجازت بیوی کے اس کے مال کی زکوۃ دینا / غیر مسلم کو زکوۃ دینا

سوال: میری بیوی کے مال کی زکوۃ مجھے دینی تھی، یہ میری بیوی کو معلوم تھا، لیکن میں نے زبان سے اجازت لئے بغیر ایک مسلمان بھائی جو میرے پاس قرض لینے آئے تھے انکو دل

میں یہ نیت کر کے دے دی کہ میری بیوی کی جو زکوۃ مجھے دینی ہے اس میں سے دے رہا ہوں۔

اسی طرح ایک غیر مسلم کو بھی زکوۃ کی نیت سے قرض دیا تھا، تو دونوں صورتوں میں میری بیوی سے زبانی اجازت لئے بغیر زکوۃ دے دی تو میری زکوۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مسلمان محتاج غریب کو اس طرح زکوۃ دے دینے سے استحساناً بقول امام ابو یوسفؒ زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ اور غیر مسلم کو زکوۃ کے روپے دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ دوبارہ زکوۃ دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۴۲﴾ زکوۃ کی رقم سے مسجد اور مدرسہ کے لئے آمدنی کا ذریعہ کرنا

سوال: ایک شخص صاحب نصاب ہے، اور اس پر زکوۃ واجب ہے، اس نے زکوۃ کی رقم سے ایک زمین خریدی، اور اسے مسجد اور مدرسہ کی آمدنی کے لئے وقف کر دی، تو اس زمین کا حیلہ کس طرح کر سکتے ہیں؟ زمین کے بائع اور مشتری دونوں صاحب نصاب ہیں، تو زمین کا حیلہ کس طرح کیا جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اس کا حیلہ نہیں ہو سکتا، زکوۃ میں جو رقم واجب ہوئی ہے وہ کسی غریب مستحق کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے، تبھی زکوۃ ادا ہوگی، کوئی شخص زکوۃ کے روپیوں سے زمین خریدے تو اس سے زکوۃ ادا نہیں ہو جاتی، اور وہ زمین زکوۃ کی نہیں کہلاتی، اور اس کا حیلہ نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۳۴۳﴾ دوسرے گاؤں زکوۃ بھیجنا

سوال: گاؤں میں یا اپنے شہر میں زکوۃ کے مستحق فقراء موجود ہیں کیا انہیں چھوڑ کر دوسرے

گاؤں یا شہر زکوۃ بھیجنا مکروہ ہے؟ اگر جواب ہاں ہے، تو گاؤں کے مستحق سے مراد رشتہ دار فقراء ہیں یا غیر رشتہ دار بھی؟ اور گاؤں کے فقراء کو نظر انداز کر کے دوسرے گاؤں کے مدرسہ میں زکوۃ دینا کیسا ہے؟ کیا یہ مکروہ کہلائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... گاؤں میں رشتہ دار یا غیر رشتہ دار مستحق مسلمان موجود ہوں تو وہ زکوۃ کے زیادہ حقدار ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ ان کے مالداروں سے زکوۃ لے کر ان کے غرباء پر خرچ کی جائے، اب یہ زکوۃ باہر اپنے ضرورت مند رشتہ داروں کو بھیجی جائے یا دوسری جگہ بھیجنے میں دین کی حفاظت اور ضرورت دونوں پہلو سے فائدہ ہوسکتا ہو تو باہر بھیجنا بھی گناہ نہیں ہے، جائز اور درست ہے۔ اور رشتہ دار دوسرے گاؤں رہتے ہیں اور وہ ضرورت مند ہیں تو انہیں دینے میں دہرا اجر بھی ملے گا، ایک صلہ رحمی کا اور ایک ادائے زکوۃ کا، اسی طرح باہر کے مدارس مالی تنگی کے شکار ہوں اور زکوۃ کا انتظام شرعی اصولوں کے مطابق کرتے ہوں تو انہیں دینے میں ادائے زکوۃ اور اعانت دین کا دہرا اجر ملے گا۔ (امداد الفتاویٰ: ۳۹/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۴۴﴾ کسٹم کے غیر شرعی ٹیکس میں سودی رقم دے سکتے ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک شخص بیرون میں رہتا ہے، اور اپنے اور اپنے گھر والوں کے پرانے کپڑے یا نئے کپڑے انڈیا میں غرباء میں مفت تقسیم کرنے کے لئے بھیجنا چاہتا ہے، لیکن پوچھنا یہ ہے کہ غرباء میں تقسیم کرنے کے لئے یہ کپڑے پوسٹ سے بھیجنے میں پوسٹ کا جو خرچ ہوگا وہ اس کے پاس جمع شدہ سود کی رقم سے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ یعنی سود کی رقم پوسٹ خرچ میں استعمال کر

سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر انڈیا کپڑوں کے پہنچ جانے کے بعد بھی انڈیا میں اگر ان کپڑوں پر کسٹم ڈیوٹی لگے تو پارسل چھوڑانے والے والے کو سود کی رقم بھیج کر وہ شخص اس پارسل کو چھڑالے تو یہ بھی درست ہے یا نہیں؟ اور ان کاموں میں سود کی رقم لگنے کے بعد وہ کپڑے غرباء کے علاوہ کوئی غیر مستحق پہن سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... سود کی رقم اپنے اوپر یا اپنے فائدہ کے لئے استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے، پارسل بھیجنے کے لئے پوسٹ میں دی جانے والی رقم پوسٹ کی مزدوری کے طور پر دی جاتی ہے، جس کی ادائے گی پارسل بھیجنے والے کو خود کرنی ہوتی ہے، اس لئے سود کی رقم پارسل بھیجنے میں استعمال نہیں کر سکتے، اگر پارسل چھڑانے والا شخص غریب محتاج مستحق ہو تو اسے اس رقم کا مالک بنا کر وہ رقم اس کے قبضہ میں دے دی جائے، پھر وہ جہاں چاہے اپنی مرضی سے خرچ کر سکتا ہے، اور پارسل بھی چھڑا سکتا ہے، کسٹم کے غیر شرعی ٹیکس میں سود کی رقم دینے کی گنجائش ہے، اور ان کاموں میں سود کی رقم خرچ کرنے سے کپڑوں میں کوئی خرابی نہیں آتی، اور نہ ہی ان کا حکم بدلتا ہے، اس لئے مالدار ہو یا غریب کسی کو بھی وہ کپڑے ہدیہ میں دیئے جا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۴۵﴾ زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر تقسیم کرنا

سوال: (۱) کوئی شخص کسی ایک یا کئی افراد سے بحیثیت وکیل زکوۃ کا چندہ کر کے ایسے لوگوں کو جو اپنا گذر و بسر تو چلا لیتے ہوں، لیکن ان کے پاس رہنے کو مکان نہیں ہے، یا مکان میں رہنے والے افراد زیادہ ہیں، اور مکان چھوٹا ہے، اور انہیں بڑے مکان کی ضرورت ہے، تو ان کو زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر دے سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) اسی طرح ایسے افراد جن کے

پاس سونا و چاندی ملا کر نصاب کے برابر مال ہو، لیکن اوپر لکھنے کے مطابق رہنے کے لئے مکان نہ ہو، ایسے لوگوں کو زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر ہدیۃً دینے سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ (۳) جن لوگوں کے پاس نصاب کے برابر مال ہو، لیکن مکان نہ ہو، ان سے ان کا مال لے لیا جائے، اور مکان دے کر مکان کی بقیہ قیمت زکوۃ میں محسوب کر لی جائے، تو ایسا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ایسا کرنے سے زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......(۱) ادائے زکوۃ کے صحیح ہونے کے لئے صاحب نصاب یا اس کے وکیل کو زکوۃ کی رقم ایسے مفلس غریب مسلمان کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے جو نصاب کے برابر مال یا نصاب کی قیمت کے برابر ضرورت اصلیہ کے علاوہ کی کوئی چیز کا مالک نہ ہو، اس لئے جو شخص اپنا گذر و بسر اچھا چلا لیتا ہے، لیکن اوپر لکھے گئے قاعدہ کے مطابق اس کے پاس نصاب کے برابر مال بھی نہیں ہے اور نہ ہی نصاب کے برابر کوئی چیز ضرورت اصلیہ کے علاوہ کی ہے، تو ایسے شخص کو اتنی رقم دینا کہ جس سے وہ اپنا مکان بنا لے، یا مول لے سکے جائز اور درست ہے، اور اس سے زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی، اور غریب کی رہائش کی تکلیف بھی دور ہو جائے گی۔ (۲) جو نصاب کے برابر مال کا مالک ہے وہ زکوۃ کا مستحق نہیں ہے، اور شرعاً مالدار سمجھا جاتا ہے، اس لئے انہیں زکوۃ دینا یا انکا زکوۃ لینا صحیح نہیں ہے۔ (۳) نصاب کے مالک اپنی اس رقم سے گھر خریدیں، اور پھر جو رقم ادا کرنا باقی ہو، وہ زکوۃ میں سے ان کے قبضہ میں دے دی جائے، اور وہ اس پر قبضہ کر کے اس سے اپنا بقیہ قرض ادا کر دیں، تو یہ شکل بلاتردد جائز اور درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۴۶﴾ مستحق کے قبضہ میں رقم آنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی

سوال: ہماری ایک جماعت ہے، اور اس جماعت کا بڑا ذمہ دار میں ہوں، ہم لوگ رمضان کے مہینہ میں جماعت والوں سے زکوۃ جمع کرواتے ہیں، اور مستحق مدرسہ یا کسی غریب حاجت مند شخص کو تلاش کر کے اس تک زکوۃ پہنچا دیتے ہیں، زکوۃ کسے دینی ہے اس کے لئے کچھ متعین لوگوں سے مشورہ لیا جاتا ہے، اور زکوۃ کی رقم اس کے قبضہ میں دے دی جاتی ہے، تو اس طرح زکوۃ دینے سے صاحب مال کی زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......اس طرح زکوۃ جمع کر کے صحیح حقداروں کو تلاش کر کے انہیں مالک بنا کر یہ رقم ان کے قبضہ میں دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۴۷﴾ مدرسہ میں زکوۃ کی رقم استعمال کرنے کا حیلہ

سوال: ہمارا ارادہ ایک مدرسہ قائم کرنے کا ہے، اس میں امیر و غریب ہر بچہ تعلیم حاصل کر سکتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس میں زکوۃ کی رقم استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا حیلہ کرنے کی ضرورت ہے؟ اگر حیلہ کرنا پڑے تو حیلہ کی صحیح شکل کیا ہے؟ بہت سوں کا کہنا ہے: کہ حیلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بغیر حیلہ کے بھی زکوۃ کی رقم مدرسہ میں چل سکتی ہے، تو صحیح کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......ادائے زکوۃ کے صحیح ہونے کے لئے وہ رقم کسی غریب مسلمان کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے، مسجد، مدرسہ یا اس میں تنخواہ کے طور پر وہ رقم استعمال کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (شامی:۲)۔

اولاً کسی ایسے غریب شخص کو جو زکوۃ کا مستحق ہو، کہا جائے کہ مدرسہ میں تنخواہ کے لئے کچھ

روپیوں کی ضرورت ہے، آپ ثواب کی نیت سے قرض لے کر یہ رقم مدرسہ میں للہ مد میں دیں، اور اس شخص کو قرض ملے اس کا انتظام کیا جائے، پھر اسے زکوۃ کی رقم کا مالک بنا دیا جائے، اس کے مالک بنتے ہی اصحاب اموال کی زکوۃ ادا ہو جائے گی، پھر وہ شخص اس زکوۃ کی رقم سے اپنا قرض ادا کر دے، اور اگر وہ اس رقم سے قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرے، تو قرض دینے والا زبردستی بھی اس سے وہ قرض وصول کر سکتا ہے، اس طرح مدرسہ کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور طریقہ جائز بھی کہلائے گا۔ (عالمگیری:۵)

﴿۱۲۴۸﴾ زکوۃ میں کپڑا دینا

سوال: ایک شخص زکوۃ میں روپیوں کے بجائے کپڑا وغیرہ کوئی چیز دینا چاہتا ہے، تو اس سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ میں روپیوں کے بجائے مستحقین کو کپڑا وغیرہ کوئی چیز دینے سے بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۴۹﴾ حیلہ کا شرعی طریقہ

سوال: ایک گاؤں میں مدرسہ کا تعمیری کام جاری ہے، اور اس مدرسہ کے مہتمم صاحب بھی غریب ہیں، اور زکوۃ کے حقدار ہیں، اس کا مجھے پورا علم ہے، میرے پاس کچھ رقم زکوۃ کی پڑی ہوئی ہے، مہتمم صاحب کا کہنا ہے: کہ مدرسہ کا تعمیری کام ابھی باقی ہے، اور اس میں کچھ رقم کی ضرورت ہے، اگر آپ زکوۃ کی رقم مجھے دیں تو اس رقم کا ایک ربع میں اپنے ذاتی مصرف میں خرچ کر کے بقیہ رقم مدرسہ کے تعمیری کام میں خرچ کروں گا، تو اس طرح زکوۃ کی رقم مہتمم صاحب کو دے سکتے ہیں؟ اس سے زکوۃ ادا ہوگی؟

اسی طرح ایک دوسرے گاؤں میں پانی کی ٹنکی بنانی ہے، لیکن گاؤں کی آبادی غریب ہے اس لئے کام باقی ہے، تو وہاں کے کسی غریب شخص کو میں زکوۃ کی رقم دوں، اس میں سے کچھ رقم وہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے رکھ لے اور بقیہ رقم ٹنکی بنانے کے کام میں دے تو جائز ہے یا نہیں؟ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زکوۃ کی رقم محتاج، غریب مسلمان شخص کو کسی بھی طرح کے عوض یا مزدوری یا شرط کے بغیر مکمل مالک بنا کر اپنا حق اس پر سے ختم کر کے نہ دی جائے وہاں تک زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔

لہذا صورت مسئولہ میں مذکورہ طریقہ سے زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی، پھر وہ شخص اپنی خوشدلی سے مسجد، مدرسہ یا جس کام کے لئے دینا چاہے دے سکتا ہے۔ (شامی، عالمگیری)۔

بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ کسی مستحق زکوۃ کو ترغیب دے کر مدرسہ کے تعمیری کام کے لئے قرض لے کر للہ روپے دینے کے لئے کہا جائے، اور اسے کوئی قرض دے اس کا انتظام کیا جائے، اور یہ شخص قرض لے کر تعمیری کام کے لئے للہ مد میں یہ رقم دے دے، پھر اتنی ہی رقم زکوۃ کی دے کر اسے مالک بنا دیا جائے، اور یہ شخص اس زکوۃ کی رقم سے اپنا قرض اتار دے، اس طرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی، اور تعمیری کام بھی ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۵۰﴾ تنخواہ میں زکوۃ کی رقم دینا صحیح نہیں ہے۔

سوال: مدرسہ میں مالدار صاحب نصاب لوگوں کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں، ان کے ساتھ غریب بچے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں، لیکن چندہ سے مدرسہ کے اخراجات پورے

نہیں ہوتے، تو کیا زکوۃ لے کر اس کا حیلہ کر کے وہ رقم مدرسہ میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ محلّہ کے افراد مزید چندہ کا بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے، وہ سب مزدور اور ملازمت پیشہ لوگ ہیں، جو صاحب نصاب نہیں ہیں، تو کیا زکوۃ کی رقم حیلہ کر کے مدرسہ میں استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ کی رقم تنخواہ میں نہیں دے سکتے، البتہ زکوۃ کی رقم کسی غریب مستحق کو مالک بنا کر اس کے قبضہ میں دے دی جائے، پھر وہ اپنی خوش دلی سے مدرسہ میں تنخواہ کے لئے دے تو درست ہے۔ (عالمگیری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۵۱﴾ زکوۃ کی رقم سے مسجد کا احاطہ کرنا

سوال: مسجد کا کمپاؤنڈ بنانے کے لئے زکوۃ کے روپئے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ میں کسی غریب مسلمان کو مالک بنانا شرط ہے، اور مسجد کسی رقم کی مالک نہیں ہو سکتی، اس لئے مسجد کے لئے آئی ہوئی زکوۃ کی رقم سے کمپاؤنڈ بنانا درست نہیں ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۵۲﴾ زکوۃ کی رقم سے مسجد کے بیت الخلاء بنانا

سوال: مسجد میں بیت الخلاء، پیشاب خانہ مصلیوں کی سہولت کیلئے زکوۃ کی رقم سے بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ کی رقم کا کسی غریب کو مالک بنائے بغیر بیت الخلاء، پیشاب خانہ کی تعمیر کے کام میں خرچ کرنا صحیح نہیں ہے، اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۵۳﴾ مسجد و مدرسہ میں زکوٰۃ کی رقم دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی

سوال: مسجد، مدرسہ کے لئے چندہ کی رسید بک چھپوا کر چندہ کیا، اس میں زکوٰۃ کی رقم زیادہ ہے، اب متولیان اس رقم کو لاؤڈ اسپیکر، بچوں کی کتابیں اور مسلم بھائی کو قرض حسنہ دینے کے کاموں میں استعمال کرنا چاہتے ہیں، تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کتاب کے حوالوں کے ساتھ جواب بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً:...... زکوٰۃ، فطرہ کے ادا ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ کسی غریب مستحق مسلمان کو یہ رقم مالک بنا کر اس کے قبضہ میں دے دی جائے، اس لئے صرف مسجد، مدرسہ میں زکوٰۃ کی رقم دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، بلکہ اس زکوٰۃ کی رقم کو کسی غریب مسلمان کو مالک بنا کر اس کے اختیار میں دینا ضروری ہے، پھر وہ اپنی خوش دلی سے یہ رقم مسجد و مدرسہ میں اللہ دے تو پھر اس سے مسجد و مدرسہ کا کوئی بھی کام کرنا درست ہے، یا یہ شخص جس کام کے لئے دے اس میں خرچ کرنا درست ہے۔ (شامی: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۵۴﴾ شیعہ کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

سوال: ایک عورت شیعہ مذہب کی ہے، اس کے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے، اور ساس کی کمائی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، اس عورت کے پاس کھانے پینے کے روپئے بھی نہیں ہیں، تو اس عورت کو زکوٰۃ کے روپئے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... ادائے زکوٰۃ کے صحیح ہونے کے شرائط میں سے من جملہ ایک شرط یہ ہے کہ کسی مسلمان غریب شخص کو زکوٰۃ دی جائے، چاہے وہ مسلمان متقی، پرہیزگار ہو یا فاسق، فاجر۔ اگر اس عورت کے عقائد کافر شیعہ مذہب کے عقائد نہ ہوں،

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالی نہ دیتی ہو، حضرت عائشہؓ کو تہمت سے بری سمجھتی ہو، حضرت علیؓ کو نبی نہ مانتی ہو، صرف تمام صحابہ میں افضل سمجھتی ہو، تو ایسی عورت مسلمان ہے، البتہ فاسق ہے، اسے زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (شامی، کفایت المفتی)

﴿۱۲۵۵﴾ اپنی حقیقی بیٹی کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

سوال: میرے پاس زکوۃ اور سود کی کچھ رقم ہے، اور میری ایک لڑکی کی شادی ہو چکی ہے، وہ اپنے سسرال رہتی ہے، اور سسرال سے زکوۃ لینے آئی تھی، اور کہا کہ ہم قرضدار ہیں تو ہمیں زکوۃ دو، تو پوچھنا یہ ہے کہ اپنی بیٹی کو زکوۃ یا سود کی رقم دے سکتے ہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں اپنی حقیقی بیٹی کو چاہے وہ غریب ہو، اور شادی شدہ ہو، زکوۃ یا سود کے روپے دینا جائز نہیں ہے، اس لئے اپنی بیٹی کو یہ رقم دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، البتہ داماد اگر مستحق ہو تو اسے بلا تردد دے سکتے ہیں۔ (شامی:۲)

﴿۱۲۵۶﴾ بھائی -- بہن اور ان کی اولاد کو زکوۃ دینا

سوال: ایک شخص کی حقیقی بہن اور اس کی بھتیجی اور ایک بھانجی اور ان کا گھرانہ مالی تنگی میں ہے، کیا زکوۃ یا سود کی رقم بہن، بھتیجی اور بھانجی کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ یا ان کی دوا، پانی یا خوشی وغمی کے موقع پر ضرورت کی چیز خرید کر انہیں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حقیقی بھائی، بہن یا ان کی اولاد اگر نصاب کے برابر مال کے مالک نہ ہوں، اور زکوۃ کے مستحق ہوں تو انہیں زکوۃ یا سود کی رقم دے سکتے ہیں، بلکہ حدیث شریف کی تعلیم کے مطابق رشتہ داروں کو دینے میں صلہ رحمی اور ادائے فرض کا دہرا

ثواب ملے گا، اس لئے بہن، بھتیجی، بھانجی کو یہ رقم مالک بنا کر ان کے اختیار میں دینی چاہئے، پھر وہ اپنی ضروریات میں جس طرح چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۵۷﴾ جس کے پاس چھ سات تولہ سونا ہو وہ زکوۃ لے سکتا ہے؟

سوال: میرے پاس چھ سات تولہ سونا ہے، اور دو تین بیگہ کھیتی کی زمین ہے، میرے سات لڑکے ہیں، اور جب کام ملتا ہے تو روزانہ کام کرتا ہوں، اب گرانی بھی بہت بڑھ گئی ہے، اور گذر وبسر میں تنگی پڑتی ہے، تو ان حالات میں میں زکوۃ لے سکتا ہوں؟ جیسا کہ میں نے اوپر لکھا کہ میرے پاس سات تولہ سونا ہے، وہ سب سونا میں اپنے لڑکوں میں برابر حصہ سے تقسیم کر دوں، اور انہیں اس کا مالک بنا دوں، تو میں آج کی گرانی کے تحت حالات میں زکوۃ، سود وغیرہ لے سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......صورت مسئولہ میں سونے کا نصاب مکمل نہیں ہے، اس لئے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی، لیکن اتنی مقدار میں سونا پاس میں موجود ہوتے ہوئے آپ کے لئے زکوۃ مانگنا مناسب نہیں ہے، بغیر مطالبہ کے کوئی آپ کو زکوۃ دے تو لینا اور استعمال کرنا درست ہے، اور اگر آپ یہ سونا اپنے لڑکوں میں تقسیم کر دیں، اور انہیں اس کا مالک بنا دیں تو ضرورت پڑنے پر زکوۃ دوسروں سے مانگ بھی سکتے ہیں۔ (شامی:۲)

﴿۱۴۵۸﴾ زکوۃ کی رقم تھوڑی تھوڑی سب میں تقسیم کرنا

سوال: بیرون سے زکوۃ کی ایک معتد بہ رقم میرے پاس غرباء میں تقسیم کرنے کے لئے آتی ہے، تو میں یہ روپئے تھوڑے تھوڑے چند غرباء میں تقسیم کروں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً: دو سو یا تین سو روپئے آئے ہوں ان میں سے کسی غریب کو ۲۰ روپئے کسی بیوہ کو ۲۵

روپے یا سب کو ۱۵،۱۵ روپے تقسیم کروں تو زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ جواب باصواب سے نواز کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......زکوۃ کی رقم بھیجنے والے نے غرباء یا بیوہ کی تعداد مقرر نہ کی ہو تو کم وزیادہ افراد میں زکوۃ کی رقم تھوڑی تھوڑی تقسیم کرنا درست ہے۔

﴿۱۴۵۹﴾ نابالغ بچہ کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زکوۃ کے روپے کتنی عمر کے لڑکے کو دے سکتے ہیں؟ اور کتنی عمر سے کم لڑکے کو نہیں دے سکتے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:......زکوۃ کے روپے بالغ، نابالغ ہر عمر کے بچوں کو دے سکتے ہیں، صرف یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ غریب محتاج اور مسلمان ہوں، اور نابالغ کے لئے اس کے والد کا بھی غریب ہونا ضروری ہے، تبھی زکوۃ ادا ہوگی، اس لئے کہ صغیر السن بچے ان کے والد کے مالدار ہونے سے وہ بھی حکماً مالدار سمجھے جاتے ہیں۔ (شامی، ہدایہ)

﴿۱۴۶۰﴾ مطلقہ بے روزگار عورت کے پاس نصاب کے برابر مال ہو تو کیا اسے زکوۃ دے سکتے ہیں؟

سوال: ایک لڑکی مطلقہ ہے، اور اس کے والدین بچپن ہی میں گزر گئے تھے، اس کے پاس مال، جائداد کچھ نہیں ہے، صرف ایک سونے کا ہار دو تولہ کا ہے، اور بالیاں پونے تولہ کی اور چاندی کی انگوٹھی اور نقد سو دو سو روپے ہیں، یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے زائد مال ہے، اس کی پرورش، خرچہ اس کے بڑے چچا کرتے ہیں، سوال یہ ہے کہ اس لڑکی کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟ فقہ وسنت کی روشنی میں جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......اس عورت کے پاس حوائج اصلیہ سے زائد نصاب کے برابر مال ہے، اس لئے وہ شرعاً مالدار ہے، اس لئے اس عورت کو زکوۃ دینا صحیح نہیں ہے۔ (شامی:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۶۱﴾ کیا نابالغ بچہ کو زکوۃ دے کر واپس لے لینے سے زکوۃ ادا ہوگی؟

سوال: ایک شخص کے پاس زکوۃ کی رقم ہے، وہ شخص ایک تھیلی میں زکوۃ کے روپے رکھ کر ایک نابالغ لڑکے کو دیتا ہے، اور کچھ دیر بعد اس لڑکے سے واپس لے لیتا ہے، اور خود خرچ کرتا ہے، تو کیا اس کی زکوۃ ادا ہوئی؟ اگر نہیں ہوئی تو کس قاعدہ سے زکوۃ ادا نہیں ہوئی؟ اور زکوۃ کے ادا ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ اصول فقہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......سوال میں مذکورہ صورت واضح نہیں ہے، پھر بھی اصول فقہ کی روشنی میں جواب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس زکوۃ کی رقم ہے تو ادائے زکوۃ کے صحیح ہونے کے لئے کسی غریب مسلمان کو مالک بنا کر یہ رقم اس کے قبضہ میں دے دینا ضروری ہے، تبھی زکوۃ ادا ہوگی۔ نابالغ لڑکا یا لڑکی کے پاس نصاب کے برابر مال ہو تو وہ مالدار کہلائے گا، اور اگر نصاب کے برابر مال نہ ہو، لیکن اس کے والدین یا ولی کے پاس نصاب کے برابر مال ہو تو بھی وہ نابالغ مالدار کے حکم میں ہے۔

اور اگر وہ نابالغ غریب کے حکم میں ہو، اور اسے تھوڑی دیر کے لئے زکوۃ کے روپے دے کر واپس لے لئے جائیں تو چونکہ زکوۃ کے روپیوں کا اسے مالک نہیں بنایا تھا اس لئے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور اگر مالک بنا کر اس کے قبضہ میں دے دئے تھے، تو مالک بناتے ہی زکوۃ

دینے والے کی زکوۃ ادا ہوگئی، اور نابالغ کے مالک بن جانے کی وجہ سے نابالغ کی اجازت ہو یا نہ ہو کسی دوسرے کے لئے وہ رقم استعمال کرنا یا اس سے بخشش لینا جائز نہیں ہے۔ (درمختار:۴) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۶۲﴾ کیا ماموں اور سوتیلی نانی کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

سوال: ایک عورت کے پاس زکوۃ کی کچھ رقم ہے، اور وہ عورت یہ زکوۃ کی رقم اپنے ماموں اور کچھ رقم اپنی سوتیلی نانی کو دینا چاہتی ہے، اس کی حقیقی نانی کے انتقال کے بعد اس کے نانا نے دوسری عورت سے شادی کی تھی، اور وہ سوتیلی نانی ہے، اور نانا کا انتقال ہو چکا ہے، تو وہ عورت اپنے ماموں اور سوتیلی نانی کو زکوۃ کی رقم دے سکتی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ عورت اپنے ماموں اور اپنی سوتیلی نانی کو اگر وہ زکوۃ کے مستحق ہوں تو زکوۃ کی رقم دے سکتی ہے، بلکہ رشتہ داروں کو دینے میں صلہ رحمی بھی ہے، اس لئے دہرا اجر ملے گا۔ (طحطاوی، شرح مراقی الفلاح:۴۳۴) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۶۳﴾ سید کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے۔

سوال: ایک لڑکا یتیم ہے، لیکن اس نے کہا کہ میرے لئے تم سے زکوۃ وفطرہ لینا حرام ہے، تو اس لڑکے کو زکوۃ اور فطرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... وہ یتیم لڑکا اگر غریب اور مستحق زکوۃ ہے، تو اسے زکوۃ اور فطرہ دینا جائز ہے، اس لڑکے نے زکوۃ لینا حرام کیوں کہا؟ سوال میں اس کی وضاحت موجود نہیں ہے، کیا وہ سید ہے؟ یا مالدار ہے؟ اگر ایسا ہو تو اسے زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (شامی) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۶۴﴾ مقروض کا زکوۃ مانگنا، اور اسے زکوۃ دینا

سوال: محترم جناب مفتی صاحب! میں سورت میں اپنے تین بچوں اور بیوی کے ساتھ اپنے والد صاحب کے مکان میں اپنے بھائی اور اس کے گھر والوں کے ساتھ رہتا ہوں، تینوں بچے اسکول جاتے ہیں، میرے کھانے پینے کپڑے وغیرہ کا خرچ میرے والد صاحب اور بھائی اٹھاتے ہیں، کسی مہینہ میں کچھ رقم میرے پاس آتی ہے تو میں بھی دے دیتا ہوں، فی الحال میری جو آمدنی ہے اس سے میرا اور میرے گھر کا خرچ نہیں نکل سکتا، پچھلے سالوں میں مجھے تجارت میں بہت بڑا گھاٹا ہو گیا، تقریباً ۴۰ لاکھ روپئے کا نقصان ہو گیا، اور اس تجارت میں میں نے دوسروں کی امانتیں بھی ضائع کر دیں، اور میرے پاس کچھ نہیں ہے، میرے بال بچوں کے لئے بھی بہت سی مرتبہ مجھے قرض لینا پڑتا ہے، میرے پاس کوئی جائداد، رقم یا زیورات وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے، فی الحال میں شیئرز کی خرید و فروخت کا کام کرتا ہوں، لیکن میری آمدنی میرے خود کے گذر اور بسر کے لئے بھی ناکافی ہے، کبھی دو تین مہینہ میں کچھ رقم ملتی ہے، تو اس میں سے خرچ کے لئے لیا ہوا قرض ادا کرتا ہوں تو بہت کم رقم بچتی ہے، اور دوسری طرف میرے اوپر بہت بڑا قرضہ ہے، اس بچی ہوئی رقم سے قرض ادا کرنے میں طویل عرصہ گزر جائے گا، اور سرمایہ داروں کی طرف سے بھی وصولی کے لئے بہت سخت دباؤ ہے، میرے کئے ہوئے گناہوں پر میں بہت نادم ہوں، میں نے توبہ بھی کی ہے، اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی ذمہ داری آخرت میں کتنی بڑی ہے، مجھے اس کا بھی احساس ہو چکا ہے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے کچھ سوالات کے جوابات درکار ہیں......

(۱) کیا میں زکوۃ کا مستحق ہوں؟ (۲) اگر جواب ہاں میں ہے، تو میں اس زکوۃ کی رقم سے

اپنا قرض ادا کرسکتا ہوں؟(۳) جن لوگوں کا مجھ پر قرض ہے، ان سے زکوۃ کی رقم لے کر، ان کو قرض کے طور پر واپس کردوں، تو کیا یہ جائز ہے؟(۴) اس صورت میں زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

مجھے قرض سے بری ہونے کی اس کے علاوہ اور کوئی صورت نظر نہیں آتی، اس لئے اگر آپ کا جواب اثبات میں ہو، تو برائے کرم ان سوالات کے جواب جلد از جلد دینے کی گزارش ہے، تا کہ رمضان کے مہینہ میں میں یہ فتویٰ صاحب زکوۃ کو پڑھا سکوں، اور کچھ راحت حاصل کر سکوں۔ جزاکم اللہ فی الدارین۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... آپ کے لکھنے کے مطابق آپ کے پاس سونا چاندی نہیں ہے، اور نقد رقم بھی نہیں ہیں، اور اندازاً چالیس لاکھ روپیوں کا قرض ہے، تو آپ شرعاً غریب اور محتاج کے حکم میں ہیں، اس لئے آپ زکوۃ کے مستحق ہیں، اور آپ کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ اور آپ زکوۃ لے کر اس کے مالک بن کر اس رقم سے قرض ادا کرنا چاہو تو قرض بھی ادا کر سکتے ہو، جو بھائی آپ کو زکوۃ دے تو زکوۃ کی رقم پر قبضہ کرتے ہی، اس بھائی کی زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور وہ روپئے آپ کی ملکیت ہو گئے، پھر اگر اسی شخص کے آپ مقروض ہیں تو اسی شخص کو زکوۃ کی رقم اپنے قرض کی ادائے گی میں دے دینے سے قرض بھی ادا ہو جائے گا، اور لینے والے کے لئے بھی وہ رقم جائز اور حلال کہلائے گی، اور آپ کے لئے بھی کوئی کراہت نہیں ہے۔(شامی، وغیرہ)

لوگوں کے حقوق اور قرض کی ادائے گی کی ذمہ داری کا آپ کو احساس ہے، اور قرضداروں کے قرض ادا کرنے کی آپ کی نیت بھی ہے، تو حدیث شریف کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا، اور انشاء اللہ قرض ادا ہو جائے گا، اور اس پریشانی کے بعد آپ پر آسانی اور

راحت بھی آئے گی، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: ان مع العسر یسراً۔ بیشک تنگی کے بعد آسانی آتی ہے۔ اللہ سے ڈرنے والوں کا اللہ تعالیٰ امتحان لیتے ہیں، اور پھر کامیابی سے نوازتے ہیں، گناہوں سے بچتے ہوئے سچی توبہ کر کے صراط مستقیم پر قائم رہیں۔ ادائے قرض کے لئے ابوداؤد شریف میں ایک مسنون دعا بتلائی گئی ہے، جو یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَ الْحُزْنِ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَ الْكَسَلِ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَ قَهْرِ الرِّجَالِ۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ اَغْنِنَا بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

روزانہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد سات سات مرتبہ اول اخیر درود شریف پڑھ کر درمیان میں سات مرتبہ یہ دعا پڑھا کریں، انشاء اللہ، بہت فائدہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۶۵﴾ مقروض کسانوں کو زکوۃ دینا

سوال: آج کے دور میں صرف گجرات ہی میں نہیں بلکہ پورے عالم میں سودی ادارے چلتے ہیں، زراعت پیشہ لوگ سالوں سے سرکاری اداروں سے سودی لین دین کر کے اپنا کام چلا رہے ہیں، کچھ صاحب خیر حضرات ان اداروں کو سود سے پاک کرنا چاہتے ہیں، اور کسانوں کے لئے راحت کرنا چاہتے ہیں، جس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ صاحب مال اپنی اور دوسرے بھائیوں سے زکوۃ جمع کر کے ادارہ کے کارکن کو یا جن پر اعتماد ہو انہیں دیں، اور وہ کارکن یا معتمد آدمی وہ زکوۃ مقروض کسان کو دے، اور کسان اس سے اپنا قرض ادا کر دے۔

اس تفصیل کی روشنی میں کچھ سوالات کے جوابات درکار ہیں، امید ہے کہ آنجناب اپنے قیمتی وقت سے کچھ وقت نکال کر اس مسئلہ پر تفصیلی روشنی ڈالیں گے۔

(۱) بہت سے کسان قرض میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں، کوئی تین ہزار کا، کوئی پانچ ہزار کا مقروض ہے، ان کسانوں کو زکوۃ کی رقم کا مالک بنادیا جائے، اور وہ اسی جگہ کھڑے کھڑے ادارہ کو اپنے قرض کی ادائے گی میں وہ رقم واپس کردیں، تو کیا اس سے زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہوجائے گی؟ اور کیا ان کا اس طرح قرض سے سبکدوش ہونا صحیح ہے؟

(۲) ایک غریب شخص کو نصاب کی قیمت کا تین گنا روپیہ دیا جائے، مثلاً: ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ۶۰۰ روپئے ہے، اور مقروض پر ۱۸۰۰ روپئے قرض کے ہیں، تو اسے تین نصابوں برابر روپئے دینا یا ۳۶۰۰ روپئے کے مقروض کو چھ نصابوں کے برابر روپئے دئے جائیں، تو کیسا ہے؟ کیا اس طرح نصاب سے زیادہ رقم دینا درست ہے؟

(۳) کچھ کسان دکان چلانے کے لئے، زمین میں اضافہ اور مکانات کی تعمیر میں روپئے خرچ کرتے ہیں، اور خود کو مقروض بتاتے ہیں، تو کیا انہیں زکوۃ دینا جائز ہے؟

(۴) صاحب مال اگر یہ شرط لگائے کہ یہ رقم اس طرح کسانوں کو دی جائے کہ اس سے میری زکوۃ ادا ہوجائے، لیکن کارکنان نے زکوۃ کے روپئے سوال نمبر:۳ میں مذکور شخص کو جان بوجھ کر دے دئے، تو صاحب مال کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اور اگر زکوۃ ادا نہیں ہوئی، تو اس کا گناہ کس کے سر رہے گا؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔

نوٹ: یہ تمام سوالات مسلمان کسانوں کے متعلق پوچھے گئے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......

دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا جواب

(۱) مقروض کو زکوۃ میں اتنی رقم دینا جائز ہے، جس سے وہ اپنے قرض سے سبکدوش ہوسکے،

اور بعد ادائے قرض اس کے پاس نصاب کے بقدر مال باقی نہ رہے، اتنی رقم دینے میں کچھ حرج نہیں، اور اس سے صاحب مال کی زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔
مقروض زکوۃ پر قبضہ کر کے اس کا مالک بن جائے، اور پھر وہ رقم اپنے قرض میں واپس دے تو زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی، اور قرض بھی ادا ہو جائے گا۔
(۲) یہ بھی جائز ہے۔ (۳) حوائج اصلیہ کے علاوہ کوئی چیز نصاب کے برابر قیمت کی ان کے پاس نہ ہو، اور نہ ہی کسی نصاب کے مالک ہوں، یا ان کے پاس موجود مال کو قرض محیط ہو، تو وہ زکوۃ کے مستحق ہیں۔ (۴) وکیل امانتدار ہوتا ہے، مؤکل کے ارشاد کے خلاف عمل کرنے کا اس کو حق نہیں ہے، مخالفت کی صورت میں وکیل ضامن ہوگا، اور زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مظاہر العلوم کے مفتی حضرت مولانا مفتی یحییٰ صاحب کا جواب

(۱) اگر مقروض کسان سید نہ ہو، اور اسے زکوۃ کی رقم کا مالک بنا دیا جائے، تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، پھر وہ خود قرض خواہ ادارہ کو قرض میں وہ رقم دے دے، یا قرض خواہ جبراً اس سے وصول کر لے، ہر حالت میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲) نصاب سے زیادہ رقم دینا مکروہ ہے، البتہ زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۴) صاحب نصاب نے جن کسانوں کو زکوۃ کی رقم دینے کا وکیل بنایا ہے، وہ وکیل کسی دوسرے کو وکیل بنا دیں، مثلاً: کسانوں کے کسی سربراہ کو وکیل بنا دیں اور وہ سربراہ زکوۃ کی رقم کسانوں تک پہنچا دے، تو اس سے بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور وکیل اول کے لئے ایسا کرنا جائز بھی ہے، البتہ زکوۃ کی رقم کا مستحق کے قبضہ میں جانا ہر حالت میں ضروری ہے۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی گجرات حضرت مولانا سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری کا جواب

(۱) صاحب نصاب تونگر شخص اگر مزید تونگری کے لئے قرض لیتا ہے، تو ایسے قرضداروں کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، البتہ جو کسان غریب ہو، اور قرض ادا کرنے کے لئے زیور یا زائد از حاجت اصلی زمین یا مکان یا سامان نہ ہو، کہ اسے فروخت کر کے قرض ادا کیا جا سکے، ایسا کسان زکوۃ کا مستحق ہے، اس لئے سوال میں مذکورہ طریقہ سے زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲) زکوۃ کے مستحق قرضدار کو اتنی رقم دی جا سکتی ہے کہ وہ اپنا قرض ادا کرنے کے بعد صاحب نصاب نہ بن جائے۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

و یکره ان یؤت الفقیر اکثر من مئتی درهم، و ان اعطاه جاز عندنا، هذا اذا لم یکن الفقیر مدیوناً، فالدفع الیه مقدارها، لو قضا به دینه لا یبقی له شیء او یبقی دون المئتین، لاباس به۔ الخ

(۳) اگر وہ شخص صاحب نصاب ہے تو جائز نہیں ہے۔ (۴) کسان صاحب نصاب ہے، اور زکوۃ کا مستحق نہیں ہے، یہ معلوم ہونے کے باوجود اسے زکوۃ کی رقم دی جائے گی، تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور جان بوجھ کر دینے کی وجہ سے کارکنان ماخوذ ہوں گے۔

دارالعلوم اشرفیہ کے مفتی حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب کا جواب

جو زراعت پیشہ حضرات حوائج اصلیہ کے پورا کرنے میں مقروض ہو گئے ہوں، جائداد، دولت میں ترقی کے لئے نہیں، وہ زکوۃ کے حقدار ہیں، انہیں زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی، ایک ہاتھ سے لے کر دوسرے ہاتھ سے ادارہ کا قرض ادا کر دینے سے زکوۃ کی ادائے گی میں کوئی حرج نہیں آئے گا، حوائج اصلیہ کے علاوہ جائداد میں اضافہ کے لئے

قرض لینے والے مثلاً فی زمانا ترقی زراعت اسکیم سے فائدہ اٹھانے کے لئے کسان حضرات لون (قرض) لیتے ہیں، انہیں زکوۃ دینا درست نہیں ہے۔ (شامی، امداد الفتاویٰ)

(۲) فقیر کو نصاب کے برابر یا اس سے زائد مال دینا مکروہ ہے، نصاب سے کم دینا چاہئے، البتہ حوائج اصلیہ کے پورا کرنے کے لئے قرض لیا ہو ایسے قرضدار کو اتنی رقم زکوۃ میں دے سکتے ہیں، جس سے وہ اپنے قرض سے سبکدوش ہو سکے، چاہے نصاب سے زائد ہو۔ (عالمگیری، علم الفقہ) (۴) زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اس کا گناہ وکیل کے سر ہوگا، وکیل پر ضمان آئے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دارالعلوم فلاح دارین کے مفتی حضرت مولانا مفتی احمد بیات صاحب کا جواب

(۱) زکوۃ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے مال کا چالیسواں حصہ نکال کر غریب، مستحق زکوۃ کے قبضہ میں اس طرح دینا ہے کہ اس پر سے صاحب مال کا مکمل اختیار ختم ہو جائے، اور وہ اس غریب کی ملکیت میں داخل ہو جائے، اور یہ دینا محض رضائے الٰہی کی غرض سے ہو۔ (مراقی الفلاح: ۳۹۰، مجمع الانہر: ۱/۱۹۲، شامی: ۲/۶)۔ اور ادائے زکوۃ کے صحیح ہونے کے لئے زکوۃ ادا کرتے وقت زکوۃ کی نیت کا ہونا بھی ضروری ہے، چاہے مستحق کو زکوۃ دیتے وقت زکوۃ کی نیت سے دے، یا اپنے مال سے زکوۃ کے نام سے کچھ رقم جدا کر کے رکھتے وقت زکوۃ کی نیت کی، اور پھر اسی مال سے غرباء کو دیتا گیا، تو بھی زکوۃ ادا ہوگئی۔ (مجمع الانہر: ۱/۱۹۵، ۱۹۶، مراقی الفلاح: ۳۹۰، شامی: ۲/۱۱)

ایک شخص زکوۃ کا حقدار ہے، اس کو بنام قرض یا ہبہ زکوۃ دی جائے، اس لئے کہ اگر زکوۃ کے

نام سے اسے یہ رقم دیں گے تو وہ نہیں لے گا، تو ایسی صورت میں زکوۃ دیتے وقت صاحب مال نے دل میں زکوۃ کی نیت کی اور زبان سے کہا کہ یہ بخشش ہے، تو بھی زکوۃ ادا ہوگئی، ادائے زکوۃ کے صحیح ہونے کے لئے مستحق کے علم میں اس رقم کا زکوۃ ہونا ضروری نہیں۔(مراقی الفلاح:۳۹۱)۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں زکوۃ کے حقداروں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: کسی شخص نے اپنے بال بچوں کی ذمہ داری پورا کرنے یا گاؤں میں لڑائی جھگڑے کو ختم کرنے یا دو گروہ میں صلح کرانے کے لئے رقم خرچ کی، اور اس میں وہ مقروض ہوگیا، اور اس کے پاس اس کے قرض سے سبکدوش ہونے کے لئے رقم نہیں ہے، تو وہ شخص زکوۃ کا حقدار ہے۔ اور فقہاء نے لکھا ہے کہ فقیر مسکین کو دینے سے ایسے مقروض کو دینے میں زیادہ ثواب ہے۔(مجمع الانہر:۱/۲۲۱، در مختار مع الشامی:۲/۶۱) قرضدار کو دینے میں ثواب زیادہ ہے۔(مراقی الفلاح:۳۳۹) فقیر مسکین سے زیادہ قرضدار کو دینے میں ثواب ہے۔(عالمگیری:۱/۱۵۰)۔

جب کسان قرض میں غرق ہے، اور سودی قرض لے کر اپنی ضرورتیں پوری کر رہا ہے، اور سود در سود کا سلسلہ چلتا ہے، مثلاً: نقد پر سود، پھر کسان نے مونگ پھلی ادارہ کو دی تو پیشگی کی رقم پر سود، روئی ڈالی تو اس کی پیشگی پر سود، ان حالات میں کسانوں کی مدد کرنا اور انہیں زکوۃ دینا بہت ثواب کا کام ہے، اور اس سے کسان کے لئے سود جیسے ملعون گناہ سے بچنا آسان ہوگا۔

بیرون ملک رہنے والے بھائی یہاں اپنے ملک میں زکوۃ بھیجیں گے تو یہاں رشتہ داری کا تعلق بھی ہے، تو صلہ رحمی اور اچھے سلوک کا بھی ثواب ملے گا، زکوۃ صدقات، منت کے مال کے اول مستحق اپنے بھائی، بہن اور ان کی اولاد ہے، پھر چچا اور پھوپھی اور ان کی اولاد، پھر ماموں، خالہ اور ان کی اولاد، پھر ذوی الارحام پھر پڑوسی ہے۔ اس لئے ان رشتہ داروں کو

زکوۃ دینے سے صلہ رحمی کا ثواب بھی ملے گا۔ (عالمگیری: ۱/۱۵۱، مراقی الفلاح: ۳۹۴) بعض علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر اقرباء میں کوئی محتاج مستحق زکوۃ موجود ہے، تو اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کو زکوۃ دینے سے زکوۃ قبول نہیں ہوگی۔ (مجمع الانہر: ۱/۲۲۶)

ان حوالوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مالدار صاحب زکوۃ شخص اپنے معتمد کارکن کو زکوۃ کی رقم دے کر وکیل بنادے، اور وہ معتمد غریب کسان کو وہ زکوۃ کی رقم دے، تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور جس قرضدار کے پاس اپنے قرض کو ادا کرنے کے لئے رقم نہ ہو وہ زکوۃ کا حقدار ہے۔

اس لئے بیرون رہائش رکھنے والے وہ بھائی جو اپنے گاؤں، خاندان، قبیلہ کے لئے اس طرح کی مدد کرنا چاہتے ہیں، وہ بہت ہی ثواب کا کام ہے، اور آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے، اللہ اس کی مدد کرتے ہیں۔ (الحدیث) اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کی مدد کی فکر میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی تمام فکروں کو دور کر دیتے ہیں۔ (الحدیث)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قیامت کے دن کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے چھوٹنا چاہتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ فقراء کی فکروں اور تکلیفوں کو دور کرے۔ (مسلم شریف)۔

خلاصہ یہ کہ مقروض کسان کی مدد کرنا بہت ہی ثواب کا کام ہے، اور زکوۃ دہندگان کی زکوۃ بلا تردد ادا ہو جائے گی۔

(۲) مقروض کو اس کے قرض کی مقدار کے برابر پانچ دس ہزار روپیہ زکوۃ میں دینا جائز ہے، ۳۶۰۰ روپئے چاندی کا نصاب ہے، لیکن اگر اتنی رقم کا اس پر قرض ہو تو اتنی رقم دینا جائز ہے، البتہ قرض سے سبکدوش ہونے پر اتنا مال نہ بچے جو نصاب کے برابر ہو، مثلاً کسی پر

چار ہزار روپیہ قرض ہے، تو اس شخص کو ۴۶۰۰ روپیہ نہیں دینے چاہئے کہ ۴۰۰۰ روپے قرض ادا کرنے کے بعد اس کے پاس ۶۰۰ روپیہ نصاب کے برابر مال بچ جائے۔ (مراقی الفلاح: ۳۹۳، عالمگیری: ۱۶۱)

البتہ اگر کوئی شخص اپنے رشتہ دار وغیرہ کی زیادہ مدد کرنا چاہے تو اس شخص کے لڑکے یا گھر کے دوسرے افراد کے ہاتھ میں جو مستحق زکوۃ ہوں تھوڑی تھوڑی اور رقم رکھ دے، پھر چاہے مجموعی رقم نصاب سے زائد کیوں نہ بنتی ہو، اس طرح دینا جائز ہے۔ (فتاوی قاضی خان)۔

بعض علماء کے قول کے مطابق کسی فقیر کو جس کی کفالت میں دو تین لڑکے لڑکیاں ہوں، اس کو دو تین نصاب کے برابر مال دینا کہ اس کے گھر کے تمام افراد پر یکساں تقسیم کرنے پر کسی کے پاس بھی نصاب کے برابر مال نہ بچے جائز اور درست ہے۔ (درمختار، شامی: ۶۸/۲)

لہذا صورت مسئولہ میں ایک نصاب سے زائد رقم دینا درست ہے۔

(۳) جو شخص سونے یا چاندی کے نصاب کا مالک ہو، اسے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، روپے، چاندی، سونا یا تجارت کا مال نصاب کے برابر ہو یا ضرورت اصلی کے علاوہ کی کوئی چیز (جو سال میں ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں ہوتی) نصاب کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے شخص کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۴۹، مجمع الانہر: ۲۲۳/۱)

کسی کے پاس دو مکان ہیں، ایک میں رہائش رکھتا ہے، اور دوسرا فاضل ہے، تو اس کی قیمت دیکھ لی جائے، اگر نصاب کی قیمت کو پہونچ جاتی ہے، تو اسے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، البتہ اگر یہ مکان کرایہ پر دیا ہو، اور اس مکان کے کرایہ سے اس کا خرچ پورا ہوتا ہو، بغیر اس کرایہ کے اس کا خرچ پورا ہونا مشکل ہو، تو یہ مکان حاجت اصلی میں داخل ہے، یا مکان کی قیمت نصاب کے برابر کی نہ ہو تو ایسے شخص کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (مجمع الانہر: ۲۲۳/۱)۔

آلات زراعت نیز ضروری مال وسامان جو سال میں ایک مرتبہ ہی استعمال ہوتے ہیں وہ ضرورت میں داخل ہیں، ان کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا۔(مجمع الانہر:۲۲۲/۱)۔

مالداری کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ مالداری جس پر زکوۃ فرض ہو جاتی ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے لئے زکوۃ لینا اور مانگنا دونوں حرام ہیں۔(۲) وہ مالداری جس پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی، البتہ صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہے۔ جس شخص کے پاس نقدی، یا سونا چاندی نصاب کے برابر نہیں ہے، البتہ گھر میں فرنیچر، آرائش کی چیزیں، ایسے کپڑے اور مکان اور سامان جو سال میں ایک مرتبہ بھی استعمال میں نہیں آتے، اور ان کی قیمت نصاب کو پہونچ جاتی ہے تو اس پر صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہے، البتہ زکوۃ واجب نہیں۔ اور ایسے شخص کے لئے بھی زکوۃ لینا یا مانگنا حرام ہے۔(۳) جس شخص کے پاس ایک دن اور رات کا کھانا پینا ہو، اور بدن چھپانے کے لئے ٹھنڈی، یا گرمی کے کپڑے ہوں، تو اس شخص کے لئے سوال کرنا حرام ہے، لیکن ایسے شخص کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(مجمع الانہر:۱، شامی:۶۹/۲) البتہ اس تیسری قسم کے طالب علم یا مجاہد کے لئے سوال کرنا جائز ہے۔(شامی، عالمگیری، مجمع الانہر)

اس تفصیل کے بعد یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اگر کوئی شخص مالداری بڑھانے کے لئے قرض لیتا ہے، تو اس کے لئے زکوۃ لینا حرام ہے۔ البتہ کسی کا گذر بسر ۱۵ سے ۲۰ بیگھہ زمین میں نہیں ہوتا، اور گھر میں زیب وزینت کا سامان یا فرنیچر وغیرہ بھی نہیں ہے، اور بال بچوں کے گذر وبسر کے لئے قرض لے کر زیادہ زمین خریدی ہوتا کہ آمدنی زیادہ ہو، تو اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔

(۴) صاحب مال یا اس کے وکیل کے لئے ضروری ہے کہ صحیح حقداروں تک زکوۃ کی رقم

پہنچائے، وکیل نے کسی کسان کو حقدار یقین کیا، اور اسے زکوۃ دے دی، پھر معلوم ہوا کہ وہ کسان زکوۃ کا حقدار نہیں تھا، تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک زکوۃ ادا ہو جائے گی۔
(عالمگیری: ۱۵۱، درمختار مع الشامی: ۲/ ۶۸، مجمع الانہر: ۲۲۵)

البتہ صاحب مال یا اس کے وکیل کو یہ یقین ہو کہ یہ زکوۃ کا حقدار نہیں ہے، اور اسے زکوۃ دے دی، تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور پوری ذمہ داری وکیل کے سر رہے گی۔ (شامی: ۲/ ۶۷)
اس لئے کارکنان کے لئے ضروری ہے کہ پوری تحقیق کرنے کے بعد بہت احتیاط سے کام کریں، جواب نمبر: ۳ میں زیادہ تفصیل آگئی ہے، اس لئے کارکنان کے لئے ضروری ہے کہ صاحب مال جس شرائط کے ساتھ زکوۃ دینے کے لئے کہیں ان کی مکمل رعایت کریں، ان شرائط کے خلاف کرنا جائز نہیں ہے، اور غیر مستحق کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور پوری ذمہ داری کارکنان کے سر رہے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۶۶﴾ کیا صدقہ کا گوشت مالدار کھا سکتے ہیں؟

سوال: ایک مالدار شخص گائے کا صدقہ کرتا ہے، اور یہ نیت کرتا ہے کہ مالدار، غریب سب کھا سکتے ہیں، تو صورت مسئولہ میں صدقہ کون کھا سکتا ہے، اور صدقہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ یہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... جو شخص اپنے مال میں سے کوئی بھی چیز اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کی نیت سے اللہ کی مخلوق کو دے اور اس پر سے اپنی ملکیت ختم کردے، تو اسے صدقہ کہا جاتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) صدقات نافلہ (۲) صدقات واجبہ

(۱) صدقات نافلہ: غریب محتاج، غیر مسلم اور مالدار بھی کھا سکتا ہے، غیر مسلم اور مالدار کو دینے میں ثواب کم ملے گا، جب کہ بعض فقہاء کے قول کے مطابق مالدار کو دی گئی یا کھلائی گئی چیز صدقہ نہیں رہتی، بلکہ بخشش اور ہدیہ بن جاتی ہے۔ (۲) صدقات واجبہ: صرف غریب، محتاج اور مسلمان کو ہی دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۶۷﴾ زکوۃ میں روپیوں کے بجائے کوئی دوسری چیز دینا

سوال: زکوۃ میں روپیوں کے بجائے کوئی دوسری چیز دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ، صدقات وغیرہ میں جو چیز واجب ہوئی ہو، ان کے بجائے ان کی قیمت کے برابر نقد یا کوئی اور چیز مستحق کو دینا بھی درست ہے۔ (ہدایہ: ۱، حسامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۶۸﴾ جس بچہ کی ماں یا باپ مسلمان نہ ہو تو کیا اس پر زکوۃ واجب ہوگی؟

سوال: مشترک کلچر کے گھرانوں کے بچے، جن کے ماں یا باپ مسلمان نہ ہوں اور وہ خود کو مسلمان کہتے ہیں، کبھی پوجا وغیرہ میں بھی شرکت کرتے ہیں، اگر وہ زکوۃ دیں تو کیا اسے زکوۃ مانا جائے؟ یا اسے مد تعاون میں شمار کر کے عمومی مصرف پر صرف کیا جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: ...... مشترک کلچر کے لوگ جن میں کوئی ماں یا باپ مسلمان ہو تو ''الولد تابع لخیر دین الابوین '' کی وجہ سے وہ بچے مسلمان مانے جائیں گے، بالغ ہونے کے بعد ان کے پاس مال ہو، تو ان پر زکوۃ وغیرہ بھی واجب ہوگی، دوسری صورت میں وہ لوگ جو بالغ ہونے کے بعد اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں وہ بھی مسلمان ہی سمجھے جائیں گے، کیونکہ ظاہری طور پر وہ ایمان کا اقرار کر رہے ہیں، اور وہ زکوۃ کی رقم کہہ کر

دے رہے ہیں، تو اس کو لینا بھی درست ہے، اور بعد زکوۃ خرچ کرنا بھی لازم ہے۔

﴿۱۴۶۹﴾ مستحق کو چیز سے صرف فائدہ اٹھانے کا حق دیا جائے تو اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

سوال: کسی مستحق زکوۃ شخص کو آلہ تجارت دینے کے بجائے زکوۃ فنڈ سے (کوئی سلائی سینٹر یا ڈرائیونگ سینٹر بنا کر) اس تجارتی سینٹر میں کام پر لگوایا جائے، اور اس سے حاصل شدہ منافع کا مالک بنایا جائے، تو کیا یہ صورت جائز ہے؟ مثلاً: (۱) رکشا خریدا، اور تین شفٹ میں تین آدمی ڈرائیونگ پر متعین کیے، اور اس وقت میں جو آمدنی موصول ہو اس میں سے مینٹیننس (MAINTAINANCE) نکال کر اسے دیا جائے، اور اسے وہ چیزیں دی جائیں جو عام طور پر بمبئی میں رائج ہیں، اس طرح ہاتھ گاڑی، سلائی مشین وغیرہ یا کوئی صنعتی کارخانہ بنا کر مستحق زکوۃ کو دیا جائے، لیکن از اس مالک نہ بنایا جائے، البتہ اس کے منافع کا وہ حقدار رہے گا تو اس طرح ان چیزوں کے دینے سے زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مستحقین زکوۃ کو مالک بنا کر روپے دینا جائز ہے، اسی طرح مشین، رکشا وغیرہ خرید کر تملیکاً دینا بھی درست ہے، ان چیزوں کو تملیکاً نہ دیا جائے، صرف اس سے فائدہ اٹھانے کا حق دیا جائے تو اس صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔
کما فی رد المحتار فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۷۰﴾ فی زماننا عاملین زکوۃ کو زکوۃ سے تنخواہ دے سکتے ہیں؟

سوال: ہم بمبئی کی سطح پر اجتماعی زکوۃ کا نظم کر رہے ہیں، کیا ہم عاملین زکوۃ کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہیں دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......جن لوگوں پر اپنے مال کی زکوۃ فرض ہے، ان سے زکوۃ لی جائے اور مستحقین کوادا کی جائے، جوان کے لئے بھی مفید ہواور آسان ہو، بہت اچھا کام ہے، اسلامی حکومت میں بیت المال کا جو طریقہ تھا اس پر عمل کرنا اس وقت اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے مشکل ہے، لیکن صورۃً ایسی صورت پیدا کرنا اور لوگوں کو فائدہ پہونچانا بہت مناسب اور کار خیر ہے، لیکن موجودہ فتنہ کے دور میں آگے چل کر احکامات سے تغافل برتا جاتا ہے، خیانت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، اس سے بہت بڑا نقصان اور بے عزتی ہوتی ہے، زکوۃ والوں کی زکوۃ ادانہیں ہوتی، ان کا فریضہ باقی رہ جاتا ہے، جو سراسر 'خسر الدنیا و الآخرۃ' کا مصداق ہے، اس کا پورا خیال رکھنا چاہئے۔

اسلامی حکومت کی طرف سے بیت المال کا نظام ہوتو اس میں کام کرنے والے عامل کو زکوۃ کی مد سے تنخواہ لینا جائز اور درست ہے، قرآن پاک اور فقہ کی ہر کتاب میں اس کی تصریح ہے، لیکن ہم نے اپنے طور پر جو ادارہ قائم کیا ہے اس میں زکوۃ وصول کرنے والے کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ وصول کرنے والا صرف سفیر اور معاون کا درجہ رکھتا ہے، اور عامل حکومت کی طرف سے متعین ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۷۱﴾ جو زکوۃ لیتا ہو اس کے یہاں کھانا کھانا کیسا ہے؟

سوال: جو شخص زکوۃ کا حقدار ہو اور زکوۃ لیتا ہو، اور وہ کبھی کھانے پینے، چائے پانی کی دعوت دے تو اس کے یہاں چائے پانی یا کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ تفصیل سے بتائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......زکوۃ لینے والا شخص صحیح معنوں میں زکوۃ کا حقدار ہو، اور وہ ان روپیوں سے چائے پانی یا کھانے کی دعوت کرے تو اس کے قبول کرنے میں شرعاً

کوئی حرج نہیں ہے، مالدار ہو یا غریب سب کھا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۷۲﴾ زکوۃ کے روپیوں سے قبرستان کا کمپاؤنڈ بنانا

سوال: ہمارے یہاں قبرستان کے چاروں طرف کمپاؤنڈ کرنے کا ارادہ ہے، تو زکوۃ کے روپیوں سے کمپاؤنڈ کی دیوار بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ کے روپیوں سے قبرستان کا کمپاؤنڈ بنانا جائز نہیں ہے، اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، زکوۃ کے روپئے کسی غریب مسلمان کو دے کر مالک بنا دیا جائے، پھر وہ اپنے قبضہ میں لے کر جو کام کرانا چاہے کرا سکتا ہے۔ (شامی، عالمگیری)

﴿۱۴۷۳﴾ کیا وکیل زکوۃ کی رقم پہونچانے پر اجرت لے سکتا ہے؟

سوال: میرے پاس جو رقم آتی ہے، وہ پوری رقم میں بینک معرفت یا پوسٹ سے انڈیا بھیج دیتا ہوں، اس پر صاحب مال سے کوئی خرچ نہیں لیتا ہوں، جو خرچ ہوتا ہے وہ پورا میں اٹھاتا ہوں، لیکن انڈیا پہونچنے کے بعد ہر ایک کے گھر تک پہونچانے میں جو خرچ ہوتا ہے، کیا یہ خرچ زکوۃ کی رقم سے وصول کر سکتے ہیں؟ یا یہ خرچ کسی سے لے سکتے ہیں؟ صاحب مال تو پانچ، پچیس یا سو، دو سو روپیہ زکوۃ میں دے کر بری ہو جاتا ہے، اب یہ پہونچانے کی ذمہ داری ہمارے اوپر آتی ہے، سالوں سے لوگ اسی طرح زکوۃ بھیجتے آرہے ہیں، اور لوگ زکوۃ ہی میں سے خرچ منہا کرتے ہیں، تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ برائے کرم فقہ وسنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ تب ہی ادا ہوگی جب زکوۃ کی رقم پوری کی پوری کسی مستحق کے قبضہ میں پہونچ جائے، اس لئے مستحق جتنی رقم کا مالک بنے گا، اتنی ہی رقم

کی زکوۃ ادا ہوگی۔ اگر کوئی شخص بذریعہ وکیل زکوۃ کی رقم بھیجے تو مستحق تک پہونچانے میں جو بھی خرچ ہو وہ وکیل للہ اپنی طرف سے دے، یا موکل سے زیادہ کی رقم کا مطالبہ کرے، اس لئے کہ اگر زکوۃ کی رقم ہی میں سے بھیجنے کا خرچ کیا تو جتنا خرچ کیا اتنی رقم کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، بینک یا دوسرے کسی ادارہ سے رقم ارسال کرنے پر ڈرافٹ بنایا یا لیا جاتا ہے، تو مطلوبہ رقم سے زیادہ روپئے بنام ارسال خرچ کے دینے پڑتے ہیں ایسا ہی یہاں بھی سمجھنا چاہئے۔

﴿۱۴۷۴﴾ شیئرز کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ

سوال: شیئرز کی زکوۃ نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟ شیئرز کی مارکیٹ ویلیو پر زکوۃ واجب ہوگی؟ یا ڈیویڈنٹ (Dividend) پر زکوۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... شیئرز پر بھی زکوۃ فرض ہے، اور جس دن زکوۃ کا سال ختم ہوتا ہو اس دن اس شیئرز کی جو قیمت ہو اس قیمت کے اعتبار سے زکوۃ واجب ہوگی، مثلاً: ایک شیئرز دس روپیہ کا ہے، لیکن اس دن بازار میں اس کا نرخ ۵۰۰ روپئے ہے، تو ۵۰۰ روپئے پر زکوۃ فرض ہوگی، اصل قیمت یا ڈیویڈنٹ کی قیمت کے اعتبار سے زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۷۵﴾ صدقۂ فطر میں نقد روپئے دینا کیسا ہے؟

سوال: اگر کوئی شخص صدقۂ فطر میں گیہوں، جو، کھجور یا کشمش نہ دے اور اس کے بجائے اس کی قیمت مستحقین میں تقسیم کردے تو جائز ہے یا نہیں؟ نیز صدقۂ فطر میں روپئے دینا حدیث یا کسی فقہ کی کتاب سے ثابت ہو تو اس کی دلیل ضرور بتلائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ، صدقات وغیرہ میں جو چیز واجب ہوئی ہو اس

کے علاوہ کوئی اور چیز اسی قیمت کی مستحق کو دینا یا اس قیمت کے برابر مستحق کو روپے دینا بھی جائز ہے، زکوٰۃ وصدقات بلا شبہ ادا ہو جائیں گے۔ (ہدایہ: ا، حسامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۷۶﴾ فاسق کو صدقات، خیرات دینا

سوال: ایک شخص گناہوں میں ملوث رہتا ہے، شراب فسق وفجور کا عادی ہے، اور مالدار ہے، اس کے پاس ریس کے گھوڑے ہیں، اور جوا کھیلتا ہے، کرکٹ کھیلتا ہے، قمار میں ۳۰۰۰ روپے کماتا ہے، ایسے شخص کے لئے چندہ کرنا، یا چندہ میں روپئے دینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ شخص جب تونگر ہے، اور اپنے روپے شریعت کے منع فرمودہ کاموں میں خرچ کرتا ہے، ایسوں کو صدقات، خیرات، للہ، بخشش وغیرہ دینا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان۔ گناہ اور سرکشی کے کاموں میں مدد نہ کرو، اس آیت میں حرام کاموں میں مدد کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس شخص کے لئے چندہ کرنا یا چندہ میں رقم دینا حرام کاموں میں اس کی مدد کرنے کے برابر ہے، جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۷۷﴾ کیا فاسق، گنہگار کا صدقہ اللہ کے یہاں قبول ہوگا؟

سوال: ایک شخص حلال وحرام میں فرق نہیں رکھتا، اور نہ ہی حلال حرام کو جانتا ہے، البتہ یہ شخص سنت وفرض صدقات خوب کثرت سے کرتا ہے، روپیوں سے امداد بہت کرتا ہے، ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اس کے صدقات اللہ کے یہاں قابل قبول ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جو شخص حلال وحرام میں فرق نہیں کرتا، اور حرام کاموں سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا، البتہ فرض، سنت صدقات کثرت سے کرتا ہے، تو اس کے سر

سے فریضہ تو ادا ہو جائے گا، لیکن بارگاہ ایزدی میں قبول نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۷۸﴾ صدقۂ فطر کب واجب ہوگا؟

سوال: قرض ہونے کی وجہ سے رمضان میں مجھ پر زکوۃ فرض نہیں تھی، اور قربانی بھی واجب نہیں تھی، البتہ عید سے قبل میرا قرض ادا ہو گیا، اور ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر قیمت بھی میرے پاس بچی ہے، تو اب مجھ پر قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... عید الفطر کے دن صبح صادق سے قبل اور دسویں ذی الحجہ کو صبح صادق سے قبل نصاب کے برابر مال ہو اور قرض نہ ہو، تو صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہو جاتی ہے، ان دونوں چیزوں کے واجب ہونے کے لئے مال پر سال کا گزرنا شرط نہیں ہے۔

﴿۱۴۷۹﴾ بیوہ صاحب نصاب کے لئے زکوۃ کی رقم سے مکان خریدنے کی کیا صورت ہے؟

سوال: بعض آدمیوں نے ایک آدمی کے علاج کے لئے بڑی رقم بھیجی تھی، لیکن اس آدمی کا انتقال ہو گیا، اب وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اس رقم سے مرحوم کی بیوہ اور دو چھوٹے بچے ہیں ان کے لئے گھر خرید کر دیں، لیکن بیوہ عورت کے پاس زیورات ہیں، مذکورہ رقم زکوۃ کی ہے، زکوۃ دینے والے چاہتے ہیں کہ یتیم بچوں کیلئے رہائش کا انتظام ہو جائے، ان کی آمدنی کا کوئی انتظام نہیں ہے، زکوۃ کی رقم سے گھر خرید کر دیتے ہیں، تو بیوہ ماں کے پاس زیورات ہیں، اس لئے مشکل ہے، مکان بیوہ عورت اور اس کے دونوں بچوں کے نام کرنا چاہتے ہیں، اس کی بہتر صورت کیا ہوگی؟ تحریر فرمائیں، عنایت ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جن آدمیوں نے زکوۃ کی رقم کسی بیمار کے علاج کرنے کے لئے بھیجی وہ رقم مستحق بیمار تک پہونچنے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا، اس لئے وہ رقم

ابھی زکوۃ کی ہی رہے گی، جب تک مستحقوں کو دے کر قبضہ نہ کرادیا جائے، زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ اب اگر زکوۃ کی رقم دینے والے چاہتے ہیں کہ اس رقم سے عورت اور دونوں یتیم بچوں کے لئے رہنے کی سہولت ہو اس لئے مکان خرید کر دیدیں، لیکن وہ بھی صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ عورت کے پاس زیورات ہیں جس کی وجہ سے صاحب نصاب ہو کر زکوۃ لینے کی حقدار نہیں ہے۔

اس میں سہولت کا راستہ یہ ہے کہ عورت زیورات بیچ کر اپنے اور بچوں کے نام پر مکان خرید لے، زیورات کی قیمت سے ابتدائی معاملات نمٹ سکتے ہیں، پھر وہ مکان خریدنے کی وجہ سے مقروض ہو جائے گی، اس زکوۃ کی رقم سے وہ اپنا قرضہ ادا کرلے اور مکان کا معاملہ صاف کرلے، اس کے اور بچوں کے لئے مکان کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور روپے بچے تو اس سے زیورات بھی خرید سکتی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی محتاج مستحق زکوۃ کو یہ رقم دے کر مالک بنایا جائے، وہ مالک بن کر مکان خرید لے، اور بعد میں اس عورت یا بچوں کے نام بخشش کر دے تو زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور عورت کو زیورات بھی بیچنے نہیں پڑیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۸۰﴾ کیا وکیل زکوۃ کی رقم سے اجرت لے سکتا ہے؟

سوال: ایک شخص کو کچھ لوگ مصارف زکوۃ میں زکوۃ کی رقم صرف کرنے کا وکیل بناتے ہیں، وکیل زکوۃ کی رقم کے حساب کیلئے دوسرے شخص کو بطور اجرت رکھتا ہے، اس کی اجرت کی رقم زکوۃ سے دی جا سکتی ہے؟ یہ شخص عاملین علیہا میں داخل ہے یا نہیں؟ اگر جواز کی کوئی شکل ہو تو تحریر فرمائیں، اور عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اموال باطنہ، سونا چاندی نقد وغیرہ کی زکوۃ جس پر واجب ہو، اس کو خود ادا کرنی چاہئے، اگر وکیل بنا کر اس کی معرفت ادا کرنا چاہے، تو وہ بھی کر سکتے ہیں، لیکن وکیل دوسرے شخص سے کام لینا چاہے تو اس کی تنخواہ یا اجرت خود وکیل کے ذمہ ہے، چندہ یا زکوۃ کے روپیوں سے اس کام کے لئے اجرت پر رکھنا اور اس رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں ہے، اتنی رقم کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور اس کا ضامن وکیل ہوگا۔

آپ نے پوچھا عاملین علیھا جو قرآن میں ہے، اس میں یہ شخص داخل ہے کہ نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عاملین میں داخل نہیں ہے، اور اس کی وجہ اور تفصیل معلوم کرنا ہو تو معارف القرآن جلد: چہارم میں اس آیت کی تفسیر اور تفصیل دیکھ لی جائے۔

﴿۱۴۸۱﴾ بیوی کو زیورات ہبہ کرنے کے بعد زکوۃ کس پر واجب ہوگی؟

سوال: میں نے اپنی بیوی اور لڑکی کو پہننے کے لئے زیورات بنا کر دئے تھے، جو فی الحال وہ لوگ پہنتے ہیں، میں ہر سال ان زیورات کی زکوۃ نکالتا ہوں، اب میرا ارادہ یہ ہے کہ اپنی بیوی اور لڑکی کو وہ زیورات ہبہ کردوں، اور ان زیورات کا انہیں مالک بنا دوں، تو ہبہ کرنے کے بعد ان زیورات کی زکوۃ کس کے ذمہ واجب ہوگی؟ کیا مجھے اس کی زکوۃ دینی ہوگی؟ کیا میری بیوی اور لڑکی پر اس کی زکوۃ واجب ہوگی؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً:...... آپ نے اپنی بیوی اور لڑکی کیلئے جو زیورات بنائے تھے وہ آپ کی ملکیت کے ہیں، اور ان کے پاس وہ زیورات عاریت ہیں، جسے وہ پہنتے ہیں، اس پر آپ کو ثواب ملے گا، اور ملکیت آپ کی ہونے کی وجہ سے زکوۃ آپ پر واجب ہوگی۔

اب اگر یہ زیورات آپ اپنی بیوی اور لڑکی کو ہبہ کرنا چاہتے ہیں، تو ہبہ کر سکتے ہیں، اور بعد ہبہ کے جب زیورات ان کے قبضہ میں آجائیں گے تو اس پر ان کی ملکیت ہو جائے گی، اور ان کی ملک میں آنے کے بعد اگر ان کے پاس نصاب مکمل ہو جاتا ہو تو ان پر زکوۃ واجب ہوگی، اور بعد ہبہ کے آپ پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۸۲﴾ درمیان سال آنے والی رقم کی زکوۃ کب نکالی جائے؟

سوال: رمضان شریف میں زکوۃ کا حساب الگ کر کے زکوۃ کی نیت سے روپے رکھ دیے، اور جنہیں دینا تھا دے دیے، اس درمیان میرے پاس دوسری ایک رقم آگئی، تو اس رقم کی زکوۃ اس سال دینی پڑے گی یا آئندہ سال اس کا حساب لگانا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... جس دن زکوۃ کا سال ختم ہوتا ہو، اس دن آپ کے پاس جو رقم ہو اس کا حساب کر کے زکوۃ کی رقم الگ رکھ دی، چاہے ابھی مستحقین میں تقسیم کی ہو یا نہ کی ہو، دوسرے دن یا اس کے بعد کسی بھی دن دوسری نئی رقم آگئی تو ابھی اس رقم کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، آئندہ سال جب زکوۃ کا حساب لگایا جائے گا تب اگر وہ رقم موجود ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۲۸۳﴾ مقروض زکوۃ لے سکتا ہے؟

سوال: بعد سلام گزارش ہے کہ ہمارے نیچے لکھے ہوئے سوال کا شریعت کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں، جزاکم اللہ خیرا

آج سے تین سال قبل میں نے اسی ہزار روپے کا قرض لیا تھا، اس رقم سے میں نے اپنے گھر کی مرمت کا کام کروایا، اور کچھ رقم میری شادی میں خرچ ہوئی، اس وقت میری والدہ کو

ان کے والد کی میراث سے تین لاکھ روپے ملنے والے تھے، جس میں سے یہ اسی ہزار ہم ادا کرنے والے تھے، لیکن میرے ماموں کے انتقال کے بعد ان کے بچوں نے میری والدہ کو ان کا حق میراث دینے سے انکار کر دیا، اور مجھ پر وہ اسی ہزار کا قرض ادا کرنا باقی ہے، میری تنخواہ اتنی نہیں ہے کہ میں یہ قرض ادا کر سکوں، اور قرض خواہ گھر آ کر تنگ کرتا ہے، میں نے سود پر اسی ہزار لے کر وہ قرض ادا کر دیا، لیکن یہ تین سال میں وہ قرض سود کے ساتھ بڑھ کر دو لاکھ روپے ہو گیا، تو میرے گھر والوں نے جھگڑا کر کے مجھے گھر سے نکال دیا، اب میں کرایہ کے گھر میں رہتا ہوں، اور میری آمدنی اتنی نہیں ہے کہ میں یہ قرض ادا کر سکوں، اور میرے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہیں ہے کہ اسے بیچ کر کام میں لا سکوں، اور سود والے قرض کے لئے بہت پریشان کرتے ہیں، اور میرے گھر والے بھی میرا ساتھ نہیں ہیں، تو میں کسی سے زکوۃ یا صدقہ کی رقم لے کر اپنا قرض ادا کر سکتا ہوں؟ اگر کوئی مجھے زکوۃ کی رقم دے تو کیا اس کی زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں آپ قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہو، اور آپ کے پاس کوئی زر و زیورات یا نقدی بھی نہیں ہے، اس لئے آپ شریعت کی نظر میں مستحق زکوۃ ہو، اس لئے اگر کوئی شخص آپ کو زکوۃ کی رقم دے یا آپ کو مطالبہ کرنا پڑے تو یہ بھی جائز ہے، اور اس رقم سے آپ اپنا قرض بھی ادا کر سکتے ہیں۔

﴿۱۴۸۴﴾ بالغ لڑکی ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے زکوۃ لے سکتی ہے؟

سوال: بعد سلام مسنون! مفتی صاحب ایک مسئلہ میں آپ سے رہنمائی چاہتا ہوں۔ میری لڑکی بارہ (۱۲ سال کی) سائنس میں ۷۰ فی صد سے کامیاب ہوئی ہے، اور اسے آگے

ڈاکٹری کی پڑھائی کرنی ہے، اس کے داخلہ کے لئے روپیوں کی ضرورت ہے، میری آمدنی سالانہ چالیس (۴۰) تا پچاس (۵۰) ہزار روپئے ہے، اور ڈاکٹری کی پڑھائی میں سالانہ ۲/لاکھ روپئے کی ضرورت ہوتی ہے، اور بہت سے لوگ روپئے دینے کے لئے راضی بھی ہیں، لیکن وہ روپئے صدقات یا زکوۃ کے ہوں گے یا سود کے، تو میرے لئے لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس لئے فتویٰ پوچھ رہا ہوں، جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں آپ کی لڑکی بالغ ہو، اور اس کے پاس نصاب کے برابر سونا، چاندی یا نقد روپئے نہ ہوں، تو شریعت کی نظر میں وہ زکوۃ کی مستحق کہلائے گی، اس لئے وہ زکوۃ، صدقات اور سود کی رقم لینے کی حقدار ہے، اور اسے زکوۃ دی جائے تو زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی، پھر وہ اس رقم سے اپنی تعلیم کا خرچ اور فیس وغیرہ ادا کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۸۵﴾ مالدار بیوہ زکوۃ لے سکتی ہے؟

سوال: میری بہن بیوہ ہے، اس کی کوئی آمدنی نہیں ہے، میں ہر ماہ سات سو روپئے اس کو دیتا ہوں، جس سے اس کا گھر چلتا ہے، وہ زکوۃ لیتی ہے، اور دوا کے نصف روپئے پنچایت سے ملتے ہیں، زکوۃ کی رقم سے پورا سال نکالتی ہے، اور سود بھی لیتی ہے، اس کے پاس ایک لاکھ روپئے اور دو چوڑیاں ۲۰ ہزار کی ہیں، اب اس کا گھر مالک گھر بنا رہا ہے، وہ میری بہن کو بخشش دینا چاہتا ہے، میری بہن کے دو لڑکے ہیں، اس میں سے ایک کو گھر چاہئے اور دوسرا روپئے مانگتا ہے، گھر کی قیمت اندازاً ۸/لاکھ روپئے ہیں، میری بہن مجھ سے روپیوں کا مطالبہ کر رہی ہے، قریب دو لاکھ روپئے مانگتی ہے، میرے پاس سود کے روپئے ہیں، تو کیا

یہ میں اپنی بہن کو دے سکتا ہوں؟ اور پھر میری بہن وہ روپئے اپنے لڑکے کو دیوے، تو کیا یہ جائز ہے؟ اس لڑکے کے پاس دو موٹر بائک ہیں، ایک اس کی اور ایک اس کی اہلیہ کی، خود کا ایک پرانہ گھر ہے، اس کی تنخواہ ماہانہ ۷، ۸ ہزار ہے، اس کی اہلیہ کے پاس آج کی قیمت کے اعتبار سے ۱۰ ہزار کا سونا ہے، دو موبائل ہیں، اس کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، اسکول، ٹیوشن، دوا وغیرہ کا کچھ خرچہ پنچایت میں سے ملتا ہے تو اس صورت میں میری بہن اسے سود کی رقم دے سکتی ہے یا نہیں؟ میں گنہگار تو نہیں بنوں گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ نے سوال میں لکھا ہے کہ آپ کی بہن بیوہ ہے، اور اس کی کوئی آمدنی نہیں ہے، آپ ہر ماہ اس کی مدد کرتے ہیں، اور آگے لکھتے ہیں کہ بہن کے پاس ایک لاکھ روپئے اور ۲۰ ہزار کی قیمت کی دو چوڑیاں ہے تو ان کے پاس سونا اور نقد اتنا ہے کہ وہ زکوۃ کی حقدار نہیں بنتی، بلکہ ان کے لئے زکوۃ نکالنا فرض ہو جاتا ہے، اس لئے ان کے لئے زکوۃ یا سود کے روپئے لینا بالکل جائز نہیں ہے، بلکہ خود ان پر زکوۃ نکالنا فرض ہے۔

اگر گھر مالک گھر بنا کر تملیکاً دے رہا ہے تو یہ بخشش ہے، اور خوش دلی سے دے رہا ہو تو لینا جائز ہے، قبضہ میں آنے کے بعد بہن اس کی مالک بن جائے گی۔

اور ان کے دو لڑکے جن میں سے ایک گھر کا مطالبہ کرتا ہے، اور ایک روپئے مانگ رہا ہے، تو جب تک ماں حیات ہے، ماں کی ملکیت میں ان کا کوئی حق اور حصہ نہیں ہے، اور ماں کے لئے انہیں دینا ضروری نہیں ہے، بلکہ لڑکوں کو ماں کی مدد کرنی چاہئے۔ بہن اگر محتاج ہو، اور زکوۃ کی مستحق ہو تو اسے زکوۃ کی رقم دے سکتے ہیں، اسی طرح بہن کے لڑکوں پر اگر زکوۃ فرض ہو تو ان کے لئے بھی زکوۃ یا سود کے روپئے لینا جائز نہیں ہے۔ اور اگر غریب محتاج ہوں، زکوۃ کے مستحق ہوں تو زکوۃ یا سود کے روپئے انہیں دینا جائز ہے۔

بہن اگر زکوۃ کی مستحق ہو، اور اسے سود یا زکوۃ کے روپئے دئے جائیں، اور وہ اس کی مالک بن جائے پھر بہن وہ روپئے جہاں خرچ کرنا چاہے، جسے دینا چاہے دے سکتی ہے، اور موہوب لہ کے لئے ان کا استعمال بلاتردد جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۸۶﴾ مشترک میراث پر تقسیم سے قبل زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

سوال: مرحوم محمد پٹیل کی میراث ان کے ورثاء میں تقسیم ہوگئی تھی، اس وقت اس بات پر بھی غور کیا گیا کہ مرحوم محمد پٹیل کا ایک لڑکا شاید برما وغیرہ میں کہیں پر ہے، یہ سوچ کر میراث کا ایک حصہ جدا کر کے محفوظ رکھا گیا۔ بعد میں تحقیق کرنے سے پتہ چلا کہ اس طرح کا مرحوم کا کوئی وارث برما وغیرہ میں نہیں ہے، اس لئے اس کے حصہ کی محفوظ رکھی ہوئی رقم بقیہ ورثاء میں تقسیم کے لئے نکالی گئی، یہ رقم سات سال تک محفوظ رکھی گئی، اب سوال یہ ہے کہ یہ محفوظ رکھی گئی میراث کی رقم پر سات سال کی زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اور تقسیم سے قبل اس کی زکوۃ نکال کر ورثاء کو ان کا حصہ دیا جائے یا بعد از تقسیم ورثاء اس کی زکوۃ نکالیں گے؟ شرعی حکم کیا ہے؟ تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

نوٹ: ورثاء میں سے بعض ورثاء صاحب نصاب ہیں، اور بعض صاحب نصاب نہیں ہیں، اور جو رقم جدا رکھی گئی وہ ایک لاکھ پینتیس ہزار پانچ سو بہتر روپئے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... میراث کا ایک حصہ سات سال تک محفوظ رکھا گیا، اور ورثاء میں تقسیم نہیں کیا گیا، اس مال پر ورثاء کی ملکیت تو تھی، لیکن قبضہ نہیں تھا، اور وجوب زکوۃ کے لئے مال کا مالک ہونا اور قبضہ میں ہونا دونوں ضروری ہیں، اور قبضہ یہاں نہیں تھا، اس لئے اس مال پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی، جب ورثاء میں تقسیم ہوجائے اس کے بعد زکوۃ

کے قاعدہ وقانون کے مطابق زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۲۸۷﴾ کیاانویسٹ کی نیت سے خریدے گئے پلاٹ پرزکوۃ واجب ہوگی؟

سوال: (۱) ایک شخص ایک پلاٹ، یا ایک فلیٹ، یا ایک مکان (انویسٹ کے لئے) خریدتا ہے، اوراس نیت سے خریدتا ہے کہ دو چار (۲،۴) سال میں جب قیمت بڑھ جائے گی تو فروخت کردے گا، اور ہر سال قیمت بڑھتی بھی ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ چیز (پلاٹ وغیرہ) مالِ تجارت کے حکم میں شمار کی جائے گی یا نہیں؟ اور ہر سال اس پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اگر واجب ہوگی تو کس قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی؟ قیمتِ خرید پر یا بازاری قیمت پر؟

(۲) ایک شخص نے ایک پلاٹ چار لاکھ میں خریدا، اور دو لاکھ روپئے فی الفور دے دے، اور بقیہ دو لاکھ زمین کے این او (N.O.) ہوجانے کے دو سال بعد دینے ہیں، اور یہ پلاٹ بھی بیچنے کی نیت سے خریدا ہے، تو کیا اس پلاٹ کی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی؟ اور اگر واجب ہوگی تو کب واجب ہوگی؟ کیا پوری رقم دینے کے بعد جب پلاٹ نام پر ہو جائے اس کے بعد زکوۃ واجب ہوگی؟ اور کیا پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ واجب ہوگی؟ یا ابھی واجب ہوگی تو کتنی قیمت پر؟

(۳) ایک شخص نے فلیٹ خریدا اور کرایہ پر دے دیا، لیکن ساتھ میں نیت یہ ہے کہ فلیٹ کی اچھی قیمت ملے گی تو بیچ ڈالوں گا، اور اس مکان کو دو سال تک کرایہ پر رکھا، اور دو سال کے ماہانہ ۲۰۰۰ روپئے کے حساب سے ۴۸۰۰۰ روپئے کرایہ موصول ہوا، بعد میں خرید کی قیمت سے زیادہ قیمت مل رہی تھی، تو فلیٹ بیچ دیا، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ اس شخص کے لئے زکوۃ کا

کیا مسئلہ ہے؟ کیا کرایہ پر زکوۃ واجب ہوگی؟ یا مکان کی خرید قیمت یا بازار کی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی؟ اور کیا ان دو سالوں کی زکوۃ ایک ساتھ دینی ہوگی؟ یا بیچنے کے بعد آنے والی قیمت پر سال گزرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی؟ بینوا توجروا

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... پلاٹ یا زمین خریدتے وقت یہ نیت کی گئی کہ قیمت بڑھنے پر اسے بیچ دوں گا، یعنی خریدتے وقت بیچنے کی نیت سے خریدا تھا، تو یہ مال تجارت سمجھا جائے گا، اور سال ختم ہونے پر اس کی بازار کی قیمت کے اعتبار سے اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

و ما اشتراها ای للتجارة کان لها لمقارنة النية بعقد التجارة۔ (الدر المختار: ۱۹۳/۲)

(۲) اس شخص نے زمین خریدی اور قیمت کے طور پر دو لاکھ روپے دیئے، اور دو لاکھ روپے دینے باقی ہیں، تو مالکِ زمین نے زمین کا قبضہ دیا ہے یا نہیں؟ اگر قبضہ دیا ہے تو یہ زمین اس شخص کی ملک ہوگئی، اور مالِ تجارت ہونے کی وجہ سے سال کے ختم پر اس کی بازار کی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی، البتہ دو لاکھ روپے جو دینے باقی ہیں، اسے ذمہ پر باقی دین سمجھا جائے گا، اور کل قیمت سے دو لاکھ روپے منہا کرنے کے بعد بقیہ قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی.

اور اگر قبضہ نہیں دیا ہے، تو اس زمین پر فی الحال زکوۃ واجب نہیں ہوگی، جب زمین پر قبضہ مل جائے، تو گزرے ہوئے تمام سالوں کی زکوۃ ایک ساتھ ادا کرنی ہوگی، اور دو لاکھ روپے مبیع کی قیمت کے طور پر دیئے جاچکے ہیں، اس لئے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

(۳) جس وقت فلیٹ خریدا، اس وقت کرایہ پر دینے کی نیت سے خریدا، اور بیچنے کا ارادہ بعد میں ہوا، خریدتے وقت بیچنے کا ارادہ نہیں تھا، تو یہ چیز مالِ تجارت کے حکم میں نہیں آئے گی،

اور کرایہ کی رقم پر اگر نصاب مکمل ہوتا ہو تو سال کے ختم پر زکوۃ واجب ہوگی، فلیٹ یا اس کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، اول کرایہ کی نیت سے مکان خریدا، بعد میں ارادہ بدل گیا، یا قیمت بڑھنے سے بیچ دیا تو اس سے مسئلہ میں فرق نہیں آتا، فروخت کرنے کے بعد دیکھا جائے کہ کیا یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب تھا، اگر پہلے سے صاحب نصاب تھا تو سال کے اخیر میں دوسرے اموال کے ساتھ جوڑ کر اس کا حساب لگایا جائے گا۔

اور اگر خریدتے وقت بیچنے کی نیت تھی، البتہ قیمت زیادہ نہ ملنے کی وجہ سے فی الحال کرایہ پر دیا ہو، تو یہ مال تجارت سمجھا جائے گا، اور سال کے ختم پر اس کی بازار قیمت کے اعتبار سے اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۸۸﴾ کیا مستحق زکوۃ کے روپیوں سے شادی کا کھانا کھلا سکتا ہے؟

سوال: محترم جناب مفتی صاحب! ایک مسئلہ میں آپ سے شرعی رہنمائی چاہتی ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنی زکوۃ اور صدقہ کا روپیہ ایک طرف رکھتی ہوں، اور ضرورت مند پر خرچ کرتی ہوں، میں جس کو زکوۃ اور صدقہ کا روپیہ دیتی ہوں وہ بیوہ ہے، وہ ان روپیوں کو اپنی بچی کی شادی میں کھلانے کے لئے یا اپنی بچی کو جہیز میں دینے کے لئے استعمال کرے تو کیا یہ جائز ہے؟ شادی میں ایسے بھی لوگ آتے ہیں، جو زکوۃ اور صدقے کے مستحق نہیں ہوتے، اور بچی کا سسرال بھی زکوۃ کا مستحق نہیں ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟ جواب جلد ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ہم پر جب زکوۃ فرض ہو جاتی ہے تو اتنی رقم غریب مسلمان محتاج کو مالک بنا کر دینا ضروری ہو جاتا ہے، اور یہ روپئے جب ہم کسی غریب

مسلمان کو مالک بنا کر دیتے ہیں، اور وہ اس پر قبضہ کر لیتا ہے، تو اس رقم کو قبضہ کرتے ہی ہمارا فریضہ اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، اب وہ شخص اس رقم کو جس کام میں خرچ کرنا چاہے کسی کو بخشش دینا چاہے تو اس میں بھی شرعاً کچھ حرج نہیں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں وہ بیوہ عورت اپنی لڑکی کو اس زکوٰۃ وصدقہ کی رقم سے کوئی چیز خرید کر دے یا شادی میں کھانا کھلائے، تو یہ آپ کے لئے، کھانے والے ہر ایک کے لئے اور سسرال والوں کے لئے سب کے لئے جائز ہے، اور کچھ حرج نہیں۔ بیوہ عورت محتاج، ضرورت مند ہے تو اسے شادی بیاہ میں فضول خرچ کرنا یا زیادہ چیزیں دینا یا فضول رسومات کی پابندی سے بچنا چاہئے۔

قال الطيبي اذ التصدق على المحتاج بشيء ملكه فله ان يهديه به الى غيره و هو معنى قول بن الملك فيحل التصدق على من حرم عليه بطريق الهدية۔
(مرقاة: ١٦٧/٤، كذا في الطيبي: ٥٠/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۸۹﴾ قسطوں پر رکشا خریدنے میں زکوٰۃ کی رقم سے پیشگی ادا کرنا

سوال: میں کرائے کی رکشا چلاتا ہوں، جس سے میرا خرچ پورا نہیں ہوتا، اس لئے میں اپنی خود کی رکشا لینا چاہتا ہوں، اور نئی رکشا اگر نقد لی جائے، تو اس کی قیمت تقریباً ۳۰،۰۰۰، روپے ہیں، اور میری اتنی گنجائش نہیں ہے کہ میں اتنی رقم یک مشت نکال سکوں، اگر قسط پر لوں تو یہ رکشا ۶۵،۶۰۰، روپے میں پڑے گی، جس میں پیشگی ۲۸،۵۰۰ روپے دینے پڑیں گے، اور اس کے بعد ہر ماہ ۴،۵۰۰ روپے کی قسط دینی پڑے گی، جو تیس مہینوں تک دینا پڑے گی، تو قسطوں پر رکشا لینا کیسا ہے؟ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

قسطوں پر رکشا لینے کی جو صورت سوال میں مذکور ہے، اس میں پیشگی ۲۸،۵۰۰ روپے دینے

پڑیں گے، یہ قیمت میرے پاس نہیں ہے، اور میں اپنے خود کے مکان میں اپنی بیوی وبچوں کے ساتھ رہتا ہوں، اور ایک مسلمان بھائی مجھے اتنی رقم زکوۃ کی دینا چاہتا ہے، البتہ وہ کہتا ہے کہ شرعاً دینے کی گنجائش ہو تب ہی دوں گا، تو کیا ان کا وہ روپیہ دینا جائز ہے؟ کیا اس سے ان کی زکوۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ادائے زکوۃ کے صحیح ہونے کے لئے غریب مستحق کو تملیکاً زکوۃ کی رقم دینا ضروری ہے، اس لئے اگر آپ مستحقِ زکوۃ ہیں اور وہ بھائی پیشگی کی رقم آپ کے قبضہ میں تملیکاً دیتے ہیں، اور پھر آپ وہ رقم پیشگی میں دیں تو یہ جائز ہے۔ البتہ اگر صاحب مال خود جا کر پیشگی میں زکوۃ کی رقم بھرآئے، تو آپ کی پیشگی تو ادا ہو جائے گی، لیکن اس کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فصل فی صدقة الفطر

﴿۱۴۹۰﴾ ایک صدقۂ فطر چند محتاجوں میں تقسیم کرنا

سوال: رمضان المبارک میں جو صدقۂ فطر نکالا جاتا ہے، تو کیا اس صدقۂ فطر کی رقم ہم دو تین مانگنے والوں کو دے سکتے ہیں؟ یعنی کیا ایک صدقۂ فطر کی رقم چند مستحقین میں تقسیم کی جا سکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ایک شخص کا صدقۂ فطر ایک ہی محتاج کو دینا بہتر ہے، البتہ دو تین محتاجوں کو دینا بھی صحیح قول کے مطابق جائز ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

﴿۱۴۹۱﴾ مقروض پر صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں؟

سوال: کسی شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی سے زیادہ قیمت کا مال ہے، لیکن اس کے سر پر قرض ہے، تو اس شخص کو اپنی طرف سے یا اپنے بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں موجود مال سے قرض کی رقم منہا کرنے کے بعد دیکھا جائے کہ نصاب کے برابر مال بچتا ہے یا نہیں، اگر نصاب کے برابر مال بچتا ہے تو اپنی طرف سے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر نکالنا واجب ہے، اور اگر نصاب کے برابر مال نہیں بچتا تو زکوۃ یا فطرہ واجب نہیں ہوگا۔ (درمختار)

﴿۱۴۹۲﴾ زکوۃ، فطرہ کی رقم سے مسجد کے بیت الخلاء بنانا

سوال: زکوۃ، فطرہ کے روپیوں سے مسجد کے پیشاب خانے یا بیت الخلاء اور غسل خانے بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......زکوۃ،فطرہ کی رقم غریب محتاج مستحق زکوۃ مسلمان شخص کو مالک بنا کر اس کے قبضہ اور اختیار میں دینا ضروری ہے، جب تک کسی غریب کے قبضہ میں یہ رقم نہیں جائے گی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، لہذا سوال میں مذکورہ کاموں میں یہ رقم استعمال نہیں کر سکتے۔(شامی:۲) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۹۳﴾ زکوۃ فطرہ کی رقم سے عیدگاہ بنانا

سوال: زکوۃ وفطرہ کے روپیوں سے نئی عیدگاہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......نہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۴۹۴﴾ فطرہ کی رقم مسلمان کو دینا ضروری ہے۔

سوال: ہندوستان میں ایک ادارہ ہے، جس کے سرپرست ہندو حضرات ہیں، یہ ادارہ مذہب وقوم کے فرق کے بغیر ہر ایک کے لئے آنکھ کے آپریشن میں امداد کی خدمت انجام دیتا ہے، اس ادارہ کو فطرہ کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ فطرہ ادا ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......فطرہ کی رقم بھی غریب مسلمان کو تملیکاً دینا ضروری ہے، اور مذکورہ ادارہ میں دینے سے یہ شرط پوری نہیں ہوتی، البتہ نفلی صدقات وخیرات دے سکتے ہیں۔

﴿۱۴۹۵﴾ کیا امام صدقہ کا گوشت کھا سکتا ہے؟

سوال: ایک امام صاحب کی تنخواہ ۲۷۵ روپئے ماہانہ ہے، کیا وہ صدقہ کا گوشت کھا سکتے ہیں؟ ان کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... یہ امام صاحب زکوۃ، صدقات کے مستحق ہوں، اور

انہیں صدقہ کا گوشت دیا جائے، تو جائز ہے، اور ان کے لئے لینا بھی جائز ہے، ان کے پیچھے بلاتردد نماز صحیح ہوجائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۹۶﴾ وکیل کے حکم کے بغیر کئے گئے صدقہ کا مطالبہ کرنا درست ہے؟

سوال: ایک شخص بیرون میں رہتا ہے، ان کے بڑے بھائی وطن میں بیمار ہیں، بیرون ملک والے بھائی کو معلوم ہونے پر اس نے اپنے پوتے کو ہندوستان میں خط لکھا کہ فلاں شخص کو کہنا: کہ کچھ صدقہ کردے، پوتے نے اس شخص کو خبر نہیں دی بلکہ خود صدقہ دینا شروع کردیا، اب پوتا دادا کے وکیل سے صدقہ میں دی ہوئی رقم کا مطالبہ کرتا ہے، تو کیا یہ مطالبہ کرنا صحیح ہے؟ اور اس طرح کیا گیا صدقہ قبول ہوگا؟ اور کیا دادا کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنا درست ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... صورت مسئولہ میں اس پوتے کا کام صرف خبر پہونچانا تھا، اور صدقہ کے لئے اسے وکیل نہیں بنایا گیا تھا، پھر بھی اس نے اپنے دادا کی طرف سے صدقہ کیا تو یہ صدقہ صحیح ہوجائے گا، البتہ اس کا خرچ واپس لینے کا اسے حق نہیں بنتا، اپنی طرف سے سلوک اور احسان کہلائے گا۔

اگر واجب صدقہ ہو تو جس کی طرف سے کیا جائے اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر ادا کرنے سے ادا نہیں ہوتا، اور صورت مسئولہ میں صدقہ نفلی تھا، اس لئے ادا ہوگیا، البتہ پوتے کو دادا کے وکیل سے خرچ واپس لینے کا حق نہیں بنتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۴۹۷﴾ اپنے رشتے داروں کو صدقہ وغیرہ سے محروم رکھنا

سوال: ایک بھائی نے اپنے قریبی رشتہ دار کو مدد کرنے اور روزگار شروع کرانے میں

تعاون کرنے کا وعدہ کیا تھا، اور زبان دی تھی، پھر دوسرے لوگوں کے بہکاوے میں آ کر وہ مدد آج تک اس غریب تک نہیں پہنچی، حالانکہ یہ وعدہ کرنے والے بھائی مالی حیثیت سے بہت تونگر ہیں، پھر بھی وعدہ خلافی کی، اور غریب رشتہ دار کو مدد سے محروم رکھا، اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......وعدہ پورا کرنا ایمان کی نشانیوں میں سے ہے، اور وعدہ خلافی کرنا منافق کی علامت ہے، اللہ کے رسول ﷺ مؤمن کی علامتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اذا وعد وفی۔ مؤمن وہ ہوتا ہے جو وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے، نیز رشتہ داروں کی مدد کرنے میں دہرا اجر ملتا ہے، ایک صلہ رحمی کا اور دوسرا صدقہ کرنے کا۔ اس لئے دوسرے محتاجوں سے زیادہ اپنے رشتہ داروں کو دینا چاہئے، وہ زیادہ حقدار ہیں، اول خویش بعدہ درویش۔ رشتہ دار محتاج ہوں، اور انہیں نظر انداز کر کے دوسروں پر صدقہ کیا جائے، تو اللہ تعالیٰ ایسے صدقہ کو قبول نہیں کرتے۔ (شامی:۲)

﴿۱۴۹۸﴾ صدقہ میں بڑا جانور دے سکتے ہیں؟

سوال: میں اپنی طرف سے اور اپنے دو لڑکوں اور دو لڑکیوں کی طرف سے اور ایک حصہ مزید ملا کر کل چھ حصوں کا صدقہ کرنا چاہتا ہوں، تو صدقہ کے لئے بڑا جانور خریدوں تو جائز ہے یا نہیں؟ یا پھر چھ مینڈھے یا بکرے لینے ضروری ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً......نفلی صدقہ کرنے کے لئے لڑکوں کے دو حصے اور لڑکیوں کا ایک حصہ یا یہ کہ بڑے جانور کا صدقہ کیا جائے یا چھوٹے چھ جانور صدقہ میں دئے جائیں، شریعت میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے، جتنا چاہیں اور جو چاہیں صدقہ کر سکتے ہیں۔

﴿۱۴۹۹﴾ صدقۂ نافلہ وواجبہ کی قسمیں اوران کا حکم

سوال: کیا بکرا یا مرغی کا صدقہ کر سکتے ہیں؟ اور اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کرنا گناہ ہے یا ثواب؟ مالدار شخص کو صدقہ کا گوشت دے سکتے ہیں؟ اور قصائی صدقہ کے گوشت میں سے کچھ لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حدیث شریف میں صدقہ کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے، نیز اللہ کی ناراضگی سے بچنے اور گناہوں سے بھڑکی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے صدقہ بے حد مفید اور کارآمد ہے، اس لئے تھوڑا بہت جو بھی میسر ہو صدقہ میں دیتے رہنا چاہئے، بکرا، مرغی، انڈا، روپئے، گوشت وغیرہ ہر چیز کا صدقہ کرنا صحیح اور درست ہے۔

صدقہ کی دو قسمیں ہیں:

صدقات نافلہ: ان کا حکم یہ ہے کہ نادار، غریب مسلمان کو ہی دینا چاہئے، اسی میں زیادہ ثواب ہے، اور یہی بہتر ہے، البتہ مالدار یا صاحب حیثیت کو دینا بھی جائز ہے، البتہ اس میں نادار پر تصدق کرنے کا جتنا ثواب ہے اتنا نہیں ملتا۔ (امداد الفتاویٰ: ۲/۶۴)

صدقات واجبہ: یہ صدقہ کی دوسری قسم ہے، اسے واجب صدقات کہتے ہیں، مثلاً: زکوۃ، منت، فطرہ، فدیہ، وغیرہ یہ صدقات صرف محتاج، غریب حقداروں کو ہی دینا ضروری ہیں، مالداروں کو دینا درست نہیں ہیں، خود اپنے پر واجب صدقہ کا گوشت صدقہ کرنے والا نہیں کھا سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۰۰﴾ صدقۂ فطر کی مقدار

سوال: حال میں ایک کتاب ''اسلامی مہینے'' مطالعہ میں آئی، اس کے صفحہ: ۸۳ پر یہ

عبارت مذکور ہے:

ایک شخص کا صدقۂ فطر پونے دوسیر، یعنی ۸۶۶ گرام انگریزی وزن سے ہے، البتہ احتیاط کے طور پر ایک کیلو گیہوں یا چار سیر جو کی قیمت دے دی جائے۔ یہ مقدار آج تک جو سنی اور پڑھی اس سے مختلف ہے، تو کیا یہ وزن صحیح ہے؟ صدقۂ فطر کی صحیح مقدار کیا ہے؟ معتبر کتابوں کے حوالوں کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... حدیث شریف میں صدقۂ فطر کی جو مقدار بتائی گئی ہے، اس میں گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا ستو کے لئے آدھا صاع اور کھجور، جو وغیرہ کے لئے ایک صاع ضروری بتایا گیا ہے۔ (مشکوۃ: ۱۶۰)۔

صاع ایک پیمانہ کا نام ہے، جو آپ ﷺ کے مبارک زمانہ میں مروج تھا، اس صاع کی مقدار کیا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔ اور (۱) ایک صاع، صاع مدنی ہے، اور (۲) دوسرا ایک صاع ہے جسے صاع عراقی کہتے ہیں، دونوں میں خاص کچھ فرق نہیں ہے، امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ صاع عراقی کو معتبر قرار دیتے ہیں، اس لئے اس کا اعتبار کرنا زیادہ صحیح ہے۔ (شامی: ۲/۷۶) صاع عراقی آٹھ رطل شرعی کا ہوتا ہے، اس صاع کی مقدار تین طرح کے وزن سے کی جاتی ہے۔ (۱) مثقال کے اعتبار سے (۲) درہم کے اعتبار سے (۳) مد کے اعتبار سے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) مثقال کے اعتبار سے ایک صاع ۲۷۰ تولہ اور آدھا صاع ۱۳۵ تولہ کا بنتا ہے۔

(۲) درہم کے حساب سے ایک صاع ۲۷۳ تولہ اور آدھا صاع ساڑھے ۱۳۶ تولہ کا بنتا ہے۔

(۳) مد کے حساب سے ایک صاع ۲۸۰ تولہ اور ۶ ماشہ اور آدھا صاع ۱۴۰ تولہ اور تین ماشہ

کا بنتا ہے۔ ان مقداروں کو موجودہ اوزان میں تبدیل کریں تو...... ۱۳۵ تولہ برابر ۱۵۷۴ گرام اور ۱۳۶ تولہ برابر ۱۵۹۲ گرام اور ۱۴۰ تولہ اور تین ماشہ برابر ۱۶۳۵ گرام، بنتا ہے۔

حضرت اقدس مولانا تھانویؒ "بہشتی زیور" میں صدقۂ فطر کی مقدار بیان کرتے ہوئے تحریر فرما تے ہیں کہ آدھا صاع یہ بنگالی پونے دو سیر اور ایک چھٹانک کا ہوتا ہے، اس حساب سے انگریزی وزن ۱۶۶۲ گرام ہوگا، اس لئے مندرجہ بالا مقادیر میں سب سے زیادہ مقدار ۱۶۶۲ گرام کو احوط سمجھ کر اس کے گرام سے ۱۶۶۲ گرام گیہوں یا اس کی قیمت صدقۂ فطر میں دی جائے، اور مزید احتیاط کے طور پر اس سے اور جتنا زیادہ دینا ہو دے سکتے ہیں، یہ اور بھی بہتر ہے، اس لئے کہ وہ کریم پروردگار کسی نیک عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

سوال میں مذکورہ مقدار غلط ہے، میرے گمان سے انہوں نے بنگالی سیر اور مروج سیر میں فرق کو ملحوظ نہیں رکھا، یا کاتب کا سہو ہے۔ (شامی: ۲، اوزان شرعیہ) فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۰۱﴾ للہ مد کی رقم وکیل کسی بھی ادارہ کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: ایک شخص بیرون ملک میں رہتا ہے، اس کے مرحوم والد کی کچھ جائداد انڈیا میں بھی ہے، جس کی نگرانی اس کا بھائی رکھتا ہے، اور اس جائداد کی آمدنی میں اس بھائی کا بھی حصہ ہے، اس بیرون ملک میں ساکن بھائی نے اپنے انڈیا میں رہنے والے بھائی کو کہا: کہ میرے حصہ کے روپے دینی ادارہ میں للہ مد میں دے دئے جائیں، سالوں بعد بیرون ملک والے بھائی نے پوچھا: کہ میرے روپیوں کا کیا کیا؟ تو اس بھائی نے کہا: کہ میں نے اسے تبلیغی جماعت کے کام میں خرچ کئے ہیں، بیرون ملک والے بھائی کا کہنا ہے: کہ میں نے تجھے

دینی ادارہ میں خرچ کرنے کے لئے کہا تھا، جس سے میری مراد مدرسہ تھا، اور تو نے تبلیغی کام میں خرچ کیے، تو کیا وہ بھائی اب انڈیا والے بھائی سے روپئے واپس لے سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... مذکورہ رقم بیرون ملک میں ساکن بھائی کی ملکیت ہے، اور اس نے یہ رقم مدرسہ میں للہ مد میں دینے کے لئے کہا تھا، تو انڈیا میں رہنے والا بھائی اس کام کے لئے اس کا وکیل کہلائے گا، اور اسے اسی طرح عمل کرنا چاہئے۔

البتہ یہ رقم حصول ثواب کی نیت سے للہ مد میں خرچ کرنے کے لئے کہا تھا، اور اس کے لئے مدرسہ کو نامزد کیا تھا، اور اس بھائی نے تبلیغ کے کام میں خرچ کرنے پر بھی ثواب ملتا ہے اس نیت سے تبلیغ کے کام میں خرچ کیے، تو ایسا کرنے سے مقصد حاصل ہو گیا، اس لئے اس رقم کو واپس لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

﴿۱۵۰۲﴾ امداد کی رقم سے غیر سودی قرض دینا کیسا ہے؟

سوال: ایک اسلامی ادارہ اپنے اراکین کے واسطہ سے امداد کے نام سے رقم وصول کرتا ہے، اور اس کی رسید بھی دیتا ہے، امداد کی رقم سے مستحقین کی مدد کرنے کے بجائے انہیں غیر سودی قرض دیتا ہے، اور بدلے میں زیورات یا جائداد رہن میں رکھتا ہے، تو کیا ادارہ کے لئے ایسا کرنا مناسب ہے؟ امداد میں آئی ہوئی رقم امداد میں دینی چاہئے، ایسی ہماری درخواست ہے، آنجناب اس کا جواب شرعی نقطۂ نظر سے تحریر فرما کر مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... بنام امداد جو رقم موصول ہوتی ہے، اس میں معطیین کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے، اگر معطیین کی نیت یہ ہے کہ غیر سودی قرض میں رہن پر یہ رقم دی جائے، تو ادارہ کا یہ طریقہ کار درست اور صحیح ہے، اور یہ بھی ایک قسم کی امداد ہی ہے، اور اگر

معطیین کی نیت یہ ہو کہ یہ رقم للہ یا نفلی صدقہ کے طور پر دے دی جائے تو وہ رقم نادار غرباء کو تملیکاً دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۰۳﴾ خودرو گھاس پر عشر ہے یا نہیں؟

سوال: کھیتی کی پیداوار پر عشر واجب ہے، کیا خودرو گھاس پر بھی عشر واجب ہے؟ یعنی اس کا دسواں حصہ زکوۃ کے طور پر دینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......خودرو گھاس میں عشر واجب نہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۰۴﴾ کیا کرائے کی رکشا چلانے والا زکوۃ کا مستحق ہے؟

سوال: میں کرائے کی رکشا چلاتا ہوں، اس سے روزانہ مجھے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے، اسی سے میرا گذر بسر چلتا ہے، میرے چار بچے ہیں، میرے پاس نقد یا سونا، چاندی کچھ بھی نہیں ہے، میری والدہ بھی میرے ساتھ رہتی ہے، ان کا خرچ بھی میں ہی نکالتا ہوں، خرچ میں بہت تنگی پڑتی ہے، کئی مرتبہ قرض بھی لینا پڑتا ہے، اور قرض ادا کرنے میں بھی بہت تکلیف ہوتی ہے، تو کیا میں زکوۃ کا مستحق ہوں؟ میں زکوۃ لے سکتا ہوں؟ اصول فقہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ کے پاس نقدی یا بچت نہیں ہے، سونا چاندی بھی نہیں ہے، روزانہ کماتے ہو، اور اسی سے گذر بسر چلتا ہے، تو شرعاً آپ غریب مستحق کی تعریف میں آتے ہیں، آپ پر زکوۃ دینا واجب نہیں ہے، بلکہ نصاب کے برابر مال کے مالک نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے، کوئی شخص آپ کو زکوۃ کے روپے دے تو آپ بخوشی لے سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

﴿۱۵۰۵﴾ کیا غیر مستحق سود کی رقم سے جرمانہ بھر سکتا ہے؟

سوال: ایک پولیس انسپکٹر نے میری گاڑی پر چار طرح کے جرمانے لگائے ہیں، اور مجھے آر ٹی او میں اندازاً ۳۰ ہزار روپے کا جرمانہ بھرنے کے لئے کہا ہے، اور میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں یہ رقم بھر سکوں، میرے ایک دوست کے پاس سود کی رقم ہے، تو سود کی رقم سے میں وہ جرمانہ بھر سکتا ہوں یا نہیں؟ جلد جواب سے نواز کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... اولاً یہ جاننا ضروری ہے کہ آپ زکوۃ کے مستحق ہیں یا نہیں؟ یعنی آپ کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر نقد یا ایسا کوئی مال جو حاجت اصلیہ میں داخل نہ ہو آپ کے پاس نہیں ہے تو آپ شرعاً زکوۃ کے مستحق ہیں، ایسی صورت میں اگر آپ کا دوست آپ کو سود یا زکوۃ کی رقم دیتا ہے، تو آپ کے لئے لینا جائز ہے، اور آپ کی ملک میں آنے کے بعد آپ آر۔ٹی۔او۔ میں جمع بھی کروا سکتے ہیں، اور دوسری صورت یہ ہے کہ آپ زکوۃ کے مستحق نہیں ہیں، تو آپ سود کی رقم نہیں لے سکتے، تو اس صورت میں سود کی رقم سے جرمانہ بھرنا صحیح نہیں۔

﴿۱۵۰۶﴾ وکیل کا مؤکل کے امر سے پہلے پیشگی زکوۃ دینا

سوال: ایک شخص کرانہ (پنساری) کی دکان چلاتا ہے، اور یہ صاحب نصاب ہے، اس پر جب زکوۃ واجب ہوتی ہے تو وہ زکوۃ میں لوگوں کو غلہ، کپڑے اور دیگر اشیاء دیتا ہے، اب یہ شخص آئندہ سال کی زکوۃ اسی سال دے اور اس میں مذکورہ اشیاء دے تو زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ یعنی ۵۰۰ روپے کی قیمت کا سامان مستحق کو دے دیا، اور بعد میں جب خود پر زکوۃ فرض ہوئی تو اس میں سے ۵۰۰ روپے اپنے گلہ میں ڈال دے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ اسے دوسرے رشتہ دار زکوۃ تقسیم کرنے کے لئے دیتے ہیں، تو وہ صاحب زکوۃ کے امر سے روپیوں کے بجائے یہ چیزیں مستحق کو دیتا ہے، اب اگر اس کے پاس زکوۃ کے روپئے آئے نہ ہوں لیکن یہ کسی مستحق کو ٥٠٠ روپئے کا سامان دے، اور پھر زکوۃ کی رقم آنے پر اس رقم کو اپنے گلہ میں ڈال دے، اور اسے ٥٠٠ روپئے کے سامان سے محسوب کرلے، اور بقیہ رقم مستحق میں تقسیم کردے تو اس طرح پیشگی زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(٢) گھر میں پہننے کے کپڑوں میں کچھ کپڑے نئے ہیں، اور کچھ ایک دو مرتبہ پہنے ہوئے ہیں، یہ کپڑے زکوۃ کے طور پر مستحق کو دے سکتے ہیں، ان کپڑوں کی خرید کی قیمت سے کم یا بہت ہی کم قیمت پر زکوۃ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں مذکورہ بالا دونوں صورتیں پیش آتی ہیں تو زکوۃ کے بارے میں ان کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً...... زکوۃ میں جو چیز واجب ہوئی ہو وہی دی جائے یا اس کی قیمت کے برابر نقد یا کوئی اور چیز دی جائے، درست ہے، البتہ دوسری چیز دینے میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس چیز کی بازار کی قیمت جو ہوگی اتنی ہی قیمت کی زکوۃ ادا ہوگی۔ اب اگر کوئی شخص صاحب نصاب ہے، اور وہ پیشگی زکوۃ نکالنا چاہتا ہے، تو دے سکتا ہے، بعد میں جب زکوۃ فرض ہوگی تو اتنی رقم زکوۃ میں محسوب کرسکتا ہے، اس لئے کہ یہ شخص اتنی رقم پہلے زکوۃ میں دے چکا ہے۔

لیکن کسی اور کی طرف سے زکوۃ تقسیم کرنے میں یہ شخص وکیل کا درجہ رکھتا ہے، اور مؤکل نے ابھی اسے زکوۃ تقسیم کرنے کا وکیل نہیں بنایا ہے، اور کوئی حاجت مند آنے پر اس نے اپنی طرف سے کوئی رقم یا چیز زکوۃ کے طور پر دے دی، کہ جب مؤکل کا امر ہوگا تو اتنے روپئے

خود کے حساب میں جمع کرلے گا، تو اس طرح کرنا درست نہیں ہے۔

و یجوز تعجیل الزکوۃ بعد ملک النصاب و لا یجوز قبله کذا فی الخلاصه۔ (عالمگیری، کتاب الزکوۃ: ١٧٦/١)۔و الاصل ان کل مال یجوز التصدق به تطوعا یجوز اداء الزکوۃ منه و مالا فلا، و هذا عندنا۔ (بدائع: ١٤٦/٢)۔و لو تصدق عن غیره بغیر امره فان تصدق بمال جازت الصدقة عن نفسه و لا تجوز عن غیره و ان اجازه و رضی به۔ (بدائع: ١٤٥/٢)

(۲) زکوۃ میں جو چیزیں یا کپڑے دیئے جائیں اس دن ان چیزوں کا جو بازاری نرخ ہو اسی قیمت کا اعتبار ہوگا، گھر میں مستعمل کپڑے بازار کے نرخ کے اعتبار سے قیمتی نہیں ہوتے، اس لئے ان کی صحیح قیمت نکال کر زکوۃ کے طور پر دینا جائز ہے۔

لکن یجب ان یکون التقویم بما هو انفع للفقراء قدراً و رواجاً۔ (عالمگیری: ١٧٩/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۰۷﴾ وکیل بغیر اجازت زکوۃ کے روپے خرچ کردے، اور اپنی طرف سے دوسرے روپیوں سے زکوۃ ادا کرے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی؟

سوال: ایک شخص کو کسی نے زکوۃ کے ہزار روپے تقسیم کے لئے دیئے، وہ روپے اس شخص کی جیب میں تھے، اور وہ گھر سے باہر نکلتا ہے، اور اچانک روپیوں کی ضرورت پڑتی ہے، اور اس کے پاس ان روپیوں کے علاوہ دوسرے روپے نہیں ہیں، تو کیا وہ اپنے پاس موجود زکوۃ کے روپیوں سے اپنی ضرورت پوری کرسکتا ہے؟ اور گھر جا کر دوسرے روپے ان زکوۃ کے روپیوں میں رکھ سکتا ہے؟ کیا از روئے شرع اس میں کچھ حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... زکوۃ کی رقم جس کی ہے اس نے استعمال کی اجازت

دی ہوتو جائز ہے، اور استعمال کی اجازت نہ دی ہو اور یہ شخص ان روپیوں کو خرچ کر ڈالے اور ان کے بجائے اپنی طرف سے دوسرے روپے زکوۃ میں دے تو اس سے صاحب زکوۃ کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

بخلاف ما اذا انفقها اولاً علی نفسه مثلا ثم دفع من ماله فهو متبرع۔ (شامی: ۱۸۹/۳)

﴿۱۵۰۸﴾ نفل حج کروانا بہتر ہے یا مسجد میں پانی کا انتظام کرنا؟

سوال: ایک شخص اپنے روپیوں سے دوسروں کو نفل حج کروانا چاہتا ہے، تو یہ نفل حج کروانا بہتر ہے یا بہت سی مسجدوں میں پانی کا انتظام نہیں ہے، یا بہت سے مدرسوں میں بچوں کے کھانے پینے کا نظم نہیں ہے، وہاں ان روپیوں سے مذکورہ ضرورتوں کو پورا کرنے میں یہ روپے خرچ کرنا چاہئے، ان دونوں مصرف میں سے کس جگہ روپے خرچ کرنا زیادہ بہتر ہے؟ نفلی حج کرانے میں زیادہ ثواب ہے یا مذکورہ ضرورتوں میں خرچ کرنا زیادہ ثواب رکھتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... ہر کار خیر میں روپے خرچ کرنا ثواب اور رضائے الٰہی کا سبب ہے، البتہ جس وقت جس جگہ جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو وہاں روپیوں کو خرچ کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہوتا ہے۔

بل یجوز صرفه فی جهات البر کلها لان اللفظ للعموم فیجب حمله علی عمومه ولا یجوز تخصیص العموم بغیر دلیل و ربما کان غیر هذه الجهات احوج من بعضها و احق و قد تدعو الحاجة الی تکفین میت و اصلاح طریق و فك اسیر و اعتاق رقبة و قضاء دین و اعانة ملهوف اکثر من دعائها الی حج من لا یجب علیه

الحج فیکلف وجوب ما لم یکن علیه واجباً۔ (المغنی: ۵۵۹/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۰۹﴾ کیا گھر کی بقیہ قیمت ادا کرنے کے لئے سود کے روپئے لے سکتے ہیں؟

سوال: ہمارے گھر کے دو مالک ہیں۔ (۱) فریدہ بی بی عبدالکریم (۲) صغریٰ بی بی عبدالحمید، اب گھر سے کسی ایک کے نکلنے کا وقت آگیا، تو صغریٰ بی بی نکلنے کے لئے ہم سے ساڑھے تین لاکھ روپئے (گھر کی نصف قیمت) کا مطالبہ کرتی ہے، ہمارے پاس اتنی قیمت نہیں ہے، اور نہ ہی ہم سے کسی طرح کا انتظام ہوسکتا ہے، ہم زکوٰۃ کے مستحق ہیں، تو کیا ہم ان کو دینے کیلئے سود کے روپئے لے سکتے ہیں؟ کیا ہمارے لئے سود کے روپئے لینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......آپ کے پاس نصاب کے برابر سونا، چاندی یا حاجت اصلیہ سے زائد کوئی چیز نہیں ہے، تو آپ شرعاً غریب اور مستحق زکوٰۃ کے حکم میں ہیں، ایسی حالت میں اگر آپ کو روپیوں کی ضرورت پڑے اور کوئی آپ کو سود کے روپئے دے، تو آپ اسے لے کر اپنا قرض ادا کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۵۱۰﴾ گھر خریدنے کیلئے زکوٰۃ لینا کیسا ہے؟

سوال: میں ایک مدرسہ میں پڑھاتا ہوں، اور ساتھ میں امامت بھی کراتا ہوں، اور میرے پاس خود کا گھر نہیں ہے، میں نے ایک گھر خریدنے کا ارادہ کیا ہے، اور گیارہ لاکھ میں بات چیت ہوگئی ہے، اور اب میں گیارہ لاکھ کا قرضدار ہوگیا ہوں، میرے پاس دوسری کوئی آمدنی نہیں ہے، اور میں زکوٰۃ کا مستحق ہوں، اور ایک صاحب خیر کی طرف سے مجھے گھر لینے کے لئے زکوٰۃ کی رقم دینے کو کہا گیا ہے، تو کیا پوری رقم ایک ساتھ لے کر اپنا قرض ادا کر سکتا ہوں؟ یا تھوڑی تھوڑی رقم لے کر اپنا قرض ادا کرسکتا ہوں، اسکا جواب شریعت کی روشنی

میں دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... آپ کے پاس نصاب کے برابر مال نہیں ہے، اور آپ کا ارادہ ایک گھر خریدنے کا ہے، اور گیارہ لاکھ میں بات چیت بھی ہوگئی ہے، تو اب اگر کوئی شخص آپ کو گیارہ لاکھ روپئے دے تو آپ لے سکتے ہیں، زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور گھر آپ کی ملکیت کا ہو جائے گا، اس لئے کہ گھر کا سودا کر لینے سے اور گھر خریدنے سے آپ پر قیمت ادا کرنا واجب ہو گیا، اور آپ کے پاس اتنی رقم نہیں ہے، تو آپ قرضدار کہلائیں گے، پھر ایسی حالت میں وہ شخص آپ کو پوری زکوۃ کی رقم دے تو اوپر لکھنے کے مطابق آپ بلا تردد لے سکتے ہیں، اور وہ دے سکتے ہیں۔

﴿۱۵۱۱﴾ کپڑوں میں لگی ہوئی چاندی پر زکوۃ کا مسئلہ

سوال: ہمارے گھرانہ میں شادی بیاہ کے موقع پر جو کپڑے بنائے جاتے ہیں، ان میں خالص چاندی کے تاروں کا کام کیا جاتا ہے، میرے پاس ایسے دو جوڑ کپڑے ہیں، ایک جوڑے میں ۱۶۰ تولہ چاندی ہے، اور دوسرے جوڑے میں ۸۰ تولہ چاندی ہے، دس سال قبل ان کی قیمت چھبیس ہزار روپئے تھی، دس سال میں دو مرتبہ میں نے پہنا ہے اور وہ بھی خوشی کے موقع پر۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کپڑوں کی زکوۃ کس طرح نکالی جائے گی؟ فی الحال ان کی بازار قیمت بہت زیادہ ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... پہننے کے اچھے اور غیر قیمتی کپڑوں پر تو زکوۃ واجب نہیں ہے، البتہ ان کپڑوں میں چاندی لگی ہوئی ہے، اس لئے چاندی کا جو وزن ہو اس کی قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں نکالا جائے گا۔ کپڑوں میں لگی ہوئی چاندی نصاب سے

زائد ہے، آپ کے لکھنے کے مطابق ایک جوڑے میں ۱۶۰ تولہ اور دوسرے جوڑے میں ۸۰ تولہ چاندی ہے، جس سے چاندی کا نصاب مکمل ہو جاتا ہے، اس لئے اس چاندی کی زکوۃ نکالنا (ادا کرنا) فرض ہے، جس دن زکوۃ نکال رہے ہیں اس دن چاندی کا بازار کا نرخ معلوم کرلیا جائے، اور کپڑوں میں موجودہ چاندی کی قیمت کا حساب لگالیا جائے، جو قیمت بنتی ہو اس کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فی صد زکوۃ کے طور پر دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين
والصلوٰه والسلام على سيد المرسلين محمد وآله
واصحابه اجمعين الى يوم الدين

تم الجزء الثاني بحمد الله سبحانه وتعالى
و يليه الجزء الثالث واوله كتاب الصوم